ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ نومبر 2017ء

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم وسیرت النبی نمبر

وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين

الأنبياء ۱۰۷

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے **رحمت** ہی بنا کر بھیجا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

''قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں ضرور بالضرور ان کو قتل کروں گا اور انہیں مصلوب کروں گا (یعنی صلیب پر چڑھاؤں گا)۔ میں انہیں ضرور بالضرور راہِ ہدایت پر لاؤں گا چاہے انہیں ناگوار گزرے۔ **مجھے اللہ نے نبیٔ رحمت بنا کر مبعوث کیا**، اللہ مجھے اس دنیا سے نہ اٹھائے گا جب تک کہ اپنے دین کو دنیا پر غالب نہ کر دے!'' (تفسیرِ عثمانی بحوالہ تفسیرِ ابنِ کثیر)

وما ارسلنٰك الا رحمۃ للعٰلمین

آنحضرت ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں یعنی آپؐ تو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اگر کوئی بد بخت اس رحمتِ عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے۔ آفتاب عالمتاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کر لے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی۔ آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو رحمت للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ اہے اس کو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بت اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے چناچہ دینا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اُٹھاتا ہے۔ نیز حق تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہے کہ پہلی امتوں کے بر خلاف اس امت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپؐ جہاد کرتے تھے وہ بھی مجموعہ عالم کے لیے سراسر رحمت تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی جس کے آپ حامل بن کر آئے تھے اور بہت سے اندھے جو آنکھیں بنوانے سے بھاگتے تھے اس سلسلہ میں ان کی آنکھوں میں بھی خواہ مخواہ ایمان کی روشنی پہنچ جاتی تھی ایک حدیث میں ہے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاُقَتِّلَنَّھُمْ وَلَاُصَلِّبَنَّھُمْ وَلَاَھْدِیَنَّھُمْ وَھُمْ کَارِھُوْنَ اِنِّیْ رَحْمَۃٌ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ وَلَا یَتَوَفَّانِیْ حَتّٰی یُظْھِرَ اللّٰہُ دِیْنَہٗ

”قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں ضرور بالضرور ان کو قتل کروں گا اور انہیں مصلوب کروں گا (یعنی صلیب پر چڑھاؤں گا)۔ میں انہیں ضرور بالضرور راہِ ہدایت پر لاؤں گا چاہے انہیں ناگوار گزرے۔ مجھے اللہ نے نبیٔ رحمت بنا کر مبعوث کیا، اللہ مجھے اس دنیا سے نہ اٹھائے گا جب تک کہ اپنے دین کو دنیا پر غالب نہ کر دے!“

(تفسیرِ عثمانی بحوالہ تفسیرِ ابنِ کثیر بحوالہ طبرانی)

ان الفاظ سے آپؐ کے ”رحمت للعالمین“ ہونے کا مطلب زیادہ وسعت کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔

سیدنا عتبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا"اٹھو اور دشمنوں سے لڑو"۔ یہ سن کر ایک شخص نے دشمن پر تیر چلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"اس پر جنت واجب ہوگئی"۔(مسند احمد)

ربیع الاول ۱۴۳۹ھ
نومبر 2017ء

اس شمارے میں

ادار یہ		
تزکیہ واحسان	اپنے ایمان کا جائزہ لیجیے	۱۰
دروس حدیث	توحید باری تعالیٰ۔ سلسلہ دروس احادیث	۱۳
سراپائے اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام	نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی ولادت	۱۶
	امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک	۲۰
راحتِ قلب وجاں، ہادی ومقتدیٰ ﷺ	انسانیت کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲
	آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۴
	درود شریف کے فضائل	۲۶
	تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا	۲۸
	النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم	۳۰
ہم تیرے دشمن ماریں گے!	جرم توہینِ رسالت۔۔۔چند پہلو	۳۲
	اسلام میں شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا	۳۷
	موجودہ دور میں گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی شرعی حیثیت	۴۰
	شاتمینِ رسول کو سزائے موت کا قانون: شبہات وجوابات	۵۱
	علاج اس کا بھی کچھ غمِ جاناں ہے کہ نہیں!	۵۶
	گستاخِ رسول کی شرعی سزا	۷۱
	جمہوریت کا کارنامہ۔۔۔۔۔۔قادیانیوں کو کافر قرار دیا جانا	۷۸
	تحفظِ ناموسِ رسالت۔۔۔۔۔۔وقت کی پکار	۷۹
	گستاخِ رسول 'مسلمان' ہو کر بھی کافر!	۸۳
	مسلمان حکمرانوں کی غیرتِ ایمانی اور شاتمینِ رسول کا قتل	۸۷
	سرِ تیغ کے متاعِ دل وجاں خریدنا	۸۹
	شمعِ رسالت کے پروانے	۹۱
نقیبانِ سعادت، شہیدانِ ناموسِ رسالت	شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم	۹۲
	جو ناموسِ رسالت پہ فدا تھے	۹۵
	قربان جانے والوں کے قربان جایئے!	۹۶
ہر زخم کا مرہم میرے محبوب کی سنت	اگر بچنا ہے آجاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سفینے میں!	۹۷
	تحفظِ ناموسِ رسالت پر منظوم کلام	۱۰۱
	میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!	۱۰۳
بأیّھمُ اقتدیتُمُ اھتدیتُم	عظمتِ صحابہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی زبان مبارک سے	۱۰۴
	عظمتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	۱۰۶
	صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی حوصلہ افزائی کے چند خوب صورت مناظر	۱۰۹
نشریات	معرکہ ستمبر تمہاری کرتوت ہی کا نتیجہ تھا	۱۱۳
صحبتِ با اہلِ دل	مع الاستاذ الفاروق	۱۱۷
مہاجر کے لیے جائے پناہ، انصار کی بستی	نصرتِ دین کے امین۔ انصار	۱۲۰
پاکستان کا مقدر۔ شریعتِ اسلامی کا نفاذ	خیالات کا ماہنامچہ	۱۲۵
وادیٔ جنت نظیر	لہو ہمارا بھلا نہ دینا!	۱۲۹
عالمی منظر نامہ	اسے کیا لکھئے؟	۱۳۴
عالمی جہاد	عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ	۱۳۵
	کینیا، ابھی تو یہ آغاز ہے پیارے!	۱۴۰
افغان باقی، کہسار باقی	امریکہ کی ہر چال ہی الٹی پڑ رہی ہے!	۱۴۲
افسانہ	مسافرانِ نیم شب	۱۴۵

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔
nawai.afghan@tutanota.com
انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:
Nawai-afghan.blogspot.com
Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر' اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے،اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

فلتشکلنا أمھاتنا إن لم ننصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی آقائے مدنی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کے مبارک ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و میلاد کی محافل سج چکی ہیں...فی زمانہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ عشق و محبت میں بھی خود ساختہ رنگ ڈھنگ اور طور طریقے رائج ہوتے چلے جا رہے ہیں...ڈھول باجوں، ناچ گانے اور ساز و سرود کے ہمراہ پیشہ ور مغنیوں، مطربان اور سازندوں کی فلمی موسیقی کی دُھنوں پر بے ہنگم "نعت خوانی"، ہلڑبازی، اُچھل کود، چکاچوند روشنیاں، چراغاں کے دلفریب مناظر اور شور و غوغا...یہ سب کچھ گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہارِ عشق کے لوازمات قرار پا چکے ہیں اور ایسے غیر شرعی اوامر کے مرتکبین 'ان تمام بدعات و خرافات ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی اصل قرار دینے پر مُصر رہتے ہیں... آپ اپنے گلی محلوں، سڑکوں چوراہوں پر دیکھ لیجیے کہ اِن دنوں میں اس طوفانِ بدتمیزی و بدتہذیبی سے ہر ایک کا واسطہ پڑتا ہے...جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت، اسوۂ کاملہ، عاداتِ مبارکہ اور طریق و سننِ مطہرہ پر عمل کا داعیہ مفقود ہوتا چلا جا رہا ہے!

صراطِ مستقیم سے ہٹنے کا یہ عمل ایک دو دن یا چند سالوں میں نہیں ہوا بلکہ اِن بدعملیوں کو رواج دینے اور مسلمانوں کو ان میں ملوث کر کے موجودہ شکل میں منظم طور پر سامنے لانے کے لیے اعدائے دین نے صدیوں محنت کی...اہلِ اسلام کو اُن کے دین کی اصل سے کاٹنے اور شریعت کے مقرر کردہ دائروں کا پابند رہنے کی بجائے 'نفس اور شیطان کی اکساہٹوں کے پیچھے چلانے کے لیے ذریتِ ابلیس نے بڑی محنت کی ہے...اس 'شیطانی محنت' کا توڑ بلاشبہ ماضی میں بھی ممکن تھا اور حال و مستقبل میں بھی عین ممکن ہے، باذن اللہ۔ لیکن اس توڑ کے لیے بنیاد وہی ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو عطا فرمائی تھی اور وہ بنیاد ہے "شریعت سے جوڑ، تمسک بالقرآن والسنۃ اور تصلب فی الدین"...

آج مسلم معاشروں میں رواج پاتی اباحیت، ہر جانب پنپتی اور پھیلتی برائیاں اور منکرات، لہو و لعب کی کثرت، سامانِ عشرت و طرب کی فراوانی اور اپنی جڑیں مضبوط کرتی لادینیت کے پیچھے موجود اصل مرض اور بیماری یہی ہے کہ مسلمان سے اُس کا دین 'لغوی معنوں میں نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں چھین لیا گیا ہے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے کردار و عمل کو مزین کرنے سے اعراض کا رویہ معاشرہ کی ہر سطح میں نفوذ کرتا چلا جا رہا ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارے سروں پر قائم شیطانی نظام اور تہذیب نے خواہشات نفس کے بے لگام گھوڑے کو اس قدر مہمیز دی ہے کہ اسلام کے بطور نظامِ حیات 'تنفیذ کا بنیادی دینی تقاضہ پس پشت ڈال دیا گیا ہے...جب مسلمانوں کی اکثریت دنیاوی محبتوں کی اسیر اور دنیا پر ریجھ ریجھ جانے کو ہی مقصدِ زندگی سمجھنے لگی اور 'ترقی کے پھندوں' میں پھنستی چلی گئی تو یہ اللہ کے دشمنوں کے لیے تر نوالہ بنتے چلے گئے...دنیا پرستی کے زہر نے اپنا اثر دکھایا تو اِن کے ایمان و اعتقاد 'اضمحلال کا شکار ہوئے...پھر انہیں شکار کرنا اور تاک تاک کر نشانہ بنانا اعدائے اسلام کے لیے کچھ مشکل نہ رہا...ان کے مقدسات کفر کے ہاتھ میں جانے لگے، ان کی خلافت کا سقوط ہوا، اِن کے وسائل اور زمینیں یہود و نصاریٰ کی بندر بانٹ کا شکار ہوئیں، اِن کے جسدِ واحد کو کاٹ کر مختلف حصوں اور سرحدوں میں تقسیم کر کے اِنہیں "وطنی پنجروں" میں مقید کر دیا گیا...یہ سب کر لینے کے بعد اِنہی "پنجروں" میں کی ان کی عزت و آبرو کو لوٹا گیا اور اِنہیں بہیمانہ طور پر قتلِ عام کے کئی بدترین سانحات سے گزارا گیا...غرض یہ منظر نامہ ہمارے سامنے ہے کہ وہ امت جس نے تیرہ صدیوں تک دین و شریعت کی بنیاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے گئے منہج دعوت و جہاد کے بل بوتے پر دنیا پر حکمرانی کی 'اُسی امت پر اپنے دین سے اعراض برتنے اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں سے منہ موڑنے کے نتیجے میں 'ایک ہی صدی میں یہ تمام مصائب و آلام ٹوٹے اور ٹوٹتے چلے جا رہے ہیں...امت مسلمہ کی یہ کمزوری، کسمپرسی اور حالتِ ضعف 'اس حد کو پہنچی کہ اب کفارِ عالم اور اُن کے سفاک کارندوں (ملحد و لادین عناصر) کے ناپاک عزائم کا اگلا ہدف شعائرِ اسلام کی تضحیک اُڑانا اور نبی

دوجہاں (فداہ ابی وامی وولدی واھلی ومالی)صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وناموس کواپنی دریدہ دہنیوں کا نشانہ بناکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استہزاو تمسخر کانشانہ بنانا ٹھہرا ہے... اب یہ ملعونین دنیابھر میں اہلِ اسلام کو تہہ تیغ کرنے کے ساتھ ساتھ 'اپنے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے بھی حیوانوں اور درندوں کی طرح بر سرِ عمل ہیں...

اِن حالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے اصل مقصد کی طرف متوجہ کرنے، عمل پر ابھارنے، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ملعون منکرین اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نابکارو مردود گستاخوں کے اصل علاج، اورزندگی کے تمام گوشوں کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ سے مزین کرنے کی دعوت کوعام کرنے کے لیے مجلہ نوائے افغان جہاد کا خصوصی شمارہ "ناموس رسالت وسیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر" کے عنوان سے قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

آج کفر کے امام اوراُن کے بدبخت ایجنٹوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت جیسے حساس معاملات کو کھیل تماشا بنالیاہے... ختم نبوت کے منکرین کے تحفظ کے لیے قانون سازیاں کروائی جاتی ہیں اور شتم وسبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو (نعوذ باللہ) گویا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے کہ اب "اظہارآزادیٔ رائے" کازمانہ ہے! اسی لیے کبھی دنیابھر کے ملعون ومردود کفار اپنے اپنے ملکوں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور کبھی اِن کفار کے گماشتے 'اسلامی معاشروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کا ایسا سلسلہ شروع کرتے ہیں کہ ایمان والوں کے کلیجے چھلنی ہو جاتے اورآنکھیں خون اُبلنے لگتی ہیں! ایسے میں مسلمانوں کے سروں پر مسلط نظام 'ان گستاخوں اور ان کے آقاؤں کے لیے ڈھال اور حفاظت کا ہر طرح کا سامان مہیا کرتے ہیں... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر رکیک حملے کرنے والے یہود ونصاریٰ کے سفارت خانوں (حقیقت میں شرارت خانوں) کی حفاظت کا ذمہ "اسلامی ریاست" کے سیکورٹی ادارے نبھاتے ہیں، ان گستاخوں کے سفیروں کو مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، ان گستاخ ممالک سے سفارتی، تجارتی اور عسکری تعلقات پہلے سے زیادہ مضبوط بنائے جاتے ہیں، اِن کے گماشتوں کو حفاظتی تحویل میں لے کر مہمان داریاں کی جاتیں اور بحفاظت ملک سے فرار کروایا جاتا ہے! "کلمہ گو" افواج اور حکمران یہ سب کچھ کرتے ہیں لیکن ان سے نہیں ہو پاتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ ہی نہیں ہو پاتا!

ایمان والوں کی تو ساری عزتیں، سب محبتیں، ساری مرضیاں، ساری خواہشیں، تمام خوشیاں، تمام رشتے، تمام تعلق نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار اور فدا ہیں! سوال تو یہ ہے کہ یہ کفار اوراُن کے کاسہ لیس 'اس قدر جری اور دیدہ دلیر کیوں ہوگئے ہیں کہ وہ اہلِ ایمان کے ملجاوماویٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس پر دست درازی کے جرم عظیم کا حوصلہ اپنے اندر پالے ہوئے ہیں؟! اے اہل اسلام! اس کی وجہ 'امت مسلمہ کی گردنوں پر سوار حکمران اور فوجی جرنیل ہیں! اس کی وجہ یہ طاغوتی اور کفری نظامِ جمہوریت ہے! اِنہی حکمرانوں اور جرنیلوں نے اوراسی نظام جمہوریت نے کفر اوراس کے آلہ کاروں کو اتنی ڈھیل دی کہ اب اُن کے ناپاک ہاتھ ہمارے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس تک پہنچ رہے ہیں!

یہ اسی نظام جمہوریت کے کرشمے ہیں کہ جس نے امت کو دعوت، جہاد و قتال کا منہج بھلا دیا... یہی منہج نبوی علی صاحبھا السلام ہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وناموس کا نگہدار ہے! یہی منہج مسلمانوں کے مقدسات، دین، ایمان، عزت، آبرو، جان ومال کا محافظ وپاسبان ہے... اسی منہج نبوی علی صاحبھا السلام کی طرف قرآن مجید نے بلیغ انداز میں اشارہ فرمایاہے کہ

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

بلاشبہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی کامل پیروی کا سبق اپنے اندر رکھتی ہے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کامل پیروی زندگی کے ہر ہر موڑ اور شعبہ میں فرض ہے... لیکن جس طرح ہر آیت کا محلِ نزول ہوتا ہے، اسی طرح اس آیت کے محلِ نزول پر غور کریں تو "اسوۂ حسنہ" کا پورا

فلسفہ سامنے آجائے گا... اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پوری امت کے لیے "اسوۃ حسنۃ" کس موقع قرار دیا؟ غزوۂ احزاب کے موقع پر اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خندق کھود رہے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیٹھ فاقوں اور بھوک سے دوہری ہوئیں جاتیں تھیں اوراپنی کمر کو سیدھا رکھنے واسطے ہر صحابی نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا، ایسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خندق کی کھدائی میں مصروف تھے، مٹی ڈھونے، کدال سے بھاری پتھر اور چٹانیں توڑنے اور زمین کھودنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے تھے اور حالت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکمِ مبارک پر ایک نہیں دو پتھر بندھے ہوئے تھے! ایسے میں یہ آیت نازل ہوئی: لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ... اسی موقع پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس رجزیہ کلام کو اپنا شعار بنایا کہ

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہر میدان میں کامل نمونہ ہے لیکن خاص طور پر اہلِ ایمان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ 'جہاد وقتال کے میدانوں میں ہے! دین کی خاطر صعوبت اور تنگیاں برداشت کرنے کے مراحل میں ہے! اللہ کی شریعت کے نفاذ کے لیے بھوک، پیاس، فاقے اور مجاہدے سہنے کے مواقع کے لیے ہے! اور امت کی تاریخ اس پر خوب گواہ ہے کہ جب جب اِس نبوی اسوہ حسنہ کو امت کے پیروجواں نے اپنایا، تب تب دین کی سربلندی اور علو و سرفرازی کو بچشمِ سر دیکھا گیا!

آج برا ہو اس نظام جمہوریت کا... کہ اس نے پیمانے ہی اُلٹ کرر کھ دیے ہیں... کہاں تو یہ حال کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد کے میدانوں میں ہر طرح کی آزمائشیں اور کھٹنائیاں جھیل رہے ہیں لیکن کسی قسم کی سودے بازی اور پسپائی اختیار کرنے کو تیار نہیں... اور کہاں آج کے کچھ "اہل علم" کہ جن کے ہاں اب لفظ 'جہاد' ہی متروک ہوتا چلا جاتا ہے! اب 'جہاد' کی بجائے "عسکریت" کی اصطلاح کو عام کیا جارہا ہے! کوئی بہت زیادہ نیک نام ہو گا تو "اسلامی عسکریت" کہہ کر گول مول بات کرے گا! اس سے بھی بڑھ کر بدقسمتی ہے کہ یہ نام نہاد علما ہیں کہ جو نبی الملحمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، نبی الملاحم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وہ نبی جنہوں نے جنگ وجدل اور جہاد وقتال کے ذریعے اتمامِ حجت فرمائی' کی حدیث پیش کر کے جمہوریت کا دفاع کرتے اور اسے "عین اسلامی ثابت" کرنے کے لیے زور آزمائی کرتے ہیں! کہتے ہیں کہ

> "عسکریت تو تھی! ۱۸۵۷ء کے شاملی میدان تک عسکریت تھی، جنگ عظیم اول، جنگ عظیم دوم ۱۹۴۵ء تک چلتی رہیں، اور پھر تمام دنیا نے اس پر اتفاق کیا، اقوام متحدہ میں بیٹھ کر اتفاق کیا کہ اب دنیا کے ہر ملک کی جغرافیائی حدود متعین ہیں، ہر ملک اپنی جغرافیائی حدود کے اندر آزاد ہے اور اس میں جو اقتدار کا حصول ہے، اقتدار کی تبدیلی ہے' وہ عسکری قوت کے زور پر نہیں بلکہ عوام کی طاقت سے ہونی چاہیے! پبلک کو مرضی دے دو، اور جب پبلک کی بات آگئی تو پبلک کے پاس جاؤ، پبلک کا اعتماد حاصل کرو! لیکن خون بہا کر اقتدار حاصل کرنا اور خون بہا کر اقتدار کسی اور کے حوالے کرنا، اس پر تو اقوام عالم نے اتفاق کر لیا ہے... اور ایک مشکل سے ہم آسانی کی طرف آئے ہیں! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یسّروا ولا تعسّروا (آسانی پیدا کرو اور مشکل نہ پیدا کیا کرو)... تو ہم آسانیوں کی طرف آگئے ہیں تو پھر اب دوبارہ مشکلات کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے؟"

یہ ہو بہو الفاظ 'ایک بڑی مذہبی سیاسی جماعت کے قائد کے ہیں! مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟! ہم ادب واحترام کے ساتھ کہتے ہیں کہ حضور! آپ آسانیوں کی طرف نہیں آئے بلکہ آپ نے دین، شریعت، ختم نبوت، حرمت رسول سمیت ہر دینی قدر کو اس شیطانی نظام کے لیے نوالہ تر اور آسان شکار بنا دیا ہے! (العیاذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کیا ایسی ہی آسانیاں تلاشنے اور تراشنے کا نام ہے؟ دین کے معاملے میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم اورآپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ایسی آسانیوں اور سہل کوشی کو قریب بھی نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ غزوۂ خندق ہی کے دوران میں معروف واقعہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک موقع پر بنی غطفان سے صلح کی بات چیت شروع کی اور ان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ مدینے کے پھلوں کی پیداوار کا تیسرا حصّہ لے کر واپس چلے جائیں۔ لیکن جب انصار کے سرداروں (سعدؓ بن عُبادہ اور سعدؓ بن مُعاذ) سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن شرائطِ صلح کے متعلق مشورہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہے کہ ہم ایسا کریں؟ یا یہ اللہ کا حکم ہے کہ ہمارے لیے اسے قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بچانے کے لیے یہ تجویز فرمارہے ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "میں صرف تم لوگوں کو بچانے کے لیے ایسا کر رہا ہوں، کیوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب متحد ہو کر تم پر پِل پڑا ہے، میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک دوسرے سے توڑ دوں"۔ اس پر دونوں سرداروں نے بالاتفاق کہا کہ "اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خاطر یہ معاہدہ کر رہے ہیں تو اسے ختم کر دیجیے۔ یہ قبیلے ہم سے اُس وقت بھی ایک حبّہ خراج کے طور پر کبھی نہ لے سکے تھے جب ہم مشرک تھے۔ اور اب تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا شرف ہمیں حاصل ہے۔ کیا اب یہ ہم سے خراج لیں گے؟ ہمارے اور ان کے درمیان اب صرف تلوار ہی ہے، یہاں تک کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کر دے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے معاہدے کے اس مسودے کو چاک کر دیا جس پر ابھی دستخط نہ ہوئے تھے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اسوہ تو یہ ہے! اس اسوہ کو بھُلا دینے اور فراموش کر کے تن آسانیوں کا اسیر ہو جانے ہی کا نتیجہ ہے کہ آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس کے درپے کفار اور اُن کے چاپلوس' دندناتے پھرتے ہیں لیکن اُن کے شانوں سے گردنیں اتارنے کا فریضہ سرانجام دینے والی امت کی اکثریت کو ایسے علمائے سوء نے "آسانیاں بانٹنے والا" بنا چھوڑا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبِ غار اور خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آغاز میں ہی ایمان وایقان بھرا جملہ ارشاد فرمایا تھا:

إِنَّهُ قد انقطع الوحيُ، وتَمَّ الدِّينُ، أَيَنْقُصُ وأنا حَيٌّ؟

"بلاشبہ سلسلہ وحی منقطع ہو چکا اور دین مکمل ہو چکا! اب دین میں کمی ہو اور میں زندہ رہوں؟!"...

بے شک آپ رضی اللہ عنہ صدیق اکبر ہیں! آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا' پوری امت کے ایمان کے پلڑے کے مقابل میں بھاری اور گرانبار ہے! آپ رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ غیرت دینی کا معیار ٹھہرا!

آج دین میں صرف کمی نہیں کی گئی بلکہ دین کو عملاً زیردست اور مغلوب بنا دیا گیا ہے۔ یقین نا آئے تو موجودہ صورت حال کو دیکھ لیجیے... آج کل پاکستان میں "مسئلہ ختم نبوت" کا چرچا ہے... اب دیکھ لیجیے کہ اس مسئلہ میں بھی حوالہ کیا بن رہا ہے؟ کیا کسی ایک طرف سے بھی کوئی ایک آواز ایسی سننے کو ملی کہ جس میں قادیانی کذاب کے ان چیلوں کا شرعی حکم بیان ہو؟ کوئی ایک مرتبہ کہہ کر تو دیکھے کہ شریعت نے منکرین ختم نبوت کو صریح زندیق قرار دیا ہے اور اُنہیں بُری طرح قتل کرنے کا حکم دیا ہے... پھر دیکھیں اُس کے ساتھ کیا بیتتی ہے!... کوئی ایک آواز؟! بالکل نہیں! بلکہ حوالہ بنا تو پاکستان کا آئین اور قانون بنا کہ صاحب! "آئین میں قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا آئین و قانون کی رُو سے قادیانی 'مسلمان ہرگز نہیں بلکہ اقلیت کا درجہ رکھتے ہیں"... اور یہ بات پھر آئین کہتا ہے کہ "پاکستان میں تمام اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہیں"... اب بتایئے کہ اس ملک میں عملاً شریعت 'زیرنگیں اور آئین بالادست ہے یا نہیں؟ کلمة الله هي العليا کا معنی ومفہوم کسی بھی خوف خدا رکھنے والے عالمِ دین سے پوچھ لیجیے اور پھر اُس معنی ومفہوم کے مطابق اس ملک میں اللہ کے دین کے ساتھ روا رکھے جانے والے رویے کو دیکھ لیں! کیا یہ "اسلامی نظام" اور "اسلامی ریاست" ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین گستاخ اور دشمن قادیانی چہار سو دندناتے پھریں اور ہمارے مذہبی رہ نما بھی کالے گورے سب کافروں اور نیلے پیلے سب

میڈیا ہاؤسز کے سامنے صفائیاں پیش کرتے رہیں کہ "قادیانی اقلیت کے طور پر رہیں اور آئین کے دیے گئے اقلیتوں والے شہری حقوق کے مطابق اپنی زندگی گزاریں"... یہ دین اور شریعت کے ساتھ کھلا مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منکرین ختم نبوت کے خلاف کیا عمل تھا؟ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اور سجاح کے فتنوں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کس طرح نبرد آزما ہوئے اور کس بڑی تعداد میں کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین 'اِن جھوٹے مدعیان نبوت کی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے... کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد پیش آنے والے پُر آشوب اور پُر خطر حالات میں یہ آسان نہیں تھا کہ وہ ان جھوٹے اور کذاب مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کو "اقلیت" قرار دے کر اِنہیں برابر کے شہری حقوق دیتے اور "سب ہنسی خوشی رہنے لگتے"؟ یقیناً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے یہ اقدام ممکن بھی تھا اور کٹھن ترین حالات کو وقتی سنبھالا دینے میں ممد ومعاون بھی ثابت ہوتا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے أَيُنْقَصُ وأنا حَيٌّ؟ فرما کر ہمیشہ کے لیے یہ اصول، ضابطہ مقرر فرما دیا کہ عرش والے کا دین فرش پر غالب رہے گا! اس میں کوئی کمی، کسی قسم کا نقص اور کوئی تفریط، کسر و تقلیل ہرگز ہرگز کبھی بھی برداشت نہ کی جائے گی!

آج پاکستان کے آئین کا حوالہ دینے اور اسی کا رونا رونے والے بھی کیا نہیں جانتے کہ ملعون قادیانی اس ملک میں کس قدر منظم ہو چکے ہیں! ایک پارلیمنٹ میں "داخلہ منع ہے" کی قانون سازی ہو گئی تو کیا بھول گئے کہ بیوروکریسی، پولیس، فوج، عدلیہ، میڈیا سمیت تعلیم، تجارت، کاروبار اور نظامِ مملکت کے دیگر شعبوں میں یہ ملعونین کس قدر دخیل ہیں؟ راولپنڈی میں دھرنا دیے بیٹھے مذہبی جماعت کے کارکنوں اور لیڈروں میں سے کوئی آواز اٹھائے کہ قادیانی' ختم نبوت کے منکر ہیں لہٰذا اُنہیں سرعام قتل کیا جائے کہ شریعت کا حکم یہی ہے! پھر دیکھیں کہ فیض آباد چوک میں اگلی صبح یہاں کی فوج اور حکومت 'لال مسجد جیسا مذبحہ کھول کر کس طرح سفید فاسفورس سے اَدھ جلی لاشوں کے تابوت بھر بھر کر نکالتی ہیں!

امت پر ادبار کا ایسا منحوس سایہ پڑا ہے کہ جس نے دفاعِ ختم نبوت اور دفاعِ حرمت و ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے جنت کے راستوں کو بھی گُم کر دیا ہے! یہ وقت امت پر بڑا ہی کٹھن ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ کٹھن ترین وقت میں بھی جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اُسی پر توکل کرتے ہوئے 'شریعتِ اسلامیہ کا بتایا اور سیدھا اور سچا راستہ پکڑے گا ان گستاخوں، منکرین ختم نبوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کے دشمنوں پر قرآنی فیصلہ مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا نافذ کرے گا، اُس کے لیے خوش خبریاں ہی خوش خبریاں ہیں، بشارتیں ہی بشارتیں ہیں، افلحت الوجوہ کی بشارتیں، اپنے رب کے حضور پیش ہونے والے دن 'رب کائنات کی طرف سے مسکراہٹ بھرے استقبال کی بشارتیں، حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متبسم چہرۂ انور کے دیدار کی بشارتیں... اس کے برعکس جو کوئی ان حالات میں بھی اپنی "روٹین لائف" میں مصروف رہا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمینہ صفت دشمنوں سے بِھڑنے کی بجائے خود کو محافلِ میلاد اور درود و سلام تک ہی محدود رکھے رہا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے الفاظ یوں ہیں:

> "کوئی دن میں لاکھ درور پڑھتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق طعن (گستاخی) کو ٹھنڈے پیٹ میں سن لیتا ہے تو اس کا پڑھنا اس کے منہ پر مار دیا جائے گا"۔

امت کے نوجوانوں کے لیے عمل کی راہیں کھلی ہیں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو تاک تاک کر نشانہ بنانے کے راستے واضح ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے دعووں اور نعروں کو عملی قالب میں ڈھالنے کے سنہری مواقع ہیں... دشمنانِ رسالت کو خون میں نہلا کر اپنے گرم خون سے عشق و وفا کے باب لکھنے کی وقت ہے! وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں کہ

فإني مباه بكم الأمم يوم القيامة... "روز قیامت میں تم پر فخر کرنے والا ہوں"...

کیا ہم اُن کی ناموس کے لیے کچھ نہ کریں گے؟

؎وہ ان کے نام کی حرمت ادھر یہ سر سلامت بھی
جگر کے خون سے یہ داغ دھونے کی تمنا ہے

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ سچ فرما گئے:

''ہماری مائیں ہم پر روئیں اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لیے نہ اٹھیں...لوگو!یہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا معاملہ ہے،اس کے بدلے تو پوری دنیا کا آگ میں جل جانا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا''۔

علمائے صادقین کی خدمتِ عالی میں آج سے چند ماہ پہلے نوائے افغان جہاد ہی کے اداریہ میں پیش کی گئی چند معروضات جوں کی توں دوبارہ پیش ہیں کہ وہی حساس معاملہ ہے اور وہی حساس ذمہ داری آپ حضرات کے کاندھوں پر ہے!

اے علمائے ربانیین!ہم آپ سے اپنے اُن مظلوم بھائیوں سے متعلق استفسار نہیں کرتے کہ جو شریعت سے دیوانہ وار محبت کے ''جرم''میں ہتھ کڑیاں لگے مقابلوں میں شہید کر دیے گئے!ہم آپ سے جامعہ حفصہ، خروٹ آباد اور ملک بھر میں قائم خفیہ عقوبت خانوں میں فوجی درندوں کی درندگی کا نشانہ بنتی اپنے ہزاروں بہنوں کا غم بھی نہیں بانٹتے!ہم آپ سے اُن دو لاکھ مظلومین[1] کا حکم بھی معلوم نہیں کرتے جنہیں فوج اور خفیہ اداروں نے عقوبت خانوں میں موت سے بدتر زندگیاں گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے!ہم اُن ہزارہا مساجد و مدارس کا نوحہ بھی آپ کے سامنے نہیں رکھتے جنہیں پاکستانی جیٹ طیاروں کی بے دریغ بم باریوں نے اجاڑ کر رکھ دیا!

ہم تو دست بدستہ کھڑے ہیں اور حبیب رب العالمین، شفیع المذنبین، شافع محشر، ساقی کوثر، سید المرسلین، خاتم النبیین، سرور دوعالم، ھادی برحق، اپنے اور آپ کے محبوب، فداہ ابی وامی سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدمہ لے کر... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و تقدیس کا قضیہ لے کر حاضر ہیں! کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و تقدیس پر آج وہ ''بھینسے، خنزیر اور کلاب''حملہ آور ہیں جنہیں اسی فوج نے پکڑا اور سب کچھ جانتے بوجھتے زندہ سلامت نا صرف چھوڑ دیا بلکہ بیرون ملک فرار بھی ہونے دیا!...

جی ہاں!یہ وہی ادارے اور ایجنسیاں ہیں جن کے پاس مقید مجاہدین کے جسم ڈرل مشینوں سے چھلنی کر دیے جاتے ہیں اور ناخن 'زنبور سے کھینچ لیے جاتے ہیں!...اُنہی اداروں نے ان بدبختوں کو بھی اٹھایا اور اس لیے نہیں اٹھایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المومنین رضی اللہ عنھن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخیوں کے مرتکب ہوئے تھے، بلکہ اس لیے اٹھایا کہ یہ ان مبارک ہستیوں کو اپنی ناپاک جسارتوں کا ہدف بنانے کے ساتھ ساتھ پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں پر بھی تنقیدی وار کرتے تھے...لہٰذا اِنہیں اٹھا گیا اور 'فوجی وقار' سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کی یقین دہانیاں حاصل کر کے چھوڑ دیا گیا!

یہی بدبخت ٹولہ رہائی کے بعد دوبارہ سے سرگرم عمل ہے اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی ایسی گستاخیاں کر رہا ہے جو شاید چودہ قرن میں کسی بدترین کافر کے بھی حاشیۂ خیال میں نہ آسکیں!واللہ!ایک کمزور سے کمزور ایمان مسلمان کا جگر چھلنی ہے!دل سیپارہ ہیں!آنکھیں قہر آلود اور سینے شدت غم و غصہ سے پھٹے جاتے ہیں!لیکن پوری ریاستی مشینری اور فوجی جنتایوں پر سکون ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں!جنرل کیانی کے دور میں مشرف ملعون ملک واپس آیا تو 'سول حکومت' نے اُس کی طرف ''آنکھیں نکالنا''شروع کیں...کیانی نے فوراً عوامی سطح پر انتباہ کیا کہ ''فوج اپنے وقار کا

[1] یاد رہے کہ یہ تعداد ہماری بیان کردہ نہیں بلکہ نواز شریف کے مشیر ڈاکٹر مصدق ملک کی تصدیق کردہ ہے!

تحفظ کرے گی"... اے علمائے کرام! فوج کا کام اپنے وقار کا تحفظ کرنا ہے... اور آپ کا فرض آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر پہرہ دینا ہے! آپ کے پہرے کیوں اٹھ گئے؟؟؟؟! یہ فوج اس پورے معاملے میں ہر طرح سے ملوث ہے! ان کے ہاں دین، شریعت، مذہب اور رسالت جیسے مباحث سرے سے موجود ہی نہیں ہیں!

جب پیرس میں کواشی برادران کی صورت میں اللہ کے شیروں نے گستاخ رسالے 'چارلی ایبڈو' کے دفتر پر حملہ کیا اور اس رسالے کے ملعون ایڈیٹر سمیت گستاخ کارٹونسٹوں کو جہنم واصل کیا تو پوری دنیا کے طواغیت پیرس میں اکٹھے ہوئے اور اُنہوں نے "ہم سب چارلی ایبڈو ہیں" کے نعرے لگائے! آپ کو یاد نہیں کہ اس موقع پر "ایمان تقویٰ جہاد" والی فوج کے ترجمان عاصم باجوہ نے کیا کہا تھا؟ ۷ جنوری ۲۰۱۵ء کو پیرس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عاشقوں نے گستاخوں کو خون میں نہلایا اور ۲۰ جنوری ۲۰۱۵ء کو عاصم باجوہ نے برطانیہ میں بیٹھ کر سی این این کو انٹرویو دیا اور کہا:

> "دنیا میں کہیں بھی ۱۰۰ فی صد تحفظ کی ضمانت نہیں دی جاسکتی، جس کی مثال پیرس واقعہ ہے، دہشت گرد کبھی بھی، کہیں بھی اور کسی بھی وقت حملہ کر سکتے ہیں"...

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے وارثین! ان جرنیلوں کو اپنے "وقار" کا تحفظ کرنا ہو تو چند سیکنڈوں میں یہ حرکت میں آتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا دفاع کرنا تو دور کی بات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر جانیں وار دینے والوں کے بارے میں یہ جو جذبات رکھتے ہیں، اس پر کچھ تو بولیے!... آپ میں سے کون اس حقیقت سے واقف نہیں کہ عاشق رسول ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے احکامات فوجی سپہ سالار نے ہی دیے اور آئی ایس پی آر ہی نے فوجی بوٹوں کے رعب سے ذرائع ابلاغ کو پابند کیا کہ ممتاز قادری علیہ الرحمہ کے جنازے کا مکمل 'بلیک آؤٹ' کیا جائے!

جب ناروے، ڈنمارک، فرانس اور امریکہ میں ملعونین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے تو پوری دنیا میں مسلمانوں کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور پاکستان کے اہل ایمان نے بھی اس موقع پر اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو اور حرمت پر سب کچھ وار دینے کا عہد کیا... اُس وقت بھی یہی مفسد نظام پاکستان، فوج اور سیکورٹی ادارے تھے جو گستاخ ممالک کے سفارت خانوں کو تحفظ دیے کھڑے تھے...

آج پاکستان میں لبرل اور دین دشمن عناصر سوشل میڈیا پر جو کفریات اور ہذیان انڈیل رہے ہیں، 'چارلی ایبڈو' اُس کے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچا تھا! اور ان سب گستاخیوں کے پیچھے وہی افراد ہیں جنھیں "فوجی وقار کی ضمانت" کے عہد پر پاکستانی خفیہ ایجنسیوں نے رہا کیا... اے علمائے کرام! ہر قسم کے خوف، ڈر سے بے پرواہ ہو جائیے! آقائے نامدار کے عزت و ناموس سے ہی ہماری رگِ جاں سے لے کر عقیدہ و ایماں تک ہر چیز وابستہ ہے! اس ساری صورت حال میں یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ان گستاخیوں کی اصل ذمہ دار جہاں حکومت ہے وہی فوج اور جرنیلی ٹولہ بھی اس کا ذمہ دار ہے! ایک "اسلامی ریاست" کی فوج یہ برداشت ہی کیسے کرے گی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کو ایک لمحے کی بھی چھوٹ مل جائے! اگر ان میں اسلام اور دین کی ذرا سی رمق بھی ہوتی تو یہ اِن ملعونین کو رہا کرنے کی بجائے پاتال تک پہنچا دیتے! لیکن ان سے امیدیں رکھنا عبث ہے... مصطفیٰ و مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے ان کی دشمنی بھی اُسی قدر ہے جس قدر گستاخ بلاگرز کی دینِ محمدی علی صاحبہا السلام سے عداوت ہے!

اے علمائے دینِ متین! چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے! لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا اپنا معاملہ ہوتا تو جیسے پچھلی ڈیڑھ دہائی سے صبر کیے بیٹھے ہیں، اب بھی بیٹھے رہتے مگر اب جس ذات کا معاملہ آن پڑا ہے وہ ذات ہماری، آپ کی اور پوری امت کی عزت و ناموس سے بھی بلند تر ہے! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم!!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کا معاملہ ہے!... اے علمائے کرام! میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کا معاملہ ہے! اے صاحبانِ منبر و محراب! میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا معاملہ ہے!... اے مدارس کے مہتمم حضرات! اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے!... مسندِ حدیث پر تشریف فرما ہو کر قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ماحول کو پروان چڑھانے والے اے محترم اور بزرگ شیوخ الحدیث! خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے!... اے مفتیان کرام! ان خائنینِ امت پر حجت تمام ہو چکی!...

منت، زاری، سماجت، الحاح اور التجا ہے!... کہ اپنے اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے دفاع کے لیے نفیرِ عام کر دیجیے! دوبارہ عرض ہے کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے! لیکن گنبدِ خضریٰ کے مقیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ مبارک بھی یقینی طور پر دُکھی ہو گا! امت کو بانجھ ہونے سے بچا لیجیے کہ یہ آپ ہی کا مقام ہے، آپ ہی امت کے پیر و جواں کو حرمت امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر کٹنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو کاٹ ڈالنے کی راہ پر پوری طرح گامزن کر سکتے ہیں! اگر اب بھی خاموشی ہی چھائی رہی تو سوچ لیجیے! بلکہ سوچیں کیوں؟ اس تصور سے ہی نیندیں اچاٹ اور زندگیاں ویران ہو جانی چاہئیں کہ خدانخواستہ، خاکم بدہن، کل محشر کے روز شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے سامنا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خفگی و ناراضی سے رُخِ انور موڑ لیں تو... ... واللہ! باللہ! تاللہ! قلم میں یارا نہیں کہ اس سے آگے کا منظر تراش سکے! سامان کیجیے سامان! بہت دیر ہو چکی! امت تو جو لُٹی سو لُٹی... اب ناموسِ رسالت بھی لُٹنے کو ہے!

اس خصوصی شمارے کا مقصد یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی کو اپنی زندگیوں کا محور بنایا جائے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ہر ہر پہلو کو اپنے لیے راہِ نجات تصور کر کے اپنے شب و روز کو اُن کے مطابق ڈھالا جائے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کی حفاظت، شریعت کے بیان کردہ واضح احکامات کے مطابق کی جائے اور ڈنکے کی چوٹ پر کی جائے! کسی لومۃ لائم اور کسی مفسد و بدباطن کا خوف رکھے بغیر پوری تندہی اور جانفشانی سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دفاع کیا جائے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دشمنوں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناموس کے درپے ملعونین کو کھوج کھوج کر سامنے لایا جائے اور اُن کی گردنیں اتاری جائیں... اس سارے جہاد میں اپنی جانوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر وارنے، قربان کرنے اور نچھاور کر دینے کی تمنا کو دلوں میں پالا جائے اور عمل کے قالب میں ڈھالا جائے... آخر میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی ناموس رسالت پر قربان ہو جانے کی دعوت دیتی دردمند پکار پر کان دھریئے... آپ علیہ الرحمہ نے یہ پکار اُس وقت لگائی جب (غیر منقسم) ہندوستان کے طول و عرض میں 'آریہ سماج' نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر سبّ و شتم کی باقاعدہ مہم شروع کی، آپ رحمہ اللہ کی اس پکار پر برصغیر کے بیسیوں مسلمانوں نے لبیک کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتمین کو جہنم واصل کیا اور خود خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے... دیکھئے! آپ رحمہ اللہ کیا فرما رہے ہیں:

> ''مسلمانو! میں تمہاری سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑنے آیا ہوں... آج کفار نے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کر لیا ہے... انہیں شاید یہ غلط فہمی ہے کہ مسلمان مر چکا ہے۔ آؤ! اپنی زندگی کا ثبوت دو!... عزیز نوجوانو! تمہارے دامن کے سارے داغ صاف ہونے کا وقت آ پہنچا ہے! گنبدِ خضریٰ کے مکین تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں... ان کی آبرو خطرے میں ہے! ان کی عزت پر کتے بھونک رہے ہیں! اگر قیامت کے روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طالب ہو تو پھر توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والی زبان نہ رہے یا پھر سننے والے کان نہ رہیں''۔

☆☆☆☆☆☆☆

اپنے ایمان کا جائزہ لیجیے!

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ عارفی نور اللہ مرقدہ

حامداً و مصلیاً امابعد!

کثرت سے استغفار اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہیں:

الحمدللہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کا احسان عظیم ہے کہ ہم لوگ کچھ دیر کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ہماری زندگی کے بڑے غنیمت لمحات ہیں، آج کے دور میں اللہ پاک سے ہر وقت عافیت مانگنے کی ضرورت ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس زمانے میں عافیت سلب ہوتی جارہی ہے، ہر طرف ہمارے ماحول اور معاشرہ میں بڑے صبر آشوب فتنوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ یہ قربِ قیامت کا زمانہ ہے، جو علامات قرآن وحدیث میں مذکور ہیں وہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ اس لیے ہر وقت پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنے اعمال و معاملات کو ہر طرح کی بے عنوانیوں سے بچاتے رہیں، کثرت سے توبہ و استغفار کرتے رہیں اور اللہ پاک کی موجودہ نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہیں تو ان شاء اللہ ایمان محفوظ رہے گا۔

فتنوں سے بچنے کا اہتمام کریں:

میں اس مضمون میں اپنے اور آپ کے ایمان و اسلام کا ایک اجمالی جائزہ لینا چاہتا ہوں تاکہ موجودہ فتنوں کی صورت حال سامنے آجائے اور ان سے بچنے کا اہتمام کیا جاسکے۔ میں اپنی طویل العمری کی بنا پر زمانے کے بہت سے انقلابات اور اُلٹ پھیر دیکھ چکا ہوں اور اب دیکھتے ہی دیکھتے زندگی کے ہر شعبہ میں دینی و دنیوی انقلاب رونما ہو چکا ہے اور جس تیزی سے وہ بڑھ رہا ہے اس کے مستقبل میں نتائج تصور کرکے اور آئندہ نسلوں کی تشویش ناک صورت حال سے بعض اوقات دل دماغ لرز جاتا ہے۔

علاماتِ قیامت ظاہر ہو کر رہیں گی:

یہ تو حقیقت ہے کہ اب قربِ قیامت کا زمانہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن فتنوں کے ظہور کی نشان دہی فرمائی ہے وہ تو ظاہر ہو کر رہیں گے۔ احادیث میں جتنی علاماتِ قیامت ارشاد فرمائی گئی ہیں وہ کچھ تو برملا اب نظروں کے سامنے ہیں اور جن کا ابھی وقت نہیں آیا وہ آئندہ بلاشبہ ظاہر ہو کر رہیں گی۔

ایک حدیث میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نیک اعمال میں جلدی کرو، مبادا وہ وقت آجائے جس میں ایسے فتنے واقع ہوں جو اندھیری رات کے مختلف حصوں کی طرح ہو (کہ حق ناحق پہچاننا مشکل ہو جائے) اس دور میں صبح کو آدمی مسلمان ہوگا، شام کو کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا، صبح کو کافر ہوگا۔ معمولی دنیوی نفع کے عوض دین کو فروخت کر دے گا۔ (ترمذی: ۲۳۵۷)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ عنقریب ایسے فتنے آنے والے ہیں کہ جن میں آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر مگر وہ شخص کہ جس کو حق تعالیٰ علم کی بدولت زندہ رکھے۔ (ابن ماجہ: ۳۹۵۴)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک فتنہ ایسا آنے والا ہے کہ ہر طرف سے جہنم کی طرف لے جانے والے بلا رہے ہوں گے۔ (ابن ماجہ: ۳۹۸۱)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں عالمِ دین کی اتباع نہیں کی جائے گی اور نہ حکیم آدمی سے شرم کی جائے گی، نہ اس میں بڑے کی تعظیم ہوگی، نہ چھوٹے پر شفقت۔ دنیا کے حاصل کرنے پر آپس میں قتل و قتال ہوگا۔ جائز کو جائز نہ سمجھیں گے، ناجائز کو ناجائز نہ سمجھیں گے۔ نیک لوگ چھپتے پھریں گے۔ اس زمانے میں آدمی بدترین خلائق ہوں گے۔ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن کی ان طرف ذرا بھی توجہ نہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علاماتِ قیامت میں سے یہ بھی شمار کرایا ہے کہ خاندان میں حقیقی مومن بکری کے بچے سے زیادہ ذلیل اور ناقابلِ التفات سمجھا جائے گا۔

نیز علاماتِ قیامت میں یہ بھی وارد ہے کہ فاسق لوگ خاندان کے سردار سمجھے جائیں گے اور کمینہ لوگ قوم کے ذمہ دار ہوں گے اور اس وجہ سے آدمی کا اعزاز کیا جائے گا کہ اس کے شر اور نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔ نیز یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ گانے والیوں کی کثرت ہو جائے گی، باجوں کا زور ہوگا، شراب کثرت سے پی جائے گی اور امت کے اسلاف کو برا بھلا کہا جائے گا۔ (ترمذی: ۲۲۷۳)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں کوئی دین دار اپنے دین کو سالم نہیں رکھ سکے گا مگر یہ کہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ پر جاکر چھپیں گے کہ جس طرح لومڑی اپنے بچوں کو لیے پھرتی ہے اور یہ وہ زمانہ ہوگا جس میں حلال روزی مشکل بن جائے گی اور بغیر اللہ کے نصرت کے روزی حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا، مال داروں کی عظمت کی جائے گی، منکرات کرنے والوں کا غلبہ ہوگا، تعمیرات کی کثرت ہوگی۔ فحش گوئی، بدخلقی اور پڑوسیوں کے ساتھ برابر تاؤ ہوگا۔

دین وایمان کی حفاظت ہر حال میں فرض ہے:

اللہ تعالیٰ خالقِ خیر بھی ہیں اور خالقِ شر بھی ہیں۔ جو سراسر اِن کی رحمت وحکمت کا مظہر ہیں۔ شر وروفتن 'مشیتِ الٰہی سے آتے رہیں گے مگر مومن کے پاس اپنے دین وایمان کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات بہر حال ضرور موجود ہیں، ہر مسلمان پر اپنے دین وایمان کی حفاظت ہر حال میں فرض ہے اور اس کی حفاظت کے لیے یقینی تدابیر مسلمانوں کو بتائی گئی ہیں۔

آنکھ بند ہوتے ہی یہی دین یا تو جنت میں لے جائے گا یا اس کی خلاف ورزی جہنم میں لے جائے گی۔ اگر اس دین کی قدر کی اور اس پر صحیح عمل کیا تو جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے اور اگر اس سے انحراف کیا اور اعراض برتا اور اس کے مطابق عمل نہ کیا اور یہی کہتے رہے کہ ہم مجبور ہیں کیا کریں، کیا کریں؟ اور آج کل وقت ایسا ہے، وقت کا تقاضا یہی ہے تو یہ عذر کام نہ آئے گا۔ ہم دنیا کی پریشانی اور آخرت کے مواخذہ سے ہر گز بچ نہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان بر حق ہے، ایسا ضرور ہو کر رہے گا! عمل اور ردِ عمل کا قانون کبھی نہ بدلے گا!

آج کل روزمرہ زندگی کے واقعات معاملات اور معاشرہ کے حالات، سیاست کا انداز اور دفاتر کا طرزِ عمل، تجارت کے طریقے، تعلیم گاہوں کی تعلیم وتربیت کے احوال شاید آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے۔ افسوس یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو علمِ دین حاصل کرنے کے لیے وسائل مہیا نہیں ہیں، نہ حکومت کی طرف سے، نہ واعظین اور خیر خواہانِ قوم وملت کی طرف سے۔

علمِ دین نہ ہونے کی وجہ سے لا مذہبیت اور آزاد خیالی بڑھتی ہے:

اس لیے علمِ دین نہ ہونے کی وجہ سے لا مذہبیت اور آزاد خیالی بڑھتی جا رہی ہے۔ بلکہ اگر کہیں دین کی اشاعت وتبلیغ ہوتی بھی ہے تو لوگ بے دھڑک اسلام کے خلاف گستاخانہ باتیں کرتے ہیں۔ مغربی ذہنیت اور جدید تہذیب کے نام نہاد مسلمان اب یہ کہنے لگے ہیں کہ اسلام کو ایسے سانچے میں ڈھالا جائے کہ ہم لوگ کسی سے پیچھے نہ رہیں، نہ امریکہ سے، نہ برطانیہ سے، نہ فرانس سے، ہمارا معاشرہ اور تہذیب وتمدن ویسا ہی ہونا چاہیے۔ تقاضائے زندگی ویسے ہی پورے کرنے چاہیے جیسے کہ ساری دنیا کے لوگ کر رہے ہیں۔ یہ کس عبرت ناک واقعہ ہے کہ ایسے ناعاقبت اندیش اور نام نہاد مسلمان اپنے دین کی خوبیوں اور صلاح وفلاح کی ناقدری کرتے ہوئے کفار مشرکین کی ظاہری عیش وعشرت کے ساز وسامان کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

جدید تہذیب وتمدن کے حالات:

لیکن ان کے اندرونی حالات کا جائزہ لیجیے۔ امریکہ اور لندن والوں کی زندگی کیسی ہے جو ان کے اندرونی حالات سے واقف ہیں، اور ان کے تہذیب وتمدن کو دیکھ چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی زندگی میں نہ حیا ہے، نہ غیرت ہے، نہ شرافت ہے، نہ انسانیت ہے، ناپاک جانوروں سے بدتر، قابلِ نفرت زندگی ہے۔ یہ ساری قوم اعلانیہ شراب خوری، زنا کاری، بدمعاشی، بے حیائی اور مدہوشی میں مبتلا ہے۔ جس کی انجام کار کے لحاظ سے بربادی اور تباہی کے سوا کوئی دوسری صورت نہیں، عبرت کی نظر سے دیکھئے! یہی قومیں دنیا میں امن وامان کی دشمن بنی ہوئی ہیں، ان کے تمام ذرائع ووسائل، قوتیں اور ایجادات بنی نوع انسانی کے لیے ہر جگہ مہلک ثابت ہو رہی ہیں۔

کیا ہم ان کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، ان کی ناپاک زندگی سے عبرت حاصل کرنے چاہیے اور شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان عطا فرما کے شرف انسانیت پر قائم رہنے کے لیے چُن لیا۔ آسان ضابطے اور اندازِ زندگانی مقرر فرما دیے۔ مسلمانوں نے ان پر عمل کر کے جو عروج حاصل کیا ہے اس کی تاریخ میں نمایاں مثالیں موجود ہیں، ساری دنیا کو مہذب اور باوقار بنا دیا۔

جو لوگ دین کے ناقدر ہیں اور اپنے کو مسلمان کہتے ہیں ان میں اکثر کا زاویۂ نگاہ دین کے متعلق یہ ہے کہ نماز پڑھ لی، زکوٰۃ دے دی، روزے رکھ لیے، حج ادا کر لیا بس سمجھ کیا کہ دین کا حق ادا ہو گیا۔ ہمارا مذہب اسلام ہے، ہم مسلمان ہیں جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں۔ جیسے چاہیں آپس میں تعلقات رکھیں، جیسے چاہیں اخلاق بنائیں، دگر مذاہب کے لوگ یہودی نصرانی یہی کرتے ہیں جو مذہب ان کے پاس ہے اس کے مطابق چند رسومات ادا کر لیتے ہیں، بس سمجھ لیا کہ مذہب کا حق ادا کر لیا۔ اس کا ایک راز یہ بھی ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں میں صرف عبادات کی چند رسوم ہیں۔ پرستش کے علاوہ تعلیمی ضابطہ تمدنی و معاشرتی زندگی ہے ہی نہیں۔ مگر مسلمان کا مذہب ایسا نہیں ہے، یہ وہ مذہب ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ومَمات ہے۔ ایک شریف انسان کی زندگی کس طرح بسر ہونی چاہیے، اس کے کیا عقائد ہونے چاہیے؟ کیا اعمال ہونے چاہئیں؟ کیسے معاملات ہونے چاہئیں اور کیسے ان کے اخلاق و آداب ہونے چاہئیں، ایمان واسلام یہی ہے! دین کے یہی پانچ شعبے ہیں، پانچوں شعبوں میں احکامِ الٰہی کے مطابق عمل کریں۔

خدا تعالیٰ کا قانون کسی کے رائے اور خواہش سے نہیں بدل سکتا:

خدا تعالیٰ کا قانون کسی کی رائے اور خواہش سے نہیں بدل سکتا اور نہ کسی مصلحت سے اور نہ کسی تاویل سے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اگر لوگ خدائی قانون پر عمل کرنا چھوڑ دیں تو ان

کے چھوڑ دینے سے قانون بدل نہیں سکتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کا دارومدار بندوں کی اطاعت وفرماں برداری پر منحصر نہیں ہے، اس کی فرماں برداری کوئی کرے یا نہ کرے، ہر حال میں وہ احکم الحاکمین ہے! پھر اس کا قانون کس طرح بدلا جا سکتا ہے؟؟؟لا تبدیل لکلمات اللہ اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم صادر ہوگا اس کے ساتھ اس کی رحمت کا نزول شامل ہوگا۔ اِنہیں احکام الٰہیہ کا نام شریعت ہے ان کا بجالانا ہر مومن پر فرض ہے۔ شریعت کے جو پانچ اجزا کا ذکر میں نے کیا ہے ان میں سب سے پہلا اور اہم جز عقائد کا ہے اور یہ دل وزبان سے اقرار کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے وہی حق ہے۔ عقائد میں توحید، رسالت، قیامت، آخرت، جنت، جہنم، حشر ونشر، جزا وسزا وغیرہ کا یقین واعتقاد سب شامل ہیں۔ ہر صاحبِ ایمان پر ان امور کا اعتقاد فرض وواجب ہے۔ اعتقاد کا مسئلہ نہایت نازک ہے اس میں ذرا سا شبہ وشک بھی نہایت مہلک ہے۔

عقائد صحیحہ ہی پر ایمان کا دارومدار ہے:

عقائد صحیحہ ہی پر ایمان کا دارومدار ہے ہمیں چاہیے کہ اپنے عقائد کا جائزہ لیں کہ اس کی کیا صورت حال ہے۔ شیطان نے انسان کی زندگی میں ایسے شعبدہ پیدا کر دیے ہیں اور لوازمات وضروریاتِ زندگی اس قدر پیچیدہ اور پریشان کن ہوگئے ہیں کہ ان کو حل کرنے کے لیے اور اطمینان کی صورت حال حاصل کرنے کے لیے خواہ مخواہ نظر وتدابیر اسباب ہی پر رہتی ہے۔ بعض وقت انسان ان تدابیر کو پورا کرتا ہے جن میں نعوذ باللہ بعض دفعہ شرک کا شائبہ ہوتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ سے منتیں مانگنا اور ایسے ہی تعویذ گنڈے اور عملیات کو اسباب وتدابیر کے طور پر اختیار کرنا جو شرعی طور پر قطعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

عقیدے کی خرابی عمل کی خرابی سے بہت زیادہ سخت ہوتی ہے۔ آدمی کتنا ہی بڑے سے بڑا گناہ کرے، وہ کفر نہیں ہے۔ استغفار اور ندامتِ قلب سے سب معاف ہوتے ہیں لیکن اسلام کی معمولی سے معمولی بات کہ جس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا ثابت ہو چکا ہے اس کا استخفاف یا انکار کرنا یہ عقیدے کی خرابی ہے اور اس سے اسلام باقی نہیں رہتا۔ الامان والحفیظ۔ کلام اللہ اور کلام رسول اللہ میں کھول کھول کر عقائد حقہ واضح کر دیے گئے ہیں۔ عقائد کی درستی کے لیے حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی بعض دینی کتابوں کے نام نوٹ فرمالیجیے۔ مثلاً تعلیم الدین، حیات المسلمین، جزاء الاعمال وغیرہ۔ ان کو پڑھ کر اپنے عقائد صحیح اور درست رکھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ اپنی توحید کو درست کیجیے اور شرک خفی وجلی کے شائبہ سے بھی بچیے!

فرائض وواجبات اس لیے ہیں کہ ہمارا دین برقرار رہے:

شریعت کا دوسرا اہم جز عبادت ہے۔ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ یہ فرائض وواجبات اس لیے ہیں کہ ہمارا دین برقرار رہے اور ہم اپنی جسمانی حیات کو قائم رکھنے کے لیے جس طرح مادی غذا استعمال کرتے ہیں اسی طرح نماز، روزہ، حج، یہ تمام فرائض غذائے روحانی ہے۔ اگر غذائے روحانی نہ دی جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔ بغیر غذا کے جسم باقی رہ سکتا ہے نہ ایمان۔ اگر انسان مادی غذائیں کھانا چھوڑ دے تو چند دنوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمان فرائض وعبادات کو چھوڑ دے تو ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ عبادات اسی لیے ہیں تاکہ ضرویات زندگی پورا کرنے میں ہر وقت اس بات کا استحضار رہے کہ صرف یہی دنیا مقصدِ زندگی نہیں ہے، آخرت میں بھی جانا ہے اور دنیا کی زندگی ہی ہماری آخرت کا سرمایہ ہے۔ نماز پانچ وقت اسی لیے فرض کی گئی ہے تاکہ بار بار اللہ تعالیٰ کی اور آخرت کی یاددہانی ہوتی رہے۔

دین کا سارا کمال صرف نماز، روزے، عبادات میں ہی نہیں:

یہ بھی اچھی طرح یاد رہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سارا دین نہیں ہے کہ نماز، روزہ کر لیا بس چھٹی ہوگئی اور دین کا حق ادا ہو گیا۔ اب جو چاہیں سو کرتے رہیں۔ ٹیلی ویژن بھی، گانے بجانے بھی اور تفریحات بھی کرتے رہیں۔ حقوق العباد کا بھی خیال نہ رکھیں، اعزہ و اقربا سے قطع تعلق کرتے رہیں، ماں باپ، پڑوسیوں کو ایذا پہنچاتے رہیں اور بے جا غصہ بھی کرتے رہیں۔ غیبت، بدگمانیوں میں مبتلا ہوں، دل میں حسد وکینہ بھی جمائے رکھیں، عورتوں کو بے پردہ گھمائیں، یہ سب گناہ کبیرہ ہیں اور جہنم میں لے جانے والے اعمال ہیں۔ ہاں! نماز روزہ کی وجہ سے کبھی نہ کبھی جہنم سے آزادی ضرور مل جائے گی اور جنت میں جب ہی جانا ہوگا کہ گناہوں اور بداعمالیوں سے عذاب جہنم سے پاک کر دیے جائیں گے۔ مسلمانوں کے لیے بھی قرآن وحدیث میں برے اعمال کے نتیجہ میں جہنم کی وعید سنائی گئی ہے تو معلوم ہوا کہ دین کا سارا کمال صرف نماز، روزے، عبادات میں ہی نہیں بلکہ دین کا پورا حق صبح سے شام تک کی زندگی میں احکامِ شریعت کے مطابق عمل کرنے میں ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، اما بعد:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے حضرت ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ قبیلہ بلھجیم کے ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سوال کیا:

> الی ما تدعوا..."اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟ کیا دعوت ہے آپ کی؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> أدعو إلی اللہ وحدہ...میں تنہا ایک اللہ کی طرف بلاتا ہوں ، اللہ وحدہُ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں...الذی إن مسك ضر فدعوتہ کشف عنك... وہ اللہ (جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تو اس سے دعا کرتا ہے) تمہاری تکلیف دور کر دیتا ہے...والذی إن ضللت بأرض قفر دعوتہ رد علیك... اور وہ جب تُو کسی بیابان علاقے، بیابان زمین میں کھو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، وہ تیری سواری تجھے واپس کر دیتا ہے...والذی إن أصابتك سنة فدعوتہ أنبت علیك... اور وہ کہ جب تمہیں قحط کا سامنا ہوتا ہے تو اس سے دعا کرتا ہے تو وہ تیرے لیے کھیتی اُگاتا ہے...

اس حدیثِ مبارکہ میں کئی اسباق ہیں...سب سے پہلا سبق تو یہ ہے کہ ایک عام فرد کو دعوت دینے کا اسلوب اور کتنا خوب صورت اسلوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا اور اس کو پیچیدہ فلسفے میں اور کسی مشکل علم الکلام میں نہیں بتایا بلکہ اس کے سامنے بالکل عام فہم انداز میں 'اُس کی ضرورتوں سے جوڑتے ہوئے اور اُس کی حاجتوں سے جوڑتے ہوئے اُن مقامات کی نشاندہی کرتے ہوئے' جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کام نہیں آتا...اس کے سامنے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کو تعارف ہے مختصر جملوں میں پہنچا دیا...اتنا خوب صورت اور اتنا دل پر اثر کرنے والا کہ وہ دو تین جملے ہیں لیکن وہ اس ذات کی محبت اور انسان کی محتاجی اس ذات کی طرف ہے جو دل کے اندر اتار دیتے ہیں...

یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ دعوت ہے جس میں ہر داعی کے لیے، ہر دعوت کے مقام پر فائز فرد کے لیے، ہر عالم کے لیے، ہر خطیب کے لیے ادب اور تربیت موجود ہے کہ دعوت 'فرد کی سطح کی نسبت سے اُسے دی جاتی ہے اور الفاظ ایسے چنے جاتے ہیں کہ جو دل میں کُھب جانے والے ہوں...اور اثر کرنے والے اور بالخصوص جب عوام الناس سے خطاب ہو تو اس کے اندر اس کی رعایت کرنا کہ عقل سے زیادہ دل کو متوجہ کرنا اور دل کی اپیل کرنا...یہ جو عقلی صلاحیتیں ہیں خواص کے پاس ہوتی ہیں، جب اُن سے خطاب ہو تو وہاں پر سے عقلی پہلو کو بھی اور دلائل کو بھی تفصیل سے کھول کر بیان کرنا...

دوسرا سبق جو اس کے اندر ملتا ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تنہا اس لائق ہونا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارا جائے...دعائیں اسی سے کی جائیں، مشکل میں اور حاجت کے وقت میں اُسی کی طرف رجوع کیا جائے، اُسی کے سامنے دستِ سوال دراز کیا جائے...اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک تکریم بخشی ہے...اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

> وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ
>
> "یقیناً ہم نے بنی آدم کو تکریم بخشی"...

یعنی اس کو عزت دی... تو آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو جو عزت بخشی گئی اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے جھولی پھیلانے والے نہ ہوں...اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے اپنی پیشانی ٹکانے والے نہ ہوں، وہ اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے دستِ سوال بلند کرنے والے نہ ہوں...اس کا سارا تعلق، ذلت کا، خشوع کا، عبادت کا، سوال کا' یہ سارے تعلق' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہو... جس طرح انسان کی کرامت کا تقاضا ہے کی اس کا ہاتھ کسی اور کے سامنے نہ اُٹھے اور اس کی جھولی کسی اور کے آگے نہ پھیلے...اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہ پکارا جائے... کسی اور سے دعا نہ کی جائے اور جو دعا میں شریک کرتا ہے یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو خاص ترین صفات ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہیں...اس میں شرک کا مرتکب ہوتا ہے... تو دعا ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار بلاتے ہیں، اُبھارتے ہیں اور اس تاکید کے ساتھ یا اس قید کے ساتھ کہ مجھ ہی سے مانگو... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ البقرہ میں اس طرح آتا ہے

> وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ...اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں بہت قریب ہوں...أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ...جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اُس کی دعا کو قبول کرتا ہوں اس کا جواب دیتا ہوں...فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي ...پس وہ مجھ سے ہی سوال کرے...میری ہی طرف آئے...جواب مانگنے کے لیے، حاجتیں مانگنے کے لیے...وَلْيُؤْمِنُوا بِي... مجھ پر ہی ایمان رکھیں...مجھ ہی پر اِن ذات وصفات کے ساتھ ایمان لے کر آئیں جس طرح ایمان لانے کا میں نے حکم دیا ہے...

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ... شاید کہ وہ اس طرح رشد کے راستے پر آجائے، ہدایت پاجائیں۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرنا ہے!

اس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

”مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا...یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر اختیار کرتے ہیں (یعنی میری عبادت سے تکبر کے ساتھ منہ پھیرتے ہیں) میں اُن کو جہنم میں ذلیل کرکے داخل کروں گا“...

تو گویا دعا عبادت ہے اور جو اس دعا سے اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرتا ہے یا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے اُس کو بھی اللہ تعالیٰ وعید سنا رہے ہیں...اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور سے دعائیں کرنے لگتا ہے اس کو بھی وعید سنا رہے ہیں...تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے دُعا کی جائے...اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جائے...ایک طرف یہ انسان کی تکریم کا تقاضا ہے دوسری طرف یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سوال کے لیے ہاتھ اُٹھائے جائیں...اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر ہی نہیں ہے کہ جو انسان کی ضرورتیں یوں پوری کرے اور مافوق الفطرت اسباب کے ذریعے سے انسان کی مدد کرنے پر قادر ہو...

کوئی بڑے سے بڑا اور نیک سے نیک، صالح سے صالح انسان بھی دعا کا جواب دینے پر قدرت نہیں رکھتا...انسان اپنی ضرورتوں کے لیے خود محتاج ہے...کسی اور کی ضرورت کیسے پورا کر سکتا ہے؟ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان کی بے بسی کا عالم اسی طرح بتاتے ہیں کہ ایک مکھی تک اُڑانے کے قابل نہیں ہے... یہ معبود جن کی طرف سوال کے لیے یہ ہاتھ اُٹھاتے ہیں...تو کیوں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں؟ وہ مُردہ ہوں تو ویسے اب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں...اُن کے عمل کا وقت اب ختم ہو چکا ہے...اور وہ زندہ ہوں اور دنیا کے اندر موجود ہوں تب بھی وہ اپنی ضرورت کے لیے رب کے محتاج ہیں! اُن سے کیوں سوال کیا جائے؟

بس اللہ تعالیٰ اور تنہا اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کیا جائے...وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسان کو یہ ساری چیزیں، جو اس حدیث میں ذکر ہوئی ہیں...جو اس کے علاوہ اشیا ہیں وہ فراہم کرتا ہے... حدیث میں جن چیزوں کا ذکر آیا ہے وہ یہ ہیں کہ انسان کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اس مصیبت کو دور فرماتے ہیں چاہے اسباب اس کے لیے کوئی بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسخر کریں...

اس طرح کسی انسان کی سواری گم ہو جائے کسی بیاباں میں...کسی عام بدو کے لیے اس کی زندگی کی سب سے جیتی جاگتی خطرناک مثالوں میں سے ہے...اس لیے کہ صحرا کے اندر کوئی درخت نہیں ہوتا ہے جس کے ساتھ سواری کو باندھ سکتے ہیں، بالعموم لق ودق صحرا ہوتے ہیں جس کے اندر سواری کو روکنے کا یہی ذریعہ ہوتا ہے کہ اس کی ٹانگوں کو باندھ دیا جائے آپس میں تاکہ وہ بہت دور تک نہ جائے...تو انسان سوئے صبح اُٹھے تو اس کا پورا پورا امکان ہوتا ہے کہ اُس کا جانور بھٹک کر کافی دور چلا گیا...ایسے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوتا کہ جو بچانے کی قدرت رکھتا ہے...اگر سواری میسر نہ آئے تو صحرا میں موت کے سوا اور کوئی انجام نہیں ہوتا! اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اس موقع پر مدد کرتے ہیں...اس طرح قحط سالی کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دور فرماتا ہے...ان سب اُمور کے لیے اس کو عبادت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے...

اسی طرح قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے یہ دعا آتی ہے کہ نہایت خوب صورت دعا ہے جو انسان کی محتاجی کا نقشہ کھینچتی ہے کہ انسان کس حد تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا محتاج ہے اگر اس کو احساس ہو...اگر اسباب پر نگاہ ہو کہ صرف پھر یہی سمجھے گا کہ وہ مستغنی ہے لیکن اگر وہ مسبب الاسباب پر نگاہ رکھتا ہے تو قرآن کے اندر آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے...میں تمام معبودوں کو چھوڑ کر اس صرف ایک رب کو پکاروں گا...کون رب ہے؟

الَّذِىْ خَلَقَنِىْ فَهُوَيَهْدِيْنِ... جس نے مجھے تخلیق کیا اور وہی مجھے ہدایت دیتا ہے...وَ الَّذِىْ هُوَيُطْعِمُنِىْ وَ يَسْقِيْنِ...اور وہی جو مجھے کھلاتا اور جو مجھے پلاتا ہے...وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَيَشْفِيْنِ...جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ ہی مجھے شفا دیتا ہے...وَ الَّذِىْ يُمِيْتُنِىْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ...وہ ہی مجھے موت دے گا اور وہ ہی مجھے دوبارہ زندہ کرے گا...وَ الَّذِىْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِىْ خَطِيْٓـَٔتِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ...اور وہ کہ جس سے مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میری خطائیں معاف کردے گا...

تو دنیا سے لے کر آخرت تک ہر قدم محتاجی سے بھرپور ہے...کہ بندہ کسی طرح محتاج ہے کھاتا ہے تو ہو بھی اللہ کے دینے سے، پیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے دینے سے...مریض ہو جائے تو شفا' اللہ کے دینے سے...موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے دینے سے... تخلیق' دنیا میں پہلی بار آنا اللہ تعالیٰ کے دینے سے...ہدایت یعنی سیدھے راستے کے اوپر قائم ہونا، چلنا اور قائم رہنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے...

یہاں تک کہ جو سب سے اہم چیز ہے قیامت کے دن مغفرت...یہ ایسی چیز ہے کوئی دعویٰ کر بھی نہیں سکتا، کوئی بشر دعویٰ نہیں کر سکتا، کوئی مخلوق دعویٰ نہیں کر سکتی، کہ وہ معاف کرنے کی قدرت رکھتی ہے، مغفرت کی قدرت رکھتی ہے...مغفرت ایسی عطا ہے کہ جو اللہ

تعالیٰ کے سوا کسی کی ہے ہی نہیں... اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے دعویٰ بھی نہیں کیا اس کا، کہ یہ میری ہے... وہ میدان ہی بلا مقابل اس کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بعض پہلوؤں میں اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت بعض پہلوؤں میں، شرکت کے دعوے ہوئے لیکن مغفرت کے پہلوؤں میں کوئی شریک نہیں ہے... اس لیے یہ اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ ہی کا میدان ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسان کو معاف کردیں... تو ان سب چیزوں میں انسان، اپنی تخلیق سے لے کر اپنی موت کے بعد کی اگلی زندگی اور اس میں مغفرت اور ان سب اُمور کے لیے اپنے رب کا محتاج ہے...

پیارے بھائیو! اس فقر کا احساس ہونا کہ ہم لوگ کس حد تک قدم قدم پہ، سانس سانس پہ، لمحے لمحے پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے، اللہ تعالیٰ کی مدد کے، معاونت کے، اللہ تعالیٰ کی نصرت کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ساتھ نہ ہوں تو لحہ بھر بھی زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے... دلوں کے سکون برباد ہو جاتے ہیں اور ساری زندگی کا نظام تلپٹ ہو جاتا ہے... اسی فقر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ ساری دعائیں کرتے رہنا چاہیے... انبیاء کی دعائیں ہیں قرآن میں دیکھیں کہ انسان حیران ہوتا ہے کیسی عجیب عاجزی ہے ان دعاؤں کے اندر... وہ دعا بھی ذکر کی ہے

رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ

”اے میرے رب! میں اس خیر کا اس بھلائی کا فقیر ہوں جو تو میری طرف نازل کرے“...

چھوٹا سا جملہ ہے، لیکن اس جملے میں انسان کا اپنے رب سے جو تعلق ہے اس کی تصویر اور منظر سامنے آجاتا ہے کہ خیر دینے والی ذات وہ ہے اور ہم خیر کے طلب گار ہیں، ہماری زندگی اسی میں ہے کہ ہمیں خیر ملے... دنیا کی خیر اور وہ آخرت کی خیر ہو... ہر قسم کی بھلائی... اس کے خزانے اس کے ہاتھ میں ہیں... ہم سب کیا ہیں؟ ہم فقیر ہیں! ہم سب اس کے سامنے جھولی پھیلا کے بیٹھے ہوئے ہیں...

یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانا، دعا کو عبادت سمجھنا اور اس کا اہتمام کرنا، اس کو ہتھیار کے طور پر ساتھ لینا اور جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا، تو ایسا اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہو... ایسا اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے فقر کا احساس ہو کہ تسمے کے لیے جب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے... تو پیارے بھائیو! اس سے بڑے اُمور ہوں جب انسان اپنی زندگی کے لیے منصوبے طے کر رہا ہے... اپنے بچوں کے لیے چیزیں طے کر رہا ہے... اپنے خاندان کے حوالے سے ایسی چیزیں سوچ رہا ہو... جہاد کے لیے مختلف منصوبہ بندیاں کر رہا ہو... تو سالوں کے منصوبے بن رہے ہوں اور اُس میں اللہ تعالیٰ سے سوال نہ ہو، ایسا استغنیٰ اللہ تعالیٰ کو یقیناً پسند نہیں... اللہ تعالیٰ سے قدم قدم پہ انسان پوچھتا ہو، مانگتا ہو، مدد لیتا ہو... اور عجیب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا معاملہ ہے کہ فائدہ بھی ہمارا، چیز بھی ہم اپنی ضرورت کی مانگ رہے ہو اور مانگنے پر بھی ثواب مل رہا ہے...

یعنی اس سے بڑی اور رحمت کی کیا چیز ہو سکتی ہے؟ کہ اگر اور کچھ بھی نہ ہو دعا کے نتیجے میں بس یہی چیز ہو کہ دعا سے ثواب ملتا ہے تو یہ خود بھی بہت بڑا حاصل ہے... تو ہم مانگتے بھی اللہ تعالیٰ سے ہیں اور وہ عجیب رحیم رب ہے کہ اُس مانگنے پہ بھی خوش ہوتا ہے اور رضا بھی دیتا ہے، اجر بھی دیتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے... یہ تنہا ہی بہت بڑا حاصل ہے اس دعا کا... اور مزید یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اس طرح آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو ہاتھ اُٹھ جائے ایک دفعہ دعا کے لیے اللہ تعالیٰ اس بات سے حیا فرماتے ہیں کہ اپنے بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹائیں... ضرور کچھ نہ کچھ دے کے واپس لوٹاتے ہیں، چاہے وہ جو دعا اس نے مانگی وہ قبول ہو جائے اور چاہے اس سے بہتر یا اس کے متبادل کے طور پر اللہ تعالیٰ کوئی اور خیر اس کو عطا فرما دیں اور کسی اور شر سے اس کا تحفظ فرما دیں... یا آخرت کے لیے بچا کر رکھ لیں اور وہاں اُس کے لیے اجر و ثواب اس دعا کے بدلے محفوظ رہے، ہر طرح خیر کا تعلق ہے... ہم کثرت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس فقر کا استحضار بھی رکھیں، ذہنوں میں اس کو تازہ بھی رکھیں اور اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے جو اللہ تعالیٰ نے نقشہ کھینچا ہے قرآن میں کہ

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ

کھڑے بیٹھے لیٹے صرف مخصوص حالت میں، نماز کے وقت ہی یا نماز کے بعد ہی نہیں بلکہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، جب خیال آئے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر لینا... کچھ بھی نہیں تو بندہ منہ سے استغفر اللہ نکالتا ہے تو یہ بھی ایک سوال ہے... کہ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں... تو یہ سوال کرتے رہنا، چھوٹی چھوٹی دعائیں زبان پر جاری رکھنا' یہ اللہ کو راضی کرنے والے اعمال ہیں اور یہ آخرت میں نجات دلانے والے اعمال ہیں...

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت کا ادراک دے دیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں بطور مخلوق خود اپنے بارے میں اپنے فقر کا احساس دے دیں اور اس کو ذہنوں میں تازہ رکھنے کی توفیق دے...

سبحانك اللهم وبحمدك ونشهد ان لا اله الا انت نستغفرك ونتوب اليك

وصلى الله تعالیٰ على محمد وعلى آله وصحبه اجمعين

☆☆☆☆☆

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی ولادت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ الی کافة للناس بشیرا ونذیرا وداعیا الیہ ۔ باذنہ وسراجا منیرا ۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ماکان محمدا ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ وکان اللہ بکل شیء علیما الی قولہ وکفی باللہ وکیلا ۔ صدق اللہ العلی العظیم

بزرگانِ محترم!

یہ جلسہ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے منعقد کیا گیا ہے گویا اس کا موضوع یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جائے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ طیبہ کا ذکر حقیقتاً عین عبادت ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی بھاری طاعت اور قربت ہے اور سارے کمالات وبرکات کا سرچشمہ ہے اس لیے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ایک عظیم نعمت ہے جو مسلمانوں کو عطا کی گئی تو میں اس وقت میلاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارے میں چند کلمات آپ حضرات کی خدمت میں گزارش کروں گا اور اسی مناسبت سے یہ چند آیتیں میں نے تلاوت کی ہیں جو آپ کے سامنے ابھی پڑھی گئیں۔

میں چاہتا ہوں کہ میلاد کے سلسلہ میں آپ بھی چونکہ ولادت کا ذکر سننے کے لیے آئے ہیں، ولادت کا ذکر بھی کروں لیکن میں ایک ولادت کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ولادتوں کا ذکر کروں گا۔

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم... جسمانی اور روحانی:

ممکن ہے آپ کو یہ سن کر حیرت ہو کہ ولادت تو ایک ہی ہوتی ہے' پیدائش ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے تو دو ولادتیں کیسی؟ لیکن میری گزارشات کے بعد آپ کو معلوم ہو گا کہ حقیقتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ہی ولادتیں ہوئیں ...ایک ولادت باسعادت تو ۱۲ یا ۸ ربیع الاول کو علی اختلاف الاقوال ہوئی اور ایک ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس کے بعد ہوئی یعنی روحانی ولادت۔ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور پیغمبر کی حیثیت سے دنیا میں ظاہر ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول کو ولادت جسمانی ہوئی اور چالیس برس بعد ولادت روحانی ہوئی جس کو ہم نبوت سے تعبیر کریں گے۔

۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دنیا میں ظاہر ہوا اور چالیس برس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا میں ظاہر ہوا۔ تو ایک جمال کی حیثیت سے ولادت ہے اور ایک کمال کی حیثیت سے ولادت ہے۔ دونوں ولادتوں میں ہمارے لیے ان کا ذکر عبادت اور طاعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں جمال ظاہر ہونا یہ بھی عالم کے لیے عظیم ترین نعمت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال دنیا میں ظاہر ہونا یہ اس سے بھی بڑی نعمت ہے جو اللہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ تو جمال محمدی وہ بھی ایک ایسی امتیازی شان رکھتے ہیں کہ دنیا میں اتنا بڑا جمیل اور صاحبِ جمال پیدا نہیں ہوا جتنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمال والے تھے اور اتنا بڑا کمال بھی کوئی پیدا نہیں ہوا جتنا کہ کمال والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو دونوں ولادتیں امتیازی شان رکھتی ہیں نہ ولادتِ جسمانی کی نظیر ہے نہ ولادت، روحانی کی نظیر ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو ہمارے سامنے ظہور ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کا اور چالیس برس کے بعد ظہور ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس وقت آپ ابن عبد اللہ کی حیثیت سے دنیا میں آئے اور چالیس برس کے بعد رسول اللہ کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائے۔

ولادت روحانی کے بارے میں عامۃ الناس کا طرزِ عمل:

عام طور سے لوگ ولادتِ جسمانی کو اہمیت دیتے ہیں اور اسی ولادت کے ذکر کو "ذکر میلاد" کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ذکر میلاد کا ابتدائی درجہ ہے۔ حقیقی درجہ وہ ولادت ہے جو چالیس برس کے بعد ہوئی۔ اس لیے کہ پہلی ولادت میں ہمارے لیے عمل کا کوئی نمونہ نہیں ہے اور دوسری ولادت میں ہمارے لیے عمل کے نمونے موجود ہیں جس سے ہم سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ولادت جمال کی ہوئی کہ چہرہ مبارک ایسا، انگلیاں ایسی تھیں، بال ایسے تھے، بدن اور قدو قامت یہ تھا۔ اس میں ہمارے لیے کوئی نمونہ عمل نہیں ہے۔ خوشی کی تو انتہائی چیز ہے کہ ہمارے پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے وہ جمال اور موزوں زینت عطا فرمائی کہ عالم میں ایسا حسن وجمال کسی کو نہیں دیا گیا۔ خوشی اور فخر کا موقع ہے لیکن عمل کا نمونہ کچھ نہیں۔ یہ نہیں ہے کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تھے ہم ویسے ہاتھ بنالیں۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدو قامت

تھا ویسا ہم اپنا قد و قامت بنالیں۔ اس میں عمل کا نمونہ ہمارے لیے نہیں ہے خوشی کا موقع ضرور ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اس میں سامنے یہ چیز ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان ایسا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ یہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا، نماز ایسی، روزہ ایسا، حج ایسا، جہاد ایسا، اس میں ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے۔ جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، ہم بھی ویسی نماز پڑھیں۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے رکھے ہم بھی ویسے روزے رکھیں۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ہم بھی ویسا ہی حج کریں۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو معاشرت تھی ہم بھی ویسی ہی معاشرت بنائیں۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعتی زندگی تھی ہم بھی ویسی زندگی بنائیں۔ اس میں عمل کا نمونہ ہو۔ میرے خیال میں یہ جو پہلی ولادت کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے یہ اس لیے کہ اس میں کرنا کرانا کچھ نہیں پڑتا۔ کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ خوش ہو لیے یا زیادہ سے زیادہ خوش ہو کے مٹھائی بانٹ لی اور خود ہی کھا بھی لی، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

ولادتِ روحانی ہی اصل مقصود ہے:

اور دوسری ولادت کا سن کر ذمہ داریاں بڑھتی ہیں کہ ہمیں مسلمان بننا پڑے گا۔ ہمیں یہ کام یوں کرنا پڑے گا۔ زندگی کا نمونہ ایسا بنانا پڑے گا۔ عمل کرنا لوگ نہیں چاہتے اس لیے دوسری ولادت کا تذکرہ نہیں کرتے اور اس کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور پہلی ولادت میں عمل کا نمونہ نہیں ہے۔ خوشی خوشی کا موقع ہے اس لیے اس کو زیادہ اختیار کیا گیا ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے یہ عبادت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آئے ایسے ہی اس کا ذکر بھی عبادت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حج کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح جہاد کیا بلکہ یہ اس سے بڑی عبادت ہے۔ اس میں ہمارے لیے سعادت حاصل کرنے کا موقع ہے اس میں محض خوش ہونے کا موقع ہے۔ بہر حال یوں تو دونوں ولادتوں کا ذکر ہمارے حق میں عبادت ہے اگرچہ پہلی ولادت مقدمہ ہے اور دوسری ولادت مقصود ہے کیونکہ اگلا مقصود ظاہر کرنا تھا۔ اس لیے ولادتِ جسمانی سامنے رکھی گئی تا کہ ولادتِ روحانی کا موقع آجائے تو پہلی ولادت تمہید ہے اور دوسری ولادت اصل مقصود ہے۔ رسالت و نبوت کا دنیا میں لانا تھا اس لیے ذاتِ اقدس کو پیدا کیا گیا۔ مگر تمہید ہو یا مقصد ہو' ہے دونوں کا ذکر طاعت اور عبادت۔ اس لیے تھوڑا تھوڑا ذکر میں دونوں قسم کی ولادتوں کا کروں گا۔

جمالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

تو میں نے عرض کیا کہ پہلی ولادت میں جسم مبارک ایسا تھا، قد و قامت ایسا تھا، چال ڈھال ایسی تھی۔ یہ بھی امتیازی چیز تھی کہ پورے عالم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جو جلیل القدر صحابی ہیں' فرماتے ہیں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، سرخ حلہ پہنے ہوئے، سرخ چادر اور سرخ ہی لنگی۔ لیکن محدثین اور شرائع حدیث اس کی تفصیل کرتے ہیں کہ وہ ساری سرخ نہیں تھیں' سرخ اس لیے کہا گیا کہ اس پر سرخ دھاریاں پڑی ہوئی تھیں کپڑا سفید تھا(سفید زمین کے کپڑے میں سرخ دھاریاں تھیں)

یمن سے چادریں آیا کرتی تھیں' بعض سیاہ دھاریوں کی، بعض سرخ دھاریوں کی، بعض سبز دھاریوں کی، تو اس دن یمن سے سرخ دھاری کی کوئی چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی پہنے ہوئے تھے۔ رات کا وقت تھا اور چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا، چاندنی کھیل رہی تھی اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے، صحابہؓ بھی موجود تھے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا کبھی چہرہ مبارک کو اور کہتا تھا کہ ان میں کون زیادہ حسین ہے؟ مجھے فیصلہ کرنا پڑتا تھا کہ چاند میں وہ حسن و جمال نہیں جو چہرۂ محمدی کے اندر حسن و جمال ہے۔ اس لیے چاند سے ہٹ کر میری نگاہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر جمع جاتی تھیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات صحابہؓ نے کیسی صورتِ زیبا دیکھی۔ صحابہؓ کی عادت مبالغہ کی نہیں تھی۔ صحابہ کرامؓ سے زیادہ سچا اس عالم میں دوسرا نہیں پیدا ہوا۔ اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اس امت میں بڑے سے بڑا قطب، غوث اور ابدال پیدا ہو لیکن صحابیت کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔ صحابہؓ سب کے سب متقی، عدول، پاک باز اور پارسا ہیں۔ ان سے بڑھ کر مقدس طبقہ اس امت میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ قرآن و حدیث نے جس طبقے کی برگزیدگی کی شہادت دی ہے وہ صرف صحابہؓ کا طبقہ ہے۔ اس لیے ان کے ہاں شاعریت نہیں تھی، مبالغہ آرائی نہیں تھی، جو کچھ کہتے تھے اپنے اللہ کو سامنے رکھ کر حقیقت کہتے تھے۔ ابو ہریرہؓ نے کوئی شاعری اور مبالغہ نہیں کیا، بلکہ اصل حقیقت بیان کی ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسی پاک صورت پہلے کبھی دیکھی نہ آئندہ دیکھیں گے۔ یہ کوئی مبالغہ یا شاعری نہیں بلکہ بیانِ حقیقت ہے اور اس کے متعلق صحابہؓ کے بارے میں تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ عشق رسول میں، محبت نبوی میں فنا تھے اور جو فانی ہو محبت میں وہ تو کہا ہی کرتا ہے وہ اچھی چیز ہی کہے گا وہ تو محبت ہی کی بات کرے گا تعریف ہی کا کہے گیا۔ لیکن قرآن کریم میں بھی اس کی شہادت موجود ہے۔

جمال محمدی کا ماخذ قرآن سے:

جب اللہ تعالیٰ کے کلام سے کوئی چیز اخذ کی جائے تو قرآن ذمہ دار بن جاتا ہے۔ پھر اس میں شاعریت کا کوئی شائبہ یا شوشہ باقی نہیں رہتا، تو قرآن کریم میں بھی ماخذ موجود ہے اور سمجھنے والے اس کے حضرات صحابہؓ ہیں۔ تو پہلے میں قرآن کریم کا واقعہ بیان کردوں اور پھر اس واقعہ سے صحابہؓ نے جو اخذ کیا ہے اس کو عرض کروں گا۔

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ حسین دنیا میں گزرے ہیں اور خود فرمایا حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال پیدا کیا تو آدھا حسن ساری دنیا کو دیا اور آدھا حسن تنہا یوسف علیہ السلام کو دیا۔ تو حسن و جمال میں کوئی شک نہیں کہ جب حدیث نبوی میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تو اس سے بڑھ کر شہادت نہیں ہو سکتی کہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ کوئی حسین نہیں، جمال ان کا اونچا تھا، ان پر زلیخا عاشق ہوئی ہیں' جو بادشاہِ مصر کی بیوی تھیں اور صرف زلیخا ہی عاشق نہیں تھیں بلکہ مصر کی تمام بیگمات اپنے دلوں کو یوسفؑ کے عشق میں کھوئی ہوئی تھیں۔

لیکن زلیخا نے چونکہ انہیں خریدا تھا اور کنعان کے قافلے نے آ کے زلیخا کے ہاتھ بیچ دیا تھا اس لیے حضرت یوسفؑ گویا زلیخا کے مملوک تھے دوسری طرف جا نہیں سکتے تھے تو بیگمات مصر لاکھ عشق کریں مگر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی تھیں تو انہوں نے ایک ڈھنگ اختیار کیا کہ زلیخا پر طعنے کسنے شروع کیے کہ دیکھو زلیخا کیسے تھوڑے دل کی عورت ہے جو اپنے غلام پر عاشق ہو گئی ہے، اسے شرم نہیں آتی۔ بادشاہ کی بیگم ہے اور غلام پر عاشق؟ یہ طعنے دینے کا مقصد کیا تھا؟ یہ کہ زلیخا کا دل اُتر جائے اور کسی طرح یوسف علیہ السلام کو ہم قبضائیں۔ زلیخا اس سے ہٹ جائے تو اس پر ہم قابض ہو' تو یہ مقصد تھا طعنے دینے کا۔

زلیخا بھی سمجھ گئی اور روز روز کے طعنے سنتے سنتے تنگ آگئی۔ آخر اُس نے ایک دن ارادہ کیا کہ میں ایک دفعہ ان سارے طعنوں کا جواب دے دوں' تو اس نے بیگمات مصر کو چائے کی پارٹی دی۔ چائے کا لفظ میں نے اس لیے کہا کہ کھانے کے سوا جو پارٹی ہوتی ہے چائے کی کہلاتی ہے چاہے اس زمانے میں چائے ہو یا نہ ہو۔ مگر بہر حال وہ پارٹی تھی کھانے کی نہ تھی وہ تفریحی پارٹی تھی اور کچھ تفکہ کی چیزیں تھیں جو اس میں رکھی گئی تھیں۔ پھل فروٹ وغیرہ بہتر سے بہتر چنے گئے تھے۔ مگر بہر حال ملکہ تھیں بادشاہ کی بیگم تھیں تو اس کے ہاں کیا کمی تھی؟ بڑا دستر خوان سجایا۔ پھل، فروٹ، مٹھائیاں اور جو اس زمانے کے تکلفات تھے، سب رکھے گئے۔ پھل کاٹنے کے لیے چھریاں رکھی گئیں اور بیگماتِ مصر کو دعوت دی۔ تمام وزرازادیاں، امیر زادیاں اور ان کی بیگمات وہ آئیں اور ہر ایک اپنے بناؤ سنگھار کرکے لباس اور زیورات پہن کر آئیں۔ مقصد یہ تھا کہ شاید یوسفؑ کی نظر پڑ جائے۔ مجھے ہی پسند کر لے۔ ہر بیگم یہ چاہتی تھی تو انتہائی آراستہ پیراستہ ہو کر بہترین زیورات، لباس پہن کر جمع ہوئیں۔ دستر خوان سجایا گیا تھا۔ جب زلیخا نے دستر خوان پر سب کو بٹھلایا تو یوسفؑ کو ایک کمرے میں چھپا دیا۔ کہا جب میں کہوں تو باہر آئیں پہلے باہر نہ آئیں۔ یوسف علیہ السلام اندر بیٹھ گئے۔ خیر بیگماتِ مصر بیٹھیں۔

قرآن کریم میں اس کا تذکرہ فرمایا گیا کہ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ۔ بیگمات مصر نے زلیخا کو طعنے دینے شروع کیے کہ اپنے غلام پر عاشق ہو گئی شرم آنی چاہیے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ ہم تو اسے گمراہ سمجھتے ہیں، بھلا غلام پر بھی عاشق ہونے کے کوئی معنی ہیں؟ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ ۔ جب زلیخا نے پہچان لیا کہ طعنہ دینا محض! اس لیے ہے کہ میرا دل اتر جائے یوسف سے اور یہ یوسف پہ قابو پائیں اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً۔ دستر خوان تیار کیا، پھل فروٹ سجائے وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا ۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک چھری رکھ دی کہ پھل کاٹیے اور کھائیے۔ جب انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لیں اور پھلوں کو تراشنا شروع کیا۔ ایک دم یوسف علیہ السلام کو آواز دی کہ باہر آجائیں۔ یوسف علیہ السلام باہر آئے۔ ان کا حسن و جمال دیکھنا تھا کہ بیگمات اتنی مبہوت ہوئیں کہ آپے سے باہر ہو گئیں بجائے پھل کاٹنے کے کسی نے انگلی کاٹ لی، کسی نے خونچہ کاٹ لیا، کسی نے بازو کاٹ لیا۔ سب لہولہان ہو گئیں یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال دیکھ۔ انہیں اپنے آپ کا ہوش نہ رہا۔

جب یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بہت بھاری اور بڑا سمجھا اور ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور ہاتھ کاٹ ڈالے وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ اور کہا واللہ یہ بشر نہیں کوئی فرشتہ ہے جو آسمان سے اُترا ہے۔ یہ حسن و جمال بشر میں کہاں ہے؟ یہ خوب صورتی یہ نزاکت، یہ قدرِ رعنا اور یہ زیبائش، یہ کہاں بشر میں ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی فرشتہ ہے۔

جب تعریف میں رطب اللسان ہوئیں تو زلیخا نے کہا۔ یہی ہے وہ جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیا کرتی تھیں۔ میں نے تو نہ کبھی انگلی کاٹی نہ ہاتھ کاٹا، تم کو کیا مصیبت آئی کہ تم نے انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ میرے ساتھ روز یوسف ہیں مگر میں اپنے آپے میں ہوں۔ تم نے ایک نظر دیکھا اور آپے سے باہر نکل گئیں تو جب تمہاری یہ حالت ہے اگر میری یہ حالت ہو تو طعن کی کون سی بات ہے؟ تمہیں طعن دینے پر شرم آنی چاہیے نہ کہ میں غلام پر عاشق ہو کر شرم کروں، تم کیوں عاشق ہوئیں؟ تم پر یہ مصیبت کیوں آئی؟

اب بے چاری بیگمات چپ ہوئیں اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ پھر کسی کی زبانِ طعن نہیں کھلی۔ زلیخا چھوٹ گئیں۔ ہمیشہ کے لیے چھٹکارا ہو گیا۔ یہ تو واقعہ ہے جو قرآن کریم نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا۔

حسن یوسف علیہ السلام پر جمال محمدی کا تفوق:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا فرماتی ہیں؟ وہ مجھے سنانا ہے، یہ اس کے لیے تمہید ہے۔ حضرت عائشہؓ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ پاک ہیں وہ فرماتی ہیں کہ بیگماتِ مصر نے یوسفؑ کو دیکھا تو ہاتھ کاٹ ڈالے اگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔ یہ گویا صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرق بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال سے زیادہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث میں فرمایا کہ آدھا حسن پوری دنیا کو دیا گیا، آدھا یوسف علیہ السلام کو 'تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ساری دنیا کے مجموعہ کو حسن دیا گیا وہ تنہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سن دیا گیا وہ یوسفؑ سے بھی بڑھ کر ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کہاوت صحیح ہے کہ بیگماتِ مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تھا تو انگلیاں کاٹ ڈالیں میرے محبوب کو دیکھ پاتیں تو دل صحیح سالم نہ رہتے۔ دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔ اس سے جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ ہوا۔

یوسف علیہ السلام کے بارے میں "حسن" کا لفظ استعمال کیا فاذا قد اعطی شطر الحسن آدھا حسن پوری دنیا کو دیا گیا۔ آدھا حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "جمال" کا لفظ استعمال کیا گیا۔ جمال برتر ہوتا ہے حسن پر، حسن کہتے ہیں قد و قامت کی موزونیت کو کہ ہر عضو اور ہر جوڑ بند اپنی جگہ اتنا مکمل ہو کہ نگاہیں نہ پھیریں جائیں، ہوا س سے ہٹنے نہ پائیں۔ مجموعی طور پر قابو پالے 'تو حسن کہتے ہیں۔ رنگ کی سفیدی اور ظاہری نقشے کے اچھے ہونے کو اور جمال کہتے ہیں مجموعہ قد کے تناسب کو اعضا کے جوڑ بند کے درست ہونے اور اپنی اپنی جگہ موزوں ہونے کو، انگلی دیکھو تو معلوم ہو کہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتی، ناک دیکھو تو معلوم ہو کہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ ہر ہر عضو اتنا موزوں، اتنا کامل کہ اس سے آگے کمال کا تصور نہیں ہو سکتا، اسے کہتے ہیں جمال، تو جمال فائق ہے حسن کے اوپر 'بڑھا ہوا ہے حسن سے۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے لیے جمیل کا لفظ بولا گیا۔ حسین کا لفظ نہیں بولا گیا۔ ان اللہ جمیل یحب الجمال اللہ خود بھی جمیل ہے جمال والے کو پسند بھی کرتا ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ ان اللہ حسین یحب الحسن اللہ حسن والا ہے حسن والے کو پسند کرتا ہے اس لیے کہ حسن کہتے ہیں حسنِ صورت کو اور جمال کہتے ہیں جمالِ ذات کو کہ ذات بالکل موزوں اور مناسب ہے۔ اور حسن کے معنی صورت اچھی، رنگ اچھا۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمال دیا گیا تھا اس لیے احادیث میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا ذکر ہے تو ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عضو کی تعریف ہے، بال ایسے تھے، دندانِ مبارک ایسے تھے جیسے موتی پروئے ہوئے، بال نہ بالکل لٹکے ہوئے نہ بالکل خمیدہ، کچھ لٹکے ہوئے کچھ گھنگھریالے 'تو لٹکے ہوئے بھی اور چھلے دار بھی 'بالکل لٹکے ہوئے بال ہوں تو یہ حسن نہیں سمجھا گیا اور بالکل لٹکے ہوئے نہ ہوں بلکہ چھلے چھلے پڑے ہوئے ہوں تو یہ بھی حسن نہیں سمجھا گیا۔ گھنگھریالے بھی ہوں اور پھر کچھ لٹکے ہوئے بھی ہوں 'دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو اسے جمال کہتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک دراز فرمایا۔ چادر مبارک اتر گئی اور بغلیں کھلیں تو فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چاندی کی کوئی چیز سفاف رکھی ہوئی ہو کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔

گردن کے متعلق تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے عاج کی ہو یعنی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی ہو۔ اس قدر صاف اور ستھرا اس کا رنگ تھا تو جس چیز پر نگاہ پڑ جاتی تھی۔ نگاہ ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی تو بہر حال سراپا جو ذکر کیا گیا احادیث میں اور شمائل پر مستقل کتابیں لکھی گئیں کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ زیبا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قد و قامت اور سراپا کی تعریف بھی کی گئی۔ امام ترمذیؒ نے ایک مستقل کتاب شمائل ترمذی کے نام سے لکھی ہے اس میں وہی احادیث ذکر کی گئی ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا، حسن کا، کمال کا ذکر ہے جو مستقل روایتوں کا ذخیرہ ہے۔

☆☆☆☆☆

"آئمہ کفر کا قتل ایک مبارک سنت ہے، جسے ترک کرنے کی بھاری قیمت آج اس امت کو چکانی پڑ رہی ہے۔ آج اگر امت پر ہر قسم کے (خارجی و داخلی) دشمن ہر سمت سے مسلط ہیں اور پوری دلیری سے مسلمانوں کا خون بہانے، عصمتیں پامال کرنے اور وسائل لوٹنے میں مصروف ہیں تو اس کا بہت بڑا سبب اس سنت کا مفقود ہونا ہے"۔
شیخ عبد اللہ عزام شہید رحمہ اللہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

از شمائل ترمذی

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے، نہ کوتاہ قد، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لیے محمود ہیں اس لیے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں۔ عورتوں کے لیے مذموم ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بھی بڑا تھا۔ اور اعضا کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے گویا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا“۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ

”میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں تک رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ چوڑا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قد“۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے تھے نہ پستہ قد بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا اور نیز رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے چونا کی طرح، نہ بالکل گندمی کہ سانولا بن جائے (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن پُر نور اور کچھ ملاحت لیے ہوئے تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچ دار (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن تھا) چالیس برس کی عمر ہو جانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا اور پھر دس برس مکہ مکرمہ میں رہے (اس میں کلام ہے جیسا کہ فوائد میں آتا ہے)“۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے، نہ زیادہ طویل نہ پست، نہایت خوب صورت معتدل بدن والے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن تھا) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ کے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستہ چلتے تو آگے کو جھکے ہوئے چلتے“۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

”میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت سے اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تاکہ میں ان کے بیان کو اپنے لیے حجت اور سند بناؤں۔ (اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت سات سال کی تھی۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کم سنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا) ماموں جان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے شان دار تھے۔ اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مہہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن لمبے قد والے سے پست تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے“۔

(یہ مشہور ترجمہ ہے اس بنا پر یہ اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصداً مانگ نکالنا روایات سے ثابت ہے۔ اس اشکال کے جواب میں علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کو ابتدائے زمانہ پر محمول کیا جائے کہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہتمام نہیں تھا، لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک یہ جواب اس لیے مشکل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالنے کی تھی، اس کے بعد پھر مانگ نکالنی شروع فرمادی، اس لیے اچھا ترجمہ جس کو بعض علمانے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے اور اگر کسی وجہ سے بسہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت نہ نکالتے، کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے)۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے، ایڑی مبارک پر بہت کم گوشت تھا‘‘۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ

’’میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، بالآخر میں نے یہ ہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ جمیل و حسین اور منور ہیں‘‘۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت براء سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح شفاف تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بدر کی طرح روشن گولائی لیے ہوئے تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر صاف شفاف حسین و خوب صورت تھے کہ گویا کہ چاندی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک ڈھالا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قدرے خم دار گھونگریالے تھے‘‘۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

’’مجھ پر سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پیش کیے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو وہ ذرا پتلے دبلے بدن کے آدمی تھے گویا کہ قبیلہ شنوئیہ کے لوگوں میں سے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ان سب لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں عروہ بن مسعود ان سے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے میں خود ہی ان کے ساتھ مشابہ ہوں، ایسے ہی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ان لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں وہ دحیہ کلبی ہیں‘‘۔

سعید جریری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

’’حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان کیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے۔ ملاحت کے ساتھ یعنی سرخی مائل اور معتدل جسم والے تھے‘‘۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے یعنی ان میں کسی قدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا‘‘۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے اوروں سے زیادہ فاصلہ تھا۔ (جس سے سینہ مبارک چوڑا ہونا بھی معلوم ہو گیا) گنجان بالوں والے، جو کان کی لو تک ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سرخ دھاری کا جوڑا یعنی لنگی اور چادر تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی‘‘۔

ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ

’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے، نہ زیادہ پستہ قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے۔ بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں تھی (یعنی چہرہ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز، بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے (یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو پنڈلیاں وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہ تھے) آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

انسانیت کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم!

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو عقیدۂ توحید کی نعمت عطا فرمائی۔ اس سے زیادہ انقلاب انگیز، حیات بخش، عہد آفرین اور معجز نما عقیدہ دنیا کو نہ پہلے کبھی ملا ہے، اور نہ قیامت تک کبھی مل سکتا ہے۔ یہ انسان جس کو شاعری، فلسفہ اور سیاست میں بڑے بڑے دعوے ہیں، اور جس نے قوموں، ملکوں کو بارہا غلام بنایا، عناصر اربعہ پر اپنی حکومت چلائی، پتھر میں پھول کھلائے اور پہاڑوں کا جگر کاٹ کر دریا بہائے اور جس نے کبھی کبھی خدائی کا بھی دعویٰ کیا۔ یہ اپنے سے کہیں زیادہ مجبور و ذلیل، بے حس وحرکت، بے جان و مردہ اور بعض اوقات خود اپنی ساختہ پرداختہ چیزوں کے سامنے جھکتا تھا، ان سے ڈرتا تھا اور ان کی خوشامد کرتا تھا۔ یہ پہاڑوں، دریاؤں، درختوں، جانوروں، ارواح وشیاطین اور مظاہر قدرت ہی کے سامنے نہیں بلکہ کیڑوں مکوڑوں تک کے سامنے سجدہ ریز ہوتا تھا۔ اور اس کی پوری زندگی انہی سے خوف و امید اور انہی خطرات میں بسر ہوتی تھی۔ جس کا نتیجہ بزدلی، ذہنی انتشار، توہم پرستی اور بے اعتمادی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسے خالص، بے آمیز، سہل الفہم، حیات بخش عقیدۂ توحید کی تعلیم دی جس سے وہ خدا کے سوا 'جو خالق کائنات ہے' ہر ایک سے آزاد، نڈر اور بے فکر ہو گیا۔ اس میں ایک نئی قوت، نیا حوصلہ، نئی شجاعت اور نئی وحدت پیدا ہوئی۔ اس نے صرف خدا کو کارسازِ حقیقی، حاجت روائے مطلق اور نافع وضار (نفع پہنچانے والا اور نقصان پہنچانے والا) سمجھنا شروع کیا۔ اس نئی دریافت اور یافت سے اس کی دنیا بدل گئی، وہ ہر قسم کی غلامی و عبودیت اور ہر طرح کے بے جا خوف ورجا اور ہر طرح کے تشتت و انتشار سے محفوظ ہو گیا۔ اس کو کثرت میں وحدت نظر آنے لگی، وہ اپنے کو ساری مخلوقات سے افضل، ساری دنیا کا سردار اور منتظم اور صرف خدا کا محکوم اور فرماں بردار سمجھنے لگا۔ اس کا لازمی نتیجہ انسانی عظمت وشرف کا قیام تھا، جس سے پوری دنیا محروم ہو چکی تھی۔

بعثتِ محمدی کے بعد ہر طرف سے اس عقیدۂ توحید کی (جس سے زیادہ مظلوم و مجہول کوئی عقیدہ نہ تھا) صدائے بازگشت آنے لگی، دنیا کے سارے فلسفوں اور افکار وخیالات پر اس کا کم و بیش اثر پڑا۔ وہ بڑے بڑے مذاہب 'جن کے رگ وریشہ میں شرک اور تعددِ آلہہ (متعدد خداؤں اور معبودوں) کا عقیدہ رچ بس گیا تھا' کسی نہ کسی لَے میں یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوئے کہ خدا ایک ہے، وہ اپنے مشرکانہ عقیدوں کی تاویل پر مجبور ہوئے، اور ان کی ایسی فلسفیانہ تشریح کرنے لگے، جس سے ان پر شرک وبدعت و پرستی کا الزام نہ آئے، اور وہ اسلامی عقیدۂ توحید سے کچھ نہ کچھ ملتا ہوا نظر آئے۔ ان کو شرک کا اقرار کرنے میں شرم اور جھجک محسوس ہونے لگی اور سارے مشرکانہ نظام، فکر واعتقاد 'احساسِ کمتری Inferiority Complex میں مبتلا ہوئے۔ اس محسنِ اعظم کا احسانِ اعظم یہ ہے کہ اس نے توحید کی نعمت دنیا کو عطا کی!

بعثتِ محمدی سے پہلے انسان اپنی منزلِ مقصود سے بے خبر تھا، اس کو یاد نہیں تھا کہ اس کو کہاں جانا ہے؟ اس کی صلاحیتوں کا اصل میدان اور اس کی کوششوں کا اصل نشانہ کیا ہے؟ انسان نے کچھ موہوم منزلیں اور اپنی کوششوں کے لیے کچھ چھوٹے چھوٹے دائرے بنا لیے تھے۔ ان میں انسانوں کی ذہانت اور قوتِ عمل صرف ہو رہی تھی۔

کامیاب اور بڑا انسان بننے کا مطلب صرف یہ تھا کہ میں دولت مند بن جاؤں، طاقت ور اور حاکم بن جاؤں، وسیع سے وسیع رقبۂ زمین اور کثیر سے کثیر انسانی نفوس پر میری حکمرانی اور فرماں روائی قائم ہو جائے۔ لاکھوں آدمی ایسے تھے جن کا پروازِ تخیل 'نقش و نگار، رنگ وآہنگ، لذت وذائقہ اور بلبل وطاؤس، یا چوپایہ وحیوان کی تقلید سے بلند نہیں ہوتا تھا۔ ہزاروں انسان ایسے تھے جن کی ساری ذہانت اپنے زمانہ کے دولت مندوں اور طاقت وروں اور سرکار دربار کی خدمت وخوشامد یا بے مقصد ادب وشاعری سے دل خوش کرنے میں صرف ہو رہی تھی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسلِ انسانی کے سامنے اس کی حقیقی منزل لاکر کھڑی کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دل پر نقش کر دی کہ خالقِ کائنات کی صحیح معرفت، اس کی ذات وصفات اور اس کی قدرت وحکمت کا صحیح علم، ملکوت السماوات والارض کی وسعت وعظمت اور لا محدودیت کی دریافت، ایمان کو یقین کا حصول، خدا کی محبت ومحبوبیت، اس کو راضی کرنا اور اس سے راضی ہو جانا، اس کثرت میں وحدت کی تلاش اور یافت، انسان کی حقیقی سعادت اور کمالِ آدمیت ہے۔ اپنی باطنی قوتوں کو ترقی دینا، ایمان ویقین کی دولت سے مالامال ہونا، انسانوں کی خدمت اور ایثار وقربانی کے ذریعہ خدا کی خوشنودی کا حاصل کرنا، اور کمال وترقی کے ان اعلیٰ مدارج تک پہنچ جانا 'جہاں فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے' انسان کی کوششوں کا حقیقی میدان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دنیا کی رُت بدل گئی، انسانوں کے مزاج بدل گئے، دلوں میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکا، خدا طلبی کا ذوق عام ہوا، انسانوں کو ایک نئی دُھن (خدا کو راضی کرنے اور خدا کی مخلوق سے ملانے اور اس کو نفع پہنچانے کی) لگ گئی۔ جس طرح بہار یا برسات کے موسم میں زمین میں روئیدگی، سوکھی ٹہنیوں اور پتیوں میں شادابی

اور ہریالی پیدا ہو جاتی ہے، نئی نئی کونپلیں نکلنے لگتی ہیں، اور در و دیوار پر سبزہ اُگنے لگتا ہے۔ کروڑوں انسان اپنی حقیقی منزلِ مقصود کی تلاش اور اس پر پہنچنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ ہر ملک اور قوم میں طبیعتوں میں یہی نشہ اور ہر طبقہ میں اس میدان میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا یہی جذبہ موجزن نظر آتا ہے۔ عرب و عجم، مصر و شام، ترکستان اور ایران، عراق و خراسان، شمالی افریقہ اور اسپین اور بالآخر ہمارا ملک ہندوستان اور جزائر شرق الہند سب اسی صہبائے محبت کے متوالے اور اسی مقصد کے دیوانے نظر آتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انسانیت صدیوں کی نیند سوتے سوتے بیدار ہوئی۔ آپ تاریخ و تذکرے کی کتابیں پڑھئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ خدا طلبہ اور خدا شناسی کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا۔ شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں بڑی تعداد میں ایسے خدا مست، عالی ہمت، عارف کامل، داعی حق، خادم خلق، انسان دوست، ایثار پیشہ انسان نظر آتے ہیں، جن پر فرشتے بھی رشک کریں۔ انہوں نے دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرما دیں، عشقِ الٰہی کا شعلہ بھڑکا دیا، علوم وفنون کے دریا بہادیے، معرفت ومحبت کی جوت جگا دی، اور جہالت و وحشت، ظلم وعداوت سے نفرت پیدا کر دی، مساوات کا سبق پڑھایا، دکھوں کے مارے اور سماج کے ستائے ہوئے انسانوں کو گلے لگایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بارش کے قطروں کی طرح ہر چپہ زمین پر ان کا نزول ہوا ہے اور ان کا شمار ناممکن ہے۔

آپ ان کی کثرت (کمیت) کے علاوہ ان کی کیفیت کو دیکھئے، ان کی ذہنی پرواز ان کی روح کی لطافت، ذکاوت اور ان کے ذوقِ سلیم کے واقعات پڑھئے۔ انسانوں کے لیے کس طرح ان کا دل روتا اوران کے غم میں گھلتا، کس طرح ان کی روح سلگتی تھی، انسانوں کو مصیبت سے بجات دینے کے لیے وہ کس طرح اپنے کو خطرہ میں دالتے اور اپنی اولاد اور متعلقین کو آزمائش میں مبتلا کرتے تھے۔ ان کے حاکموں کو اپنی ذمہ داری کا کس قدر احساس اور محکوموں میں اطاعت وتعاون کا کس قدر جذبہ تھا، ان کے ذوقِ عبادت، ان کی قوتِ دعا، ان کے زہد وفقر، جذبۂ خدمت اور مکارم اخلاق کے واقعات پڑھیے۔ نفس کے ساتھ ان کا انصاف، اپنا احتساب، کمزوروں پر شفقت، دوست پروری، دشمن نوازی، ہمدردی خلائق کے نمونے دیکھئے۔ بعض شاعروں اور ادیبوں کی قوت متخیلہ بھی ان بلندیوں تک نہیں پہنچتی، جہاں وہ اپنے جسم و عمل کے ساتھ پہنچے! اگر تاریخ کی مستند اور متواتر شہادت نہ ہوتی تو یہ واقعات، قصے کہانیاں اور افسانے معلوم ہوتے!

☆☆☆☆☆

بقیہ: امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں، جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن مبارک کے ساتھ توجہ فرماتے تھے (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے کہ اس طرح دوسروں کے ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے، بلکہ سینہ مبارک سمیت اس طرف رخ فرماتے۔ بعض علمانے اس کا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ فرماتے تو تمام چہرہ مبارک سے فرماتے، کن اکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے۔ اور سب سے زیادہ سچی زبان والے تھے۔

سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے۔ اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ (غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم دل وزبان، طبیعت، خاندانذاتی اور نسبتی اوصاف ہر چیز میں سب سے زیادہ افضل تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکایک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا) اول تو جمال وخوب صورتی کے لیے بھی رعب ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ جب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر رعب کا کیا پوچھنا۔ اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں، ان میں رعب بھی اللہ تعالی کی طرف سے عطا کیا گیا۔ اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا تھا وہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ و اوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنالیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا باجمال و باکمال نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا"۔

صلی اللہ علیہ وسلم!

☆☆☆☆☆

آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

آج اس مبارک مہینہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے کیونکہ اس زمانہ میں بہت سے ایسے اعمال ہیں جو ہماری مسجد میں نہیں ہوتے۔ مثلاً مسجدوں میں بہت چراغاں اور روشنی ہوتی ہے، کہیں رات دن قوالیاں ہو رہی ہیں اور کہیں جلوس نکل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر حقائق کو پیش نہ کیا جائے تو بعض لوگ ہماری طرف سے بدگمانی کریں گے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت نہیں ہے جبھی تو انہوں نے روشنی نہیں کی، چراغاں نہیں کیا، جلوس نہیں نکالا، قوالی نہیں کی اور اپنے جو کم علم کے ہیں انہیں بھی احساس ہو سکتا ہے، شیطان وسوسہ ڈال سکتا ہے کہ شاید ہم لوگوں کے اندر کوئی کمی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جس میں ایک فرقہ نجات پائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کون سا فرقہ ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ما انا علیہ واصحابی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ وہ راستہ جس پر اللہ کا رسول ہے اور وہ راستہ جس پر میرے صحابہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طریقہ ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو طریقہ ہے اس پر چلنے والے نجات پائیں گے۔ آج کل اخبار میں آتا ہے کہ کہیں فلاں کی وفات کا جلسہ ہے، کہیں فلاں کی پیدائش کا جلسہ ہے۔ اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ پیدائش منانے میں کیا حرج ہے؟ سوال یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ نبوت میں 'جس میں ۱۳ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں گزارے اور دس برس مدینہ شریف میں گزارے' تو کیا اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پیغمبر کی وفات کا دن منایا؟ کسی پیغمبر کی پیدائش کا دن منایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے سال وہ دن منایا کہ پچھلے سال اس دن کو ہماری بیوی کا انتقال ہوا تھا لہٰذا آج کے دن کچھ دیگ ویگ پکوا کر ثواب پہنچا دو تاکہ ان کی یاد تازہ ہو جائے؟ اس کو آج کل کہتے ہیں "ڈے منانا"۔ اصل میں جب پیٹ زیادہ بھر جاتا ہے تو منہ سے ڈے ڈے ڈے نکلتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے معدے میں غیر اسلامی، غیر شرعی، سنت کے خلاف اتنی زیادہ رسمیں گھس گئی ہیں کہ ان کے منہ سے ڈے ڈے نکل رہا ہے۔ اس کو ثواب سے کیا تعلق؟ یہ چیز یورپ سے آئی ہے۔ کسی کی پیدائش کا، کسی کی غمی کا دن منانا یورپ والوں نے یہ کام شروع کیا۔ لہٰذا آپ لوگوں کو سمجھانے کے لیے اور اپنے قلب کو اور آپ کے قلب کو اطمینان دلانے کے لیے آج مجھے اس مسئلہ کی تھوڑی سی وضاحت کرنی ہے تاکہ آپ کو احساس نہ ہو کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق نہیں ہیں اور کسی کو بدگمانی کا موقع نہ ملے کہ صاحب کہ ان کی مسجد میں چراغاں نہیں ہوا لہٰذا یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ میں آپ حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کو عشق تھا یا نہیں؟ ہمارا آپ کا تو زبانی عشق ہے لیکن صحابہ نے تو جان قربان کر دی، خون بہا دیا، اُحد کے دامن میں ایک ہی دن ستر صحابہ شہید ہو گئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کیا کامیاب زندگی تھی! ایک تو شہادت کا درجۂ بلند، پھر نمازِ جنازہ پڑھانے والا بھی کیسا! تمام نبیوں کا سردار اور وجہِ وجودِ کائنات

ان کے کوچے سے لے چل جنازہ میرا
جان دی میں نے جن کی خوشی کے لیے
بے خودی چاہیے بندگی کے لیے

واقعی! جب تک اللہ کی محبت میں بے خودی نہیں ہوتی، بندگی میں روح نہیں آتی۔ یہی محبت سیکھنے کے لیے خانقاہوں کو قائم کیا گیا ہے ورنہ کتب بینی تو آپ اپنے گھر میں بھی کر سکتے ہیں لیکن کتابوں سے محبت نہیں ملتی۔ محبت تو اہلِ محبت سے ملتی ہے۔ لہٰذا میں یہ سوال کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈھائی سال خلافت کی۔ کیا تاریخ میں کوئی اس کا ثبوت دے سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ربیع الاول میں مسجد نبوی میں روغنِ زیتون سے چراغاں کیا ہو؟ یہاں تو آج کل بلب ہیں، اُس زمانہ میں بلب تو نہیں تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زیتون کے تیل سے بہت سے چراغ تو جلا سکتے تھے لیکن کوئی چراغاں نہیں ہوا۔ کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنی جان فدا کی، جن کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دن کی عبادت 'عمر کی ساری زندگی کی عبادت سے افضل ہے اور وہ کون سے دن کی عبادت تھی؟ جہاد کے دن جب کہ صحابہ نے کہا کہ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے، ابھی جہاد کے لیے ہمیں شرحِ صدر نہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے کیونکہ جب غارِ ثور میں یہ آیت نازل ہوئی لا تحزن ان اللہ معنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ غمگین نہ ہو اے ابو بکر صدیق! اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو اس وقت میں تھا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، کوئی تیسرا نہیں تھا لہٰذا خدا کا میرے ساتھ ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے۔ یہ فرما کر تلوار گردن میں لٹکائی اور تنہا جہاد کے لیے نکل گئے۔ فَتَقَلَّدَ سَيْفَه وَخَرَجَ وَحْدَهٗ یہ دیکھ کر تمام صحابہ کو شرحِ صدر ہو گیا اور سارے صحابہ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ تو اتنا عشق کرنے والا 'جن کے لیے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صدیق اکبر کی وہ ایک دن کی

عبادت جب انہوں نے مانعینِ زکوٰۃ سے جہاد کیا عمر کی زندگی کے تمام دنوں کی عبادات سے افضل ہے اور ایک اس رات کی عبادت جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی، میری تمام راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اتنا بڑا عاشق جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ایک پلڑے میں سارے پیغمبروں کی امت کے صحابہ کا اور میرے صحابہ کا ایمان رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں صدیق اکبر کا ایمان رکھا جائے تو ان کا پلڑا جھک جائے گا۔ یعنی اس امت کے صحابہ اور پچھلی تمام امتوں کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان ہے۔ تو اس سب سے بڑے عاشقِ رسول نے ڈھائی سال حکومت کی اور ڈھائی سال کے اندر دو بار ربیع الاول آیا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کوئی چراغاں نہیں کیا۔ اس زمانہ میں زیتون کا تیل تو تھا، دس بیس چراغ تو جلا ہی سکتے تھے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کیا کمی تھی؟ بہت مال دار تھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، بہت مال دار تھے، ان مال دار صحابہ نے بھی کوئی چراغ نہیں جلایا، وہ اپنے دل میں چراغ جلاتے تھے، صحابہ اپنے دلوں میں اتباعِ سنت کے نور سے چراغ جلاتے تھے۔

نافرمانی کرنا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے:

آج ڈاڑھیاں مونڈی جا رہی ہیں، مونچھیں بڑی بڑی رکھی ہیں، طبلے سارنگیاں بج رہی ہیں، جماعت سے نمازیں چھوٹ رہی ہیں اور یہ سب بڑے عاشقِ رسول ہیں، یہ عشقِ رسول ہے؟

تعصی الرسول وانت تظهر حبه
هذا العمری فی القیاس بدیع
لو کان حبك صادقا لاطعته
فان المحب لمن یحب مطیع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہو ظالمو! اور عشقِ رسول کا دعویٰ کرتے ہو! اگر تمہارا عشق سچا ہوتا تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے کیونکہ عاشق تو اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے۔ یہ کیسا عشق ہے کہ جماعت کی نمازیں چھوڑ رہے ہیں، مسجدیں خالی ہیں اور جلوس میں سب آدمی گھسے جا رہے ہیں۔ کیا صحابہ کے اندر یہ سمجھ نہیں تھی کہ وہ جلوس نکالتے؟ آج اخبارات میں ہے کہ خوشی مناؤ، ارے تمہاری خوشی جب قبول ہوگی جب صحابہ کے طریقے پر ہوگی۔ ان کے طریقہ کے خلاف تمہاری خوشی قبول نہیں ہوسکتی۔ یہ دیکھو کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیسے خوشی منائی؟ ان سے اللہ راضی ہوگیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اللہ ان سے راضی تو ان کے اعمال سے بھی راضی۔ لہٰذا جیسے صحابہ کرام ایک ایک سنت پر جان دیتے تھے ہم بھی جان دینا سیکھیں۔ دیکھو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گھر میں ناشتہ نہیں کیا جس گھر میں تصویر تھی اور آج عاشقِ رسول بنے ہوئے ہیں اور ان کا سارا گھر تصویروں سے بھرا ہوا ہے، گانے بجانے رات دن ہو رہے ہیں، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر چل رہے ہیں، بس بارہ ربیع الاول میں چراغاں کر لیا اور جلوس نکال لیا تو بہت بڑے عاشقِ رسول ہو گئے۔ ارے تمہارا عشقِ رسول جب قبول ہوتا جب تم سنت کے مطابق مونچھیں کاٹ دیتے اور ڈاڑھیاں بڑھا لیتے اور پانچوں وقت کی جماعت سے نماز ادا کرتے۔ ہمیں ثابت کردو کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، ان حضرات نے ربیع الاول منایا، چراغاں کیا بلکہ کسی صحابی سے ثابت کردو کہ انہوں نے ربیع الاول منایا ہو؟ عاشقِ رسول وہ ہیں جو سنت پر چلتے ہیں، سبحان اللہ! ہمارا ربیع الاول تمام سال ہے، ہمارا میلاد شریف ہماری زندگی کی ہر سانس ہے، ہماری ہر سانس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ تھوڑی کہ سال میں ایک مرتبہ جھوم جھوم کر پڑھ لیا اور سارے سال نافرمانی کرتے رہے۔ جو بھی اتباعِ سنت کرتا ہے اس کا سارا سال ربیع الاول ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد یہ تھا کہ بندے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلیں اور خدا کے غضب اور قہر کے اعمال سے بچیں، یہ اصلی مولود شریف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق وہ ادا کرتا ہے جو گناہ چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ پر اپنی جان فدا کردے۔ میرا شعر ہے

؎ وہ لمحۂ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
اس حاصلِ حیات پہ اختر فدا ہوا

جو سانس اللہ تعالیٰ پر فدا ہو، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر فدا ہو، یہ ہے اصلی مولود شریف! ایک ایک سنت کو سیکھیئے اور اس پر عمل کیجیے۔ یہ ہے ربیع الاول! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیے تشریف لائے تھے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے تشریف نہیں لائے تھے کہ سال میں ایک دفعہ ہندوؤں کی دیوالی کی طرح مسجدوں میں چراغاں کرلو، جلوس اور ریلیاں نکال کر گانے بجانے کرو اور گھروں میں وی سی آر، سنیما اور ٹی وی چلاؤ۔ آہ! گانا بجانا گھر سے نہ نکلا اور دعویٰ کا عشقِ رسول کا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں گانا بجانا مٹانے کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور آج سب کے گھر میں خوب گانے بجانے ہو رہے ہیں، ٹھیلے والے بھی گانے بجا رہے ہیں، سبزی بیچ رہا ہے اور گانے بجانے چل رہے ہیں۔ بتاؤ! اس امت کا کیا حال ہے؟ سب سے بڑا ربیع الاول یہ ہے کہ ہم گناہ چھوڑ دیں، سب سے بڑا ربیع الاول یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو عملی طور پر اختیار کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رات دن درود شریف پڑھیں، یہ ہے اصلی چیز!

☆☆☆☆☆

درود شریف کے فضائل وبرکات

مرتب: مفتی محمد فیصل صاحب مدظلہ العالی

درود شریف کے فضائل احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں، سعادت کی بات یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ نہ ان کا شمار ہو سکتا ہے۔ اور نہ ان کی حق ادائیگی ہو سکتی ہے۔ اس لیے آدمی جتنا بھی زیادہ سے زیادہ درود پاک میں رطب اللسان رہے وہ کم ہے۔ (فضائل درود: حضرت شیخ الحدیثؒ)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ درود شریف کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے اللھم صلی علی محمد وعلی اٰل محمد تو اللہ تعالیٰ کا نامِ مبارک بھی منہ سے نکلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی منہ سے نکلا تو بندہ دونوں کریم کے درمیان میں ہو جاتا ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ میں لڈو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کا لڈو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا لڈو

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

میرے مرشد شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب بندو درور شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا مزہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا مزہ، درود شریف میں دونوں مزے ہیں اور بندہ دو کریم کے درمیان ہو جاتا ہے

یارب تو کریمی ورسولِ تو کریم
صد شکر کہ ما ایم میانِ دو کریم

اے ہمارے رب! آپ کریم ہیں اور آپ کا نبی بھی کریم ہے، صد شکر کہ درود شریف کی برکت سے ہم دو کریم کے درمیان میں ہیں۔ تو جس کی کشتی ایسے دو کریم کے درمیان چل رہی ہو، جس کشتی کے ایک طرف اللہ اور دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ہو، وہ کشتی کیسے ڈوب سکتی ہے؟ درود شریف میں دو مزے ہیں، کسی عبادت میں یہ مزہ نہیں ہے کہ بیک وقت دونوں لڈو ملیں یعنی اللہ تعالیٰ کا نام پاک بھی زبان پر ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نامِ مبارک منہ سے نکلے"۔

شاید ہی حدیث کی کوئی کتاب درود کے فضائل سے خالی ہو، جب کہ بہت سے محدثین نے درود کے فضائل پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں، انہی کتابوں سے اخذ کرکے یہ چند فضائل آپ کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں، اکثر فضائل جو نقل کیے گئے ہیں وہ صحیح و حسن احادیث سے ثابت ہیں، بہت کم ایسی فضیلتیں ہیں جو ضعیف حدیث سے نقل کی گئیں، ضعیف حدیث بھی وہ جس کا ضعف شدید نہ ہو، جب کہ وہ فضائل جو نہایت ضعیف احادیث میں آئے ہیں، بندہ نے ان کو نقل نہیں کیا ہے۔۔

لیجیے! خوب شوق و محبت سے ان فضائل کو پڑھیے اور درود شریف کا خوب اہتمام کیجیے:

۱۔ اللہ جل شانہ کے حکم پر عمل (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی موافقت۔

۳۔ فرشتوں کی موافقت۔

۴۔ دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں، مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے سے ستر (۷۰) رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۵۔ دس درجہ بلند ہوتے ہیں۔

۶۔ دس نیکیاں لکھی جاتی ہے۔

۷۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۸۔ دعائیں قبول ہوتی ہے۔

۹۔ قیامت کے دن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی۔

۱۰۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۱۔ ہر پریشانی میں اللہ تعالیٰ کافی ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ قیامت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوگا۔

۱۳۔ غریب آدمی کے لیے درود شریف صدقہ کے قائم مقام ہے۔

۱۴۔ درود شریف سے تمام جائز حاجتیں اور ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔

۱۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اللہ کی طرف سے رحمت کے نزول اور فرشتوں کی طرف سے استغفار کا باعث ہے۔

۱۶۔ درود پڑھنے والے کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

۱۷۔ مرنے سے پہلے جنت کی خوش خبری مل جاتی ہے۔ اور جنت میں اس کا مقام (ٹھکانا) دکھادیا جاتا ہے۔

۱۸۔ درود شریف قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور خطرات سے نجات کا ذریعہ ہے۔

۱۹۔ درود شریف پڑھنے والے کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں۔

۲۰۔ درود شریف پڑھنے سے بھولی ہوئی بات یا چیز یاد آجاتی ہے۔

۲۱۔ مجلس کی پاکیزگی کا سبب ہے اور قیامت کے دن کی حسرت سے نجات کا ذریعہ ہے۔

۲۲۔ فقر و تنگ دستی دور ہوتی ہے۔

۲۳ ۔ درود شریف پڑھنے والوں کا نام بخیلوں کی فہرست سے نکل جاتا ہے۔

۲۴۔ درود شریف پڑھنے والا جنت کے راستے پر چلتا ہے۔

۲۵۔ مجلس کی بدبو اور تعفن سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

۲۶۔ گفتگو کے مکمل ہونے کا ذریعہ ہے۔

۲۷۔ صراط مستقیم پر نور کی کثرت کا سبب ہے۔

۲۸۔ درود شریف کا اہتمام کرنے والا بے وفا نہیں ہوتا۔

۲۹۔ درود شریف پڑھنے والے کی آسمان اور زمین والوں میں ہمیشہ اچھی تعریف ہوتی ہے۔

۳۰۔ درود شریف پڑھنے والے کی ذات میں، علم و عمل میں، عمر میں اور اس کی ضرورت کی چیزوں میں خوب برکت ہوتی ہے۔

۳۱۔ اللہ کی رحمت تمام لوازمات کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔

۳۲۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۳۳۔ درود شریف پڑھنے والے سے اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم بھی محبت فرماتے ہیں۔

۳۴۔ درود شریف کا اہتمام کرنے سے بندہ کو ہدایت ملتی ہے۔ اور اس کا دل زندہ رہتا ہے۔

۳۵۔ درود شریف پڑھنے والے کا نام اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے اور قبر میں آپ کی بارگاہ میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔

۳۶۔ پل صراط پر ثابت قدمی اور تیزی سے گزرنے کا ذریعہ ہے۔

۳۷۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے شکریے کے بدلہ میں کم سے کم درجہ والی چیز درود شریف ہے۔

۳۸۔ درود شریف ذکر و شکر اور معرفت کو بھی شامل ہے۔ یعنی درود شریف پڑھنے والا بندہ ذاکر و شاکر بھی ہے اور عارف بھی ہے۔

۳۹۔ درود شریف دعا بھی ہے۔

۴۰۔ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے جگہ ملنے کا سبب ہے۔

۴۱۔ قیامت کے دن اعمال کے ترازو کے بھاری ہونے کا سبب ہے۔

۴۲۔ قیامت کے دن کی پیاس سے نجات کا ذریعہ ہے۔

۴۳۔ جہنم سے آزاری کا سبب ہے۔

۴۴۔ درود شریف ایک مستقل عبادت ہے۔

۴۵۔ مجالس کی زینت ہے۔

۴۶۔ خواب میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سبب ہے۔

حوالہ جات:

1. القول البدیع: علامہ سخاوی
2. جلاء الافہام: علامہ ابن القیم
3. زاد السعید: مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
4. الخیر الکثیر فی الصلوۃ والسلام علی البشیر النذیر: علامہ ابو سعید موصلی شافعی رحمہ اللہ
5. فضل الصلوۃ علی خاتم الانبیاء: صالح احمد الشامی

☆☆☆☆☆

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے فرمایا:

”دین میں دنیوی مصالح سے متاثر ہونا سب کمزوری کی باتیں ہیں۔ بڑی چیز دین ہے۔ یہ محفوظ رہے، خواہ تمام مصالح بلکہ سارا عالم فنا ہو جائے کچھ پرواہ نہیں“۔

ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ، ج ۲، ص ۳۸۹

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا

حضرت مولانا سید سلمان حسنی حسینی ندوی دامت برکاتھم العالیہ

سنہ ۲۰۱۱ء میں عالمی سیرت کانفرنس کے موقعہ پر دنیا بھر سے آئے علمائے کرام نے حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم کی سیرت کے بارے میں اپنے اپنے مقالات پڑھ کر سنائے۔ ان مقالات کا ایک خاص روایتی اور رسمی انداز تھا جو حضرت مولانا سید سلمان ندوی صاحب سے ایک ہی خاص زاویے سے سہانہ گیا۔ سو آپ نے نسبتاً تنبیہ کے انداز میں حضراتِ علماء کی خدمت میں درجِ ذیل تقریر کی۔ (ادارہ)

ہم جب کبھی بیٹھتے ہیں تو روایات اور خاص ماحول اور رسمیات ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ تیں۔ ہم ان سے آزاد نہیں ہو پاتے، ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کا مطالعہ کچھ اس طرح سے کریں کہ کسی کونے میں بیٹھ جائیں اور یک طرفہ اپنا جائزہ لیں۔ ہمیں (تو) جائزہ لینا ہے پوری انسانیت کا، ہمیں جائزہ لینا ہے پوری دنیا کا، دنیا ہماری نگاہوں کے سامنے ہے...اور ہم جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کر رہے ہیں، اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بغیر آفاقیت کے، عالمیت کے ہو ہی نہیں سکتی۔

اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام شروع ہوا ہے یہاں سے کہ وہ ''رحمۃ للعالمین'' ہے، وہ ''رسول الناس جمیعا'' ہے۔ اللہ نے فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف:۱۵۸)

''آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں''۔

اور وہ جو نظام بھی لے کر آئے، تعلیمی نظام! کیا وہ اس لیے تھا کہ چند علماء تیار ہو جائیں جو منبر و محراب کی زینت ہوں؟ جو سیرت پر بیانات فرمادیں جو امامت و خطابت کا فریضہ انجام دے دیں؟ ابو بکر و عمر و عثمان و علی یا خالد بن ولید و عمرو بن العاص اور سعد ابن ابی وقاص اور عبد اللہ ابن مسعود اور زید ابن ثابت (رضی اللہ عنہم اجمعین) اور کون کون سے نام لیتے چلے جایئے... کیا ان کی تیاری صرف اس لیے ہوئی تھی کہ ہمارے منبر، ہماری محرابیں، ہماری خانقاہیں، مدرسوں کی چہار دیواریوں میں کچھ ربانیین اور اللہ والے پیدا ہو جائیں، کیا یہ مقصد تھا؟ اس اللہ نے فرمایا تھا:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف:۹)

''وہ اللہ ایسا ہے جس نے (اس اتمام نور کے لیے) اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے (کہ یہ اتمام ہے) گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں''۔

جس اللہ نے اس مقصد کو واضح فرمادیا تھا وہ اللہ کیا اس پر راضی ہو سکتا ہے کہ پیوند کاری کی جائے؟ وہ اس پر راضی ہو سکتا ہے کہ پوری دنیا کسی اور نظام کے تحت چلے؟ پاکستان کے چپے چپے پر سیکولر نظام نافذ ہو، عالم اسلام میں سیکولر نظام؛ جس کی بھیک برطانیہ سے مانگی گئی، امریکہ سے مانگی گئی، یورپ کا جو تھوک ہے، اس کو چاٹ کر لوگ زندگی گزارتے رہے۔ اور اسلام نے جو توحیدی نظام برپا کیا اور اس وقت کے رومن ایمپائر اور پرشین ایمپائر کی بخیہ ادھیڑ دی اور یہ ثابت کیا کہ انسانوں کو غلام بنا کر کبھی بھی پیغمبر عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا حق ادا نہیں ہو سکتا! ایک وہ صحابیؓ جو غیر معروف سے ہیں، رستم کے دربار میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ربعی ابن عامرؓ:

اللہ ابتعثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللہ، ومن ضیق الدنیا الی سعتھا، ومن جور الادیان الی عدل الاسلام

ایک عادلانہ نظام کو برپا کرنے کے لیے میں آیا ہوں، میں لوگوں کو ظلم سے آزاد کروں گا، میں استحصال سے آزاد کروں گا میں انسانیت کو ظالموں کے شکنجے میں نہیں رہنے دوں گا۔ میں لوگوں کی عقلوں کے ساتھ مذاق کرنے کا موقع نہیں دوں گا!

تو جو نظام تعلیمی برپا کیا گیا تھا اس نظام تعلیمی کا اسلام آباد سے لے کر کراچی کے کنارے تک نہیں! میں نے غلط کہا، اس کا سلسلہ جاپان کے ایک کنارے سے امریکہ کے ایک کنارے تک، کوہ قاف سے لے کر ساؤتھ افریقہ اور جنوب کے ممالک تک قائم ہونا چاہئے تھا... ہم نے کوتاہی کی ہم نے اپنے سلسلے کو اندلس سے نکلنے کے بعد بند کر دیا!

آج ہم دریوزہ گر، دریوزہ گری پر مجبور اور بھکاریوں کا پیالہ لیے ہوئے اپنا قانون مانگتے ہیں، تعلیمی نظام مانگتے ہیں، اور ایک چھوٹے سے دائرے میں یہ سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث یہ علما ہیں جو مدرسوں کی چہار دیواری میں تیار ہو رہے ہیں، جن کے ہاتھ

میں قانون نہیں، جن کے ہاتھ میں سیاست نہیں، جن کے ہاتھ میں معیشت نہیں، جن کے ہاتھ میں معاشیات نہیں، جن کے ہاتھ میں تمدن نہیں، جن کے ہاتھ میں تہذیب نہیں، جو حاشیے پر ہیں... جن کو ترس والی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، جن پر الزامات تھوپے جاتے ہیں...

جن کا کام یہ تھا کہ وہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ابن عفان اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی خلافت سنبھالتے، ورنہ بعد کے دور میں معاویہؓ اور عمر ابن عبد العزیزؒ اور ان جیسے خلفا کی خلافت سنبھالتے، جن کا کام یہ تھا کہ پوری زندگی کی باگ ڈور ان کے پاس ہوتی، وہ مرجع ہوتے...

کیا کبھی ایسا ہوا بارہ سو تیرہ سو سالہ تاریخ میں کہیں ہمارے کسی بھی ملک میں دو نظام ہائے تعلیم تھے؟ دو قوانین تھے؟ دو نظام ہائے سیاست تھے؟ ازدواجیت تھی؟ ثنویت تھی؟ کہیں تھی مثال؟ کہیں کی دی جائے! بنی عباس کے دور کی دیجیے! مغل ایمپائر کے دور کی دیجیے!... ایک وحدانی نظام تعلیم نافذ تھا! جس کو اغوا کیا لٹیروں نے، دشمنوں نے، اور اس کو اغوا کرنے کے بعد ہمیں حالت اضطراری میں پہنچا دیا۔

میں بس بات ختم کرتے ہوئے عرض کروں گا؛ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے جب میدان میں شکست کھائی جنگ کے، تو یہ طے فرمایا کہ اب کلامی جنگ کو اختیار کرنا ہے، لیکن وہ اس میں حالت اضطراری کی پوزیشن میں تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کے ہاتھ میں تمام ادارے نہیں تھے، نظام نہیں تھا، اس لیے انہوں نے چاہا کہ یہ جو کچھ بچا کھچا سرمایہ ہے، اس کا تحفظ کر لیا جائے، جیسے ہمارے ہاں مسلم پرسنل لاء بورڈ قائم ہوا۔ جب شریعت اسلامیہ کے اس پہلو پر جو فیملی لائف سے متعلق ہے ڈاکے ڈالے جانے لگے تو طے کیا علما نے متحدہ طور پر کہ اسلام کے عائلی قوانین کے تحفظ کے لیے ایک بورڈ بنا دیا جائے اور اس نے یہ کام اپنے ذمے لیا...

لیکن بتائیے کہ اسلام کا صرف عائلی قانون ہے؟ یعنی ہم مجبوری اور حالت اضطرار میں اگر کسی چھوٹے سے دائرے کے تحفظ میں لگ گئے، تو کیا ہم کو اپنے ماضی کا وسیع دائرہ فراموش کر دینا چاہئے؟ اور اسی پر قانع ہو جانا چاہئے، جو نظام اس وقت مدارس میں نافذ ہے؟ سچی بات یہ ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا حصہ ہے، ایک کپڑے کا ٹکڑا ہے، کھانے کا نوالہ ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں!

اس پر اصرار اور اس کو باقی رکھنے کی کوشش کو روایت پرستی کا نام دیا گیا ہے، یہ وہ جال ہے جس میں لوگ پوری طرح شکار ہو چکے ہیں۔ جب تک اس کو توڑا نہیں جائے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دوبارہ اپنے نظام کو قائم نہیں کیا جائے گا، جس میں وہ افراد پھر اٹھیں جن کے ہاتھ میں زندگی کا پورا نظام تھا، اور وہاں کبھی بھی کسی سے بھیک مانگنے کی یا پیوند لینے کی ضرورت نہیں پڑی۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے بس اسی آیت کا تذکرہ کرتے ہوئے بات ختم کروں گا جو موجودہ صورت حال ہے ہماری، مدینہ منورہ کے یہودیوں کی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور عالم عیسائیت کے عیسائیوں کی عہدہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور بعد کے عہود میں وہی کیفیت تھی کہ

؎ تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا

یہ کیفیت تھی جس پر قرآن بہت ہی گرج کر اور بہت ہی غصے میں کہتا ہے:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاء مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (البقرۃ:۸۵)

''کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو''۔

اگر اتنے پر قناعت کر کے ہم اور آپ ''طلبہ اور علما'' بیٹھ گئے تو مجھے ڈر ہے کہ جیسے خدا ان سے کہہ رہا تھا، ہم سے بھی خدا کہے گا، اور بجلیاں کوندیں گی اور ہمارا نظام تہہ و بالا ہو گا... ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں مسلم ممالک رسوا ہو چکے ہیں، اور ان کی رسوائی کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے شریعت کو پیوندکاری کے لیے اور محض دکھاوے کے لیے اور بہلانے پھسلانے کے لیے استعمال کیا ہے، اس کے لیے مخلص نہیں، اور نہ وہ شریعت کے لیے مخلص، اور نہ اللہ کے مخلص، اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص، نہ عوام وخاص کے مخلص، نہ اس دین متین کی ہر ہر جزو کے مخلص! اللہ اپنے فضل و کرم سے ہم کو وہ اخلاص عطا فرما دے اور صحیح راستے کو پھر سے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے متعین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ملخص)

☆☆☆☆☆

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم

شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

عالم ربانی استاد احمد فاروق شہید رحمہ اللہ کے سلسلہ دروسِ سیرت ''النبی اولیٰ بالمومنین'' میں سے چند اقتباسات

اس امت کا ہر ہر بچہ یہ بات جانتا ہے کہ اس کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع 'اللہ جل جلالہ پر ایمان، اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے محبت اور قرآنِ عظیم الشان سے تعلق ہے۔ اوران سب کے دفاع میں جان ومال، اہل وعیال کی قربانی ہر گز کوئی مہنگا سودا نہیں ہے!

... ...

علما اور داعی حضرت پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹے اس معاشرے کو، اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تک لے کر جائیں۔ اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والے عوام میں بھی وہ گہرا فہم دین پیدا کر دیں کہ وہ شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے بھی جانیں کھپا سکیں۔

... ...

سلمان تاثیر کا قتل 'یہود اور اُن کے اتحادیوں اور اُن کے آلہ کاروں کو یہ واضح پیغام دیتا ہے کہ تم نے سقوطِ خلافتِ عثمانیہ کے بعد سے آج تک اس امت کے سینے میں جلتی ایمان کی چنگاری کو بجھانے کے لیے اپنے تمام تر عسکری، مالی اور فکری وسائل کھپائے 'وہ سب رائیگاں گئے!!! تم اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس امت کا رشتہ 'اس کے دین سے نہیں کاٹ سکے!

... ...

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ اے محمد! سر اٹھاؤ! قُلْ يُسْمَعْ لَكَ... کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ وَسَلْ تُعْطَ... سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ... شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي... تو میں کہوں گا میرے رب! میری امت میری امت! فَيَقُولُ انْطَلِقْ... اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے کہ چلو (یعنی جہنم کی طرف چلو)۔ فَأُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ... تو میں جہنم کی طرف جاؤں گا اور جہنم میں سے جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا، میں اُس کو نکال لاؤں گا۔

... ...

اخلاق کے جتنے پہلو ہو سکتے ہیں، انسان غور کرتا چلا جائے، اُس سارے میں اعلیٰ ترین انسانی صورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ہمیں نظر آتی ہے! عفو و درگزر کا پہلو دیکھیں... کہ جس کے لیے علما کہتے ہیں کہ اخلاق کی اعلیٰ ترین چیز یہ ہے! کہ انسان دوسرے کو معاف کر دے۔ اس کے لیے جو ضبطِ نفس چاہیے، اپنے غصے پر قابو کے لیے اور دوسروں کو معاف کر دینے کے لیے، وہ شاید اخلاق کے دیگر پہلوؤں کے لیے ویسا ضبط نہیں درکار۔ تو مسلم شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ ...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ وَلَا امْرَأَةً ...نہ اپنی کسی عورت کو، نہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو۔ وَلَا خَادِمًا...نہ کبھی اپنے کسی خادم کو۔ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللهِ... الا یہ کہ اللہ کے رستے میں جہاد ہو۔ اگر ہاتھ اٹھے تو اللہ کے دشمنوں کے خلاف اٹھے!

... ...

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ ...نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی طرف روانہ ہوئے۔ وَخَرَجْتُ مَعَهُ... کہتے ہیں کہ میں بھی ساتھ نکلا۔ فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ... تو راستے میں بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا... تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے ایک ایک کے گال پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي... اور میرے بھی گال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا۔ قَالَ: فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ... کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسے محسوس کی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عطر فروش کی بوتل میں سے اپنے ہاتھ کو باہر نکالا ہو۔

... ...

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو پہلے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا آیا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی اور شخص ایسا آ سکتا ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتا ہو! جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو، پھر اُس کو اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اس سارے دعوے کے بعد اگر وہ معاشیات سیکھنے کے لیے ایڈم سمتھ کی طرف رجوع کرتا ہے...اور اگر وہ پولیٹیکل سائنس اور معاشرت کے امور سیکھنے کے لیے ہیگل، کانٹ اور رُوسو اوران جیسے اللہ کے دشمن اور اللہ کے منکر کافروں کے فلسفوں کی طرف رجوع کرتا ہے...اور اگر وہ عسکریت سیکھنے کے لیے کلازوٹ کے "رہنما اصولوں کی روشنی میں" اپنی افواج کو ترتیب دیتا ہے...اور اگر وہ دنیا کے حقائق جاننے کے لیے کہ کائنات کیوں بنی اور زندگی کے کیا مقاصد ہیں، اس کے لیے وہ ارسطو اور سقراط کی طرف رجوع کرتا ہے...اسی طرح اگر وہ انسانی تخلیق کی حقیقت جاننے کے لیے ڈارون کی طرف رجوع کرتا ہے...تو پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا کیا مطلب ہوا؟؟؟ جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، اُس کے لیے تو اِن تمام امور میں رہ نمائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ملتی ہے!

... ...

اُس عظیم ہستی کی عظمت ذہن پر نقش ہونے کے بعد کیسے کوئی شخص یہ تصور کر سکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے معاملے میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے دائیں بائیں جائے؟! ہم تو اپنی عقل سے بات نہیں کرتے! اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہوتا کہ اس چیز کو برداشت کرو، تو ہم بھی کر لیتے! لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم یہ دیا فتح مکہ کے دن، جب باقی سب لوگوں کو بخش دیا گیا تو کہا گیا کہ نہیں کچھ دس کے قریب لوگ ایسے ہیں کہ جن میں عورتیں بھی شامل ہیں، جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی، کہ یہ کعبہ کے پردے کے لٹکے ہوئے بھی ملیں تو وہاں بھی اِن کی کوئی حرمت نہیں ہے، اِن کا خون بہایا جائے! اور بہایا گیا!!! اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جب کعب بن اشرف نے گستاخی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ من لی بھذا الخبیث؟! کون ہے جو میری طرف سے جا کر اس خبیث سے نمٹے گا، اس کا کام تمام کرے گا؟! اور صحابہ نے اس پر لبیک کہا اور گردن کاٹ کر لائے۔ اسی طرح جب عبداللہ بن ابی الحقیق یہودی نے گستاخی کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں، تو وہاں بھی یہی کہا گیا...تو ہر موقع کے اوپر، من لی کعب بن اشرف کی کہیں آواز لگی، من لی بھذا الخبیث کی کہیں آواز لگی...قتل کے سوا ایسے شخص کی، تمام اہلِ علم کے نزدیک کوئی اور سزا نہیں ہے! اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی متفق رہے اور یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا طریقہ ہے!

... ...

کیا ہم اتنے عاجز ہو چکے ہیں اور کیا ہم اتنے بے غیرت ہو چکے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو اور ایک ارب کی امت موجود ہو اور اُس کے بعد وہ یہ کہے کہ ہم بس شور شرابہ مچا کر اور کچھ پتلے جلا کر یہ سمجھتے ہیں کہ دفاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا...تو اس سے زیادہ بے غیرتی کی اور اس سے زیادہ بے حمیتی کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور اس بھی کوئی بندہ سوچے کہ یہ رویے رکھ کر بھی کل کو وہ جائے گا اور حوضِ کوثر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پانی لے گا...تو جب یہ سوال کیا جائے گا کہ ایک ارب تھے اور اتنا سا کام نہیں کر سکتے تھے کہ اُن گستاخوں کو ٹانگ دو جنھوں نے میری شان میں گستاخی کی...جو کچھ ابھی ہوا ہے، جو کچھ ہماری زندگیوں میں گزر گیا کہ انفرادی واقعات نہیں، سیکڑوں لوگوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقاعدہ خاکے بنانے کے مقابلے کیے ہوں اور انٹرنیٹ پر وہ سارے گستاخانہ خاکے لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کے دیکھنے کے لیے موجود ہوں، اس کے بعد ہمیں کہا جائے کہ ابھی بھی جہاد فرضِ عین نہیں ہے، ابھی ہتھیار کا وقت نہیں آیا، ابھی لڑائی کا موقع نہیں ہے...تو اِن عقلوں پر ماتم کرنے کی ضرورت ہے جو اتنی مسخ ہو چکی ہیں اس انگریزی اور دجالی تہذیب کے نیچے رہ رہ کر کہ اُن میں بنیادی حمیت ختم ہو چکی ہے اور ہر جگہ اُن کی مسخ شدہ عقلیں اُن کے ایمانی جذبات پر غالب آجاتی ہیں۔

... ...

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اگر کل کو ہم سے سوال کر لیا کہ ہم نے زندگیوں میں اپنی؛ جب تک ہم زندہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال بھی زمین پر نہیں گرنے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا ایسے دفاع کیا، تم نے کیا کیا جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا؟ تو ہمارے پاس کیا جواب ہو گا اس ایک ارب امت کے پاس؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں معاف فرمائے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ دفاعِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم سب کو اٹھنے کی اور کھڑے ہونے کی توفیق نصیب فرمائے!

☆☆☆☆☆

جرم توہین رسالت... چند پہلو

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ

؎ آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اللہ جل شانہ نے وہ تمام انسانی بلند اوصاف واخلاق جمع فرمادیئے تھے جن پر "شرف انسانی" کی بنیاد قائم ہے اور جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے ﴿وانك لعلیٰ خلق عظیم﴾ کے بلیغ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں، ایک مسلمان کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت اور زندگی گزارنے کی ایک ایک ادا، اس طرح قابل تقلید اور محبوب ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی طرف اس کا اسلام اور ایمان نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے لیے عقیدتوں اور محبتوں کا چشمۂ خیر ہیں اور ان ہی کے نام سے اس کی آبرو قائم ہے، وہ بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ "آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است" ... بلکہ اس کی عقیدت اور عقیدے کا معیار یہ ہوتا ہے کہ:

؎ محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است

کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور کی سیرت، کسی خاص ملت کا نہیں بلکہ وہ سرمایہ انسانیت ہے کہ خود غیر مسلم مورخین نے جگہ جگہ اس کا اعتراف واقرار کیا ہے، ان مورخین اور مصنفین کی ایک طویل فہرست ہے، یہاں صرف مشہور فرانسیسی مورخ لامارتاں کی تحریر کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے، وہ اپنی مشہور کتاب "تاریخ ترکیہ" میں لکھتا ہے:

> "دنیا میں کسی انسان نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے نہیں رکھا۔ یہ عظیم الشان نصب العین کیا تھا، خدا اور بندے کے درمیان توہمات کے پردے اٹھا دینا، خدا کو انسان کے قلب میں رچا دینا، انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا اور صدہا باطل خداؤں کے بجائے خدا کا منزہ اور مقدس تصور پیش کرنا۔ آج تک کبھی کسی انسان نے اتنے بڑے کام کا بیڑا نہیں اٹھایا، جس کے وسائل اور ذرائع اس قدر محدود ہوں اور مقصد اتنا دشوار اور اس کی قدر سے باہر ہو... نصب العین کی بلندی، وسائل کی کمی اور پھر نتائج ایسے درخشاں حاصل کرنا اگر یہ کسی انسان کی غیر معمولی قابلیت کا معیار نہیں تو کون ہے، جو اس میدان میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی دوسرے انسان کو پیش کرنے کی جرات کر سکتا ہے؟ دنیا کے اور بڑے بڑے انسانوں نے صرف اسلحہ، قانون یا سلطنتیں پیدا کیں، وہ زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کی تخلیق کر سکے جو اکثر اوقات خود ان کی آنکھوں کے سامنے راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گئیں۔ لیکن اس انسان نے صرف جیوش وعساکر، مجالس قانون ساز، وسیع سلطنتوں، قوموں اور خاندانوں کو ہی حرکت نہیں دی بلکہ ان کروڑوں انسانوں کے قلوب کو بھی، جو اس زمانہ کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ میں بستے ہیں اور اس سے بھی زیادہ اس شخصیت نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب ومناسک، تصورات اور معتقدات بلکہ روحوں تک کو ہلا دیا... اس نے ایسی قومیت کی بنیاد رکھی، جس نے دنیا کی مختلف نسلوں اور زبانوں کے امتزاج سے ایک امت واحدہ پیدا کر دی۔ یہ لافانی امت اور باطل خداؤں سے سرکشی اور تنفر اور ایک خدائے واحد کے لیے والہانہ عشق... اس نے تمام باطل خداؤں کی عبادت گاہوں کو ڈھا دیا اور ایک تہائی دنیا میں آگ لگا دی..." اس کی پاک زندگی، اس کی توہم پرستی کے خلاف جنگ، مکی دور میں طرح طرح کے مصائب کا حیرت انگیز استقلال اور صبر سے مقابلہ کرنا، پھر اس کی ہجرت اور دعوت رشد وہدایت، خدا کی راہ میں غیر منقطع جہاد، اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین محکم اور نامساعد حالات میں اس کی مافوق البشر جمعیت خاطر، فتح وکامرانی میں تحمل وعفو، کسی سلطنت سازی کے لیے نہیں، بلکہ خالص خدائی مقاصد کی کامیابی کے واسطے۔ اس کی شبانہ روز نمازیں، دعائیں، اپنے معبود سے راز و نیاز کی باتیں، اس کی حیات، اس کی رحلت اور بعد وفات اس کی مقبولیت، یہ تمام حقائق کس قسم کی سیرت کی گواہی دیتے ہیں۔ عظیم مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن، سپہ سالار، نہ صرف اجسام بلکہ اذہان و قلوب پر غلبہ پانے والا، صحیح نظریہ حیات کو علی وجہ البصیرت قائم کرنے والا، بہت سی سلطنتیں اور ان سب پر آسمانی بادشاہی کا بانی... یہ ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم... ان تمام معیاروں کو اپنے ساتھ لاؤ، جس سے انسان کی عظمت اور بلندی کو ناپا اور پرکھا جا

سکتا ہے، اس کے بعد بتاؤ کہ کیا دنیا میں اس سے بزرگ تر اور کوئی انسان کبھی ہوا ہے"؟(تاریخ ترکیہ جلد اول، صفحہ:۲۷۶)

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کسی مسلمان کی عقیدت و محبت، بے حقیقت جذباتی نظریہ کی بنیاد پر نہیں، بلکہ یہ اس کے ایمان کا جز اور اس کے دین کا حصہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کی محبتوں کا محور اور اس کی تمناؤں کی آماج گاہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع اس کی سعی و عمل کے لیے نمونۂ بہشت ہے اور اسی میں اس کی ابدی سعادت کا راز مضمر ہے، قرآن کریم نے جگہ جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے:

قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۣاقۡتَرَفۡتُمُوۡہَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَہَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَہَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ جِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ(التوبۃ: ۲۴)۔

"آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بیٹھ جانے کا تم کو اندیشہ ہو، اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، اگر تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (سزا دینے کے لیے) اپنا حکم بھیج دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

ایک اور آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا ہے:

وَ مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ۚ وَ مَا نَہٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ(الحشر:۷)

"اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں، رک جایا کرو۔ اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے میں بڑا سخت ہے"۔

ایک دوسری آیت میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے، سر تسلیم خم کرنے کو مؤمنین کا شیوہ بتلاتے ہوئے کہا گیا:

اِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا(النور:۵۱)

"ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ (ایمان والے) کہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا"۔

ایک اور جگہ وضاحت کر دی ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلے اور حکم آنے کے بعد کسی مؤمن مرد، عورت کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اس کے برعکس من مانی کریں، ایسی صورت میں سوائے تعمیلِ حکم کے اس کے لیے کسی اور راہ کو اختیار کرنے کی گنجائش نہیں، ارشاد ہے:

وَ مَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّ لَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ مِنۡ اَمۡرِہِمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا (الاحزاب: ۳۶)

"اور کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لیے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ صریح گمراہی میں جا پڑے گا"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے نقل فرمائی ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایؤمن احدکم حتی أکون احب إلیه من والدہ وولدہ والناس أجمعین (صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم:۱۴، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم:۱۷۷)

"تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں باپ، اولاد اور باقی سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو"۔

عہد نبوی کے واقعات:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بعض بدبختوں کی طرف سے گستاخی کا سلسلہ کوئی نیا نہیں، خود عہد نبوی میں دربار نبوت کی بے حرمتی کے واقعات پیش آئے ہیں اور آپ کی ناموس پر کٹ مرنے والی پاکیزہ ہستیوں نے ان دریدہ دہن بدبختوں کو اپنے انجام تک پہنچایا ہے۔

ایک نابینا صحابی کی باندی حضور کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ ایک رات اٹھے اور تلوار سے اس باندی کا پیٹ چاک کر کے اس کو قتل کر دیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی تو فرمایا کہ اس کا خون ہدر اور رائیگاں ہے۔(بلوغ المرام فی احادیث الاحکام، ص:۱۲۳) ...

کعب بن اشرف مشہور یہودی رئیس تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا، حضرت محمد بن مسلمہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش پر جاکر اس کا کام تمام کیا...(صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم:۴۰۳۷)...

مدینہ منورہ میں ابوعفک نامی ایک شخص نے بار گاہ رسالت میں ہجویہ نظم لکھی، حضرت سالم بن عمیرؓ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر جاکر اسے قتل کیا...(سیرۃ ابن ہشام، جلد:۴، صفحہ ۲۸۲)...

فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا، لیکن شاتم رسول ابن خطل کو معافی نہیں دی گئی، اس نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑا تھا اور اسی حالت میں اسے قتل کیا گیا، ابن خطل کی دو لونڈیوں کا خون بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رائیگاں قرار دیا تھا کیونکہ وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ہجویہ اشعار گایا کرتی تھیں۔(الکامل لابن اثیر: ۱۶۹/ ۲، صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم:۴۰۳۵)

عصماء بنت مروان شاعرہ تھی اور قبیلہ بنو امیہ سے اس کا تعلق تھا، اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی، حضرت عمیر بن عدی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہنے پر جاکر اس کو قتل کیا۔(سیرت ابن ہشام، جلد:۴، صفحہ ۲۸۳)

توہین رسالت کی سزا:

عہد نبوی کے ان واقعات سے ایک بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ "توہین رسالت" کا جرم ایسا نہیں جس سے چشم پوشی کی جائے یا اس سے درگزر کیا جائے، چنانچہ تمام ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ توہین رسالت کا مجرم واجب القتل ہے...علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

> "حاصل یہ ہے کہ شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل کے درست ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے"۔(جلد ۴، صفحہ:۶۴)

فقہ مالکیہ کے مشہور عالم قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور تنقیص کرنے والے کے قتل پر امت کا اجماع ہو چکا ہے"۔(کتاب الشفاء:۲۱۱/ ۲)

فقہ حنفی کی مشہور شخصیت امام سرخسی رحمہ اللہ شاتم رسول کے قتل پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شتم کیا، آپ کی توہین کی، دین یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا، آپ کی صفات میں کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ شاتم رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم، یہودی ہو یا عیسائی یا غیر اہل کتاب، ذمی ہو یا حربی، خواہ یہ شتم واہانت عمداً ہو یا سہواً، سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق، وہ دائمی طور پر کافر ہوا، اس طرح پر کہ اگر وہ توبہ بھی کرلے تو اس کی توبہ نہ عنداللہ قبول ہوگی نہ عندالناس اور شریعت مطہرہ میں متاخر و متقدم تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے"۔(خلاصۃ الفتاویٰ:۳۸۶/ ۴)

بعض مغرب زدہ مسلمان دانشوروں نے "تنقید اور توہین" کا شوشہ چھوڑ کر اس بات پر جو زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو تنقید اور توہین کا فرق ملحوظ رکھنا چاہیے، توہین رسالت کی تو گنجائش نہیں لیکن تنقید پر مسلمانوں کو جذبات میں نہیں آنا چاہیے، یہ درست نہیں، منصب نبوت ہر قسم کی تنقید سے بلند ہے، انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں، منصب نبوت کی طرف کسی قسم کی انگشت نمائی یا تنقید "توہین رسالت" ہی کے زمرے میں آتی ہے، امت کے جلیل القدر علما نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، یہ دانش ور اگر ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرلیں تو انہیں مستشرقین کے دائرہ اثر سے نکلنے کا موقع مل جائے گا، علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول"، علامہ ابن الطلاع اندلسی کی تالیف "اقضیۃ الرسول"، مشہور حنفی عالم، علامہ زین العابدین شامی کی "تنبیہ الولاۃ علی احکام شاتم خیر الأنام" اور علامہ ابن تیمیہ کی شہرہ آفاق تصنیف "الصارم المسلول علی شاتم الرسول"...اس موضوع پر ایسی کتابیں ہیں جنہوں نے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا اور سب اس پر متفق ہیں کہ بارگاہ رسالت میں کسی بھی قسم کی تنقید کی سزا موت اور قتل ہے۔ چنانچہ جب اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کی عدالتیں دشمنوں کے دباؤ سے آزاد تھیں، تب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا تو مجرم موت کی سزا پاکر کیفر کردار تک پہنچ جاتا بلکہ نویں صدی کے وسط میں اندلس کے اندر "شاتمین رسول" نے ایک جماعت کی شکل اختیار کرلی تھی لیکن مسلمان قاضیوں نے کوئی نرمی نہیں برتی اور اس کیس کے ہر مجرم کو سزائے موت دی، یولوجیس نامی عیسائی اس گروہ کا سربراہ تھا اور اس کی سزائے موت کے ساتھ ہی مسلم ہسپانیہ میں اس بدبخت جماعت کا خاتمہ ہوا۔(تفصیل کے لیے دیکھئے، تاریخ ہسپانیہ، جلد ۱، صفحہ:۲۰۰)

عیسائی دنیا کی اسلام دشمنی:

عیسائی دنیا کے ساتھ عالم اسلام کے تصادم کی بڑی طویل تاریخ ہے اور باہمی دشمنی کی جڑیں صدیوں پر محیط ہیں، عیسائی پادریوں کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے خلاف ان کے پروپیگنڈے کا خود عیسائی مؤرخین نے اعتراف کیا ہے۔ مشہور مورخ ڈوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"سب سے بڑھ کر پادری تھے جو شدید پیچ و تاب کھاتے تھے۔ جبلی طور پر وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکاروں سے نفرت کرتے تھے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کے بارے میں وہ انتہائی باطل نظریات رکھتے تھے یا جس طرح وہ عربوں کے درمیان رہتے تھے، تو ان کے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز آسان نہ تھی کہ وہ ان معاملات میں سچائی سے آگہی حاصل کرتے، لیکن انہوں نے اڑیل انداز سے، سرچشمہ کے اس قدر قریب ہونے کے باوجود اس حصول آگہی سے انکار کرتے ہوئے مکہ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہر قسم کے مضحکہ خیز افسانے پر اعتبار کرنے اور اس کی تشہیر کرنے کو ترجیح دی، خواہ ایسے افسانے کا ماخذ کچھ بھی نہ ہو"۔ (ہسپانوی اسلام، صفحہ: ۲۶۸)

اور جے جے سانڈرس لکھتا ہے:

"اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیغمبر عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیسائیوں نے کبھی بھی ہمدردی اور التفات کی نظر سے نہیں دیکھا جن کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی شفیق اور معصوم ہستی ہی آئیڈیل رہی ہے۔ عیسائیت کو اسلام سے پہنچنے والے نقصانات اور وہ پروپیگنڈا جو صلیبی جنگوں کے دور میں پھیلایا گیا، غیر جانبدارانہ رائے کے لیے مدو معاون نہ تھے اور اس وقت سے لے کر تقریباً آج تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو متنازعہ لٹریچر میں پیش کیا گیا ہے۔ بے ہودہ کہانیاں پھیلائی گئیں اور طویل عرصے تک ان پر یقین کیا جاتا رہا ہے"۔ (عہد وسطی کے اسلام کی تاریخ، ص: ۳۵۔ ۳۴)

ڈبلیو منٹگمری واٹ اپنی کتاب "اسلام کیا ہے؟" میں رقمطراز ہے:

"مشکل یہ ہے کہ ہم اس گہرے تعصب کے وارث ہیں، جس کی جڑیں قرون وسطی کے جنگی پروپیگنڈے میں پیوست ہیں۔ اب اس کا وسیع پیمانے پر اعتراف کیا جانا چاہیے۔ تقریباً آٹھویں صدی عیسوی سے عیسائی یورپ نے اسلام کو اپنا عظیم دشمن سمجھنا شروع کیا جو عسکری اور روحانی دونوں حلقہ اثر میں اس کے لیے خطرہ تھا۔ اسی مہلک خوف کے زیر اثر عیسائی دنیا نے اپنے اعتقاد کو سہارا دینے کے لیے اپنے دشمن کو ممکنہ حد تک انتہائی ناپسندیدہ نظر سے پیش کیا۔ حتی کہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں بھی ان کے کچھ اثرات باقی ہیں"۔ (اسلام کیا ہے؟ صفحہ: ۲۰۱)

ایک اور جگہ ڈاکٹر واٹ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ:

"اسلام کے بارے میں ہمارا رویہ مجموعی طور پر غیر جانبدرانہ نہیں ہے۔ کسی حد تک اب بھی ہم عہد وسطیٰ کے جنگی پروپیگنڈے کے زیر اثر ہیں"۔

ان اقتباسات کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ عیسائی دنیا کی دشمنی اسے توہین رسالت کے جرم پر وقتاً فوقتاً آمادہ کرتی رہی ہے اور گذشتہ دو تین صدیوں سے "آزادئ اظہار رائے" کی جو مسموم ہوا یورپ میں چل پڑی ہے، اس ناقابل معافی جرم کو بھی وہ اس کے بھینٹ چڑھانے کی سعی کر رہی ہے، پاکستان میں قابل فہم طور پر ایک اسلامی ریاست ہونے کے ناطے "توہینِ رسالت" کی سزا موت ہے، مغربی ممالک نے اس قانون کے خلاف بڑا واویلا مچایا اور اسے "آزادی" کے خلاف قرار دے کر مختلف حکومتوں پر یہ قوتیں دباؤ ڈالتی رہیں لیکن الحمدللہ یہاں کی عوامی قوت کے خوف سے کوئی حکومت اب تک اس میں تبدیلی نہیں کر سکی ہے۔ ایک مشہور بیورو کریٹ اور ادیب قدرت اللہ شہاب نے اس سلسلے میں مسلمانوں کے جذبات کا تجزیہ کرتے ہوئے کافی حد تک صحیح لکھا ہے کہ:

"رسول خدا کے متعلق اگر کوئی بدزبانی کرے تو لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ تو مرنے کی بازی لگا بیٹھتے ہیں، اس میں اچھے، نیم اچھے، بُرے مسلمان کی بالکل کوئی تخصیص نہیں، بلکہ تجربہ تو یہی شاہد ہے کہ جن لوگوں نے ناموس رسالت پر اپنی جان عزیز کو قربان کر دیا، ظاہری طور پر نہ تو وہ علم و فضل میں نمایاں تھے اور نہ زہد و تقوی میں ممتاز تھے، ایک عام مسلمان کا شعور اور لاشعور جس شدت اور دیوانگی کے ساتھ شانِ رسالت کے حق میں مضطرب ہوتا ہے، اس کی بنیاد عقیدہ سے زیادہ عقیدت پر مبنی ہے، خواص میں یہ عقیدت ایک جذبہ اور عوام میں ایک جنون کی صورت میں نمودار ہوتی ہے"۔

ایک عام مسلمان کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ ناموس رسالت پر کٹ مرنے کو اپنے لیے مایہ فخر سمجھتا ہے اور مولانا محمد علی جوہر کی ایمانی غیرت و حمیت کے یہ الفاظ تقریباً ہر مسلمان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں:

"جہاں تک خود میرا تعلق ہے، مجھے نہ قانون کی ضرورت ہے نہ عدالتوں کی حاجت، اگر کوئی ہندوستانی اس قدر شقی القلب ہے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے ان میں سب سے اشرف نبی سرور کونین اور باعثِ تکوین دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تقدس میرے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، اس کا اتنا پاس بھی نہیں کرتا کہ اس برگزیدہ ہستی کی توہین کر کے میرے قلب کو چور چور کرنے سے احتراز کرے... تو مجھ سے جہاں تک صبر ہو سکے گا، صبر کروں گا، جب صبر کا جام لبریز ہو جائے گا تو اٹھوں گا اور یا تو اس گندہ دل، گندہ دماغ، گندہ ذہن کافر کی جان لے لوں گا یا اپنی جان اس کی کوشش میں کھو دوں گا"۔ (مولانا محمد علی جوہر، آپ بیتی اور فکری مقالات، صفحہ: ۲۳۲)

جب کہیں مسلمان خود اقلیت میں ہوگئے یا مسلمانوں کی عدالتیں غیروں کے دباؤ میں آگئیں اور وہاں توہینِ رسالت کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے انصاف کے راستوں میں رکاوٹیں پیش آنے لگیں، تب سے عام مسلمانوں نے کسی قانون اور عدالت کی پروا نہیں کی، غازی علم الدین شہید سے لے کر عامر چیمہ شہید تک ناموسِ رسالت پر کٹ مرنے والے سعادت مندوں نے خود کو فنا کر کے دوام حاصل کیا۔

جہاں تک آزادی یا آزادی اظہار رائے کا تعلق ہے تو دنیا کے کسی بھی دستور میں "آزادیِ مطلق" کا حق نہیں دیا گیا، یہاں سیکولر ہونے کے دعویٰ دار چند معروف دستوروں کے حوالے دیئے جاتے ہیں: سب سے پہلے فرانس کو لے لیں جہاں کے اخبارات نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اہانت آمیز خاکے شائع کیے ہیں اور اسے "آزادی اظہار رائے" کا اپنا حق قرار دیا ہے، اس کے آرٹیکل نمبر ا میں کہا گیا ہے:

"انسان آزاد پیدا ہوا ہے اور آزاد رہے گا اور سب کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے، لیکن سماجی حیثیت کا تعلق مفاد عامہ کے پیش نظر کیا جائے گا"۔

اور آرٹیکل نمبر ۴ میں کہا گیا ہے:

"آزادی کا حق اس حد تک تسلیم کیا جائے گا جب تک کہ اس سے کسی دوسرے شخص کا حق متاثر یا مجروح نہ ہو اور ان حقوق کا تعین بھی قانون کے ذریعہ کیا جائے گا"۔

جرمنی کے آئین کے آرٹیکل نمبر ۵ میں کہا گیا ہے:

"ہر شخص کو تحریر، تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق حاصل ہے"۔

مگر اس کے ذیلی آرٹیکل نمبر ۲ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ حقوق شخصی عزت و تکریم کے دائروں میں رہتے ہوئے استعمال کیے جا سکیں گے۔ امریکی دستور میں بھی مطلق آزادی کا کوئی تصور نہیں، امریکن سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق دستور میں ایسی تحریر اور تقریر کی اجازت نہیں جو عوام میں اشتعال انگیزی یا امن عامہ میں خلل اندازی کا سبب بنے یا اس سے اخلاقی بگاڑ پیدا ہو، ریاست کو ایسی آزادی سلب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اسی طرح آزادیٔ مذہب کے نام پر توہین مسیح کے ارتکاب کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (امریکن سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی تفصیل محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب "ناموس رسالت اور توہین رسالت" کے باب پنجم میں لکھی ہے)۔

یہی حال برطانیہ کا ہے، وہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا برطانیہ کی ملکہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کی اجازت نہیں، وہاں ہائیڈ پارک میں "اسپیکر کارنر" کے نام سے ایک گوشہ مختص ہے جہاں مخصوص اوقات میں ہر شخص کو جو جی میں آئے کہنے یا بکنے کی چھوٹ دی گئی ہے، لیکن یہاں بھی کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرے یا ملکہ کی شان میں گستاخی کرے۔ جب خود ان قوموں کے دساتیر میں "آزادیٔ اظہار رائے" کو مشروط کیا گیا کہ اس کی اسی وقت اجازت ہے جب وہ کسی کے حق اور جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ نہ بنے، ایسے میں قانونی حوالے سے اس کا جواز کیونکر ہو سکتا ہے کہ کائنات کی سب سے بزرگ ہستی کی توہین کی جائے۔ جو دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے والے اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا ذریعہ بنتی ہے!! حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت پر حملوں کے اس طرح کے افسوس ناک واقعات، عیسائی دنیا کی اس پرانی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہیں جو صدیوں سے قائم ہے اور قرب قیامت تک قائم رہے گی، پیغمبر اسلام، اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ، اس کے متعصبانہ خمیر میں شامل ہے اور اس کے لیے انہوں نے بڑے بڑے ادارے قائم کیے جن کے تحت ہزاروں افراد کام کر رہے ہیں، یہ لوگ صدیوں سے اسلام کے قلعے پر علمی، عملی اور سائنسی محاذوں سے حملہ آور ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اس قلعے میں شگاف پڑے، انہیں معلوم ہے کہ دین اسلام ہی ان کی ظاہری چمک دمک والی لیکن اندر سے کھوکھلی اور فرسودہ تہذیب کو کارزار حیات میں شکست و ریخت سے دوچار کر کے مٹا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اسلام میں شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ

بعد تمام تعریفوں کے خدا جل شانہ کے لیے ہیں، ائمہ کرام سے اس مسئلہ کے بارے میں فتویٰ حاصل کرنا ہے کہ "جو شخص بلحاظ اسم مسلمان ہو اور خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ پیغمبروں اور نبی آخر الزمان فخر موجودات اور محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اڑاتا ہو، ان کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہو۔ جو ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہو اور قرآن مجید کہ بارے میں یہ کہتا ہو کہ یہ کوئی تاریخ نہیں فقط ناول ہے، اور اک دیوانے شخص کا خواب ہے، جسے کہانی کا رنگ دیا گیا ہے تو ایسے شخص یعنی سلمان رشدی ملعون کے لیے علمائے کرام کا کیا فتویٰ ہے؟

عام مسلمانوں کے لیے علمائے کرام کے لیے، حکّام وقت اور حکومت وقت کے لیے، ازراہِ کرم بتائیے ایسے مسلمانوں کے لیے کیا حکم ہے جو ایسے گستاخ کو قتل کرنا چاہتے ہوں، جب کہ وہ ایک غیر اسلامی ملک (برطانیہ یا امریکہ) میں موجود ہو۔ کیا اس ملک کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات قائم رکھے جاسکتے ہیں جب کہ وہ ملک اس ملعون کتاب کی اشاعت کی پشت پناہی بھی کر رہا ہو۔ اور ایسے ملعون شخص کو اپنے ہاں پناہ بھی دے رکھی ہو۔

سائل: سعید احمد (کراچی)

الجواب باسمہ تعالیٰ

صورت مسئولہ میں جو آدمی (کافر ہو یا مسلم) سید الاولین و آلاخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ وسلم پر ہنسی اڑاتا ہے، یا ان کی سیرت و زندگی کے کسی گوشے کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہے، یا ان کی توہین و تنقیص کرتا ہے یا ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے، یا ان کو گالی دیتا ہے، یا ان کی طرف بری باتوں کو منسوب کرتا ہے یا آپ کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہا) کو بازاری عورت اور طوائفوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے اور قرآن مجید کو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی کا خواب بتاتا ہے، یا ایک ناول اور کہانی سے تعبیر کرتا ہے تو وہ آدمی سراسر کافر، مرتد، زندیق اور ملحد ہے۔ اگر ایسا آدمی کسی مسلمان ملک میں حرکت کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے اور مشہور قول کے مطابق اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور جو اس کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے اور یہ ائمہ اربعہ کا مسلک ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

جیسا کہ شیخ الاسلام امام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد العلیم بن عبد السلام الحرانی الدمشقی المعروف بابن تیمیہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں نقل فرمایا کہ:

ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او کافر فانہ یجب قتلہ ھذا مذھب علیہ عامۃ اھل العلم. قال ان المنذر: أجمع عوام أھل العلم علی أن حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، القتل، وممن قالہ مالك و اللیث و احمد و اسحق و ھو مذھب الشافعی....وقد حکی ابو بکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل(الصارم المسلول علی شاتم الرسول لتقی الدین ابن تیمیہ—المسئلۃ الاولی: (۳،۴) ط: نشر السنۃ ملتان)

"عام اہل علم کا مذہب ہے کہ جو آدمی خواہ مسلمان ہو یا کافر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گالی دیتا ہے اس کو قتل واجب ہے۔ ابن منذر نے فرمایا کہ عام اہل علم کا اجماع ہے کہ جو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، اس کی حد قتل کرنا ہے اور اسی بات کو امام مالک، امام لیث، امام اسحٰق نے بھی اختیار فرمایا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے......اور ابو بکر فارسی نے اصحابِ امام شافعی سے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حد قتل ہے"۔

وقال محمد بن سحنون: اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمنقّص لہ کافر، والوعید جاء علیہ بعذاب اللہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل، ومن شك فی کفرہ وعذابہ کفر(المرجع السابق)

"محمد بن سحنون نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے کے شاتم رسول اور آپ کی توہین و تنقیص شان کرنے والا کافر ہے اور حدیث میں اس کے لیے سخت سزا کی وعید آئی ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا شرعی حکم، قتل ہے۔ اور جو آدمی اس شخص کے کفر اور عذاب کے بارے میں شک و شبہ کرے گا وہ بھی کافر ہو گا"۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات آفتاب نیم روز کی مانند واضح ہو گئی کہ باجماع امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا یا ان کی توہین و تنقیص کرنے والا کھلا کافر ہے اور اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اور آخرت میں اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور جو آدمی اس کے کافر ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے ایک کافر کے کفر میں شبہ کیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے "ابن سحنون" سے مزید نقل کیا ہے کہ:

ان الساب ان کان مسلما فانہ یکفر و یقتل بغیر خلاف وھو مذھب الائمہ الأربعۃ وغیرھم(الصارم المسلول—۴،۳)

"اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہ ائمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے"۔

اور امام احمد بن حنبلؒ نے تصریح کی ہے کہ:

قال ابن حنبل: سمعت ابا عبد الله يقول: کل من شتم النبی صلی الله علیه وسلم او تنقصه مسلما کان أو کافرا فعلیه القتل، وأری أن یقتل ولا یستتاب(المرجع السابق)

"جو آدمی بھی خواہ مسلمان ہو یا کافر اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے یا ان کی توہین و تنقیص کرتا ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو توبہ کرنے کے لیے مہلت نہیں دی جائے گی بلکہ فوراً ہی قتل کر دیا جائے گا۔"

"الدر المختار" میں ہے:

وفی الاشباہ و لا تصح ردۃ السکران الا الردۃ بسب النبی صلی الله علیه وسلم فانه یقتل ولا یعفی عنه(الدر المختار – کتاب الجهاد – باب المرتد– ۴ / ۲۲۴)

"اشباہ میں ہے کہ (نشہ میں) مست آدمی کی ردّت کا اعتبار نہیں ہے، البتہ اگر کوئی آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی وجہ سے مرتد ہو جاتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اُس گناہ کو معاف نہیں کیا جائے گا"۔

امام احمدؒ اور "اشباہ" کی عبارات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شاتم رسول کے جرم کو معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

پھر یہ شخص جب مسلسل اس جرم کے ارتکاب میں قائم ہے اور اس پر مُصر ہے تو اس کے واجب القتل ہونے اور اس کی توبہ قبول نہ کرنے کے بارے میں کوئی شک ہی نہیں۔

چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ جو آدمی ارتداد کی حالت پر بدستور برقرار رہتا ہے یا بار بار مرتد ہوتا رہتا ہے اس کو فوراً قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ "فتاویٰ شامی" میں ہے:

وعن ابن عمرو علی: لا تقبل توبة من تکررت ردته کالزندیق وهو قول مالك واحمد واللیث وعن ابی یوسف لو فعل ذالك مراراً یقتل غیلة.

(رد المختار علی الدر المختار -- کتاب الجهاد – باب المرتد -- مطلب مایشك فی انه ردة لا یحکم بها– ۴/۲۲۵)

"حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ متعدد بار مرتد ہونے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی جیسا کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جاتی اور یہ امام مالک، احمد اور لیث کا مذہب ہے، امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر کوئی آدمی مرتد ہونے کا جرم بار بار کرے تو اسے حیلہ سے بے خبری میں قتل کر دیا جائے"۔

اسی طرح "در مختار" میں ہے:

وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا جماعة من تکررت ردته علی مامر. والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً(الدر المختار – کتاب الجهاد – باب المرتد– ۴/۲۳۱)

"ہر وہ مسلم جو (نعوذ باللہ) مرتد ہو جاتا ہے اس کی توبہ قبول ہوتی ہے، مگر وہ جماعت جس کا ارتداد مکرر (بار بار) ہوتا ہو۔ ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اور جو آدمی انبیاء میں سے کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہو جائے اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ کسی حال میں بھی قبول نہیں کی جائے گی"۔

ان عبارات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی توہین اتنا بڑا جرم ہے کہ بالفرض اگر کوئی (نشہ میں) مست آدمی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے گا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر کرے گا تو اس کا قتل کر دیا جائے گا۔

اسی طرح امہات المومنین (رضوان اللہ علیھن اجمعین) کی شان میں گستاخی کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچتی ہے اور گستاخی کرنے والے پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ اسی لیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امہات المومنین کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور وہ مباح الدم ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گناہ کی تہمت لگانے والوں کے جرم کا ثبوت اور حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کا ثبوت تو قرآن میں مذکور ہے، فقہائے کرام نے بھی اس کی رُو سے ایسے شخص کو مباح الدم کہا ہے۔ جو حضرت عائشہ پر تہمتِ گناہ لگاتا ہے۔ جیسا کہ "فتاویٰ شامی" میں ہے:

نعم لاشك فی تکفیر من قذف السیدة عائشه رضی الله عنها(رد المختار علی الدر المختار -- کتاب الجهاد – باب المرتد -- ۴/۲۳۷)

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والا شخص بلاشبہ کافر ہے"

اور ملعون سلمان رشدی اپنی کتاب میں امہات المومنین کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں جیسا کہ ہفت روزہ "حریت" جلد ۷-۱۱ تا ۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء شمارہ ۴۵ میں تفصیلی طور پر نقل کیا گیا ہے۔

اور یہ بات اہل دنیا کے سامنے ظاہر ہے کہ ملعون سلمان رشدی نے حالیہ ناول "شیطانی آیات" (satanic verses) کے علاوہ "مڈ نائٹ چلڈرن" اور "شیم" میں بھی شان رسالت میں دریدہ دہنی اور ذہنی خباثت کی بدترین مثال پیش کی ہے۔ تفصیل کے لیے "انڈیا ٹوڈے" ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں موجود ہے۔ اور مزید اس کتاب کو متعدد ممالک سے شائع کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے تاکہ دنیا میں فساد پھیلایا جائے اور دین اسلام کو بدنام کیا جائے، تاریخ کو مسخ کیا جائے، ناپختہ اذہان کو اسلام سے برگشتہ کیا جائے اور مسلمانوں کے دل و جگر پر تیشے چلائے جائیں اور تلاشِ حق میں دامنِ اسلام کی طرف بڑھنے والے سادہ دل انسانوں کو اسلام اور مسلمانوں سے بدظن کیا جائے۔ لہٰذا یہ شخص

اگر پہلے سے مسلمان تھا تو اب مرتد ہو گیا ہے اور ارتداد پر اصرار کرنے کی وجہ سے ملحد اور زندیق ہے جس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں اور اس کی سزا قتل ہی ہے۔

دنیا کے تمام مسلمانوں کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، تبلیغ دین اور اشاعت حق میں بالکل امین اور حق گو ہیں اور اس منصب کو بالکل صحیح صحیح طریقہ سے انجام دینے والے ہیں۔ اور دین اسلام کی تکمیل فرما دی گئی ہے، اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور خامی نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کو اللہ پاک کا کلام سمجھتے ہیں۔

قرآن کو غیر اللہ کا کلام کہنا سراسر کفر ہے۔ اسی لیے جب کفار مکہ نے قرآن کے کلام "انسانی" ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ چیلنج دیا کہ اگر قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے اور غیر اللہ کا کلام ہے تو تم اور تمہارے سارے دوست احباب اکٹھے ہو کر قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت جیسی کوئی سورت بنا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ لیکن اب تک کوئی نہ بنا سکا نہ تا قیامت بنا سکے گا۔ لیکن شاتم رسول سلمان رشدی نے الفاظ (Mahound) کی آڑ لے کر یہ تاثر دیا ہے کہ "جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں فرشتے اور شیطان کی آواز میں تمیز کرنے کی اہلیت نہ تھی"۔ اور یوں کلام الٰہی کو جو حضرت جبرائیل کی وساطت سے نازل ہوا ہے، نعوذ باللہ شیطانی کلام ظاہر کرنے کی گستاخانہ مکروہ اور شیطانی جسارت کی ہے۔ ان عبارات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سلمان رشدی قرآن شریف کو اللہ کا کلام ماننے کے لیے تیار نہیں ہے اور جو قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتا وہ بدترین کافر ہے۔ اس قسم کے کافروں کو قتل کرنا واجب ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔

اسی لیے تمام اسلامی حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ اگر کافر مرتد زندیق سلمان رشدی ان کی حکومت کے ماتحت ہے تو فوری طور پر قتل کر کے اسے جہنم رسید کریں اگر ان کی حکومت میں نہیں ہے لیکن سفارتی تعلقات کے ذریعہ اس پر دباؤ ڈالنا کسی بھی طریقہ سے ممکن ہے تو اس پر دباؤ ڈال کر اس کو قتل کر دینا ضروری ہے ورنہ ایک بدبخت شقی ازلی اور شاتم رسول کو پناہ دینے والے یا اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک سے تعلق اور دوستی رکھنا جائز نہیں ہو گا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (المجادلۃ: ۲۲)

"جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا اپنے گھرانے کے ہوں"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ (الممتحنۃ:۱)

"اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دوستوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو"۔

اور اگر حکومت اس امر عظیم کو انجام دینے کے لیے تیار نہیں ہے تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ طاقت بشری کے مطابق کوشش کر کے اللہ کی زمین کو شاتم رسول سے پاک وصاف کر دے کیونکہ یہ اظہارِ دینِ خداوندی کی تکمیل اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے، جب تک زمین سے شاتم رسول کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مکمل دین اللہ کے لیے نہیں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال:۳۹)

"اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے، اور دین اللہ تعالیٰ کا ہو جاوے"۔

اس لیے صفحۂ گیتی میں تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا تھا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، یہودیہ عورت اور قبیلہ خطمہ کی عورت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی وجہ سے اور اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل رہنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا۔

اسی طرح حضرت کعب بن زہیر عہد نبوی کے ایک نامور شاعر تھے، ابتدا میں وہ اسلام کی مخالفت میں سرگرم رہے حتیٰ کہ ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی "ہجو" میں کچھ شعر کہہ دیے، معاندانہ کارروائیوں اور ہجو گوئی کی پاداش میں بارگاہ رسالت سے ان کے واجب القتل ہونے کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ جب کہ سلمان رشدی نے صرف سب وشتم پر بس نہیں کیا بلکہ اس نے اسلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، امّہات المومنین اور قرآن مجید کے بارے میں بھی ہر قسم کی گستاخی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

لہٰذا جو آدمی اس کو قتل کرے اس کو بہت زیادہ ثواب ملے گا تاکہ زمین اس کے فتنے سے محفوظ ہو جائے، اور آئندہ کسی کو اس جیسی دریدہ دھنی کی جسارت نہ ہو۔ جیسا کہ "فتاویٰ شامی" میں ہے:

وجميع الكبائر......يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم (الدر المختار – كتاب الحدود – باب التعزير – ۴/ ۶۴)

"اور ایسے تمام مرتکبین کبیرہ جن کے گناہوں کا ضرر دوسروں کی طرف متعدی ہوتا ہے ان کو قتل کرنا جائز ہے اور قاتل ثواب کا مستحق ہے"۔

فقط واللہ اعلم

کتبہ

محمد انعام الحق

الجواب صحیح

۱۔ محمد عبد السلام عفا اللہ عنہ ۲۔ محمد شفیق عارف ۳۔ ابو بکر سعید الرحمٰن

بینات – شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

☆☆☆☆☆

موجودہ دور میں گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی شرعی حیثیت

[بلوغ المأمول فی الإقدام بقتل شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ

وصحبہ أجمعین ومن تبعہ بإحسان إلی یوم الدین، وبعد

دورِ حاضر میں جدید تہذیبِ مغرب نے تمام دنیائے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور مسلمان بحیثیتِ امت خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد سے محکوم ومغلوب ہیں۔ جدید تہذیبِ مغرب نے جہاں دنیا کو کئی قسم کے فتنوں اور فسق وفجور کے اندھیروں میں دھکیلا ہے اور ہر ایک راستے سے انسان کو اپنے رب والہ سے برگشتہ کیا ہے، وہیں ایک بہت بڑی گمراہی جو انسانیت کی جھولی میں ڈالی ہے، وہ ہے 'اظہارِ رائے کی آزادی'۔

اس وقت دنیا میں جس قدر کفر وشرک اور فساد پایا جاتا ہے، اس میں اہم کردار اسی اظہارِ رائے کی آزادی کا ہے۔ کیونکہ تہذیبِ مغرب ہر انسان کو اس بات کا درس دیتی ہے کہ وہ اپنے نظریات وعقائد وخیالات کے اپنانے میں بھی آزاد ہے اور اس کے بعد ان سب کے اظہار میں بھی آزاد ہے۔ اس تہذیب نے پہلے انسان کو کفر وشرک کی جدید شکلوں... سیکولرزم، لبرلزم، ہیومنزم... سے متعارف کرایا اور اس کے بعد جب بہت سے انسان اپنے خالق ورب اور الہامی دین کے انکاری ہوگئے تو اس کے بعد انھیں سکھلایا کہ اب وہ کھل کر دوسرے انسانوں میں انھی کفری نظریات کی دعوت دیں اور ببانگِ دہل ان کا پرچار کریں۔ یہ ایسی گندگی ہے کہ کوئی فطرتِ سلیم اس کی سڑانڈ سے کوسوں دور بچ کر گزرے، لیکن فتنوں کا ایسا دور ہے کہ اسی گندگی میں لھتڑے لوگ خود کو مہذب ومتمدن کہلانے کے دعوے دار ہیں۔ اور اسی گندی کی ایک شکل پچھلے کئی سالوں سے تمام انسانوں کے سامنے آرہی ہے اور وہ ہے ربِ کائنات کے سب سے محبوب پیمبر، مخلوقاتِ کائنات میں سب سے زیادہ معزز اور مسلمانوں کے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ ساری دنیا نے دیکھا کہ کس انداز میں مغرب میں بعض غلیظ طینت لوگوں نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے اور کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازیبا کلمات ادا کیے اور کھلے عام یہ سب مکروہ حرکات کی گئیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس وقت مسلم ملکوں میں بھی ایسے لوگوں کی تعداد میں آئے روز اضافہ ہورہا ہے اور جو سلسلہ سلمان رشدی ملعون سے شروع ہوا تھا، اب مسلم ملکوں میں کتنے ہی سلمان رشدی پیدا ہوچکے ہیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی مسلمان کے لیے یہ گنجائش ہے کہ اس کے سامنے ایسے لوگ دندناتے پھریں جو اس کے رب کو، اس کے دین کو اور پھر اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو... جن کی محبت سے ہر مسلمان کا دل لبریز ہوتا ہے... گالی دے، برا کہے، سب کی توہین کرے، لیکن وہ ایسے لوگوں اور ان کی حرکات سے نظریں چرا لے، آنکھیں بند کرلے۔

ہرگز نہیں، جس مسلمان کے دل میں ایمان ہے اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسے اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھنا چاہیے جب تک کہ وہ گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن نہ اڑادے۔

لیکن آج کا مسلمان جب ایسا اقدام کرنے کی ہمت باندھتا ہے تو اسے مسلم معاشروں تک میں طرح طرح کے سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور حتی کہ علمِ دین سے نسبت رکھنے والے حضرات کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس مسئلے میں سب سے زیادہ اعتراض دو نکات پر کیا جاتا ہے۔ ایک نکتہ یہ کہ یہ سزائے قتل دینا حکومتوں کا کام ہے، عام مسلمان کا نہیں، اور دوسرا اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو گویا وہ قانون ہاتھ میں لینے کے سبب مجرم بنتا ہے۔

اس مقالے میں ہم زمانہ حاضر میں عام مسلمان کی طرف سے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدامِ قتل کی شرعی حیثیت بیان کریں گے اور فقہِ اسلامی... بالخصوص مذہبِ حنفی... کی روشنی میں اس کا حکم بیان کریں گے۔

کون سی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کہلاتی ہیں؟

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں اس بات کو بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا چیزیں گستاخی کے زمرے میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھیں۔ یہ باتیں یہاں نقل کرنا بھی بہت زیادہ شاق ہے، کیونکہ ہم اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان باتوں کا تصور بھی دل میں نہیں لاسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ادا کرنے والا بنائیں، آمین۔ یہاں نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر مسلمان جان لے کہ جس کسی شخص سے ان باتوں میں سے کسی بات کا صدور ہو تو وہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہے اور پھر وہ اس گستاخ کو سزا دینے کے لیے کمربستہ ہوجائے۔ وہ باتیں درج ذیل ہیں:

أ. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا یا برا کہنا۔

ب. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، نسب اور دین میں صراحتاً یا اشارتاً عیب اور نقص نکالنا۔

ج. مذاق اڑانے کے انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز سے مشابہت بیان کرنا۔

د. کسی بھی انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانا۔

ہ. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے لعنت کے الفاظ بولنا۔

و. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بد دعا کرنا۔

ز. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نقصان پہنچے کی تمنا کرنا۔

ح. قابلِ مذمت باتوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا۔

ط. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا اور خسیس قسم کی باتیں کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا۔

ي. دین کے راستے میں جو تکالیف اور آزمائشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائیں، ان کے سبب عار دلانا۔

ک. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جائز بشری عوارض کو بنیاد بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرنا۔[نعوذ باللہ من ذلك]

یہ نقل کرنے کے بعد قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وهذا كله إجماع من العلماء وأئمة الفتوى من لدن الصحابة رضوان الله عليهم إلى هلم جرا۔[1]

"ان تمام (باتوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گستاخی ہونے) پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ابھی تک کے تمام علما اور اصحابِ فتویٰ کا اجماع ہے"۔

مسلمانوں میں سے گستاخ کی سزا قتل ہے:

جس شخص سے مذکورہ بالا باتوں کا صدور ہو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والا گستاخ ہے اور اسلام کی رو سے اس شخص کی سزا قتل ہے، چاہے وہ شخص مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ جو کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس گستاخی کے ارتکاب سے وہ شخص مرتد ہو کر دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر اور سزائے قتل پر دلالت کرتی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (الأحزاب:۵۷)

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والے کے لیے دو سزاؤں کا ذکر ہوا؛ دنیا و آخرت میں لعنت اور رسوا کن عذاب۔ اور یہ دونوں سزائیں ایسے لوگوں کے کفر وارتداد پر دلالت کرتی ہیں۔ یہی حکم دوسری آیت میں یوں بیان ہوا:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبۃ:۶۱)

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ص ۴۲۸، دار الحدیث القاہرۃ

سورۂ احزاب کی مذکورہ بالا آیت کے تین آیات بعد ایسوں کے قتل کا صریح حکم بھی بیان ہو گیا۔ فرمایا:

مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا (الأحزاب:۶۱)

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزائے قتل سنت سے بھی ثابت ہے۔ واقعہ افک میں جب عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا کر ارادتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی تھی۔ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

من يعذرني من رجل بلغني أذاه في أهلي

اس پر انصارانِ مدینہ میں سے سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

أنا يا رسول الله أعذرك منه، إن كان من الأوس ضربت عنقه، وإن كان من إخواننا الخزرج أمرتنا ففعلنا أمرك

یہ روایت صحیحین میں مروی ہے اور اس میں سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والے گستاخ کی سزا قتل ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ارادۂ قتل سے روکا نہیں، بلکہ اس کی تائید میں اقرار فرمایا۔[2]

یہ حدیث نام نہاد مسلمان گستاخ کے قتل کی دلیل ہے، باقی کفار میں سے گستاخی کرنے والوں کے قتل کے کئی واقعات احادیث میں مروی ہیں، جن کے لیے کتبِ حدیث کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ گستاخ کی اس سزائے قتل پر علمائے امت کا اجماع ہے جسے کئی علما نے نقل کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک نقول ذکر کی جاتی ہیں:

امام ابن منذر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أجمع عوامّ أهل العلم على أن على من سبّ النبي صلى الله عليه وسلم القتل

قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أجمعت الأمة على قتل متنقّصه من المسلمين وسابّه

امام محمد بن سحنون رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[2] یہاں کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ روایات میں تین مسلمانوں کے نام بھی آتے ہیں جو اس تہمت میں شریک ہو گئے تھے، لیکن نہ ان کے قتل کی کوئی بات روایات میں منقول ہے اور نہ ہی ان کے کفر و نفاق کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس واقعے کا تعلق بالواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ تھا اور اس واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچی۔ اب اس واقعے میں عبد اللہ بن ابی کا براہِ راست مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانا تھا، جیسا کہ ہم نے اوپر جملے میں ارادتاً کا لفظ داخل کیا ہے۔ جب کہ مذکورہ بالا تین مسلمانوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اذیت پہنچانے کا ہرگز مقصد وارادہ نہ تھا۔ اس لیے ان پر صرف حدِ قذف جاری ہوئی۔ معلوم ہوا کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اذیت پہنچائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی سزا قتل ہی ہے۔

أجمع العلماء أن شاتم النبي عليه السلام المتنقّص له كافر، والوعيد جار عليه بعذاب الله، وحكمه عند الأمة القتل، ومن شك في كفره وعذابه كفر۔[3]

مسلمانوں میں سے گستاخ مرتد کے حکم میں آتا ہے یا زندیق کے؟

البتہ گستاخی کے مرتکب مسلمان کے بارے میں بعض علما نے مرتد ہونے کا حکم لگایا ہے۔ جب کہ بعض علما نے ایسے شخص کو زندیق کے حکم میں بیان کیا ہے۔ مرتد وہ شخص ہوتا ہے جو اسلام لانے کے بعد اپنے عقیدے یا عمل کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من بدّل دينه فاقتلوه۔[4]

''جو کوئی اپنا دین بدل لے (یعنی اسلام کے بعد دوبارہ کفر اختیار کر لے) اسے قتل کر دو''۔

زندیق بھی مرتد ہی کی ایک قسم ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ مرتد پہلے مسلمان تھا، بعد میں کسی عمل سے کفر میں داخل ہو گیا، جب کہ زندیق خود کو مسلمان ظاہر تو کرتا ہے لیکن وہ دراصل باطن میں کافر ہوتا ہے، اعتقادی طور پر کافر ہوتا ہے۔ ایسا شخص جانتے بوجھتے اسلام کے لبادے میں خود کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن کسی موقع پر ایسا عمل یا اعمال کر دیتا ہے جو اس کے باطن کے کفر کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ ایسے شخص کو زندیق کہا جاتا ہے۔ مرتد اور زندیق کی سزا میں یہ فرق ہے کہ مرتد کو توبہ کی مہلت دی جاتی ہے تاکہ وہ اسلام قبول کر لے، جب کہ زندیق اگر پکڑا جائے تو چاہے توبہ کا اظہار کرے، اسے ہر حال میں قتل کیا جاتا ہے۔

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں احناف اور شوافع ارتداد کا حکم لگاتے ہیں، جب کہ مالکیہ اور حنابلہ زندیق ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ اسی بنیاد پر مالکیہ اور حنابلہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو توبہ کی مہلت نہیں دیتے اور اگر وہ خود سے توبہ کر لے تو اس کا اعتبار نہیں کرتے اور اسے ہر حال میں قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب کہ احناف اور شوافع کے یہاں گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرتد ہے، اگر توبہ کر لے تو وہ قتل سے بچ جاتا ہے۔[5]

احناف میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ 'کتاب الخراج' میں لکھتے ہیں:

وأيما رجل مسلم سبّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أو كذّبه أو عابه أو تنقّصه فقد كفر بالله وبانت منه زوجته، فإن تاب وإلا قتل۔[6]

شوافع میں سے امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'السيف المسلول على من سبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم' میں لکھتے ہیں:

السابّ المسلم مرتد قطعا فالكلام فيه كالكلام في قتل المرتد۔[7]

خود امام مالک رحمہ اللہ سے امام ابن القاسم کی روایت کتبِ مالکیہ 'المبسوط'، 'العتبیہ' وغیرہ میں درج ہے کہ:

من سب النبي صلى الله عليه وسلم من المسلمين قتل، ولم يستتب[8]

مالکیہ کے معروف متن 'العتبیہ' میں امام ابن القاسم رحمہ اللہ سے مروی ہے:

من سبّه أو شتمه أو عابه أو تنقّصه فإنه يقتل وحكمه عند الأمة القتل كالزنديق۔[9]

امام احمد رحمہ اللہ سے بھی امام مالک رحمہ اللہ کے مشابہ روایات منقول ہیں، اسی وجہ سے شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بحکمِ زندیق ہونا حنابلہ کے یہاں مفتی بہ ہے۔ علامہ مرداوی رحمہ اللہ 'الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف' میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ (وَهَلْ تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِيقِ، وَمَنْ تَكَرَّرَتْ رِدَّتُهُ، أَوْ مَنْ سَبَّ اللهَ أَوْ رَسُولَهُ، وَالسَّاحِرِ؟). يَعْنِي الَّذِي يَكْفُرُ بِسِحْرِهِ (عَلَى رِوَايَتَيْنِ) . . . .

إِحْدَاهُمَا: لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ، وَيُقْتَلُ بِكُلِّ حَالٍ. وَهُوَ الْمَذْهَبُ۔[10]

مرتد و زندیق کے حکم میں فرق کا گستاخ کے حکم پر اثر:

مذکورہ بالا بحث یہ معلوم ہوتا ہے کہ علمائے امت میں گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دو طبقات ہیں۔ ایک طبقہ علما کا کہنا ہے کہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا ہر حال میں قتل ہے، چاہے وہ توبہ بھی کر لے۔ لہٰذا اسے ہر حال میں قتل کیا جائے۔ جب کہ دوسرے طبقے کا کہنا ہے کہ کوئی بھی مسلمان گستاخی کے سبب اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتا ہے۔ اب اس کا حکم مرتد کا ہے یعنی وہ واجب القتل ہے۔ لیکن حاکم اسے توبہ کی مہلت دے سکتا ہے اور اگر وہ توبہ کر لے تو پھر قتل سے بچ جائے گا۔ اگر حاکم توبہ کی مہلت نہ دے یا وہ خود توبہ نہ کرے تو ضرور قتل کیا جائے گا۔

گستاخان کی دو اقسام:

واقعاتی دنیا میں دیکھا جائے تو گستاخی کا مرتکب ہونے والے مسلمان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ مسلمان جو کسی خاص موقع پر کسی وقتی داعیے کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر بیٹھے۔ اور جب اسے احساس ہو کہ اس نے ایسا کیا ہے تو نادم ہو

---

[3] ان نقول کے لیے دیکھیے: الشفا، ص ۴۲۶، ۴۲۸، ۴۲۹، دار الحدیث القاہرۃ، السیف المسلول علی من سبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۱۹ تا ۱۲۱، دار الفتح، عمان اردن

[4] رواہ الجماعة إلا مسلم

[5] قلیل شافعیہ کی رائے عدم استتابہ کی ہے جب کہ جمہور شافعیہ کی رائے استتابہ کی ہے۔

[6] کتاب الخراج، ص ۱۸۲، دار المعرفة بیروت لبنان

[7] السيف المسلول على من سب الرسول صلى الله عليه وسلم، ص ۱۵۴، دار الفتح، عمان اردن

[8] الشفا، ص ۴۲۹

[9] أيضا

[10] الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، ج ۱۰، ص ۳۳۲، تحقيق الشيخ حامد الفقي وطباعته

کر توبہ کر لے۔ ایسا شخص یقیناً گستاخی کے سبب اسلام سے خارج ہو کر ارتداد کا مرتکب ہو جاتا ہے، لیکن توبہ کے سبب دوبارہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر گستاخ اس قسم کا نہیں ہوتا، بلکہ گستاخان کی زیادہ تعداد ایسی ہوتی ہے جو لوگ باطن میں کفر چھپائے بیٹھے ہوتے ہیں اور ظاہر میں مسلمان بنے ہوتے ہیں۔ بالخصوص آج کی دنیا میں ایسے نام نہاد مسلمانوں کی تعداد کافی بڑھ چکی ہے جنھیں مسلمان گھرانے میں پیدائش کے سبب اسلام سے صرف نام کا تعلق ہے، لیکن افکار و نظریات اور عقائد میں وہ کفار کے مثل ہوتے ہیں۔ جب ایسے فرد کی طرف سے گستاخی کا ارتکاب ہوتا ہے تو وہ کسی وقتی داعیے سے متاثر ہو کر نہیں ہوتا، بلکہ پختہ عقائد کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ایسا گستاخ یقیناً تمام علمائے امت کے نزدیک زندیق کے حکم میں آتا ہے جسے ہر حال میں قتل کیا جانا لازم ہے۔ احناف نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ ان کے یہاں بھی ہر قسم کا گستاخ مرتد کے حکم میں نہیں ہے جسے توبہ کی مہلت دی جائے بلکہ مذکورہ بالا گستاخ زندیق کے حکم میں ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'تنبیہ الولاۃ والحکام' میں لکھتے ہیں:

نعم لو قیل إذا تکرر السبّ من هذا الشقي الخبیث بحیث أنه کلما أخذ تاب، یقتل، وکذا لو ظهر أن ذلك معتادہ وتجاهر به کان ذلك قولا وجیها کما ذکروا مثله في الذمي ویکون بمنزلة الزندیق۔[11]

سیکولر، ملحدانہ نظریات کے حامل گستاخ زندیق ہیں، ہر حال میں واجب القتل ہیں:

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ کی عبارت میں غور کیجیے کہ وہ شخص جس نے گستاخی کو عادت بنا رکھا ہو اور وہ کھلے بندوں اس کا مرتکب ہوتا ہو، زندیق کے حکم میں ہے۔ آج ہمیں جن گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سابقہ ہے وہ بیش تر سیکولر اور ملحد افکار و نظریات کے حامل لوگ ہیں جنھیں اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین سے دشمنی ہے۔ یہی دشمنی ان بدباطن خبثاء کو کبھی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی پر مجبور کرتی ہے اور کبھی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر اکساتی ہے۔ اور یہ لوگ جرأت کے ساتھ کھلے بندوں ایسا کرتے ہیں۔ ان گستاخان کا حکم بلاشبہ زندیق کا ہے جن کی سزا ہر حال میں قتل ہے۔

عہد حاضر میں گستاخانِ رسول کا حکم بالکل واضح ہے اور توبہ کا موقع دینے یا نہ دینے کے سیاق سے خارج ہے چاہے ان پر زندیق کا حکم لگے یا مرتد کا اور اس کی درج ذیل وجوہ ہیں:

أ. ان کی تحریرات تصریحاً ثابت کرتی ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے نہ صرف جواز کے قایل ہیں بلکہ اس کو بنیادی انسانی حق سمجھتے ہیں۔

ب. تسلسل کے ساتھ گستاخانہ مواد کو شائع کرنا اور اس کے حق میں استدلال کرنا۔

ت. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر موت کی سزا کے قانون کو انسانی حقوق کے خلاف قرار دینا اور اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کرنا اور اس قانون کے غلط ہونے کے موقف کے حق میں بے سروپا دلائل دینا۔

شریعتِ اسلامیہ میں مرتد و زندیق کے قتل کا اختیار کس کو ہے؟

زمین پر احکامِ اسلام کا اجراء اور شریعت کا نفاذ قوت و شوکت مانگتا ہے، اسی قوت و شوکت کے لیے اسلام میں حاکم کا تقرر فرض کیا گیا ہے۔ مسلمان حاکم کی قوت کے بل پر زمین پر دین قائم ہوتا ہے اور دین کے معاملے میں کوتاہی اور جرم کرنے والوں کو اسی قوت سے روکا جاتا ہے۔ جرائم کی خاص تعداد... جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکی ہیں... کو شریعت کی اصطلاح میں حدود کہا جاتا ہے، جیسا کہ زنا کی حد، شراب پینے کی حد، چوری کی حد، تہمتِ زنا کی حد۔ ان مخصوص حدود کے قیام کو فقہائے اسلام نے صرف حاکم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ امام کاسانی رحمہ اللہ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا شَرَائِطُ جَوَازِ إقَامَتِهَا فَمِنْهَا مَا يَعُمُّ الْحُدُودَ كُلَّهَا ، وَمِنْهَا مَا يَخُصُّ الْبَعْضَ دُونَ الْبَعْضِ ، أَمَّا الَّذِي يَعُمُّ الْحُدُودَ كُلَّهَا فَهُوَ الْإِمَامَةُ : وَهُوَ أَنْ يَكُونَ الْمُقِيمُ لِلْحَدِّ هُوَ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ وَلَّاهُ الْإِمَامُ۔[12]

احناف حاکم اور اس کے نائب کے علاوہ کسی کے لیے حد قائم کرنے کو جائز نہیں کہتے، البتہ دیگر مذاہب ثلاثہ میں آقا اپنے غلام پر حد جاری کر سکتا ہے۔

اسی طرح حدود کے علاوہ قصاص و دیت اور قتلِ ارتداد کے مسئلے میں بھی فقہائے اسلام نے سزا کے اجرا کو حاکم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ شوافع نے تو قتلِ ارتداد کو اصطلاحی طور پر حدود ہی میں شامل کیا ہے، جیسا کہ ان کی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ دیگر نے مرتد و زندیق کے قتل کو کافر و حربی ہونے کی سزا قرار دیا ہے، اصطلاحی حد نہیں۔ امام ابن قدامہ حنبلی امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال سے اختلاف کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُ : { وَأَقِيمُوا الْحُدُودَ } . فَلَا يَتَنَاوَلُ الْقَتْلَ لِلرِّدَّةِ ، فَإِنَّهُ قُتِلَ لِكُفْرِهِ ، لَا حَدًّا فِي حَقِّهِ .[13]

یہاں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مرتد سے ہٹ کر گستاخ کے مسئلے میں مالکیہ اور حنابلہ کا یہ قول ان کی کتب میں منقول ہے کہ گستاخ کو حداً قتل کیا جائے گا، کفراً نہیں۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ان کا قول بجا ہے، اس سے ان کی مراد گستاخ کے قتل کو اصطلاحی حدود میں شامل قرار دینا نہیں ہے، بلکہ یہ بتلانا ہے کہ گستاخ کو لامحالہ قتل کیا جائے گا، چاہے توبہ کر لے، جس طرح توبہ کرنے سے حدود ساقط نہیں ہوتیں، اسی طرح گستاخ

---

[11] رسائل ابن عابدین، ج ۱، ص ۳۳۵

[12] بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع؛ ج ۹، ص ۲۵۰، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان

[13] المغني علی مختصر الخرقي؛ ج ۸، ص ۹۰، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان

بھی توبہ کرلے تو اب اس سے سزائے قتل ساقط نہیں ہوگی۔ باقی وہ بھی تفصیل یہی لکھتے ہیں کہ گستاخ اپنی طرف سے گستاخی کے سبب زندیق کے حکم میں چلا جاتا ہے جس کی توبہ مقبول نہیں، جیسا کہ ہم نے اوپر ان کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ اسی انداز میں فقہاء نے ارتداد کی سزا کو اصطلاحاً حد میں شامل نہیں کیا ہے، البتہ یہ ذکر ضرور کیا ہے کہ اس سزا میں ایک گونہ حد کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔

خیر، مرتد اور زندیق کے قتل کے معاملے میں مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے یہاں واضح صراحت موجود ہے کہ اس کا اجرا حاکم اور اس کے نائب کا کام ہے، اگر کوئی عام مسلمان ایسا کردے گا تو اس پر قصاص اور دیت تو نہیں لیکن افتیات علی الامام یعنی قانون ہاتھ میں لینے کے سبب اسے حاکم کچھ تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

مالکیہ میں سے امام خرشی رحمہ نے 'مختصر خلیل' کی شرح میں لکھا ہے:

المرتد إذا قتله مسلم بغير إذن الإمام فإنه لا يقتل به ولكن يؤدب۔[14]

'مختصر خلیل' کی شرح 'مواهب الجلیل' میں لکھا ہے:

وَقَالَ الْقَاضِي عَبْدُ الْوَهَّابِ فِي شَرْحِ الرِّسَالَةِ وَعَرْضُ التَّوْبَةِ وَاجِبٌ عَلَى الظَّاهِرِ مِنْ الْمَذْهَبِ إلَّا أَنَّهُ إنْ قَتَلَهُ قَاتِلٌ قَبْلَ اسْتِتَابَتِهِ فَبِئْسَ مَا صَنَعَ وَلَا يَكُونُ فِيهِ قَوَدٌ وَلَا دِيَةٌ انْتَهَى.[16][15]

شوافع میں سے علامہ خطیب شربینی رحمہ اللہ 'منهاج الطالبین' کی شرح 'مغني المحتاج' میں لکھتے ہیں:

وَيَقْتُلُهُ الْإِمَامُ أَوْ نَائِبُهُ إنْ كَانَ حُرًّا لِأَنَّهُ قَتْلٌ مُسْتَحَقٌّ لِلَّهِ تَعَالَى فَكَانَ لِلْإِمَامِ وَلِمَنْ أَذِنَ لَهُ كَرَجْمِ الزَّانِي، هَذَا إنْ لَمْ يُقَاتِلْ، فَإِنْ قَاتَلَ جَازَ قَتْلُهُ لِكُلِّ مَنْ قَدَرَ عَلَيْهِ، وَيَجُوزُ لِلسَّيِّدِ قَتْلُ رَقِيقِهِ الْمُرْتَدِّ عَلَى الْأَصَحِّ، وَيُقْتَلُ بِضَرْبِ الْعُنُقِ دُونَ الْإِحْرَاقِ وَنَحْوِهِ لِلْأَمْرِ بِإِحْسَانِ الْقِتْلَةِ، فَإِنْ خَالَفَ وَقَتَلَهُ بِغَيْرِهِ أَوْ قَتَلَهُ غَيْرُ الْإِمَامِ أَوْ نَائِبِهِ بِغَيْرِ إذْنِهِ عُزِّرَ الْأَوَّلُ لِعُدُولِ عَنْ الْمَأْمُورِ بِهِ. وَالثَّانِي لِافْتِيَاتِهِ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ مِنْ قِصَاصٍ أَوْ دِيَةٍ۔[17]

حنابلہ میں سے امام ابن قدامہ رحمہ اللہ 'المغني' میں لکھتے ہیں:

فَإِنْ قَتَلَهُ غَيْرُ الْإِمَامِ، أَسَاءَ، وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ مَحَلٌّ غَيْرُ مَعْصُومٍ، وَسَوَاءٌ قَتَلَهُ قَبْلَ الِاسْتِتَابَةِ أَوْ بَعْدَهَا؛ لِذَلِكَ. وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ التَّعْزِيرُ؛ لِإِسَاءَتِهِ وَافْتِيَاتِهِ.[18]

البتہ احناف کے یہاں اس مسئلے میں روایات مختلف ہیں۔

احناف کے یہاں مرتد کے قتل کی بابت روایات کی تنقیح:

احناف کے یہاں اس مسئلے میں تین طرح کی روایات ہیں:

۱۔ مرتد کا قتل اس کے حربی ہونے کے سبب ہے اور حربی کا قتل ہر مسلمان کے لیے جائز ہے، افضل یہ ہے کہ حاکم سزا جاری کرے۔

۲۔ چاہیے کہ حاکم مرتد کو قتل کرے، لیکن اگر حاکم کے علاوہ کوئی مسلمان مرتد کو قتل کردے، تو اس پر کوئی وبال اور ضمان نہیں۔ وكل جناية على المرتد فهي هدر۔

۳۔ اگر حاکم کے علاوہ کوئی مسلمان مرتد کو قتل کردے تو حاکم اسے تعزیر کر سکتا ہے، جیسا کہ دیگر مذاہب کا بھی مسلک ہے۔

پہلی روایت خود امام محمد سے مروی ہے، ظاہر الروایہ ہے۔ شرح السیر الکبیر میں امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے:

الْمُرْتَدُّ يُقْتَلُ إنْ لَمْ يُسْلِمْ حُرًّا كَانَ أَوْ عَبْدًا، لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: { مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ } . وَهُوَ يَعُمُّ الْأَحْرَارَ وَالْعَبِيدَ، وَلِمَوْلَى الْعَبْدِ أَنْ يَقْتُلَهُ بِنَفْسِهِ إنْ شَاءَ، فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بِعَبْدٍ لَهُ تَنَصَّرَ، وَلِأَنَّهُ بِالرِّدَّةِ صَارَ كَالْحَرْبِيِّ فِي حُكْمِ الْقَتْلِ، وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ قَتْلُ الْحَرْبِيِّ الَّذِي لَا أَمَانَ لَهُ، إلَّا أَنَّ الْأَفْضَلَ لَهُ أَنْ يَرْفَعَهُ إلَى الْإِمَامِ لِيَكُونَ هُوَ الَّذِي يَقْتُلُهُ؛ لِأَنَّ فِيهِ مَعْنَى الْحَدِّ. وَاسْتِيفَاءُ الْحُدُودِ إلَى الْإِمَامِ.[19]

امام صاحب اور صاحبین میں سے اس باب میں امام محمد ہی کا واضح قول منقول ہے اور پھر یہ ظاہر الروایہ بھی ہے۔ اس قول میں امام محمد رحمہ اللہ نے آقا کا مرتد غلام کو قتل کرنے کا جواز ذکر کیا ہے، البتہ اس کی جو تعلیل کی ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے یہاں اس کی تعمیم ہے، یعنی کسی بھی مرتد کو کوئی بھی مسلمان قتل کر سکتا ہے کیونکہ وہ حربی کے حکم میں ہے۔ تعجب ہے کہ 'ہمارے سروں کے تاج' خاتمۃ المحققین علامہ ظفر احمد عثمانی

---

[14] شرح الخرشي على مختصر خليل، ج٨، ص٦٤، المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر

[15] مواهب الجليل لشرح مختصر خليل؛ ج٨، ص٣٧٣، دار عالم الكتب

[16] یہاں یہ واضح رہے کہ مذہبِ مالکی کی ایک روایت میں برخلاف دیگر مذاہبِ ثلاثہ کے جو کوئی کسی مرتد کو استتابہ سے پہلے قتل کردے تو اس پر کچھ مقدارِ دیت لازم آتی ہے۔ جو ایک مسلمان کی دیت کے ثلث خمس یعنی پانچویں حصے کی ایک تہائی لکھی گئی ہے۔ جب کہ زانی محصن، محارب اور موجبِ قصاص قاتل کے قتل میں کسی قسم کی کوئی دیت نہیں ہے۔ اس فرق کی وجہ مواہب جلیل میں یہ ذکر کی گئی ہے:

وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ الْمُرْتَدَّ تَجِبُ اسْتِتَابَتُهُ عَلَى الْمَذْهَبِ فَكَأَنَّ قَاتِلَهُ قَتَلَ كَافِرًا مُحَرَّمَ الْقَتْلِ بِخِلَافِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ فَتَأَمَّلْهُ.

البتہ یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے یہاں مفتیٰ بہ قول کے مطابق شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندیق کے حکم میں ہے جس کی بابت استتابہ کے عدمِ وجوب بلکہ توبہ کی عدمِ قبولیت کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ ایسے میں زندیق اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل میں کسی قسم کی کوئی دیت نہیں، جیسا کہ علامہ ابن عرفہ رحمہ اللہ کی تصریح کتبِ مالکیہ میں موجود ہے۔

[17] مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج؛ ج٤، ص١٨١، دار المعرفة، بيروت لبنان

[18] المغني على مختصر الخرقي؛ ج٨، ص٩٠، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

[19] شرح السير الكبير؛ ج٥، ص١٦٦، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

رحمہ اللہ نے إعلاء السنن میں امام محمد رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد اسے یہ کہتے ہوئے رد کیا ہے کہ هو قول محمد وحده، لا قول أئمتنا جميعا، والله أعلم۔[20] حالانکہ شیخین سے تو اس مسئلے میں اس کے خلاف کچھ منقول نہیں، جیسا کہ خود علامہ عثمانی رحمہ اللہ بھی کوئی قول نہیں لا سکے۔ پھر یہ ظاہر الروایہ بھی ہے۔

دوسری روایت بیشتر متون اور فتاویٰ کی ہے۔ متون میں یہی لکھا ہے کہ اگر حاکم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص مرتد کو قتل کر دے تو اس پر کوئی وبال نہیں۔

مختصر قدوری میں لکھا ہے:

> فإن قتله قاتلٌ قبل عرض الإسلام عليه كره له ذلك، ولا شيء على القاتل۔[21]

مختار میں لکھا ہے:

> فإن قتله قاتل قبل العرض لا شيء عليه.[22]

مختار کی عبارت کے مثل ہدایہ کی بھی عبارت ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے:

> وردة الرجل تبطل عصمة نفسه حتى لو قتله قاتل بغير أمر القاضي عمدا أو خطأ أو بغير أمر السلطان أو أتلف عضوا من أعضائه لا شيء عليه۔[23]

تیسری روایت شروحات کی ہے اور متون میں سے صرف مختصر طحاوی میں درج ہے کہ اگر حاکم کے علاوہ کوئی مسلمان مرتد کو قتل کر دے تو حاکم اسے تعزیر کر سکتا ہے، جیسا کہ البحر الرائق میں ابن نجیم لکھتے ہیں:

> (قَوْلُهُ وَكُرِهَ قَتْلُهُ قَبْلَهُ) أَيْ قَبْلَ عَرْضِ الْإِسْلَامِ لِأَنَّ إسْلَامَهُ مَرْجُوٌّ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ وَمَعْنَى الْكَرَاهَةِ هُنَا تَرْكُ الْمُسْتَحَبِّ اهـ. يَعْنِي: فَهِيَ كَرَاهَةُ تَنْزِيهٍ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الْقَوْلِ بِاسْتِحْبَابِ الْعَرْضِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِوُجُوبِهِ فَهِيَ كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ كَمَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ قَتْلَ الْإِمَامِ وَغَيْرِهِ لَكِنْ إنْ قَتَلَهُ غَيْرُهُ أَوْ قَطَعَ عُضْوًا مِنْهُ بِغَيْرِ إذْنِ الْإِمَامِ أَدَّبَهُ الْإِمَامُ كَمَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ (قَوْلُهُ وَلَمْ يَضْمَنْ قَاتِلُهُ) لِأَنَّ الْكُفْرَ مُبِيحٌ لِلْقَتْلِ) وَكُلُّ جِنَايَةٍ عَلَى الْمُرْتَدِّ فَهِيَ هَدَرٌ.[24]

باقی حاکم کے علاوہ اگر کوئی مسلمان مرتد کو قتل کر دے تو حاکم کے تعزیر کرنے کا سبب کیا ہے؟ اس میں بھی دو اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ کسی شبہ کی وجہ سے کوئی شخص مرتد ہو گیا ہو، تو اس شبہ کو دور کرنے کے لیے اسے توبہ کی مہلت دینی چاہیے۔ یہ توبہ کی مہلت دینا احناف کے یہاں مستحب ہے۔ چونکہ مرتد کو قتل کرنے والے نے یہ مہلت نہیں دی، جس میں امید تھی کہ شاید وہ دوبارہ مسلمان ہو جاتا، اس وجہ سے حاکم کے پاس گنجائش ہے کہ وہ قاتلِ مرتد کو تعزیری سزا دے۔ اور اسی وجہ سے اس قتل کی کراہتِ تنزیہی کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ امام جصاص رحمہ اللہ نے مختصر طحاوی کی شرح میں لکھا ہے:

> قال [ولا شيء على من قتل مرتدا قبل استتابته أو قطع عضوا منه، لكنه يؤدب] وذلك لأن عصمة دمه زائلة بنفس الردة، ولكن الأحسن تقديم الاستتابة والدعاء إلى الإسلام قبل قتله، فمن قتله قبل ذلك لم يكن عليه ضمان دمه وكان مسيئا في إقدامه كمن قتل حربيا قبل الدعاء إلى الإسلام۔[25]

فقہائے احناف نے اس تعزیر کا دوسرا سبب افتیات علی الامام کو قرار دیا ہے۔ الاختیار لتعلیل المختار میں لکھا ہے:

> قال: (فإن قتله قاتل قبل العرض لا شيء عليه) لأنه مستحق للقتل بالكفر فلا ضمان عليه، ويكره له ذلك لما فيه من ترك الغرض المستحب، ولما فيه من الافتيات على الإمام.[26]

مسئلہ ھذہ میں احناف کا مفتیٰ بہ قول کیا ہے؟

جو روایت اس بات میں مطلق ہے کہ قاتل پر کچھ وبال نہیں، اس کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ یہاں قاتل پر سے صرف قصاص اور دیت وضمان کی نفی کی جا رہی ہے، تعزیر کی نہیں۔ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی مرتد کو قتل کر دے تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت۔ یہی وجہ ہے کہ متاخرین فقہائے احناف نے یہی وضاحت کر کے ساتھ حاکم کی تادیب کا ذکر کیا ہے جب کہ ایسا حاکم کی اجازت کے بغیر کیا گیا ہو، یعنی قاتلِ مرتد پر قصاص ودیت تو نہیں، لیکن حاکم اس کی تادیب کا حق رکھتا ہے۔ اس تادیب کی ایک علت کہ توبہ کی مہلت نہ دینے کے سبب تادیب ہو گی تو یہ وجہ زندیق کے معاملے سے خارج ہے، کیونکہ اسے توبہ

---

[20] إعلاء السنن، ج ١٢، ص ٦٤١، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي باكستان

[21] مختصر القدوري؛ ص ٢٣٧، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

[22] الإختيار لتعليل المختار؛ ج ٤، ص ١٤٦، تحقيق الشيخ محمود أبو دقيقة دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

[23] الخانية بهامش الهندية، ج ٣، ص ٥٨١، المكتبة التجارية مصطفىٰ أحمد الباز، مكة المكرمة

[24] البحر الرائق؛ ج ٥، ص ٢١٧، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

[25] تحقيق الجزء الثالث من شرح مختصر الطحاوي، رسالة الدكتوراه في جامعة أم القرىٰ، تحقيق: محمد عبيد الله خان، الجزء الثاني، ص ٤٦٦۔ فالكتاب مطبوع الآن بتقديم الدكتور سائد محمد يحيىٰ بكداش، ولكن ما كان لدي في ظروفنا الصعبة التي نواجهها في إحدى ثغور الجهاد وهو خراسان، وأما رسالة الدكتوراه فوجدتها في مكتبتي مكتبة الكتب المصورة، والحمد لله على كل حال۔

[26] الإختيار لتعليل المختار؛ ج ٤، ص ١٤٦، تحقيق الشيخ محمود أبو دقيقة دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

کی مہلت نہیں دی جاتی۔ ہمارے معاملے میں گستاخ کے قتل کے معاملے میں جو زندیق ہو، یہ علت اس کے حق میں منتفی ہے۔ دوسری علت افتیات علی الامام ہے، جس کا تعلق مرتد وزندیق دونوں کے معاملے سے ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ دیگر مذاہب کی کتب میں تو مسئلہ وضاحت سے ایک ہی ذکر ہوا ہے۔ احناف کے یہاں تین روایات ہیں تو اس میں سے مفتی بہ قول کیا ہے۔ اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ یہ حقیقت ہے کہ جس وقت حاکم اور قاضی صاحبان شریعت کے مطابق اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہوں اور ہر قسم کے مجرمین کو سزائیں دی جا رہی ہوں، تو ایسے میں ہر مسلمان کو اجازت دینا کہ وہ خود سے مجرمین کو سزا دے، یہ کسی صورت قرینِ مصلحت نہیں ہے، بلکہ کسی موقع پر موجب فتنہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس مصلحت کے ساتھ حاکم سے ہٹ کر کسی مسلمان کا مرتد کو قتل کر دینے پر حاکم کو تعزیری سزا کا حق ہونا چاہیے۔ اسی مصلحت کے تحت ظاہر الروایہ سے عدول جائز ہو سکتا ہے۔ وگرنہ اگر احناف کے اصولوں کو دیکھا جائے تو ظاہر الروایہ سے عدول کی کوئی دوسری وجہ سمجھ نہیں آتی، جس میں ہر مسلمان کے لیے گنجائش ہے کہ وہ مرتد کو قتل کر دے۔

ہاں، اتنا ہے کہ اس معاملے میں حاکم کا تعزیری سزا دینے کا حق تو ہے، لیکن ضروری نہیں ہے کہ وہ ایسے فرد کو ہر حال میں سزا دے۔ احناف کے یہاں اتنا ضرور ہے کہ انھوں نے مرتد کے قتل کے معاملے میں باقی موجباتِ قتل کی نسبت عام مسلمان کے حق میں تخفیف رکھی ہے۔ مثلاً زانی محصن کے معاملے میں... جب کہ زنا ثابت ہو جائے... کسی مسلمان کے قتل پر حاکم کے لیے وينبغي أن يعزر لافتياته على الإمام [كما في الدر المختار] کے الفاظ استعمال کیے ہیں، یعنی ضروری ہے کہ امام ایسے فرد کو تعزیر کرے۔ جب کہ مرتد کے قتل کے معاملے میں یؤدب اور یعزر مجہول کے صیغے کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ پھر دیگر مذاہبِ ثلاثہ کی نسبت تخفیف کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے یہاں مرتد کو توبہ کی مہلت دینا واجب ہے، اس سے قبل قتل کو جائز نہیں کہتے، جب کہ احناف کے یہاں توبہ کی مہلت دینا محض مستحب ہے۔

پس احناف کے مسلک کے مطابق بھی یہی سمجھ آتا ہے کہ جب حاکم شریعت کے مطابق اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہا ہو اور قاضی شریعت کے مطابق مقدمات فیصل کر رہا ہو تو کسی عام مسلمان کو مرتد وزندیق کے قتل پر اقدام نہیں کرنا چاہیے۔ یہی معاملہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان غیرتِ دینی میں ایسا کر دے تو حاکم مصلحت دیکھتے ہوئے اسے تھوڑی سی تعزیری سزا دے سکتا ہے اور جہاں اس اقدام پر کوئی مفسدہ ثابت نہ ہو رہا ہو تو حاکم کو چاہیے کہ ایسے فرد کو کچھ نہ کہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرے، جیسا کہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کے واقعے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی جنھوں نے اپنی لونڈی کو گستاخیِ رسول کے جرم میں از خود قتل کر دیا تھا۔

اس واقعے کو امام ابو داود رحمہ اللہ نے اپنی کتاب السنن میں باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں روایت کیا ہے۔

تنبیہ: یہ عدمِ ضمان اسی صورت میں ہے جب ارتداد وزندقہ اعلانیہ ہو یا پھر قاضی کے یہاں ارتداد وزندقہ ثابت ہو چکا ہو:

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہم جس مسئلہ پر بات کر رہے ہیں کہ حاکم کے علاوہ اگر کوئی مسلمان کسی مرتد کو قتل کر دے تو اس کا تعلق دو صورتوں سے ہے:

اول: جب قاضی کے پاس کسی مسلمان کا ارتداد ثابت ہو جائے اور قاضی اس کے مرتد ہونے کا فیصلہ دے دے۔

دوم: جب ارتداد کھلا ہوا ہو، یعنی کوئی مسلمان کھلے عام کسی دوسرے دین میں داخل ہو گیا ہو اور ہر فرد جانتا ہو۔ یا کوئی مسلمان کھلے عام کفر بکتا ہو اور کفر کا اظہار کرتا ہو یعنی کھلا زندیق ہو یا کھلا گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

انھی صورتوں میں اگر کوئی مسلمان ایسے فرد کو قتل کر دے تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت۔ وگرنہ اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو قتل کر دیا اور بعد میں دعویٰ کیا کہ یہ شخص مرتد تھا، تو اسے قاضی کے یہاں اپنے دعوے کو ثابت کرنا پڑے گا اور اگر شہادتیں نہ ہونے کی وجہ سے ارتداد ثابت نہ ہوا تو قصاص و دیت لازم آئے گی۔ اسی طرح عام حدود میں بھی جب تک سزا کا تعین نہیں ہوا، اس وقت تک کسی بھی مسلمان کی طرف سے خود سے سزا جاری کرنے پر وہ قصاص و دیت اور تعزیر سے نہیں بچے گا۔

موجودہ دور میں حکام کے علاوہ کسی عام مسلمان کا گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا حکم:

اس مسئلے کی مذکورہ بالا توضیح کا مقصد یہ ہے کہ ہم آج کے دور میں اپنے لیے رہنمائی طلب کریں کہ آج گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کیا صورت بنے گی۔ اس حوالے سے درج ذیل احکام کا جاننا ضروری ہے۔

پہلا حکم: دار الاسلام اور دار الحرب کے احکام میں فرق، اور دار الحرب میں مرتد وزندیق کا حکم

دار الاسلام اور دار الحرب میں شریعت کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔ ان احکام میں سے قتل اور حرب کے احکام میں عام طور پر چاروں مذاہب میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا پہلے ضروری ہے کہ یہ طے کیا جائے کہ اس وقت دنیا میں موجود مسلم ممالک کس حکم میں ہیں؟ آیا وہ دار الاسلام ہیں یا دار الحرب ہیں؟

بس فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ جو مسلمان دار الاسلام میں مرتد ہو جائے یا زندیق ہو اور پھر دار الحرب چلا جائے اور جو مسلمان دار الحرب میں رہتے ہوئے مرتد ہو جائے تو یہ دونوں حربی کافر کے حکم میں ہیں، ان کی جان و مال ہر حال میں ہر مسلمان کے لیے مباح ہے۔

امام سرخسی رحمہ اللہ المبسوط میں لکھتے ہیں:

إن لحق [المرتد] بدار الحرب... نقول إنه صار حربيًا حقيقةً وحكمًا لأنه قد أبطل حياة نفسه بدار الحرب حين عاد إلى دار الحرب حربًا للمسلمين...[27]

مالکیہ کی کتاب مختصر خلیل کی شرح 'التاج والإکلیل' میں امام ابن رشد الجد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا گیا کہ جو مرتد دارالحرب بھاگ جائے وہ بحکم حربی ہے۔

وَقَدْ تَقَدَّمَ قَوْلُ ابْنِ رُشْدٍ إنْ لَحِقَ [المرتد] بِأَرْضِ الْكُفْرِ أَنَّهُ كَالْحَرْبِيِّ.[28]

حنابلہ میں سے علامہ منصور بہوتی رحمہ اللہ 'زاد المستقنع' کی شرح 'روض المربع' میں لکھتے ہیں:

ولا يقتله [أي المرتد] إلا الإمام أو نائبه ما لم يلحق بدار حرب فلكل أحد قتله وأخذ ما معه.[29]

لہٰذا جو مرتد یا زندیق دار الحرب میں ہو تو اسے کوئی بھی مسلمان قتل کر سکتا ہے۔ اسی طرح جو بھی گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دار الحرب میں ہو تو اسے کوئی بھی مسلمان قتل کر سکتا ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان ایسے گستاخ کے قتل کے لیے موقع کی تلاش میں ہو اور جیسے ہی موقع ملے تو ایسے گستاخ کو قتل کر کے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ٹھہرے۔

پس معلوم ہوا کہ دار الحرب میں ہر مسلمان کا حق ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اقدام کرے۔ البتہ یہ حکم اس شخص کے متعلق ہے جو کھلے عام گستاخی کرتا ہے اور دینِ اسلام پر طعن کرتا ہے۔ وگرنہ اگر کسی مسلمان سے ایسے کلمات کا صدور ہو جن میں گستاخی کا شبہ ہو لیکن صراحت نہ ہو تو ایسے شخص کے قتل پر اقدام جائز نہیں، کیونکہ ایسے شخص کی تحقیق کے لیے قضا کی ضرورت پڑتی ہے اور شہادتوں کے بعد ثبوت اور عدمِ ثبوت کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ سب باتیں دار الحرب میں مفقود ہیں۔ لہٰذا ایسے کسی مسلمان کے قتل کا اقدام کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

دوسرا حکم: موجودہ دور میں جن مسلم ملکوں میں اجرائے احکامِ کفر ہے، وہ دار الحرب کے حکم میں ہیں

اس وقت جن مسلم ملکوں میں کفری احکام جاری ہیں، اسلامی احکام کے اجراء کو بالجبر روکا جاتا ہے، وہ دار الحرب کے حکم میں ہیں۔ فقہائے اسلام نے دار الاسلام اور دار الحرب کی یہی تفصیل بیان کی ہے کہ جس خطے میں اسلامی احکام نافذ ہوں، شریعتِ اسلامیہ نافذ ہو، وہ دار الاسلام کے حکم میں ہیں، جب کہ جس خطے میں کفری احکام نافذ ہوں تو وہ دار الحرب کے حکم میں ہیں۔ امام سرخسی رحمہ اللہ 'المبسوط' میں لکھتے ہیں:

فكل موضع ظهر فيه حكم الشرك فالقوة في ذلك الموضع للمشركين فكانت دار حرب، وكل موضع كان الظاهر فيه حكم الإسلام فالقوة فيه للمسلمين۔[30]

امام صاحب اور صاحبین [رحمہم اللہ] کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دار الحرب اسی وقت دار الاسلام بنتا ہے جب غلبے کے بعد اجرائے احکامِ اسلام ہو جائے۔ امام کاسانی رحمہ اللہ 'بدائع' میں لکھتے ہیں:

لا خلاف بين أصحابنا في أن دار الكفر تصير دار إسلام بظهور أحكام الإسلام فيها۔[31]

البتہ دار الاسلام کے دار الحرب بننے میں امام صاحب اور صاحبین [رحمہم اللہ] کا اختلاف ہے۔ امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واختلفوا في دار الإسلام, إنها بماذا تصير دار الكفر؟ قال أبو حنيفة: إنها لا تصير دار الكفر إلا بثلاث شرائط, أحدها: ظهور أحكام الكفر فيها والثاني: أن تكون متاخمة لدار الكفر والثالث: أن لا يبقى فيها مسلم ولا ذمي آمنا بالأمان الأول, وهو أمان المسلمين. وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: إنها تصير دار الكفر بظهور أحكام الكفر فيها۔[32]

اس اختلاف کا اثر ہمارے موجودہ دور میں زیادہ نہیں پڑتا، کیونکہ خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد بالفعل دنیا پر اقوامِ کفر کا غلبہ تام ہو گیا تھا اور امام صاحب کی بیان کردہ شرائط بھی مفقود ہو گئی تھیں۔ اسی وجہ سے اس وقت کے بیش تر کبار علما نے مسلم ملکوں کے دار الحرب بن جانے کا فتویٰ دیا تھا۔ ہمارے خطے میں تو جب انگریز کا غلبہ قائم ہوا تو اس وقت انیسویں صدی کے ابتدا ہی میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے برصغیر کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ دے دیا تھا[33]۔ لہٰذا اس خطے میں سے کسی جگہ کے دوبارہ دار الاسلام بننے کے لیے لازم ہے کہ اجرائے احکامِ اسلام ہو، جو یہاں کسی جگہ نہیں ہوا۔

پس اس وقت کے وہ مسلم ملک جہاں کفری احکام بے دغدغہ جاری ہیں اور اسلامی احکام کو بزورِ قوت روکا جاتا ہے۔ اسلامی احکام کے نفاذ کی آواز بلند کرنے والوں کو یا قید کر دیا جاتا

---

[27] المبسوط؛ ج ۱۰، ص ۱۰۳، دار المعرفة، بیروت لبنان

[28] نسخت العبارة من المکتبة الشاملة

[29] أیضًا

[30] المبسوط؛ ج ۱۰، ص ۱۱۴، دار المعرفة، بیروت لبنان

[31] بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع؛ ج ۹، ص ۵۱۹، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان

[32] أیضًا

[33] دیکھیے: فتاویٰ عزیزی؛ ص ۴۵۴، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی پاکستان

ہے یا قتل، ایسے تمام ممالک دار الحرب کے حکم میں ہیں۔ لہٰذا ان ملکوں میں زندیق گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا وہی حکم ہوگا، جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

تیسرا حکم: اگر کوئی جگہ دار الاسلام ہو لیکن وہاں کا حاکم اسلامی سزائیں جاری نہ کرتا ہو، تو وہاں عام مسلمان کی طرف سے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا حکم:

موجودہ مسلم ملکوں کی جو حیثیت ہم نے بیان کی ہے، بہت سے علما ایسے ہیں جنھیں اس سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کے نزدیک یہ خطے دار الاسلام کے حکم میں ہیں۔ چونکہ ہمارا اس مقالے کا موضوع دار الاسلام یا دار الحرب کی بحث نہیں ہے، اس لیے ہم یہاں ان حضرات کے دلائل پر بات نہیں کریں گے۔ لیکن اس بات میں تو سب کا اتفاق ہے کہ ان مسلم ملکوں میں اسلامی سزائیں جاری نہیں ہیں، بلکہ جرائم کی سزائیں اور ان سزاؤں کے ثبوت کا طریقِ کار مغربی قوانین کے مطابق نافذ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ملکوں میں حدود یا blasphemy کے نام سے جو قانون سازی بھی اگر کی گئی ہے، اس میں جرم کے ثبوت کا طریقِ کار شریعت کے مطابق نہیں رکھا گیا ہے جس کے سبب وہ قانون سازی بے اثر ہے اور ایک دھوکہ ہے۔ اور اس قانون سازی کے باوجود حکمران اور نظام زنادقہ اور ملحدین کی پشت پناہی کرتے ہیں، نہ کہ انھیں سزائیں دیتے ہیں۔ حال ہی میں بلاگرز کا قضیہ سب پاکستانیوں کے سامنے آ گیا، جنھیں جو تھوڑی بہت سزا دی گئی وہ ریاست کی مخالفت کرنے پر دی گئی، جب کہ ان کی طرف سے گستاخیوں کو معاف کر دیا گیا اور انھیں چھوڑ دیا گیا۔

لہٰذا جو علما ان مسلم ملکوں کو دار الاسلام قرار دیتے ہیں، وہ اس امر سے اتفاق کریں گے کہ ان ملکوں میں کوئی سزا شریعت کے مطابق نہیں دی جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا دار الاسلام جہاں کا مسلمان حاکم شرعی سزائیں جاری نہیں کرتا، بلکہ مجرمین کو چھوڑے دیتا ہے، وہاں کسی عام مسلمان کی طرف سے اگر کسی کھلے زندیق اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا اقدام کیا جائے تو کیا اس کا حکم وہی ہوگا جب دار الاسلام میں مسلمان حاکم کی طرف سے خود اسلامی احکام جاری اور شرعی سزاؤں کا نفاذ ہو۔ یا اس سے مختلف ہوگا۔

اس مسئلے کا جواب صراحت کے ساتھ کتبِ فقہاء میں نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب فقہائے اسلام نے احکامات مدون کیے، اس وقت کہیں ایسی مثالیں موجود نہیں تھیں کہ کسی جگہ مسلمان غالب ہوں، اور وہاں کا حاکم اسلامی احکام جاری نہ کرے، بلکہ کفری احکام جاری کرے۔ البتہ دیکھنا یہ ہے کہ ہم اوپر جو 'افتیات علی الامام' کا مسئلہ پڑھ آئے جس کی وجہ سے عام مسلمان کی طرف سے مرتد و زندیق کے اقدامِ قتل پر تعزیر کا حکم بیان ہوا تھا، کیا اس کا اطلاق اس واقعاتی صورتحال پر ہوتا ہے۔

اسلام کے مقاصد اور فقہاء کی عبارات، کلیات وجزئیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ افتیات علی الامام کا مسئلہ اسی وقت سے تعلق رکھتا ہے جب امام خود شرعی سزاؤں کا نفاذ کرتا ہے اور قاضی شریعت کے مطابق جرائم کے مقدمات میں فیصلہ کرتا ہے۔ جب حاکم خود ان معاملات میں اسلام کے خلاف فیصلہ کرتا ہے اور مجرموں کو سزا نہیں دیتا تو ایسے میں جائز امور میں افتیات علی الامام کی علت باقی نہیں رہتی۔ ہاں بعض دوسرے موانع موجود رہتے ہیں جن کے سبب عام مسلمانوں کے لیے ان سزاؤں کا اجرا جائز نہیں ہوتا جنھیں حدود کہا جاتا ہے یا جن میں ثبوت کے لیے قضا ضروری ہو، کیونکہ مسلمان خود سے ان کے ثبوت کی تحقیق نہیں کر سکتے۔ لیکن کھلے زنادقہ اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ثبوت کے لیے کسی شرعی قضاء کی ضرورت نہیں، وہاں یقیناً افتیات علی الامام سمیت کوئی بھی مانع ایسا نہیں ہے جو عام مسلمان کو ان لوگوں کے قتل پر خود سے اقدام کرنے سے روکے۔ بلکہ ہر مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ کھلے عام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والے زندیقوں کے قتل پر اقدام کرے۔ اور جس مسلمان کو جہاں موقع ملے، وہ انھیں قتل کرے۔ اگر علما میں سے کوئی ایسے افراد کے حق میں بھی ایسے حکام کو جو خود اسلامی احکام جاری کرنے میں رکاوٹ ہوں، گستاخوں کے قتل پر تعزیر کا حق دیتا ہے، تو وہ یقیناً کھلی خطا پر ہے اور دوسرے علما پر لازم ہے کہ ایسے عالم کو شریعت کے غلط مسائل بیان کرنے پر روکیں اور اس پر نکیر کریں۔

مسئلہ افتیات علی الإمام:

ہم نے جو یہ کہا ہے کہ جب حاکم خود مرتدین، زنادقہ اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سزا جاری نہیں کرتا، بلکہ اس سمیت تمام شرعی سزاؤں کے جاری کرنے سے رکتا ہے، تو ایسے میں اگر کوئی عام مسلمان مرتد و زندیق کے قتل پر خود سے اقدام کرے تو جو فقہاء نے افتیات علی الامام کی وجہ سے اس کی تعزیر کی گنجائش حاکم کو دی تھی، وہ ایسے حاکم کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ ان حالات میں کھلے ہوئے مرتدین و زنادقہ کا قتل ہر مسلمان کے لیے جائز ہے۔ اگر موجودہ حکام ایسے عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی سزا دیں گے تو یہ ان کے فسق و فجور اور کفر میں مزید اضافے کی علامت ہے، نہ کہ کوئی شرعی حق۔ اور ان حکام کے ان اقدامات کے خلاف کلمہ حق کہنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

اس مسئلے میں ہمیں احناف کے یہاں صراحت نہیں ملتی، لیکن افتیات کے مسئلے کو سمجھنے کے لیے ہمیں کتبِ احناف کی عبارتوں اور ایک نظیر سے مدد ملتی ہے۔

اول: افتیات علی الامام اس وقت ہے جب کوئی حاکم کے مقابلے میں سبقت کرے اور حاکم کے فیصلے سے پہلے کوئی فیصلہ کر دے

مثلاً زانی محصن کے مسئلے میں جس پر قاضی کے فیصلے سے زنا ثابت ہو گیا ہو، افتیات علی الامام کے مسئلے کے تحت علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ فَهَدَرٌ) أَيْ لَا قِصَاصَ فِيهِ لَوْ عَمْدًا وَلَا دِيَةَ لَوْ خَطأً (قَوْلُهُ وَيَنْبَغِي إلَخْ) صَرَّحَ بِهِ فِي الْفَتْحِ فِي بَابِ الشَّهَادَةِ عَلَى الزِّنَا (قَوْلُهُ لِافْتِيَاتِهِ) افْتِعَالٌ مِنْ فَاتَ يَفُوتُ فَوْتًا وَفَوَاتًا. قَالَ فِي الْمِصْبَاحِ: وَفَاتَهُ فُلَانٌ بِذِرَاعٍ سَبَقَهُ بِهَا،

وَمِنْهُ قِيلَ افْتَاتَ فُلَانٌ افْتِيَاتًا إذَا سَبَقَ بِفِعْلِ شَيْءٍ وَاسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ وَلَمْ يُؤَامِرْفِيهِ مَنْ هُوَأَحَقُّ مِنْهُ بِالْأَمْرِفِيهِ۔[34]

یہاں افتیات کی جو تعریف علامہ شامی رحمہ اللہ نے کی ہے، وہ بتا رہی ہے کہ ایسے معاملے میں جب کہ حاکم کا اختیار ہے کہ وہ کوئی کام انجام دے، کوئی دوسرا وہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے کر حاکم پر سبقت کرے اور حاکم کے اقدام کا انتظار نہ کرے تو یہ افتیات ہے۔

لیکن جہاں معلوم ہو کہ حاکم نے اقدام کرنا ہی نہیں ہے، بلکہ وہ گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کے خلاف ہے، کجا یہ کہ وہ سزا نافذ کرنے والا ہو، تو یہاں افتیات کا معنی نہیں پایا جائے گا۔

دوم: جہاں مصلحت ہو، وہاں افتیات علی الامام کا حکم لاگو نہیں ہوگا

کتبِ احناف میں افتیات علی الامام کے مسئلے میں اس مقام کا بھی ذکر ہے کہ جب امام کسی قلعے کا محاصرہ کرلے تو اس وقت کوئی عام مسلمان امام سے پہلے قلعے والوں کو امان دے دے۔ اس مسئلے کی بابت امام ابن الہمام 'شرح فتح القدیر' میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُ (وَلَوْ حَاصَرَ الْإِمَامُ حِصْنًا وَأَمِنَ وَاحِدٌ مِنْ النَّاسِ إلَخْ) فَلَيْسَ تَكْرَارًا مَحْضًا بَلْ ذَكَرَهُ لِيَبْنِيَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ (وَيُؤَدِّبُهُ الْإِمَامُ لِافْتِيَاتِهِ عَلَى رَأْيِهِ بِخِلَافِ، مَا إذَا كَانَ فِيهِ نَظَرٌ لَا يُؤَدِّبُهُ (لِأَنَّهُ رُبَّمَا) فَعَلَ ذَلِكَ مَخَافَةَ أَنْ (تَفُوتَ الْمَصْلَحَةُ بِالتَّأْخِيرِ) إلَى أَنْ يَعْلَمَ الْإِمَامُ بِهَا وَيُؤَمِّنُ هُوَ بِنَفْسِهِ.

وَالِافْتِيَاتُ افْتِعَالٌ مِنْ الْفَوْتِ وَهُوَ السَّبْقُ، وَإِنَّمَا يُقَالُ الِافْتِعَالُ لِلسَّبْقِ إلَى الشَّيْءِ دُونَ ائْتِمَارِ مَنْ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَامِرَ فِيهِ، بِخِلَافِ غَيْرِهِ قَالَ فَاتَنِي ذَلِكَ الْفَارِسُ: أَيْ سَبَقَنِي فَأَصْلُهُ افْتِوَاتٌ قُلِبَتْ وَاوُهُ يَاءً لِكَسْرِ مَا قَبْلَهَا، وَالتَّعْلِيلُ بِهِ مُطْلَقًا يَقْتَضِي أَنْ يُؤَدِّبَهُ مُطْلَقًا لِتَحَقُّقِ الِافْتِيَاتِ فِيمَا فِيهِ الْمَصْلَحَةُ، فَالْوَجْهُ تَقْيِيدُهُ بِقَوْلِنَا افْتِيَاتٌ فِيمَا لَا مَصْلَحَةَ فِيهِ۔[35]

اس مسئلے میں فقہائے احناف نے افتیات علی الامام کو مقید کیا ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ افتیات میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اگر کسی مسلمان کے اقدام افتیات میں دین کی مصلحت موجود ہے تو ایسے میں اس وجہ سے حاکم کو حق نہیں رہے گا کہ وہ کوئی تعزیری سزا دے۔

پس ایسی حالت میں جب حکام کافروں کے باجگزار ہوں اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی کرنے والے ہوں، تو ایسے میں کسی مسلمان کے از خود اقدامِ قتل کو افتیات علی الامام نہیں کہیں گے، کیونکہ اسی میں تو دین کی مصلحت موجود ہے اور اسی میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا دفاع ہے۔

سوم: مذہبِ امام مالک رحمہ اللہ سے استشہاد

یہ بات تو احناف کے اصولوں میں سے ہے جب کسی مسئلے کے متعلق کتبِ احناف میں صراحت نہ ملے تو اس وقت کتبِ مالکیہ کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ ان کا مسلک اقرب الی الاحناف ہے اور ان کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ کتبِ مالکیہ میں اقدامِ قتل کے معاملے میں افتیات کے مسئلے میں واضح استثناءات کا ذکر موجود ہے۔ مالکیہ کے معروف عالم علامہ خرشی رحمہ اللہ نے 'مختصر خلیل' کی شرح میں خود سے اقدامِ قتل موجبِ قصاص کے بارے میں لکھا ہے:

والمعنى أن القاتل دمه معصوم بالنسبة إلى غير مستحق دمه وأما بالنسبة إلى مستحق دمه فلا عصمة لكن إذا قتله من غير إذن الإمام فإنه يؤدب لافتياته على الإمام أي الإمام العدل وإلا فلا أدب كما قاله أبو عمران[36]

اس کے حاشیے میں علامہ عدوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قوله لافتياته) وحيث كان العلة في ذلك الافتيات فلا أدب إذا أسلمه الإمام كما أنه إذا علم أن الإمام لا يقتله فلا أدب عليه في قتله ولو غيلة[37]

یہاں افتیات علی الامام کی بنیاد پر تعزیری سزا میں تین استثنائی صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے:

پہلی صورت جب خود امام قاتل کو ولی مقتول کے حوالے کر دے۔

دوسری صورت جب ولی مقتول کو معلوم ہو کہ امام قاتل کو قتل نہیں کرے گا، سو چاہے وہ چالبازی کے ساتھ قتل کر دے، تب بھی کوئی سزا نہیں۔

تیسری صورت جب امام خود غیر عادل ہو۔

یہی تین استثنائی صورتوں کا ذکر علامہ دسوقی مالکی رحمہ اللہ نے بھی 'الشرح الکبیر للدردیر' کے حاشیہ میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ لِافْتِيَاتِهِ إلَخْ) أَيْ فَلَوْ أَسْلَمَهُ الْإِمَامُ لِمُسْتَحِقِّ الدَّمِ فَقَتَلَهُ فَلَا أَدَبَ عَلَيْهِ لِعَدَمِ الِافْتِيَاتِ كَمَا أَنَّهُ إذَا عَلِمَ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَقْتُلُهُ فَإِنَّهُ لَا أَدَبَ عَلَيْهِ فِي قَتْلِهِ وَكَمَا يَسْقُطُ الْأَدَبُ إذَا كَانَ الْإِمَامُ غَيْرَ عَدْلٍ قَالَهُ أَبُو عِمْرَانَ[38]

انھی عبارتوں کے بعد درج بالا کتب میں موجبِ قصاص قتل کے ساتھ ہی قتل مرتد میں افتیات علی الإمام کے مسئلے کو تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی معلوم ہوا کہ ان دونوں مسائل میں افتیات علی الامام کی مذکورہ بالا استثنائی صورتیں موجود ہیں۔ ہمارے احوال سے آخری دو صورتوں کا تعلق ہے۔ یعنی

---

34 رد المحتار علی الدر المختار؛ ج ٦، ص ١٤، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان

35 شرح فتح القدیر؛ ج ٥، ص ٤٥٢، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان

36 شرح الخرشی علی مختصر خلیل، ج ٨، ص ٤، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ ببولاق مصر

37 أیضا

38 حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج ٤، ص ٢٣٩، دار إحیاء الکتب العربیۃ

ایسی صورت میں جب معلوم ہو کہ امام یا حاکمِ وقت مرتد کو قتل نہیں کرے گا، اور ایسی صورت میں جب حاکمِ وقت کا ظالم ہونا معلوم ہو تو اب اگر کوئی مرتد کو ازخود قتل کر دے تو اس پر کوئی تعزیری سزا نہیں ہے۔

چہارم: احناف کے ظاہر الروایہ میں تو مرتد کے قتل کو مطلقاً ہر مسلمان کے لیے جائز کہا گیا ہے

پھر جب ہم اوپر دیکھ آئے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے تو قتلِ مرتد کو مطلقاً حربی ہونے کی وجہ سے ہر مسلمان کے لیے جائز کہا ہے۔ تو ایسی صورت جب کہ حکام کی طرف سے کھلے مرتد و زندیق کے قتل کی کوئی صورت نہ ہو تو بدرجہا عام مسلمان کی طرف سے ان کا اقدامِ قتل جائز ہے اور ایسے میں افتیات علی الامام کی تعلیل کی بنیاد پر اسے ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اس حاکم کو جو خود اسلام دشمن ہے، ایسے مسلمان کو سزا دینے کا فتویٰ دینا کسی صورت جائز نہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک بھی امام محمد رحمہ اللہ کی طرح ہے:

حنابلہ میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم' میں عام مسلمان کی طرف سے شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے معاملے میں اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزائے قتل شریعت میں مقرر 'حد' ہے تو اس کا جاری کرنا صرف امام المسلمین اور اس کے نائب کے ساتھ خاص ہے، عام مسلمان کو حق نہیں۔ اس کے جواب میں وہ کئی وجوہ ذکر کرنے کے علاوہ دو وجوہ یہ ذکر کرتے ہیں:

> الوجه الثالث: أن هذا وإن كان حدًّا فهو قتل حربي أيضا، فصار بمنزلة قتل الحربي تحتّم قتله، وهذا يجوز قتله لكل أحد، وعلى هذا يحمل قول ابن عمر في الراهب الذي قيل له: إنه يسب النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: لو سمعته لقتلته۔
>
> الوجه الرابع: أن مثل هذا قد وقع على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، مثل المنافق الذي قتله عمر رضي الله عنه بدون إذن النبي صلى الله عليه وسلم لما لم يرض بحكمه، فنزل القرآن بإقراره، ومثل بنت مروان التي قتلها ذلك الرجل حتى سماه النبي صلى الله عليه وسلم ناصرا الله ورسوله، وذلك أن من وجب قتله لمعنى يكيد به الدين ويفسده ليس بمنزلة من قتل لأجل معصية من زنى ونحوه۔[39]

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ آئے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے بھی ہر مسلمان کے لیے قتلِ مرتد کا جواز اسی علت کے ساتھ بیان کیا کہ وہ حربی کے حکم میں ہے، اسی کے موافق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزائے قتل کا مسئلہ ذکر کیا ہے۔ اور قتلِ حربی کی علت کے تحت اسے عام مسلمان کے لیے جائز کہا ہے۔

حاصلِ کلام

پس مذکورہ بالا بحث سے معلوم و متعین ہے کہ کفار کے ممالک کے ساتھ ساتھ ایسے ممالک میں جہاں نام کے مسلمان حکام اپنی قوت سے کفری احکام جاری کرتے ہیں اور اسلامی احکام کے جاری کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، وہاں کھلے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے ہر مسلمان کا اقدام کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب اور اعلیٰ درجے کی نیکی ہے۔ یہ ممالک دار الحرب کے حکم میں ہیں۔ اور اس کا حکم اس دار الاسلام سے مختلف ہے جہاں کا مسلمان حاکم خود اسلامی سزائیں جاری کرتا ہو اور وہاں کے قاضی شریعت کے مطابق مقدمات کے فیصلے کرتے ہوں، کیونکہ وہاں عام مسلمان کو خود سے گستاخ کے قدم پر اقدام نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ مقدمہ قاضی اور حاکم کے پاس پیش کرنا چاہیے تاکہ وہ اسے سزا دے۔

چنانچہ ہمارے ملکوں میں عامۃ المسلمین میں سے کسی کی طرف سے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی صورت میں کسی بھی عالمِ دین کا اسے غلط کہنا اور حکام کو اس کی سرکوبی کی اجازت دینا ہرگز جائز نہیں۔ اسی کے ساتھ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ قتل کا یہ حکم ان گستاخان کے بارے میں ہے جو کھلے بندوں واضح گستاخیاں کرتے ہیں۔ وگرنہ اگر کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان سے کسی بات میں گستاخی کا شبہ ہو تو اس کے لیے اس وقت تک اقدامِ قتل جائز نہیں جب تک کہ معتبر علمائے کرام سے استفسار نہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر مسلمان کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حقوق ادا کرنے والا بنائیں، ہم سب کے دلوں میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کماحقہ محبت و عشق ڈال دیں اور ہمیں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و عزت کے دفاع میں گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گردنیں اڑانے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ بلاشبہ اس معاملے میں ہم کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں بندے کی اس چھوٹی سی کاوش کو قبول فرمائیں اور بندے سمیت تمام مسلمانوں کو روزِ قیامت اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ رکھیں اور حوضِ کوثر پر دستِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جام عطا فرمائیں، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على نبينا الحبيب۔

کتبہ محمد مثنیٰ حسان

۲۷ شوال، ۱۴۳۸ھ

☆☆☆☆☆

[39] الصارم المسلول على شاتم الرسول صلى الله عليه وسلم، ج ۲، ص ۵۲۱، سلسلة الرسائل الجامعية، مكتبة رمادي للنشر، المملكة العربية السعودية

شاتمینِ رسول کو سزائے موت کا قانون: شبہات وجوابات

مولوی حافظ حق نواز مدّ ظلہ العالی

دنیا میں صرف وہی افراد وا قوام عزت کی زندگی گزارتے ہیں جو غیرت کے ساتھ جیتے ہیں۔ غیرت کے ساتھ جینے کے لیے مالی اسباب ووسائل اور افرادی قوت درکار نہیں ہوتی بلکہ غیرت کا جذبہ ان سب سے ماورااور تہی ہو کر اپنا آپ ثابت کرتا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں عظمت صرف غیرت مند کے لیے تو کوئی مبالغہ نہیں۔ غیرت کے بغیر جینا تو مُردار خور کی سی زندگی جو صرف سانس اور بدن کے رشتے کی بقا کے سوا کچھ نہیں۔ دنیا کا ہر مسلمان غیرت مند ہوتا ہے اور کوئی مسلمان غیرت مند نہیں تو یقیناً ایمان اس کے قلب کی حالت نہیں ورنہ ایمان اور بے غیرتی جمع نہیں ہوسکتے۔ عرب قوم تو جبلّت و فطرت کے اعتبار سے ہی غیرت مند تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غیرت کا رخ قبیلہ وخاندان سے پھیر کر اللہ، اس کے رسول اور شعائرِ دینِ اسلام کی طرف پھیر دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی ذات، امہات وازواج اور بنات وبنین پر غیرت کھاتے لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور بات پر ان سب سے بڑھ کر غیرت کھاتے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطور دربان ومحافظ کھڑے تھے۔ مشرکین کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی قاصد کی حیثیت سے آئے ہوئے تھے اور مکالمہ جاری تھا۔ دورانِ گفتگو انہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگایا جیسا کہ بات چیت میں اپنی بات منوانے کے لیے منّت کا ایک انداز ہوتا ہے۔ تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارااور کہا:

أخر يدك عن لحية رسول الله صلى الله عليه وسلم

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے سے اپنا ہاتھ دور رکھ!"

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے جب ان کے والد حالتِ شرک میں ملنے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو انہوں نے روک دیا اور کہا:

بَلْ هُوَفِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ امْرُؤٌ نَجَسٌ مُشْرِكٌ

شاتمِ رسول کو قتل کرنے کا مسئلہ سمجھنے کے لیے جس بنیادی وصف کی ضرورت ہے وہ یہی غیرت ہے۔ دیوثوں کو غیرت وعزت کے ساتھ جینا مرنا سکھانا ناممکن ہے۔ غیرت سے تہی افراد کو یہ سمجھانا ناممکن کہ اگر کوئی ان کی ماں یا بیٹی کی عزت پر حملہ کرے تو کسی فقہی جزیے کا باطل سہارا لے کر ان عزت کو تار تار ہونے دینا انسانیت نہیں بدترین گھٹیا پن ہے جو صرف حیوانوں میں ہوتا ہے۔ غیرت مند تو جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ہیں، أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ، وَوَالِدَيْهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِين ہیں…
لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو قتل کرنا غیرت کا تقاضا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتم کو قتل کی سزا پر علمی دلائل پیش کرنے کا مقصود اور اس پر وارد کیے گئے شبہات کا رد کرنا صرف عامۃ المسلمین کو ذہنی انتشار سے بچانے کے لیے ہے ورنہ ہر غیرت مند جانتا کہ اپنے مولیٰ و آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے مرنا جینا کسی فتویٰ کا محتاج نہیں ہوتا۔ ذیل میں اس مسئلہ پر شبہات اور ان کا رد ذکر کیا جاتا ہے

پہلا شبہ: مغرب میں توہینِ رسالت کے قوانین موجود نہیں اور مسلمانوں کے ہاں دین میں اس پر سزائے موت کا قانون ہے اور وہ اس پر اصرار کرتے ہیں تو اس سے دینِ اسلام میں جبر واکراہ کے اعتراضات پیدا ہوتے ہیں؟

یہ شبہ درج ذیل وجوہ کی بنا پر باطل ہے:

أ. کسی دعویٰ وموقف کا درست ہونا اس بات کا محتاج نہیں ہوتا کہ دوسری اقوام و طبقات کے ہاں اس کو درست تسلیم کیا جاتا ہو۔ اس طرح تو دنیا کا ہر قانون، دعویٰ اور موقف غلط ہو جائے۔ یہود، عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور مصلوب ہو جانے کو حقیقتِ امر سمجھتے اور دوبارہ نزولِ مسیح ان کے نزدیک محض فرضی کہانی ہے، جب کہ نصاریٰ 'مصلوبیتِ مسیح کے قائل لیکن پھر زندہ کر دیے جانے اور رفعِ آسمانی اور دوبارہ نزول کو نہیں مانتے۔ جب کہ مسلمان مسیح علیہ السلام کو مصلوب کر دیے جانے کے دعویٰ کو باطل سمجھتے اور رفعِ آسمانی اور قیامت سے قبل نزول کا اعتقاد رکھتے۔ یہ تین مختلف مواقف ہیں۔ اور کوئی طبقہ دوسرے کے موقف کی بنیاد پر اپنا موقف درست یا غلط جانچنے کا قائل نہیں۔

ب. اکثر کوئی موقف یا دعویٰ اپنے خاص تناظر، سیاق اور مسلّمات سے ثابت ہوتا اور اس کو کسی دوسرے علم یا گروہ کے تناظر، سیاق یا مسلّمات سے ثابت کرنے کا مطالبہ عقلاً غلط ہوتا۔ مثلاً سائنس کا دعویٰ ہے کہ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کے بنتا ہے۔ یہ دعویٰ سائنس کے سیاق ومسلّمات سے ثابت کیا جا سکتا اس کے علاوہ کسی بھی علم کے سیاق ومسلّمات سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح فلسفہ میں ہیگل کی "تاریخ کی جدلیاتی تعبیر" کا موقف وثبوت فلسفہ وعقلیات کے سیاق ومسلّمات سے ہو سکتا نا کہ سائنس کے مسلّمات سے۔ ہر علم اپنے اصولوں اور مسلّمات پر قائم ہوتا ہے۔ شاعری اپنے مسلّمات پر قائم ہے اور کیمیا اپنے مسلّمات پر۔ شاعری، علمِ کیمیا سے اور علمِ کیمیا، شاعری سے ثابت نہیں ہوتا۔ ایک علم میں کیا گیا دعویٰ دوسرے علم سے ثابت کرنے کی طلب ومطالبہ درست نہیں۔

ج. کسی دعویٰ یا موقف کا درست ہونا، اس کی درست عقلیت پر مبنی ہوتا ہے۔

توہین رسالت پر موت کی سزا ان عقلی اصولوں پر قائم ہے:

اَ. کسی انسان کی توہین اصلاً ممنوع ہے اور قابلِ سزا جرم ہے۔ اس پر عقل، تاریخِ مذہبیات، تاریخ قانون اور تاریخ سماجیات شاہد ہیں کہ کسی انسان کی توہین کا جرم ہونا انسانی مسلّمات میں سے ہے اور صرف اسی شخص کو اپنی توہین معاف کرنے کا حق ہے۔ قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ انسان اصلاً قابلِ تکریم ہے:وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ اگر کسی کو اس عقلی اصول سے اختلاف ہے تو وہ اپنی اور اپنے ماں باپ کی توہین کی عمومی اجازت دے کر اپنی نفسیاتی صورت حال کا جائزہ لے کہ کیا نتائج نکلتے ہیں۔

ب. انسانوں کے مابین علمی، عقلی، منصبی اور خاندانی مراتب کے باعث اہل شرف و تکریم ہونے میں تفاوت ہوتا ہے۔ قوموں میں کچھ افراد ہیروز کے طور پر جانے جاتے اور ان سے قوموں کی جذباتی وابستگی ہوتی۔ قومیں انہیں عزت و تکریم کے اعتبار سے سب سے فائق سمجھتیں۔ یہ بھی ایک تاریخی، سماجی، عقلی ومشاہداتی حقیقت ہے۔

ج. اگر کسی شخصیت سے کروڑوں انسانوں کی عقلی، مذہبی، جذباتی، تاریخی اور عملی وابستگی ہو اس کی توہین کو معمولی سمجھنا، اس کی توہین کو رواج دینا، اس کی توہین کرنے والوں کو تحفظ فراہم کرنا اور اس کی توہین کی ترویج و اشاعت کی کوشش کرنا سادہ عقلیت و فطرت کی روشنی میں دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے کا عمل ہے، جو انتہائی مجرمانہ ہے۔ کروڑوں انسانوں کو انتقامی عمل میں داخل کرنے کا عمل ہے اور پست سے پست ذہن بھی اس عمل کو ناقابلِ قبول قرار دے گا۔ فتنہ و فساد کے اس عمل کو جڑ سے اکھیڑنا اور اس عمل کے مجرم کو قتل کی سزا دینا معاشروں کو جنگ سے بچاتا ہے۔

د. کروڑوں انسانوں کے عقلی، علمی و عملی محور و مرکز شخص کی توہین جب یقینی نقضِ امن ہو اور اس سے پوری دنیا میں جنگ کا نقشہ ترتیب پاتا ہو اور بہت سے لوگ توہین کے عمل کے بعد قتل ہوئے ہوں تو واضح ہو جاتا کہ یہ عمل سماجی لحاظ سے ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہے۔ لہٰذا اس کو فروغ دینا در اصل کروڑوں لوگوں کو نفسیاتی طور رد عمل میں لاکر جنگ میں دھکیلنا ہے جو عالمی جنگی جرم سے کم نہیں۔ لہٰذا عالمی جنگی جرم کا مرتکب واجب القتل ہے۔

ہ. کسی قوم کو اپنا فکری و جذباتی محور و مرکز تبدیل کرنے پر مجبور کرنا ظالمانہ فعل ہے اور اس جبر کی، دنیا کو کوئی قانون، اجازت نہیں دیتا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کی وابستگی ان کا استحقاق ہے جس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور دنیا کی کوئی عقلیت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ انہیں اس وابستگی کو ختم کرنے کو کہا جائے۔ اگر امریکہ یا یورپ اس کا قائل ہے کہ لوگوں کی اس طرح کی وابستگی عقلاً غلط ہے تو وہ اسرائیل کو ریاستی سطح پر مجبور کرے کہ موسیٰ علیہ السلام سے دینی و عملی وابستگی کو غلط قرار دے اور ہر اسرائیلی یا یہودی کو اس پر مجبور کیا جائے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے تعلق کو غیر عقلی و غیر ضروری سمجھے۔ اسی طرح امریکہ و یورپ پوری دنیا کی نصرانیت کو مسیح علیہ السلام سے دینی و جذباتی وابستگی رکھنے سے بالجبر روکے اور پوپ کو فرمان جاری کرنے کا کہا جائے کہ نصرانی کسی طرح کی بھی جذباتی وابستگی مسیح علیہ السلام سے نہ رکھیں۔ مغرب مسلمانوں پر زور آزمائی کرنے کی بجائے اپنے علاقوں میں زور صرف کرے۔ (یہ بات الزامی دلیل کے طور پر کی گئی ورنہ ہر مسلمان ان انبیاء کی توہین کو بھی اسی طرح کفر سمجھتا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو کفر گردانتا۔ مسلمانوں کا اصول لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ہے)

و. محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے نسل انسانی کا کوئی عقلی، عملی اور سماجی فائدہ وابستہ نہیں اور نہ اس عمل سے دنیا میں کسی قوم کو کوئی مقام و مرتبہ ملنے کی امید ہے۔ البتہ ان کی توہین سے کروڑوں انسانوں کے جذبات مجروح ہوتے اور دنیا میں حالتِ جنگ پیدا ہوتی ہے۔ اور انہیں ذاتی توہین سے بڑھ کر محسوس ہوتی۔ کروڑوں انسانوں کو یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے فکری و عملی محور کیوں ہیں؟ آپ کو ان سے کیوں عقلی و جذباتی محبت ہے؟ آپ کو ان کی توہین اپنی ذاتی توہین سے بڑھ کر کیوں محسوس ہوتی؟ یہ سب سماجیات و نفسیات کی روشنی میں انتہائی لایعنی سوال ہیں۔ انسانی و سماجی حقائق، حقائق ہوتے، ان کو تسلیم نہ کرنے کا مطلب معاشروں کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔

ز. محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر اگر مسلمان سزائے قتل کے قائل و فاعل ہیں اور وہ اپنے اکثریتی علاقوں میں اکثریت کے فیصلے پر (جو مغرب کے نزدیک عین عقل و حق ہے) سزائے قتل کو لاگو کرتے تو کسی دوسرے نظام فکر و مذہب سے تعلق رکھنے والے کے لیے اس میں کوئی وجہِ اعتراض موجود نہیں۔ (یہ جواب اصولِ جدل و بحث کی روشنی میں ہے جو مغرب نظامِ فکر کے مسلّمہ اصول کے مطابق ہے نہ کہ ہمارے اصول کے مطابق)

د. جبر واکراہ اگر درست کام کے لیے ہو تو یہ عین عدل ہے۔ دنیا کا ہر قانون مجرم کے لیے قید و سزا کا قائل ہے۔ قید و سزا 'جبر و اکراہ کا ہی نام ہے۔ امریکہ نے صدام کو پھانسی دی تو کسی قانون کے جبر و اکراہ کے تحت ہی دی تھی۔ لہٰذا محض جبر و اکراہ کوئی برائی نہیں۔ ظالمانہ جبر و اکراہ برائی ہے۔

ہ. محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے سزائے قتل تجویز کرنا کسی صورت جبر و اکراہ نہیں۔ کیا تمام ریاستیں اپنے غدار، اپنے خطے کی سالمیت کے خلاف دشمنوں کے ساتھ ملنے والے کے لیے سزائے موت کو عقلاً و عملاً درست نہیں سمجھتیں؟ آخر کس وجہ سے ایک طرف موت کی سزا عین ضرورت اور دوسری طرف جبر و اکراہ ہے؟

و. جبر و اکراہ کے اصول مسلمانوں کو کسی دوسری قوم سے مانگنے اور ان کی علمیت و عقلیت پر استوار کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب مغرب مسلمانوں کی علمیت و عقلیت پر اپنے اصولِ قانون و معاشرت کو استوار نہیں کرتا تو آخر مسلمانوں کو کیا ضرورت ہے کہ ان کے اصولوں پر اپنے قوانین و معاشرت استوار کریں؟

دوسرا شبہ: کتب مقدسہ میں (تورات و اناجیل) انبیاء سے زناکاری، شراب نوشی اور کذب و افتراء منسوب ہے اور جب یہود و نصاریٰ جیسے دو بڑے ادیان کی مقدس کتب اس سے لبریز ہیں تو مقدس کتب اور تاریخ ادیان مسلمانوں کے قانونِ توہینِ رسالت کی مؤید نہ رہیں۔ مسلمان ان کتب کو منزل من اللہ مانتے ہیں اور ان مذاہب کو آسمانی ادیان میں سے مانتے ہیں تو اس لحاظ مسلمانوں کا توہینِ رسالت پر موت کی سزا کا موقف دو بڑے ادیان کے حاملین کی تائید سے محروم ہے۔

یہ شبہ درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر قابل رد ہے:

اَ. مسلمانوں کا ان کتابوں کو منزل من اللہ ماننا ان کے متون کی صحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ قرآن مجید کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ مِنْ قَبْلُ

ب. مسلمان ان کتابوں کو اگر منزل من اللہ مانتے تو یہ بھی ساتھ مانتے کہ یہ سب محرف کتابیں ہیں۔ ان کتب کے متون میں تحریف و تبدل اور حک و اضافہ ہوا ہے، یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدے کی بنیاد قرآن مجید اور فرامینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن میں ہے:

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (النساء:۴۶)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ (المائدۃ:۴۱)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

ج. بالفرض محال اگر ان کتابوں میں ایک حرف بھی تبدیل نہ ہوا ہو تب بھی قرآن کی آمد کے بعد یہ منسوخ کتابیں ہیں۔ ان کی حیثیت تاریخی ہے تشریعی نہیں۔

د. اگر ان کتابوں میں یہ بڑے بڑے گناہ انبیاء سے منسوب کیے گئے تو باطل طور پر کیے گئے۔ اور جہاں تک یہ بات کہ ان سے انبیاء کی توہین لازم آتی اور ان کو تسلیم کرنے اور درست سمجھنے کے باعث تو تمام یہودی و نصرانی واجب القتل ہونے چاہئیں کیونکہ یہ سب انبیاء کی گستاخیاں ہیں تو اس کے سلسلے میں تحقیق یہ ہے کہ

i. یہود و نصاریٰ نے ان کو باتوں کو توہین کے لیے منسوب نہیں کیا اور نہ ہی توہین کا ارادہ کیا بلکہ باطل طور پر اولین محرفین نے یہ کتب اس طرح کتاب اللہ بنا کر نقل کیں۔

ii. وہ انبیاء کو ان گناہوں کے بعد اللہ کی جانب سے پاکیزگی عطا کیے جانے کے قائل ہیں۔ گویا ان گناہوں کے ارتکاب کو عارضی سمجھتے ہیں اور حقیقتاً وہ انبیاء کو پاکیزہ ہی سمجھتے ہیں۔

iii. اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا عقیدہ جو یقیناً اللہ کی گستاخی ہے کو اس لیے علی الاطلاق قتل کی اساس نہیں قرار دیا گیا کہ مشرکین کے شرک کا مقصود توہین کی بجائے تنزیہ و تعظیم ہوتا۔ چونکہ اللہ دلوں کے حال جانتا اس لیے اس نے باوجود شرک کو بدترین گناہ قرار دینے کے اللہ کی گستاخی کے زمرے میں داخل کر کے ہر شرک کو قتل کا موجب نہیں قرار دیا۔ اس لیے جن اعتقادات کو اللہ اور اس کے رسول نے توہین قرار دے کر مرتکب کو واجب القتل قرار دینے کا حکم نہیں دیا ہم اسے اسی حال پر باقی رکھتے ہیں۔ لیکن اس سے مزید کسی کو اس پر قیاس کر کے گستاخی کی اجازت نہیں دیتے۔ منصوص کو منصوص تک محدود رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم دلوں کے حال نہیں جانتے۔ اللہ دلوں کا حال جانتا اس نے جس عقیدے پر توہین کا اطلاق نہیں کیا ہم نے اس حد تک محدود رکھا۔ اس کے ماسوا کو توہین قرار دیا۔

ہ. ان دونوں مذاہب کا باطل ہونا ثابت ہے تو ان کی تائید کی اسلام کو ضرورت نہیں۔ البتہ ایسا نہیں کہ یہود و نصاریٰ انبیاء کی بالعموم اور موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کی بالخصوص، توہین کو دینی و اعتقادی نقطہ نظر سے درست

سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ان دونوں مذاہب میں ان سب شخصیات کو کبھی مقدس نہ کہا جاتا۔ اس لیے ان کی کتب میں انبیاء سے ان گناہوں کا منسوب کرنا خطاءہے، اہانتاً نہیں (گو اس سے یقینی اہانت لازم آتی، لیکن گستاخی کا قصد نہ ہونا اور کتابوں میں تحریف ہو جانا ان کا رخ دوسری سمت میں پھیر دیتا۔ اور ہم نے یہ جواب علی سبیل التنزل دیا، ورنہ یہودیت و نصرانیت کے بدعقیدوں کے مسلمان ذمہ دار نہیں اور نہ ہی ان کے عقیدے پر اسلام کے کسی قانون کا دارومدار ہے۔ نیز اہلِ مغرب یہود و نصاریٰ ہی ہیں اور ہم ان دونوں کے مابین تفریق کے قائل نہیں۔ اہلِ مغرب یہود و نصاریٰ کے بگاڑ کی بدترین شکل ہیں)

تیسرا شبہ: مختلف اسلامی فرقوں کے مابین مقامِ رسالت سے متعلق اعتقادی اختلافات موجود ہیں۔ ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علام الغیوب اور حاضر و ناظر نہ ماننا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی قرار دیتا ہے اور اپنے مخالف دینی فرقے پر گستاخ رسول ہونے کا الزام عائد کرتا ہے۔ فرقوں کے مابین ایک دوسرے کو گستاخِ رسول قرار دینا عام صورتِ حال ہے اور اس طرح الزامات و مباحث پر مبنی ایک بڑا لٹریچر موجود ہے۔ اس لحاظ سے ہر فرقہ ہی توہین رسالت کا ملزم ہے تو توہین رسالت کے قانون کے کیا معنی رہ گئے؟

اس شبہ کی تردید یہ ہے:

أ. معترضین جن فرقوں کے باہم ایک دوسرے پر گستاخئ رسول کے الزامات کو شبہ کی بنیاد بناتے، انہی فرقوں کے مابین متفق علیہ ہے کہ رسول اللہ کا گستاخ واجب القتل ہے، تو آخر کیا وجہ ہے کہ ان فرقوں کا ایک دوسرے پر گستاخی کا محض الزام تو شبہ کی بنیاد بن جاتا لیکن ان کا اتفاق معترضین کے لیے دلیل نہیں بنتا؟

ب. ان فرقوں کا ایک دوسرے پر الزام، محض الزام ہی ہے۔ جب کہ ہر فریق گستاخی سے برأت کا اعلان کرتا اور دوسرے کے دعویٰ کی تردید کرتا گویا یہ الزام مالا یلزم کی کیفیت ہے۔ اس طرح کے معاملات معاشروں میں تعصب کے باعث پیدا ہو جاتے لیکن ان ہی فرقوں کے سنجیدہ علما اس کی تردید بھی کرتے اور ان الزامات کی روش کو غلط قرار دیتے۔

ج. ان فرقوں کے متعدد مجلسی و سیاسی اتحاد، باہمی منعقدہ اجلاسوں میں مختلف دینی امور پر مل بیٹھنا اور مشترکہ بیانات اس بات کی دلیل کہ وہ ایک دوسرے کو گستاخِ رسول نہیں سمجھتے ورنہ یہ اتحاد و اتفاق نہ ہوتا۔

د. یہ درست ہے کہ فرقہ وارانہ تعصبات کے باعث ایک دوسرے پر گستاخئ رسول کے اتہامات عائد کرنا انتہائی غلط روش ہے۔ لیکن اس سے توہینِ رسالت کے مجرمین کو کوئی وجہ جواز نہیں ملتا کیونکہ گستاخ رسول کے مجرم ہونے اور اس کی سزا قتل ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

چوتھا شبہ: جس مسئلہ پر فقہاء کے مابین اختلاف ہو اس کی حیثیت اجتہادی کی ہوتی۔ توہینِ رسالت پر سزائے موت کے مسئلہ میں فقہائے اسلام کے مابین اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک توبہ کا موقع دیا جائے گا، دوسرے کے نزدیک نہیں؟ ایک کے نزدیک کسی کو شاتم قرار دینے کے لیے اس کی طرف سے توہین کرنے کی نیت ہونا لازم ہے جب کہ دوسرے کے نزدیک صرف ظاہر پر ہی دارومدار ہے نیت و قصد نہیں پوچھا جائے گا؟ اس صورت میں یہ مسئلہ اجماعی نہیں بلکہ اختلافی و اجتہادی رہ جاتا۔ لہٰذا اس پر قانون سازی یا ایک موقف پر اصرار سختی اور غیر منصوص کو منصوص کی طرح بنانا ہے۔

یہ شبہ درج ذیل وجوہ کی بنا پر بلا دلیل ہے:

أ. فقہاء کا گستاخِ رسول کی سزا قتل ہونے پر اتفاق ہے۔ ان کا اتفاق تو معترضین کے دلیل نہیں بن پاتا لیکن وہ جزوی و ذیلی اختلافات کے ذریعے بہانہ بازی کرتے ہوئے اپنے لیے راستہ نکالنے کی کوشش کرتے۔

ب. فقہاء کے اختلافات تو نماز، روزہ، زکاۃ اور حج کے فروعی اور ذیلی احکامات سب میں ہیں اگر اس طرح نتیجہ نکال کر نماز، روزہ، زکاۃ اور حج تمام فرائض کا خاتمہ کر دیا جائے تو دین کا کوئی حصہ اس اصولِ باطل کے تحت نہ بچے۔ فقہاء کے اختلاف کا مطلب کسی حکم کا عدمِ وجود نہیں ہوتا ورنہ اختلاف ہی نہ ہوتا۔ فروعی اختلاف کا مطلب ہی کسی حکم کا ثبوت و وجود ہے۔ پھر فقہاء تو حکم کی جزئیات تک مع استدلال و براہین بیان کریں اور معترضین اس سے نتیجہ نکالیں ان احکامات کی ضرورت نہیں۔ یہ تو انتہا درجے کی بدعقلی ہے۔

ج. فقہاء کے اختلافات اور معترضین کے اعتراضات کے مقاصد و نتائج یکسر مختلف ہیں۔

i. فقہا قرآن و سنت اور آثار صحابہ سے سے دلیل پکڑتے ہوئے شاتمِ رسول کی سزا موت ثابت کرتے ہیں جب کہ معترضین یا مرعوبین 'شاتمِ رسول کی سزا کچھ بھی نہیں ہے' کو انسانی حقوق، آزادئ اظہار رائے اور قوانینِ مغرب کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں۔ گویا ان کا مصدرِ دلیل ہی مختلف ہے اور مقصود بھی مختلف۔

ii. فقہاء فروع و ذیل میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن اصل میں اتفاق ہے کہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف آنا دینی حمیت کے خلاف ہے اور اس عمل کا مرتکب مجرم ہے۔ معترضین کو اصل سے ہی اتفاق نہیں۔

ان کے نزدیک شاتمِ رسول مجرم نہیں اور ان کے نزدیک یہ سزا اصولِ رواداری اور اصولِ برداشت کے خلاف ہے۔

iii. فقہاء کے ہاں توبہ کا موقع دینے کا مسئلہ اس لیے ہے کہ مرتکبِ جرم فرد شاید اخروی طور پر دائمی جہنم سے خود کو بچالے لیکن معترضین کے ہاں اول تو جنت دوزخ کا مسئلہ ہی نہیں اور معترضین کو جن دین فروش مولویوں کا ساتھ حاصل ہے ان کا توبہ توبہ کی رٹ لگانا محض بہانے بازی اور نفس مسئلہ کو مختلف فیہ بنانے کے لیے فقہی لٹریچر کی آڑ لینا ہے۔ ورنہ پچھلے کئی سالوں سے کس گرفتار گستاخ سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا۔ بحث تو آج تک یہی کی جاتی ہے اور کی جارہی کہ قانون ہی غلط ہے اور انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ جب اصل ہی معترضین کے نزدیک درست نہیں تو توبہ کو موقع دینے یا نہ دینے کا مسئلہ چھیڑنا تو جعل سازی ہے۔ گستاخانِ رسول کو توبہ کا موقع دینے کی بجائے آج تک ان کو بیرون ملک پورے پروٹوکول کے ساتھ بھجوانے کا موقع دیا گیا۔

پانچواں شبہ: پاکستان میں قانونِ توہینِ رسالت حکومتی قانون ہے۔ اور اس کا طریقہ کار بھی قانونی طور پر متعین ہے۔ لہٰذا اس کے نفاذ اور اس کی تشریح و تعبیر کے سارے اختیارات بھی حکومت کے پاس ہیں۔ مذہبی طبقہ اس قانون کو قانون مانتا ہے اور اسی کے حوالے سے مجرموں کا سزا کی بات کرتا، مقدمات دائر کرتا اور عدالتوں سے فیصلے طلب کرتا لیکن جب حکومت اس قانون میں تبدیلی کی بات کرتی، اس کا طریقہ کار وضع کرتی یا عدالتیں مجرموں کو بری کرتی تو حکومت کو مجرم ٹھہرایا جاتا، عدالتوں کو مجرم اور اہانت رسول کا معاون کہا جاتا۔ حالانکہ جس اصول کے تحت مذہبی طبقہ نے اس قانون کو قانون مانا، اسی اصول کے تحت باقی سب کچھ بھی ہوتا، اس کو کیوں نہیں تسلیم کرتے؟ کیا یہ اصولی تضاد نہیں؟

اس شبہ کے جواب چند اصولی باتیں پیش کی جاتی ہیں

أ. علمائے جہاد 'دین کے اصول و فروع کو اس جدید سیاسی نظام کے اندر قانون سازی کا محتاج نہیں سمجھتے اور یہ بات ان کے نزدیک عقیدے کے درجے میں ہے۔ اسلام کا کوئی حکم اسمبلی میں اکثریت کی منظوری کا محتاج نہیں اور اگر کوئی اس اصول کا قائل ہے کہ شریعت کا کوئی حکم تب پاکستان میں نافذ ہو گا جب اسمبلی اسے پاس کرے گی تو اس کا اسلام مشکوک ہے۔ علمائے جہاد تو اسمبلی کے فورم پر شریعت کے کسی مسلمہ حکم کو برائے بحث و منظوری پیش کرنا ہی کفر سمجھتے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات بندوں کے اعتراضات اور بحث و منظوری کا مورد نہیں ہیں۔

ب. قانونِ ناموسِ رسالت کے اس حصے کو ہی علمائے جہاد صرف درست تسلیم کرتے ہیں جو شریعت کے موافق ہے۔ اور اسے درست تسلیم کرنے کی وجہ اس کا اسمبلی سے منظور شدہ قانون ہونا نہیں ہے بلکہ شریعت کے مطابق ہونا ہے۔ علمائے جہاد پاکستان کے ہر اس قانون کو رد کرتے ہیں جو دینِ اسلام کے خلاف ہے اور ایسی قانون سازی کرنے والوں کو کفر کا مرتکب سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اس قانون کی اہمیت شریعت کے موافق ہونے کے باعث ہے نہ کہ اسمبلی سے منظور ہونے کے باعث۔

ج. جدید عدالتوں میں مقدمات دائر کرنا، ان سے فیصلوں کا طالب ہونا سب نظام کے جبر کے باعث ہے۔ یہ حالتِ اضطرار ہے جس کے بارے قرآن نے کہا: غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۔اس کی نظیر قرآن میں یوسفؑ کا فرعونِ مصر سے رہائی کا طالب ہونا ہے۔ باطل نظام اور قانون سے اہلِ ایمان کا اپنے تحفظ کے لیے کوشش کرنا اور ظلم و عدوان سے محفوظ رہنے کے لیے لادینی عدالتوں سے رجوع کرنا حالتِ اضطرار کا معاملہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف سے واپسی پر مکہ میں داخل ہونے کے لیے مطعم بن عدی کی پناہ لینا اس کی ایک اور نظیر ہے۔ لہٰذا علمائے جہاد ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لیے مقدمات کرنا اور جدید قانون کے تحت شاتمین کو سزا دلوانے کی کوشش کرنا مباح عمل سمجھتے جب تک کہ شرعی عدالتیں قائم نہ ہو جائیں۔ البتہ ان عدالتوں کے ہر فیصلے کو شریعت کی میزان پر پرکھتے ہیں اگر اس کے مطابق ہوں تو درست ورنہ باطل۔

آخر میں قرآن مجید کا شاتمینِ رسول اور ان کے معاونین کے نام تہدیدی پیغام درج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں

> لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا
>
> ’’اگر یہ منافقین جن کے دلوں میں مرض ہے، اور وہ لوگ جو مدینہ میں افواہیں اڑاتے پھرتے، باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے۔ پھر وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس شہر میں رہ پائیں گے۔ یہ لعنتی ہیں لہٰذا جہاں بھی ان کو پاؤ، پکڑ لو اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو یہ اللہ کی سنت ہے جو پہلے لوگوں کے بارے بھی تھی اور آپ ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے‘‘۔

☆☆☆☆☆

علاج اس کا بھی کچھ غمِ جاناں ہے کہ نہیں!

مولانا حافظ ناصر مصطفیٰ حفظہ اللہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

سب قسم کی تعریفیں اللہ ربّ العزت کے لیے ہیں۔ درود و سلام ہو ہمارے جانوں سے عزیز تر خاتم النبیین نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے دینِ متین کی بالادستی اور اپنی امت کی دنیوی واخروی کامیابی کے لیے پاؤں کی سُوجن سے دندانِ مبارک تک شہید کروائے۔ کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح پر جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرماجانے کے بعد معاشرے میں پھیلنے والے تمام تر فتنوں کی سرکوبی کے لیے جہاد و قتال کا مبارک راستہ اختیار فرمایا۔ اللہ پاک راضی ہو جائے بعد میں آنے والے فقہائے عظام سے جنہوں نے احوالِ عالَم کا حقیقی ادراک کرتے ہوئے ایک ایک حادثہ وواقعہ کا شرعی حکم متعین کرنے میں کسی قسم کے جبر واکراہ کی قطعی پروا نہیں فرمائی۔

''فتنۂ قادیانیت'' کا پس منظر اور پیش منظر:

برِّصغیر کی آج سے لے کر پچھلے دو صدیوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو مسلمانانِ برِّصغیر کہیں تو بلاواسطہ کفر والحاد کے زیرِ تسلط ہیں، کہیں بالواسطہ مقامی طاغوتی آلہ کار جرنیلوں اور حکمرانوں کے ظلم وجبر میں زندگی کی سانسیں لے رہے ہیں۔ اس نفاقی وکفری بالادستی میں اسلامی اقدار کو معاشرے سے کلی مٹا کر اس کی جگہ مغربی وانگلستانی اقدار کو فروغ دینے میں ان شیطانی ٹولوں نے ہر ہر سطح پر اسلامی تعلیمات سے بے زار لبرل وسیکولر طبقوں کی سرپرستی کر رکھی ہے۔ آج اگر کوئی مسلمان کسی بھی معاملہ میں' چاہے وہ تعلیم و تعلم کا میدان ہو، چاہے وہ معاشرت و معاملات کا میدان ہو' حقیقی دین کی بالادستی کی کسی بھی سطح پر کوشش کرے تو اس کو حکومتِ وقت کی جانب سے شدید پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس برِّصغیر میں بسنے والی جتنی بھی اقلیات ہیں، اگر وہ اپنے مذہب کے تقاضوں اور تہواروں کو کسی بھی سطح پر منانا چاہیں تو ان کو یہ شیطانی ٹولہ تمام تر مراعات اور پروٹوکولز سے نوازتے نہیں تھکتا۔

یہ تو منظر نامے کے ایک رُخ کی تصویر کشی ہے، جس سے تمام اہلیانِ دین عوام وخواص متفق ہیں۔ منظر نامے کا دوسرا رُخ کچھ اس طرح ہے کہ برِّصغیر میں ہمارے حکمران اور جرنیل اور ان کے آقاؤں کی سرپرستی میں دینی مسلّمات اور شعائرِ دین کی تضحیک و توہین کے لیے بھی باقاعدہ تنظیمات تشکیل دی گئیں، جن میں سرِ فہرست 'فتنۂ قادیانیت' ہے۔ مسلمانانِ ہند کے مابین یہ فتنہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریزی سامراج کی باقاعدہ سرپرستی میں پھیلایا گیا۔ اس فتنہ کا بانی کون ہے اور تاحال یہ فتنہ کن لوگوں کے ہاتھوں پھیل رہا ہے؟ اس فتنہ کے تاسیسی مقاصد کیا تھے یا ہیں؟ اس فتنہ نے اپنے تاسیسی مقاصد کے حصول کے لیے کن کن دینی مسلّمات کا سہارا لے کر معاشرہ میں ارتداد کو فروغ دیا؟ ان سوالات کا مختصر مگر انتہائی جامع جواب' امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے خادمِ خاص مرزا جانبازؒ کی تصنیف ''مسیلمہ کذاب سے دجالِ قادیان تک'' میں کافی وشافی ملے گا۔

بانیٔ فتنۂ قادیانیت، مرزا غلام احمد قادیانی ملعون ہمارے معاشرے میں مدعیٔ نبوت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ یہ ملعون دینی مسلمہ حقیقت 'ختمِ نبوت' کا منکر ہو کر گستاخِ رسول بھی کہلایا جاتا ہے۔ اس ملعون مدعیٔ نبوت نے اپنی جاہلی و دجالی تعلیمات کی ترویج بھرپور طور پر کی، جس کے نتیجہ میں مسلم معاشرے کے اندر ارتداد کا کینسر نما مرض کثرت سے پھیلتا چلا گیا۔ اس متعدی وائرس نے تقسیم ہند سے پہلے اور بعد برِّصغیر سمیت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ انگریز نے ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد حکومتی اور عوامی سطح پر کچھ فتنوں کی کامل افادیت محسوس کرتے ہوئے اُن کو پاک وہند کی تقسیم کے بعد بھی بعینہٖ جاری و ساری رکھا۔ مثلاً انگریزوں نے برِّصغیر میں 'رائل انڈین آرمی' کے نام سے ایک افرادی عسکری قوت تیار کی، جنہوں نے فلسطین تک انگریزی ایما پر مسلمانوں کا قتلِ عام کیا جو بالآخر قیامِ اسرائیل کا سبب بنا۔ یہود و نصاریٰ نے بھانپ لیا کہ ان کا مشکل ترین ہدف یعنی قیامِ اسرائیل اسی آرمی کی افرادی قوت سے ممکن بنا... تو کیوں نہ مستقبل میں ان سے داعیانِ دین سے نمٹنے کے لیے کام لیا جائے؟ چنانچہ تقسیم ہند کے بعد اس کرائے کے قاتلین ٹولے کو اپنی اصل صورت میں برقرار رکھا۔ بس 'رائل انڈین آرمی' ایک طرف انڈین افواج تو دوسری جانب پاکستانی افواج میں تبدیل ہو گئی۔ آج بھی جہاں دینِ متین کی حقیقی بالادستی قائم ہوئی اُس کو کچلنے یا جہاد و قتال کے ذریعے دین کی حقیقی بالادستی چاہنے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے ان دونوں ممالک کی یہ افواج ہر دم اپنے آقا امریکہ کے حکم کی منتظر رہتی ہے۔

اسی طرح 'فتنۂ قادیانیت' کا فائدہ آج تک مغربی قوتوں کو ملا ہے کہ جہاد و قتال کو دلائل کی دنیا میں عوام کے اذہان میں مشکوک کر دیا جائے۔ یوں دونوں فتنوں 'رائل انڈین آرمی' اور 'فتنۂ قادیانیت' کا مقصد انگریزی نظام کی بالادستی رہا ہے۔ فتنۂ قادیانیت اور رائل انڈین آرمی کا تاسیسی مقصد ہی جہاد و قتال کی عبادت کو مشکوک بنا کر مسلمانوں کو انگریز سامراج کے خلاف مزاحمت سے روکنا اور ان گوروں کی غلامی کو دوام دینا ہے۔ اس لیے آج قادیانیوں کا افواجِ پاکستان میں بآسانی بھرتی ہونا اور اہم حکومتی عہدوں پر فائز ہونا کوئی قابلِ تعجب بات نہیں ہے۔

''فتنۂ قادیانیت'' یا ''گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کا حقیقی حل:

''مسیلمہ کذاب سے دجالِ قادیان تک'' کے مصنف مجلس احرار کے مجاہدِ کبیر مرزا جانبازؒ نے اپنی اسی تصنیف میں فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کا حقیقی حل بتلاتے ہوئے فرمایا:

"اسلام کا یہ بنیادی مسئلہ تھا جسے علمائے دین باحسن طریق سمجھ سکتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا؛ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تائید میں خالقِ کائنات نے فرمایا؛ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

اس شرعی حجت کے بعد علما کا یہ حق تھا کہ اول تو دجالِ قادیان اسی سلوک کا حق دار تھا جو سلوک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب سے کیا تھا... لیکن اُلٹا یہ دجالِ قادیان سے اس کے نبی ہونے کی دلیلیں مانگنے لگے۔ حالانکہ امام ابو حنیفہؒ نے صاف طور پر کہا کہ **"کسی مدعی نبوت سے اس کے سچا ہونے کی دلیل مانگنا بھی عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے"۔**

مرتد اور اس کی سزا کے عنوان سے مرزا جانبازؒ فرماتے ہیں:

"دجالِ قادیان مرزا غلام احمد مدعی نبوت ہونے کے باعث شرعی اعتبار سے مرتد ہو چکا تھا لہٰذا شریعت نے مرتد کی کیا سزا مقرر کی، اس پر مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنے رسالہ "الشہاب" میں لکھتے ہیں کہ "یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو مرتد کے قتل پر دلالت کرتی ہیں لیکن ایک واقعہ جماعت مرتدین کے بحکم خدا قتل کیے جانے کا ایسی تصریح اور ایضاح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا سے ڈرنے والوں کے لیے اس میں تاویل کی ذرا گنجائش نہیں۔ نہ وہ محاربہ ہے، نہ قطع طریق، نہ کوئی دوسرا جُرم۔ صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے جس پر حق تعالیٰ نے اُن کے بے دریغ قتل کا حکم دیا ہے۔"

مرزا جانبازؒ کی تصنیف کا اقتباس ختم ہوا۔

"امت کے پہلے لوگوں کا راستہ اپنائے بغیر یہ امت ہرگز فلاح و کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتی":

فتنۂ قادیانیت اور حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی سرکوبی میں دو باتوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے:

1. دورِ جدید کے جدید اسلوب میں کی جانے والی گستاخی سے امت کو دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں آگاہی دینا۔

- ہمارے معاشرے میں سیکولر اور لبرل طبقہ 'دین کی مسلّم تعبیرات کو عقل کے پیرائے میں ڈھال کر اسلاف کی قدیم تشریحات کو یکسر ٹھکرا دیتا ہے۔ دینِ متین کی وہ تعبیر و تشریح جو چودہ صدیوں سے تواتر کے ساتھ منقول چلی آ رہی ہے، اُس کو یہ کہہ کر پس پشت ڈال دیا جاتا ہے کہ یہ مولویوں اور ملاؤں کا اپنا بنایا ہوا دین ہے۔ ایک سیکولر بد دین آدمی نے یہاں تک کہہ دیا کہ "میں قرآن کو مانتا ہوں، کون قرآن کی تعلیمات کا منکر ہو سکتا ہے؟ لیکن قرآن کی وہ تفسیر جو علما بیان کرتے ہیں، اُس کو قطعی نہیں مانوں گا"۔ جدید عقل پرست طبقہ کی من گھڑت دینی تشریحات اور ائمہ و فقہائے عظام کی مقبول تعبیرات سے متصادم خیالات کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے کے بعد ان کی دجالیت کو امتِ مسلمہ پر واضح کرنا یقیناً علمائے دین کا مذہبی فریضہ ہے۔ الحمدللہ ہر دور میں امت کے علمائے کرام نے اس فریضہ کو بخوبی انجام دیا ہے۔ دورِ حاضر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا مرتکب یہ لادین اور سیکولر طبقہ بھی ہے۔ پوری دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکوں کا شائع کرنا اور سوشل میڈیا پر حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جملہ بازی ان بدبختوں کا معمول بن چکا ہے۔ اس صورتِ حال میں جہاں علمائے کرام اور دینی طبقات کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے کفریہ اقوال و افعال کا شرعی جائزہ لیں، وہیں ان سب کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ ایسے گستاخوں کی مکمل نشان دہی بھی کی جائے اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار عوامی طبقات میں یہ شعور اُجاگر کیا جائے کہ ان گستاخوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا شرعی راستہ کیا ہے۔ عوام کو یہ بتلایا جائے کہ مظاہروں، جلسے اور جلوسوں جیسے غیر منتج جمہوری جاہلی راستوں کو چھوڑ کر صحابیِ رسول محمد بن مسلمہؓ، غازی علم الدین شہیدؒ، عامر چیمہ شہیدؒ، فرانس میں چارلی ایبڈو پر حملہ آور شہدا کواشی برادرانؒ اور ممتاز قادری شہیدؒ کے مبارک راستہ کو مشعلِ راہ بنائیں۔ عوامی مجالس اور منبر و محراب میں ان شہدائے عظام کے عمل کی تحسین کی جائے۔ علمائے کرام اور مذہبی و دینی شخصیات اپنی تقاریر و تحاریر میں امت کو بتلائیں کہ گستاخِ رسول کو قتل کرنا ہی حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ضامن ہے۔ عوام و خواص کو اس بات کی تحریض دِلانا انتہائی ضروری ہے کہ ان گستاخوں کے تعاقب میں چاہے جتنا بھی جانی و مالی نقصان اُٹھانا پڑے، اُس کی بالکل پرواہ نہ کریں کیونکہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر بسنے والی سب سے افضل ترین جماعت سیکڑوں صحابہ کرم رضی اللہ عنہم نے مدعیٔ نبوت اور گستاخِ رسول مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر کے تعاقب میں اپنی مبارک جانیں رب

تعالیٰ کے حضور پیش کرکے شہادت کی نعمتِ عظمیٰ پائی۔ ان مبارک ہستیوں کو مکمل استحضار تھا کہ جس معاشرے میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت محفوظ نہیں، اُس معاشرے میں چند فانی مادی منافع کے حصول کی خاطر زندگی گزارنا کسی غیرت مند مسلمان کی شایانِ شان نہیں ہے۔

2. گستاخی کے مرتکب مرزائی یا سیکولر ولبرل طبقہ کو کعب بن اشرف اور مسیلمہ کذاب کی طرح انجام تک پہنچانا ہی حقیقی راستہ ہے۔

- ڈیڑھ صدی بیتنے کو ہے، فتنۂ قادیانیت دنیا میں اپنی جڑیں آج تک مضبوط کیے ہوئے ہے۔ سادہ لوح مسلم عوام ان کی دجالی تعبیرات اور مادی منافع کے جھانسے میں آکر اپنی قیمتی متاعِ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ علمانے اُس طریق کو چھوڑ دیا جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لیے اپنایا تھا۔ مذہبی تنظیمات کے رہ نماؤں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے مسیلمہ کے خلاف طریقِ جہاد کو چھوڑ کر مناظروں کی مجالس اور کانفرنسوں پر زور رکھا۔ مرزا جانبازؒ کے مذکورہ اقتباس کی تائید امام مالکؒ کے مشہور قول "امت کے پہلے لوگوں کا راستہ اپنائے بغیر یہ امت ہرگز فلاح و کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی' سے بھی ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے تناظر میں اُٹھنے والے سوالات

- کن اقوال وافعال کی بنا پر گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم لاگو ہوگا؟
- گستاخی کے مرتکب شخص مسلم وغیر مسلم کی شرعی سزا کیا ہوگی؟
- آیا گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب شخص کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا حق صرف موجودہ زمانہ کی غالب غاصب حکومتوں کو ہے؟
- مسلمانوں میں سے کوئی مسلمان غیرتِ ایمانی کی وجہ سے انفرادی طور پر کسی گستاخ کا قتل کردے تو دیگر عوام وخواص کا رویہ کیا ہونا چاہیے؟
- پاکستان کے "آئین و قانون" میں مرزائیت کو کافر قرار دینے کو مسلم امہ کی حقیقی فتح سمجھنا درست ہے؟
- علمائے کرام کا اپنی تقاریر و تحاریر میں بار بار مرزائیت کو کفر کہنے میں آئین و قانون کا حوالہ دینا درست ہے؟
- علمائے کرام کا اپنی تقاریر و تحاریر میں بار بار مرازائیت کو کفر کہنے میں آئین و قانون کا حوالہ دینا موجودہ غالب جاہلی جمہوری نظام کو مضبوط کرنے کے مترادف ہوگا یا نہیں؟

ان سوالات کا تاریخی و شرعی جواب ملاحظہ ہو۔

کن اقوال وافعال کی بنا پر گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم لاگو ہوگا؟

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا یا برا کہنا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، نسب اور دین میں صراحتاً یا اشارتاً عیب اور نقص نکالنا۔
- مذاق اڑانے کے انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز سے مشابہت بیان کرنا۔
- کسی بھی انداز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے لعنت کے الفاظ بولنا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بددعا کرنا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نقصان پہنچنے کی تمنا کرنا۔
- قابلِ مذمت باتوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا اور خسیس قسم کی باتیں کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا۔
- دین کے راستے میں جو تکالیف اور آزمائشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائیں، ان کے سبب عار دلانا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جائز بشری عوارض کو بنیاد بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرنا۔ (نعوذ باللہ من ذلك)

گستاخی کے مرتکب شخص مسلم وغیر مسلم کی شرعی سزا کیا ہوگی؟

نبیٔ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے مرتکب کی شرعی سزا میں امت کے تمام مکاتبِ فکر کا الحمد للہ اتفاق ہے کہ ایسے شخص کا حکم اُس کو قتل کردینا ہے بالخصوص جب وہ بار بار گستاخی کا مرتکب ہو، اِس پر مُصر ہو اور یہ گستاخی اُس کا مقصدِ زندگی بن چکا ہو۔

مزید تفصیل جاننے کے لیے امت کے قدیم ومتاخرین فقہائے کرام کی عبارات اور علمائے حق کے فتاویٰ کی مراجعت کی جاسکتی ہے۔ کراچی کی معروف دینی درس گاہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء سے جاری کردہ فتویٰ بعنوان "اسلام میں شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا" انتہائی قابلِ ذکر ہے۔ یہ مفصل فتویٰ' مدرسہ ہذا کے "فتاویٰ بینات" میں موجود ہے اور اس کی نقل مجلہ نوائے افغان جہاد میں ان شاء اللہ نشر کی جارہی ہے۔

مستفتی نے ملعون سلمان رشدی کی بابت تفصیلی سوال ارسال کیا، جس کے ایک ایک جزیے کا جواب مفتیانِ کرام کی طرف سے قرآن و سنت کے نصوص، فقہائے اربعہ اور

دیگر فقہاءؒ کے اقوال کی روشنی میں دیا گیا۔ فتویٰ کے شروع میں ایک فقہی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"عام اہلِ علم کا مذہب ہے کہ جو آدمی خواہ مسلمان ہو یا کافر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اس کا قتل واجب ہے۔ ابن منذرؒ نے فرمایا کہ عام اہلِ علم کا اجماع ہے کہ جو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، اس کی حد قتل کرنا ہے"۔

اسی طرح علمائے اہلِ حدیث کے معروف انٹرنیٹ فورم "محدث فورم" پر اس حوالے سے تفصیلی تحریر "گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا اور اس کا انجام" کے نام سے موجود ہے، جس میں بہت ہی خوب صورت انداز میں احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے۔ تحریر کی ابتدا یہاں سے ہے کہ

"قرآنی نصوص، احادیث مبارکہ، عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، فتاویٰ ائمہ اور اجماع امت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل ہے اس کی معافی کو قبول نہ کیا جائے۔ لہٰذا مسلم ممالک کے حکمرانوں کو چاہیے کہ ان کے اس منافقانہ طرزِ عمل سے متاثر ہونے کی بجائے ایک غیور مسلمان کا موقف اختیار کریں"۔

آیا گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب شخص کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا حق صرف موجودہ زمانہ کی غالب غاصب حکومتوں کو ہے یا کوئی مسلمان انفرادی طور پر اُس کو قتل کر سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب کو سمجھنے کا انحصار دورِ حاضر کی غالب و غاصب حکومتوں کی شرعی حیثیت جاننے پر ہے۔ منقسم برِّصغیر یعنی پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں سے دو ممالک بھارت و بنگلہ دیش کی حکومتوں کا حکم شرعی نصوص اور حالاتِ حاضرہ کے تبصروں کی روشنی میں بالکل واضح ہے۔ جب کہ پاکستانی حکومت کا شرعی حکم سمجھنے میں یہاں کے مسلمانوں کو تھوڑی دشواری ہوتی ہے کیونکہ پاکستان کے بعض اہلِ علم حضرات بھی اس کو "اسلامی ریاست" باور کرواتے ہیں۔ تاریخی و شرعی تناظر میں بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ ایک غیر اسلامی مغربی جمہوریت کی علم بردار حکومت ہے، جس کے عملی نفاذ کی بقا کی خاطر قیامِ پاکستان سے آج تک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کے خواہاں علما اور عوام کو قتل کرنا ان کا بہترین مشغلہ و کاروبار ہے۔ یہ مسئلہ اُس بات سے مزید واضح ہو جاتا ہے جو جماعتِ اسلامی کے سابق امیر سیّد منور حسن صاحب نے اپنے ایک بیان میں فرمائی:

"لوگ کہتے ہیں کہ ریاست کی اجازت کے بغیر جہاد نہیں ہوتا...جس ریاست کے خلاف خود جہاد فرض ہو گیا ہو، اُس سے اجازت لینے کا کیا مطلب؟"

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ پاکستان میں عائلی قوانین کی منظوری کے بعد اِس کے دارالحرب ہونے کے متعلق سوچنا ہوگا۔ پاکستانی حکومت نے سود جیسے قطعی حرام کے پیش کردہ بل کو باقاعدہ مسترد کر دیا۔ ۹/۱۱ کے مبارک حملوں کے بعد امریکہ پوری طاقت کے ساتھ ایک ایسی ریاست (امارتِ اسلامیہ) پر حملہ آور ہوا، جس کے دارالاسلام ہونے پر عرب و عجم کے علمائے کرام اور شیوخ کا اتفاق تھا۔ خلافتِ عثمانیہ اور برِّصغیر میں ۱۸۵۷ء سے پہلے قائم شرعی نظام کے سقوط کے بعد امت کو دو مرتبہ حقیقی شرعی اسلامی نظام میسر ہوا، ایک مرتبہ امام المسلمین سید احمد شہیدؒ کے زمانۂ جہاد میں سرحد کے بیش تر علاقوں میں یہ شرعی نظام قائم ہوا، دوسری مرتبہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہدؒ کی قیادت میں پڑوسی ملک افغانستان میں نظامِ شریعت کی ٹھنڈی چھاؤں میسر ہوئی۔ سید احمد شہیدؒ کے قائم کردہ نظامِ شریعت کو اُس وقت کے داخلی دشمن 'سکھوں نے تاراج کیا۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان میں قائم شرعی نظام پر امریکہ سات سمندر پار کرکے حملہ آور ہوا، جس کا فرنٹ لائن اتحادی نظام پاکستان بنا۔ دنیا جانتی ہے کہ امریکہ کے لیے پاکستان کی لاجسٹک سپورٹ کے بغیر امارتِ اسلامیہ کا سقوط بہت مشکل تھا۔ اس موقع پر نہایت اہم سوال نے جنم لیا کہ "کفر و اسلام کے عین معرکہ کے وقت اگر کوئی مسلمان اہلِ کفر کی مکمل حمایت کرے تو آیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گا یا نہیں؟"۔ علمائے کرام اور اسلاف کی کتب کی مراجعت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان اپنی اس مذموم حرکت سے دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

بچپن سے تعلیمی مکاتب سے لے کر منبر و محراب تک یہ سننے کو ملا کہ محمد بن قاسمؒ ایک عظیم مجاہد ہوا ہے، جو ایک اسیر خاتون کی صدا پر راجہ داہر کے خلاف سندھ پر حملہ آور ہوا۔ اسلامی تاریخ میں اس مردِ مجاہد کا یہ عظیم کارنامہ آج تک ثبت ہے۔ جہاں محمد بن قاسمؒ کا نام آجائے تو فوراً یہ ذہن میں آتا ہے کہ راجہ داہر ایک مسلم خاتون کو قید کرنے کی بنا پر سفاک و ظالم بنا۔

آج اسی سندھ میں غاصب حکومت و فوج، حکومتِ پاکستان و افواجِ پاکستان نے ہماری قوم کی عفت مآب والدہ، بہن اور بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو سرِ عام اغوا کرکے امریکی جابر حکومت کے حوالے کر دیا۔ راجہ داہر کی حکومت اور حکومتِ پاکستان کا جرم تو ایک ہی ہوا، تو پھر "سب سے پہلے پاکستان" کیوں؟ اس کے علاوہ بہت سی اس قوم کی مائیں اور بہنیں اپنے شوہروں سمیت لاپتہ ہیں۔ پاکستانی افواج اور یہاں کے حساس اداروں کی اندھیری کال کوٹھریوں میں اسیری کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ان داہری جرائم کے بعد

آج کا محمد بن قاسم ''دہشت گرد'' اور کل کا محمد بن قاسم اسلام کا ہیرو؟ مگر کیوں؟ ان تمام تر کفری جرائم کے ارتکاب کے بعد بھی پاکستان 'اسلامی ریاست کیسے ہو سکتی ہے؟ یقیناً ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی سامراج کے قبضہ کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا تاریخی فتویٰ کہ ''انگریز کے مکمل قابض ہونے کے بعد ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے'' ۱۹۴۷ء کے بعد کسی صورت غیر موٴثر نہیں ہوا ہے۔

اب ہم اصل بات کی جانب توجہ کرتے ہیں ''آیا گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب شخص کو کیفرِ کرادر تک پہنچانے کا حق صرف موجودہ زمانہ کی غالب غاصب حکومتوں کو ہے''؟ یہ حق تو فقط اسلامی حکومت کو بھی نہیں کہ ان کے ماتحت رہنے والا مسلمان کسی گستاخ کو قتل نہیں کر سکتا۔

اس کی مثال احادیث کی کتب میں ایک نابینا صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جنہوں نے اپنی گستاخ لونڈی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا تھا۔ البتہ اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ ایسے گستاخوں کا قلع قمع کرے، ان کو قتل کر کے جہنم رسید کرے۔ لیکن غیر اسلامی اور کفریہ سلطنت کو یہ حق دینا مضحکہ خیز بات ہے۔ پاکستان نے گستاخ سلمان تاثیر کو کھلم کھلا گھومنے کی اجازت دے رکھی تھی جیسا کہ برطانیہ میں سلمان رشدی گھومتا ہے بلکہ پاکستان نے تو سلمان تاثیر کو نہایت اہم حکومتی عہدے پر بھی فائز کیا تھا۔ اس کے برخلاف گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتل مجاہدِ کبیر ممتاز قادری شہیدؒ کو کئی سال پسِ دیوارِ زنداں رکھا اور عدالت کے ذریعے پھانسی تک دے ڈالی۔

یہاں علمائے کرام کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ مستفتی کے اس سوال کی تصحیح کریں کہ ''ایک بدبخت شقی ازلی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینے والی اور اس کی پشت پناہی کرنے والی حکومت کے ساتھ دوستی یا کسی قسم کے تعلقات قائم رکھنا جائز ہے یا حرام؟'' بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر جو حکومت ایسے گستاخوں کو بظاہر گرفتار کرے، پھر بحفاظت ان کو دیگر ممالک کے حوالے کر دے تو ایسی حکومت کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس مختصر سی تفصیل کے بعد سوال ہذا کا جواب یہی ہے کہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عام مسلمان شہری بھی قتل کر سکتا ہے۔ چنانچہ پہلے ذکر کردہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فتویٰ میں مستفتی نے ملعون سلمان رشدی کے متعلق خاص استفتاء طلب کیا تو مفتیانِ کرام نے جواب دیا کہ

> ''تمام اسلامی حکومتوں کے لیے ضروری ہے کہ اگر کافر، مرتد، زندیق سلمان رشدی ان کی حکومت کے ماتحت ہے تو فوری طور پر قتل کر کے اسے جہنم رسید کریں۔ اگر ان کی حکومت میں نہیں لیکن سفارتی تعلقات کے ذریعہ اس پر دباؤ ڈالنا کسی بھی طریقہ سے ممکن ہے تو اس پر دباؤ ڈال اس کو قتل کر دینا ضروری ہے ورنہ ایک بدبخت شقی ازلی اور شاتم رسول کو پناہ دینے والے یا اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک سے تعلق اور دوستی رکھنا جائز نہیں ہو گا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:
>
> يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ
>
> اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو''۔

آگے اسی فتویٰ میں مذکور ہے کہ

> ''اور اگر حکومت اس امر عظیم کو انجام دینے کے لیے تیار نہیں ہے تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ طاقتِ بشری کے مطابق کوشش کر کے اللہ کی زمین کو شاتم رسول سے پاک و صاف کر دے کیونکہ یہ اظہارِ دینِ خداوندی کی تکمیل اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے، جب تک زمین سے شاتم رسول کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مکمل دین اللہ کے لیے نہیں ہوتا ہے جو اللہ نے دیا ہے۔
>
> وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ
>
> ''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ تعالیٰ کا ہو جائے''۔
>
> اسی لیے صفحہ گیتی میں تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا تھا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، یہودیہ عورت اور قبیلہ خطمہ کی عورت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی وجہ سے اور اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل رہنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا''۔

مسلمانوں میں سے کوئی مسلمان غیرتِ ایمانی کی وجہ سے انفرادی طور پر کسی گستاخ کا قتل کر دے تو دیگر عوام و خواص کا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

یہ سوال نہایت اہم ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مدعیانِ نبوت یا گستاخ رسول کو شرعی حد کے مطابق قتل کیا گیا تو ہمیشہ دو رویے اور دو متضاد تعامل منظرِ عام پر آئے۔ یہاں ان دو رویوں اور متضاد تعامل کو واقعات کے تناظر میں دل کی روحانی آنکھوں سے دیکھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی نازک مسئلہ ہے۔ اس کے بعد خیر القرون کی افضل ترین ہستیوں کے رویہ بھی ذکر ہو گا تاکہ رویوں کے اس اختلاف کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پیش نظر رہے کہ

وتفترق أمتي ثلاثًا وسبعين فرقة كلهم في النار إلّا واحدة فقيل يا رسول الله من الناجية فقال ما أنا عليه وأصحابي

"میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سوائے ایک فرقہ و جماعت کے تمام لوگ جہنم میں ہوں گے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ فرقہ ناجیہ کون سا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس (راستہ) پر مَیں اور میرے اصحاب ہیں"۔

یقیناً ان دو رویوں اور متضاد تعامل میں سے وہ رویہ اور تعامل کا راستہ ناجی ہو گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ستاروں کے مانند اصحاب رضی اللہ عنہم کا رویہ و تعامل ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی بابت مسلم امہ کے خواص علما اور نام نہاد رہ نماؤں کا رویہ و تعامل

- جب ممتاز قادری شہیدؒ نے سلمان تاثیر کو قتل کیا تو میڈیا پر لادین طبقہ نے شدید شور کیا اور بھرپور مذمت کی۔ دورِ جدید کا یہ صحافی طبقہ 'اسلام دشمنوں کے مظالم کی منظر کشی نہ الفاظ میں کرتا ہے، نہ ہی ان کے جدید کیمروں کی آنکھ ان کو محفوظ کرپاتی ہے۔ مغربی دنیا جانتی ہے کہ جب فرانس کے چارلی ایبڈو نے اپنے ملک کے صدر کی بیوی کے ایک سکینڈل پر مزاحیہ خاکے شائع کیے تو اس مزاحیہ رسالہ چارلی ایبڈو پر پابندی عائد کر دی گئی، لیکن یہی رسالہ دوبارہ بحال ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاحیہ خاکے شائع کر دیے... اللہ پاک 'کواشی برادران شہیدؒ کی ارواح کو درجاتِ بلند عطا فرمائے کہ اُنھوں نے اس رسالہ کی اداریاتی ٹیم کو واصلِ جہنم کیا تو پورا فرانس گورنمنٹ سمیت سڑکوں پر اظہارِ یکجہتی کو نکل آیا۔ یہ دو متضاد رویے اور تعامل "کھراسچ" نامی پروگرام تک کو بھی دکھائی نہیں دیے۔ پوری دنیا کا میڈیا منظر نامے کی تصویر کشی یک طرفہ ہی کرتا ہے۔ یہاں بھی سلمان تاثیر کے اس شنیع فعل پر کوئی گفتگو نہ گئی کہ شرعاً ایسا آدمی مباح الدم اور واجب القتل ہے۔ اگر کوئی مسلمان انفرادی طور پر قتل کر دے تو وہ قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔
- ازلی نااہل سابق وزیر اعظم نواز شریف نے لاہور میں قادیانیوں کے مراکز پر حملوں کے بعد پوری قوم کے سامنے کہا کہ "قادیانی ہمارے بھائی ہیں"۔ فقہی جزئیہ واضح ہے کہ "جو اس (گستاخ رسول) کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے"۔
- ممتاز قادری شہیدؒ کے مبارک فعل (گستاخِ رسول کا قتل) پر باقاعدہ عدالتوں میں کیس چلایا گیا۔ یہ کیس مختلف مراحل سے گزرا، جس کی مختصر تفصیل وکی پیڈیا پر دیکھی جا سکتی ہے۔ پاکستانی عدالتوں کے جج صاحبان کے ریمارکس پر گہری نظر ڈالیں کہ کس بے باکی سے شریعتِ اسلامی کے ایک محکم حکم پر لب کشائیاں کی گئیں۔ کیس کے بالکل آخری مرحلے میں فوجداری قانون کی دفعہ ۳۰۲ کے تحت اِن کی سزا کو برقرار رکھتے ہوئے بالائی عدالت سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے اپنے ریمارکس میں کہا تھا کہ "توہینِ مذہب کے مرتکب کسی شخص کو اگر لوگ ذاتی حیثیت میں سزائیں دینا شروع کر دیں تو اس سے معاشرے میں انتشار پیدا ہو سکتا ہے"۔ یہ کس قدر دجالی تعبیر ہے! اللہ کے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وعزت سے کھیلا جا رہا ہو، یہ باعثِ انتشار نہیں... اگر کوئی صفحۂ ہستی کو گستاخ سے پاک کر دے تو باعثِ انتشار؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!
- ابھی چند ایام پہلے حکومتی ایوانوں میں اراکین پارلیمان کے حلف نامہ میں ختم نبوت کی عبارت میں تبدیلی بانگِ دہل کی گئی اور اس کفریہ فعل میں نام نہاد اسلامی جمہوریت کی علم بردار اور خود کو برِّ صغیر کے علمائے حق کی طرف منسوب کرنے والی ایک مذہبی سیاسی جماعت بھی ملوث ہوگئی، ہمارے اسلاف نے بالکل صحیح لکھا کہ حکمرانوں کی قربت کا ایک نتیجہ ان کے ناجائز و حرام افعال کی تائید کی صورت میں نکلتا ہے!
- مزید ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے وزیرِ قانون پنجاب رانا ثناء اللہ نے جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کی مکمل حمایت کرتے ہوئے کہا کہ "احمدی خود کو اقلیت ماننے کو تیار نہیں، ختم نبوت کے معاملے پر ان کا ہم سے معمولی اختلاف ہے اور قادیانی بھی مسلمان ہیں"۔ رانا ثناء اللہ کا حکم اس فقہی جزئیہ "جو اس (گستاخ رسول) کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے" کے مطابق بالکل واضح ہو گا۔
- قادیانیت نواز پاکستانی آرمی نے اپنی پیدائش ہی سے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے پاکستان میں سڑکوں پر قتل عام کیا، تاریخی صفحات ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ آگے آنے والے عنوان "عوام الناس کا رویہ و تعامل" کے تحت اس امریکی غلام فوج کے کارنامے عوام ہی کی زبانی پڑھیے۔
- لاہور میں گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں قادیانیوں کے مراکز پر حملے ہوئے تو حکمرانوں سمیت کچھ حکومت نواز علما اور دینی تنظیموں کی شخصیات نے شدید برہمی کا اظہار کیا، انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک عالم دین نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہمارے خلاف یہ ایک منظم سازش ہے۔
- کچھ لوگوں نے یہ کہہ کر مذمت کی کہ چونکہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جا چکا ہے لہٰذا اب وہ ذمی ہیں۔ حالانکہ زندیق کو ذمی جیسے حقوق دینا، واضح علمی

جہالت ہے۔ بعض علم کا بوجھ لادنے والوں نے کہا کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم قادیانیوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ العیاذ باللہ!

- فرانس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کرنے والے بدنامِ زمانہ رسالہ چارلی ایبڈو کی ادارتی ٹیم کو جب کواشی برادران شہیدؒ نے قتل کیا تو فرانس کی حکومت نے چارلی ایبڈو سے اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے ملک گیر ریلی نکالی، جس میں نام نہاد اسلامی ملک ترکی کے صدر طیب اردگان نے بھی نپولین کی اولاد اور ائمۃ الصلیب کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر شرکت کرتے ہوئے "ہم سب چارلی ہیں" کے نعرے لگائے اور اظہارِ یکجہتی کیا۔
- قیامِ پاکستان کے متصل ہی ایک طرف فتنۂ قادیانیت کے زنادقہ معاشرے میں اپنے باطل نظریات پھیلانے میں سرگرم ہوئے تو دوسری جانب حکومتِ پاکستان کے شعبۂ آرمی اور دیگر حکمران طبقے نے قادیانیت مخالف تحریکوں کے کارکنوں پر مستقل مظالم ڈھانا شروع کر دیے۔ اس صورتِ حال میں پاکستان کے نامور علمائے کرام نے اپنی کوششوں کا رُخ پارلیمنٹ کی جانب پھیر دیا کہ کسی طرح ان کو پارلیمنٹ کے ذریعے کافر قرار دیا جائے۔ علمائے امت کا یہ رویہ و تعامل شرعی تناظر میں تسامح کا شکار ہو گیا۔ اس لیے کہ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خاص رفیق کار مرزا جانبازؒ کا یہ تحریری جملہ دوبارہ پڑھ لیں:

"اسلام کا یہ بنیادی مسئلہ تھا جسے علمائے دین باحسن طریق سمجھ سکتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی للہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا؛ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تائید میں خالقِ کائنات نے فرمایا؛ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اس شرعی حجت کے بعد علما کا یہ حق تھا کہ اول تو دجالِ قادیان اسی سلوک کا حق دار تھا جو سلوک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب سے کیا تھا... لیکن اُلٹا یہ دجالِ قادیان سے اس کے نبی ہونے کی دلیلیں مانگنے لگے۔ حالانکہ امام ابو حنیفہؒ نے صاف طور پر کہا کہ "کسی مدعی نبوت سے اس کے سچا ہونے کی دلیل مانگنا بھی عقیدہ ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے"۔

پارلیمنٹ میں دینی مسلّمات کی قانون سازی کروانا شرعاً و عقلاً بہر صورت درست نہیں ہے۔ شرعاً اس لیے کہ محکم دین کے احکامات کو پارلیمنٹ سے منظور کروانے کی سعی کرنا ایسا ہے جیسے گویا وحی کے نزول کے بعد رئیسانِ مکہ کے بنائے گئے دارالندوۃ میں جبرائیل امین علیہ السلام کے لائے گئے احکامات کو منظوری کے لیے پیش کیا جائے، تمام مشرکین اراکین مکہ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کا مسئلہ پیش ہو، مکہ کے رہائشی مسلمان اور کفار اس پر مباحثہ کریں کہ آیا "محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے پیامبر ہیں یا نہیں؟"

کیا آج کے غیرت مند مسلمان کے خواب و خیال میں یہ منظر تصور میں آسکتا ہے؟ یقیناً ایسا تصور کرنا ہی ناممکن ہے چہ جائیکہ یہ حقیقت کا روپ دھارلے۔ بالکل اسی طرح دورِ جدید کے دارالندوۃ یعنی 'پارلیمنٹ' میں قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے کے واسطے بل منظوری کے لیے پیش کرنا ہے۔ کتنی مضحکہ خیز اور قابلِ تعجب بات ہے کہ پارلیمنٹ میں دین سے نابلد اور انگریزی غلامی کے دلدادہ اور علمائے حق کے قتل کے مرتکب اشخاص کا نااہل ٹولہ موجود ہو، اُن کے سامنے گستاخِ رسول اور حرمتِ رسول کے حقیقی پاسبان کھڑے ہوں اور ایک محکم اور قطعی حکم کے متعلق یہ بحث ہو رہی ہو کہ "مرزا غلام احمد نبی ہے یا نہیں؟"

انبیائے کرام کے وارثین کا کام تو یہ تھا کہ ان ظالموں کے رُوبرو اسی طرح کلمہ حق سے گویا ہوتے جس طرح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے وقت کے ظالم تاتاری کو اس کے دربار میں جا کر للکارا اور کلمہ حق کہا یہاں تک کہ اس کی رانوں پر ہاتھ مار مار کر اُس کو جھنجھوڑا۔ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں امتِ مسلمہ کے خواص کا یہ انتہائی افسوس ناک رویہ دیکھنے کو ملا، جو تاریخ کا بدترین سیاہ باب ہوگا۔ ان رویوں کو دیکھ کر، سن کر اور پڑھ کر آخر مسلم عوام کیوں نہ ظالم حکمرانوں کی فریب کاریوں کا شکار ہو جاتی ہے؟ اس کی سب سے بڑی وجہ ہمارے معاشرے کی مذہبی اور دینی شخصیات کا نبوی رویہ و تعامل کو چھوڑ دینا ہے۔

معاشرے میں موجود امت کے علمائے کرام اور دینی شخصیات کو چاہیے کہ وہ عوام الناس کو بتلائیں کہ اس وقت حکومتِ پاکستان کی ستر سالہ تاریخ کا مطالعہ کریں جس میں انہوں نے دین دشمنی میں تمام تر حدیں پار کر دیں۔ بالخصوص فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے واقعات کا جائزہ لیں تو ان مدعیانِ نبوت کے خلاف عوامی ردِ عمل پر یہاں کی افواج، عدالتوں اور حکومتی کارندوں نے ایک مرتبہ نہیں کئی بار عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل عام کیا، انھیں گرفتار کرکے لاپتہ کی فہرست میں ڈال دیا اور بہت سوں کو جیلوں سے نکال کر جعلی پولیس اور رینجر مقابلوں میں بے دردی سے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

ہمارے فقہائے کرام نے احادیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ جو اپنی گستاخی پر اصرار کرے تو اس کی توبہ بھی قابلِ قبول نہیں، اسے بہر صورت قتل کیا جائے گا۔ اس حکم کی عملی تنفیذ کے بجائے ہمارے علمائے کرام نے امت کو پارلیمنٹ کے عیاروں کی قدم بوسی کا راستہ دکھلایا۔ حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس داری کا معاملہ ہو یا دین کے دیگر شعبہ جات کی عملی تنفیذ کا مسئلہ، ان کے عملی نفاذ کا راستہ پارلیمنٹ، عدالتوں اور ایوانوں میں بیٹھے

بدکار، خائن اور دین دشمنوں کے سامنے بھیک مانگنا اور معذرت خواہانہ لہجہ اپنانا ہر گز نہیں!

کیا اللہ پاک نے اپنی حجت تمام نہیں کر دی کہ ممتاز قادری شہیدؒ کو پھانسی دینے کے بعد "پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا جانا" رسالتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھلا مذاق ہے؟

کل تک ان کے آباؤ اجداد قرار دادِ مقاصد میں ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مذاق کر چکے ہیں کہ "حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے"۔ سن ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے کافر ہونے کا قانون پاس کیا گیا... اس سے پہلے سن ۱۹۵۳ء میں پاکستانی افواج نے حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالوں کا بے دریغ قتل عام کیا، یعنی قانون میں گستاخ رسول کی سزائے موت کی شق بننے سے پہلے اور بعد کوئی قتل ہوا تو گستاخِ رسول کے قاتلین یا حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد! اس کے برعکس جن کے لیے قانون بنا وہ بحفاظت اپنے تبلیغی کارنامے اور جدوجہد معاشرے میں کھلم کھلا بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر یہ قانون جمہوری دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ فیا للعجب! اس کی مثال انتہائی معذرت کے ساتھ "پارلیمنٹ میں شرعی مسلمات کی قانون سازی کروانا بیت الخلاء کی دیواروں پر قرآنی آیات اور مقدس دینی تعبیرات لکھنے کے مترادف ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی بابت مسلم امہ کے عوام لناس کا رویہ و تعامل

جب کہ اس کے بالکل برعکس ہمیشہ کی طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار عوام الناس کا رویہ قابلِ دید رہا ہے۔ جی ہاں! عامر چیمہ شہیدؒ اور ممتاز قادری شہیدؒ کے جنازوں میں شریک عوام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خود ان دونوں شہدا کا محمد بن مسلمہؓ کی پیروی میں گستاخوں کو قتل کرنا عوامی رویے کی بہترین عکاسی ہے۔

- عامر چیمہ شہیدؒ کی والدہ محترمہ کہتی ہیں کہ "میرا شیر جیسا بیٹا اعلیٰ ڈگری لینے جرمنی گیا تھا اور وہاں ایسی اعلیٰ ڈگری لے کر آیا کہ اس سے بڑی کوئی ڈگری نہیں۔ اگر میرا کوئی اور بیٹا ہوتا تو میں اسے بھی اسی راستہ میں بھیجتی۔ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی شہادت قبول فرمائے"۔ یہاں عامر چیمہ شہیدؒ کی والدہ محترمہ کے جملوں کو اپنے دلوں میں نقش کر لیجیے اور اپنے بچوں کو اس جملہ کی لوری دیا کریں۔
- ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی ممتاز شخصیت سے کون واقف نہیں؟ یہ پاکستان کی پنجاب پولیس کے کمانڈو یونٹ ایلٹ فورس کے ایک سپاہی تھے۔ اِنہوں نے ۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو سلمان تاثیر کے توہینِ رسالت کرنے پر اسلام آباد کے علاقے ایف سِکس کی کوہسار مارکیٹ میں واصلِ جہنم کر دیا۔ دین دشمن اور عوام دشمن شعبہ پولیس کے یہ ایک عام آدمی تھے لیکن عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خونی شریانوں میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی طرح دوڑ رہا تھا۔ ان کا یہ تعامل اور رویہ ہمیشہ کے لیے مسلم امہ کو پیغام دے گیا کہ اکیسویں صدی کے "فور جی اور فائیو جی" کے زمانہ میں گستاخِ رسول کو قتل کرنے کا فریضہ انجام دینا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کا ضامن ہے! جلسے، جلوسوں اور پارلیمنٹ میں دینی مسلّمات کی دُہائی دینے کے رویہ و تعامل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا قلع قمع کرنا غیر شرعی اور غیر منتج راستہ ہے۔ دوسرا پیغام اپنے ہم شعبہ پولیس کے جوانوں کو بھی دے گئے کہ چند روپوں اور بے حقیقت عہدوں کے لیے افسران کے آرڈر کے سامنے اپنے ایمان کا سودا مت کریں کیونکہ فرعون اکیلا نہیں، اُس کا لشکر بھی ساتھ غرق ہوا تھا۔
- پاکستانی آرمی کے جرنیلوں کا عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظلم و ستم کا رویہ اپنانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ تقسیم ہند سے آج تک ستر سالوں میں یہ فوج اَن گنت مظالم ڈھا چکی ہے۔ افواجِ پاکستان کی جانب سے قتل و غارت گری اور قید و بند کی صعوبتوں کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کا دوسرا فرعون صفت سپوت یہاں کے حساس ادارے ہیں۔ آج پاکستان کے باسی عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں کی تعداد میں اپنے گھروں سے لاپتہ ہیں اور ان درندہ صفت حساس اداروں بالخصوص آئی ایس آئی کی اندھیری کال کوٹھریوں میں بے بسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ختم نبوت کی ویب سائٹ پر مجاہدین ختم نبوت کی قربانیوں پر مستقل ایک مضمون نظر سے گزرا، جس میں بیسیوں واقعات ایسے لکھے ہیں کہ قادیانیت نواز اور غاصب انگریز کی پیداوار پاکستانی افواج کے ہاتھوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ہزار عاشق، تحریک ختم نبوت کے دوران میں قتل و غارت گری کا شکار ہوئے۔

ایک نہایت ایمان افروز واقعہ ملاحظہ ہو "ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمہ اللہ راوی ہیں: ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران بطور ڈاکٹر میری تعیناتی میو ہسپتال میں تھی۔ ہم چند دوست ہسپتال کی چھت پر کھڑے تھے۔ اچانک دیکھتے ہیں نسبت روڈ چوک کی جانب سے ختم نبوت کے پروانوں کا ایک جلوس بڑھتا ہوا آرہا ہے، جسے روکنے کے لیے فوج نے ہسپتال کے گیٹ کے آگے ریڈ لائن لگادی اور انتباہ کر دیا کہ جو بھی اسے پار کرے گا، اسے گولی ماردی جائے گی۔ یہ ایک ایسا انتباہ اور ایسی وارننگ تھی، جسے عاشقانِ مصطفیٰ کی پوری تاریخ میں تنکے سی اہمیت بھی حاصل نہ رہی، یہاں بھی یہی ہوا، جلوس نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کے ترانے بلند کرتا ہوا اسی آن سے آگے بڑھتا

رہا۔ ریڈلائن پر اک لمحے کو رُکا۔ دوسرے ہی لمحے چشم فلک نے دیکھا کہ غلامیٔ رسول پر ناز کرنے والا ایک خوبرو نوجوان آگے بڑھا، اس نے اپنا سینہ کھولا اور نعرہ لگایا ختم نبوت زندہ باد اور سرخ لائن کراس کر گیا۔ دوسری طرف قادیانیت نواز کی بندوق سے گولی نکلی اور سرخ سرحد عبور کرنے والا نوجوان، عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر میں اتنا تیز نکلا کہ ایک ہی جست میں زندگی کی سرحد عبور کرکے قدم بوسیِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روانہ ہوگیا۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ اسی رفتار سے دوسرا جوان آگے بڑھا، اس نے بھی گریبان چاک کیا اور پوری قوت سے نعرہ زن ہوا، ختم نبوت زندہ باد، ظلم و تشدد کی روایت کے مطابق اُدھر سے گولی آئی اور عشق و محبت کی تاریخ کا اک اور صفحہ رنگین کرتے ہوئے گزر گئی، وہ نوجوان لڑکھڑایا اور لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ لیے راہیٔ فردوسِ بریں ہوگیا۔ اس سے پہلے کہ تیسرا نوجوان آگے بڑھتا، ہم چھت سے نیچے آچکے تھے اور ادھر خبر ملی کہ ان دونوں جوانوں کے لاشے بھی ہسپتال پہنچ چکے ہیں۔ دورانِ زیارت معلوم ہوا کہ دونوں جوان سگے بھائی تھے۔

- ختم نبوت کی ویب سائٹ پر "تحریک ختم نبوت...... قدم بہ قدم" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون موجود ہے، جس میں مسلم عوام کی قربانیوں کے بہت سے واقعات لکھے گئے ہیں۔ ان ایمان افروز واقعات کو پڑھ کر حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پاس داروں کا تعامل اور رویہ واضح ہوتا ہے۔ دوسری طرف قوم کے نام نہاد محافظ پاکستانی آرمی کی حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے کہ بظاہر جو مصلح بنے پھرتے ہیں وہی اصل راہزن ہیں۔ اس واقعہ میں آپ کے سامنے دورِ حاضر میں کیے گئے مختلف ناموں سے فوجی آپریشنز کی قلعی بھی کھلے گی کہ آج کے فوجی آپریشنز اور فوجی عدالتیں اس آرمی کی نئی پالیسی نہیں، بلکہ یہ ان کی پُرانی روش چلی آرہی ہے کہ اہلِ دین، شرعی نظام کا عملی نفاذ چاہنے والے مجاہدینِ امت کو قتل کرنا، نوجوانانِ توحید کو قید و بند کی صعوبتوں میں دوچار کرکے اُن کو گھروں سے برسوں لاپتہ رکھنا، فوجی عدالتوں میں من گھڑت مقدمات بناکر سزائے موت دینا اور شہادت کی متلاشی پاک روحوں کو جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کرکے ان کی مسخ شدہ لاشوں کو سرد خانوں یا سڑکوں پر پھینک دینا ہی ان کے تاسیسی مقاصد میں سے ہے جو یہ قیامِ پاکستان سے آج تک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ایک واقعہ اسی مضمون ختم نبوت کی ویب سائٹ سے کہ

"چودھری نذیر احمد صاحب بھائی پھیرو میں کریانہ کا کاروبار کرتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کا واقعہ انہی کی زبانی سنیے! میری شادی کے چند ماہ بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء شروع ہوئی۔ تحریک میں بھرپور حصہ لینے کے لیے ننکانہ صاحب سے لاہور، مسجد وزیر خان چلا گیا۔ یہاں روزانہ جلسہ ہوتا اور جلوس نکلتے۔ ایک جنرل سرفراز 'جو غالباً اس وقت لاہور کا کور کمانڈر تھا' کے کہنے پر مسجد کی بجلی اور پانی کا کنکشن کاٹ دیا گیا۔ اسی پر مسجد میں ایک احتجاجی جلسہ ہوا، پھر جلوس نکلا۔ میں اس جلوس میں شامل تھا۔ فوج نے ہمیں گرفتار کرلیا۔ چند احباب کے ہمراہ سرسری سماعت کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ میرا نمبر آخر میں تھا۔ میری باری پر قادیانی میجر جنرل حیاء الدین نے کہا معافی مانگ لو آئندہ تحریک میں حصہ نہیں لوگے تو ابھی بَری کردوں گا۔ میں نے مسکراتے ہوئے میجر کو کہا کہ آپ کی بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہو اور ایک امتی کی شفاعت کا ذریعہ ہو اور پھر وہ معافی مانگ لے؟ میجر نے کہا کہ سامنے لائن میں چلے جاؤ۔ آدھا گھنٹہ اچھی طرح سوچ لو۔ میں لائن میں بیٹھ گیا۔ پھر پیش کیا گیا تو میجر نے کہا کہ معافی مانگ لو۔ میں نے مسکراتے ہوئے میجر کو جواب دیا کہ شاید آپ کو اس مسئلہ کا علم نہیں، آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ اس مسئلہ میں معافی کیا ہوتی ہے؟ اس پر میجر حیاء الدین نے غصہ کی حالت میں میرے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا اور آٹھ ماہ قید بامشقت اور ۵۰۰ روپے جرمانہ کا حکم دیا، جسے میں نے بخوشی قبول کرلیا۔ میرے نامہ اعمال میں میری بخشش کے لیے یہی ایک نیکی کافی ہے"۔

- ایک اور واقعہ پاکستانی پولیس کے جرائم پر بھی پڑھیے! عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت واہ کینٹ کے حضرت مولانا عبد القیوم مدظلہ نے اپنے علاقہ کا ایک ایمان پرور واقعہ سنایا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں واہ کینٹ میں ایک جلوس نکلا۔ پولیس نے جلوس کے کئی شرکا کو گرفتار کرلیا۔ ان میں ایک سات سالہ بچہ بھی تھا۔ مقامی ڈی ایس پی نے اس بچے کو مرغا بناکر پوچھا: "بتاؤ تمہیں پیٹھ پر کتنے جوتے ماروں"۔ بچے نے بڑی ایمانی جرأت اور معصومیت سے جواب دیا "اتنے جوتے مارو جتنے تم قیامت کے دن کھاسکتے ہو"۔ اتنا سننا تھا کہ ڈی ایس پی مارے خوف سے پسینہ پسینہ ہوگیا اور اس بچے کو سینہ سے لگایا، پیار کیا، گھر لے گیا، کھانا کھلایا، رقم دی، پاؤں پکڑ کر معافی مانگی اور فوراً گھر چھوڑ نے گیا۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا گستاخ رسول کی بابت رویہ وتعامل

- حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: «أَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ»، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ»

- ایک نابینا حضرت کی ام ولد باندی تھی جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی تھی، یہ نابینا اس کو روکتے تھے مگر وہ نہ رکتی تھی۔ یہ اسے ڈانٹتے تھے مگر وہ نہیں مانتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ایک رات پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور گالیاں دینا شروع کیں تو اس نابینا صحابی نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا وزن ڈال کر دبادیا اور مار ڈالا۔ عورت کی ٹانگوں کے درمیان بچہ نکل پڑا جو وہاں تھا خون آلود ہوا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا، پھر فرمایا کہ اُس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا۔ میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہوا، لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا۔ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہوں اسے قتل کرنے والا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا وہ نہ رکتی تھی۔ میں دھمکاتا تھا وہ باز نہیں آتی تھی۔ اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے ہیں اور وہ مجھ مہربان بھی تھی۔ لیکن آج رات جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینی اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! گواہ رہو اس کا خون بے بدلہ (معاف) ہے"۔ (سنن أبي داود، كتاب الحدود، بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، «أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا»

ایک یہودیہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی تھی اور ان کی شان میں نازیبا کلمات کہتی تھی۔ ایک شخص نے اس گستاخ خاتون کا گلہ گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ناقابلِ سزا قرار دیا۔ (سنن أبي داؤد، كتاب الحدود، بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ»، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا، اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ)

- **گستاخِ رسول مسیلمہ کذاب کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا رویہ:**

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسندِ خلافت سنبھالی تو آپ دو عظیم فتنے مدعیانِ نبوت اور منکرین زکوۃ کے خلاف علَمِ بغاوت بلند کر رہے تھے۔ امیر المؤمنین

حضرت صدیق اکبرؓ اگر اس دورِ پُر آشوب میں کسی مصلحت کا شکار ہو جاتے تو اسلام کا نظام اور اس کی افادیت ہمیشہ کے لیے ختم ہو کر رہ جاتی۔

چنانچہ دورِ صدیقیؓ میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف باقاعدہ اعلانِ جہاد کیا گیا۔ میدانِ جہاد میں سیکڑوں صحابہ جامِ شہادت نوش کر گئے اس گستاخِ رسول کو قتل کر کے ہی سکون کا سانس لیا۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشیؓ نے 'جو بعد ازاں مسلمان ہو چکے تھے' مسیلمہ کو ایسا نیزہ مارا کہ واصلِ جہنم ہوا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بڑے فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ

> ''میں حالتِ کفر میں ایک مقدس ترین ہستی کو جامِ شہادت پلا کر جہنم کے طبقہ اسفل کا مستحق ہو چکا تھا لیکن اس منعم لایزال کا شکر و احسان ہے، جس نے دین اسلام کا ربقۂ سعادت میری گردن میں ڈالا اور تائید الٰہی نے ایک بدترین انسان کو میرے ہاتھ سے قتل کرا کے کسی حد تک میرے جرم کی تلافی کرا دی''۔ (ماخوذ از مسیلمہ کذاب سے دجال قادیان تک)

امیر المؤمنین کا فرمان کہ تمام بالغ، مسیلمہ بجرمِ ارتداد قتل کیے جائیں:

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سلامۃ بن وقش کے ہاتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام ایک فرمان بھیجا جس میں لکھا تھا کہ اگر خدائے عزیز و برتر مرتدین پر فتحیاب کرے تو بنی حنیفہ میں سے جس قدر افراد بالغ ہو چکے ہیں، وہ سب بجرمِ ارتداد قتل کیے جائیں اور عورتیں اور کم سن لڑکے حراست میں لے لیے جائیں۔ (ماخوذ از مسیلمہ کذاب سے دجال قادیان تک)

پاکستان کے ''آئین و قانون'' میں مرزائیت کو کافر قرار دینے کو مسلم امہ کی حقیقی فتح سمجھنا درست ہے؟

پاکستان کے عوام الناس سب ہی جانتے ہیں کہ ''۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ۱۳ دن کی طویل بحث کے بعد قادیانیوں کا موقف سننے کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا کہ بجائے جمہوریت کی بنیاد پر اکثریتی رائے سے کوئی فیصلہ ہوتا، یہاں فریق کو بلا کر اس کا موقف سنا گیا اور پھر اس کی روشنی میں پارلیمنٹ نے متفقہ فیصلہ کیا۔ قادیانیوں نے اس متفقہ ترمیم کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی اسلام مخالف سرگرمیوں کو جاری رکھا۔

اس کے نتیجہ میں پھر ۱۹۸۴ء کو شعائرِ اسلام کی توہین سے روکنے کے لیے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ جس کی وجہ سے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی کا اضافہ ہوا۔ اس قانون کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، شعائرِ اسلام استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو بطور اسلام پیش کر سکتا ہے''۔ پارلیمنٹ سے یہ فیصلہ صادر کروانے میں پاکستان کے علمائے کرام اور تمام دینی شخصیات نے بھرپور حصہ لیا۔ اس وقت پاکستان کے علما و طلبا سمیت تمام مذہبی و سیاسی تنظیمات' پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلہ کو فتنۂ قادیانیت یا گستاخ رسول کے خلاف امت مسلمہ کی حقیقی فتح گردانتے ہیں۔ چند دنوں قبل سڑکوں پر باقاعدہ بینرز بھی آویزاں کیے گئے اور پاکستانی کی عوام کو اس فتح کی یاد دہانی کروائی گئی۔

سرمایہ دارانہ نظام کے جبری تسلط کے نتیجہ میں امت میں یہ رویہ عام ہو جانا کہ دینی مسلّمات کو بھی پارلیمنٹ میں لے جا کر یہ بحث کرنا کہ قرآن و سنت کا یہ قانون قابلِ نفاذ ہے یا نہیں، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ پاکستان کے ''آئین و قانون'' میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کو امتِ مسلمہ کی حقیقی فتح سمجھنا فقہی، تاریخی اور واقعاتی لحاظ سے بالکل درست نہیں ہے۔ کیونکہ

- جمہوریت کے نظام سے متعارف اہلِ علم لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ موجودہ جمہوری نظام کی پارلیمنٹ کی اسلام میں کیا حقیقت ہے۔ قادیانیوں کو آئین و قانون کی رُو سے کافر قرار دیا جانا جمہوری جاہلی نظام کا دجل و فریب ہے۔ وہ اس طرح کہ قادیانیت کا شرعی حکم زندیق کا ہے۔ اسلام میں کافر، مرتد اور زندیق 'تینوں کے احکامات فقہی اعتبار سے جدا جدا ہیں۔ جب کہ پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ میں ان کو کافر قرار دے کر ذمی جیسے حقوق دیے گئے ہیں۔ حالانکہ زنادقہ کو ذمیوں والے حقوق کسی صورت نہیں دیے جاسکتے!
- فتنۂ قادیانیت 'قیامِ پاکستان سے سالوں پہلے برِّ صغیر میں انگریزوں کی سرپرستی کے اندر وجود میں آچکا تھا۔ علمائے برِّ صغیر نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا شرعی حکم متفقہ طور پر طے کر دیا تھا کہ یہ شخص مدعی نبوت ہونے کے سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہو چکا تھا۔ رسالتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بنیادی عقائد اور دینی مسلّمات میں سے ہے۔ برِّ صغیر پاک و ہند کے مسلم عوام اس فتنہ سے بخوبی آگاہ ہو چکی تھی۔ اس سب کے باوجود جب یہ مسئلہ ختم نبوت 'پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ میں لے جایا گیا تو وہاں مکمل بحث و مباحثہ میں اِن مدعیانِ نبوت سے اُن کے نظریات کے سچا ہونے کے متعلق دلائل طلب کیے گئے۔ حالانکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر فرمایا کہ **کسی مدعی نبوت سے اس کے سچا ہونے کی دلیل مانگنا بھی عقیدہ ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے۔**
- اسلام میں مسلمانوں کو دیے گئے اجتماعی احکامات کی عملی تنفیذ ''امرِ تعبدی'' ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم حدود اللہ کا نفاذ، اس پر عمل اللہ پاک کی عبادت اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر رب تعالیٰ کی بندگی پر

لانے کی غرض سے کرتے ہیں۔ جب کہ جمہوری جاہلی نظام میں انسانوں کے اجتماعی امور کے متعلق آئین و قانون سازی انسانوں کو انسان کا غلام بنانے اور کفریہ نظام کی بالادستی کو مد نظر رکھ کر کی جاتی ہے، اس میں خداوند کریم و عزیز کی عبادت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ منتخب پارلیمنٹ کا قادیانیوں کو کافر قرار دینا بطور عبادت نہیں بلکہ اپنے تئیں مذہبی انتشار پر کنٹرول کرنے کی غرض سے اپنے انگریز آباؤ اجداد کی پیروی میں گستاخِ رسول کو تحفظ دینا ہے۔

- فتنۂ قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے متعلق اصل بات یہ نہیں کہ عوام الناس کو اس فتنہ کی بابت شناسائی دِلا کر ان کے زندیق ہونے کو منتخب پارلیمنٹ کے ذریعے منوایا جائے۔ قادیانی توہینِ رسالت کے سبب زندیق ہو چکے ہیں، یہ شریعت کا ایک محکم و قطعی فیصلہ ہے، زندیق ہونے کی وجہ سے شریعت کا حکم ہے کہ ایسا آدمی مباح الدم اور واجب القتل ہے۔ اب یہاں ان کو قتل کرنا ہی قاضی، حاکم اور مسلم عوام کی اصل ذمہ داری ہے کہ ایسے لوگوں کے وجود سے صفحہ ہستی کو پاک کیا جائے۔ گو کہ منتخب پارلیمنٹ نے ان کے جرم کی سزا 'سزائے موت' رکھی ہے، لیکن کیا آج تک حکومتِ پاکستان نے اپنے اس قانون پر عمل درآمد کیا ہے؟ دیکھا جائے تو جنھوں نے شریعت کے اس حکم پر عمل کیا اُلٹا اُنہی کو تختہ دار پر لٹکایا گیا، غازی علم الدین سے لے کر عامر چیمہ شہیدؒ اور ممتاز قادری شہیدؒ تک تمام پاسبانِ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غاصب حکومتوں نے قتل کر کے عوام کے سامنے عبرت کا نشان بنانے کی ناکام کوشش کی۔ حتیٰ کہ اسی نظامِ پاکستان نے دشمنانِ رسول اور گستاخانِ رسول کو اپنی تحویل میں لے کر حفاظتی مقامات میں منتقل کیا۔ اس وقت بھی گستاخ آسیہ بی بی سمیت 'اسّی (۸۰) کے قریب گستاخ پاکستانی حکومت کی تحویل میں ہیں۔ اس سال کے شروع میں پاکستان کے اندر گستاخ بلاگرز کا مسئلہ اُٹھا تو ان کو مکمل حفاظتی انتظامات میں باہر کے ممالک بھیج دیا گیا کیونکہ یہ حکامِ وقت بخوبی جانتے ہیں کہ مسلم عوام کے دلوں میں ابھی انتقامِ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ نقش ہے۔
- افواجِ پاکستان، یہاں کے تمام خفیہ ادارے اور حکامِ وقت نے نام نہاد دہشت گردی کی روک تھام کے لیے "نیشنل ایکشن پلان" کے نام سے ایک قانون مرتب کیا۔ اس قانون پر عمل درآمد کرتے ہوئے ملک کے اندر موجود جہاد و قتال سے محبت کرنے والے عوام الناس کو نشانہ بنایا گیا، کچھ کو "سی ٹی ڈی" کے اہل کاروں نے فوج اور دیگر حساس اداروں کے کہنے پر بدترین تشدد کا نشانہ بنا کر جعلی مقابلوں میں قتل کیا، کچھ پر من گھڑت دہشت گردی کے مقدمات بنا کر انسدادِ دہشت گردی کی عدالت میں سالوں کی سزائیں سنائیں اور کچھ تاحال ملٹری انٹیلی جنس اور آئی ایس آئی کی جیلوں میں لاپتہ افراد کی حیثیت سے جبری تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ مختصراً اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ملک کی تمام مشینری حرکت میں ہے۔ دوسری جانب ۱۹۷۴ء میں فتنہ قادیانیت کے خلاف بنائے گئے قانون پر کتنا عمل درآمد ہوا؟ قیامِ پاکستان سے آج تک ختم نبوت کے منکرین کا بجائے قلع قمع کرنے کے اُن کو ہر طرح کا تحفظ دیا گیا۔ ممتاز قادری شہیدؒ کو پھانسی پوری قوم کے سامنے دی گئی۔ پاکستانی گورنمنٹ کے اس تعامل کو سہہ کر بھی پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلہ کو امت کی حقیقی فتح سمجھنا کہاں کا انصاف ہے؟ پاکستانی حکومت کے دو جرائم 'علمائے کرام اور دین پسند عوام کا قتلِ عام اور منکرین ختم نبوت و شاتم رسول کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنا' بالکل واضح کرتا ہے کہ اس غاصب حکومت نے بظاہر قادنیوں کو کافر قرار دے کر امت مسلمہ کے ساتھ دھوکہ وفریب کیا ہے۔ اس قانون کی اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں جو انگریزوں نے برِّ صغیر پر براہِ راست تسلط کے وقت یہاں کے مذہبی معاملات پر کنٹرول کے لیے قانون سازیاں کی تھیں۔ حقیقتاً اس حکومت اور قادیانیوں کے درمیان ایک چیز مشترک ہے، وہ یہ کہ قادیانیوں نے امت مسلمہ کے متواتر اور محکم حکمِ جہاد کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر کے فریضۂ جہاد کو معطل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے جب کہ حکومتِ پاکستان نے عملاً جہاد و قتال کرنے والوں کا قتلِ عام کیا۔ دونوں کا مقصد انگریزی مغربی جمہوری نظام کو معاشرے میں مضبوط کرنا ہے۔

علمائے کرام کا اپنی تقاریر و تحاریر میں بار بار مرزائیت کو کافر کہنے میں آئین و قانون کا حوالہ دینا درست ہے؟

اس سوال کی بنیادی وجہ حالیہ ممبران پارلیمان کے حلف نامہ میں تبدیلی کے بعد میڈیا یعنی اخبارات اور سوشل پلیٹ فارم پر ختم نبوت کے موضوع پر گرما گرم بحثیں ہوئیں۔ معاشرے کے علمائے کرام اور مذہبی طبقات کی جانب سے اس بات پر شدید زور دیا گیا کہ پاکستان کے آئین و قانون میں ان کو کافر قرار دیا ہے لہٰذا حکومت کی جانب سے ایسی حرکات کرنا خود آئین شکنی کرنے کے مترادف ہے۔ قادیانیوں کے کفر پر شرعی نصوص کا حوالہ، علمائے امت کے فتاویٰ جات کا تذکرہ اور ان کے تاریخی جرائم پر تبصرہ بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر دیکھنے کو ملا۔

ہماری اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ پر ہر شے قربان کی گئی۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد سے واپسی پر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب مدینہ واپس لوٹے تو ان کے والد حضرت عمر بن خطابؓ نے ناراضی کا اظہار فرماتے اپنے ان بیٹے کو کہا کہ " تمہارے چچا زید بن خطابؓ شہید ہوگئے، تم کیوں شہید نہیں ہوئے؟ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جواب دیتے فرمایا کہ "اباجان! میں نے اور چچا دونوں نے شہادت کی دعا کی تھی، میرے چچا مستجاب الدعوات نکلے اور وہ شہید ہوگئے"۔

حب الدنیا و کراھیت الموت کے نتیجہ میں مذہبی طبقات میں یہ بیماری عام ہوتی چلی جارہی ہے کہ کسی بھی دینی معاملہ میں سب سے پہلے اپنی ذات اور جماعتوں کے بقا کے بارے سوچا جاتا ہے۔ اسی کے بارے میں مشاورت کی مجالس و محافل قائم کی جاتی ہیں۔ امت مسلمہ کی تمام صلاحیات 'جماعتی و شخصی بقا و وجود پر کھپا دی جاتی ہیں۔ یہی وجہ بنی کہ آج حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ متین کی تضحیک و توہین سرِ بازار ہو رہی ہے، لیکن ہمیں فکر ہے تو یہی کہ بس میری جماعت، میرا مدرسہ باقی رہے گا تو ہی دین کی بقا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت تو یہ سکھلاتی ہے کہ دین کی بقا مسجد و مدرسہ پر منحصر نہیں، دین کی بقا تو خود دین پر عمل کرنے اور اس کو باقی رکھنے میں ہے۔ اسی لیے تو غزوات کی روانگی کے وقت کبھی ابو بکرؓ چلے جاتے، کبھی عمرؓ چلے جاتے، کبھی نبی علیہ الرحمۃ خود بنفسِ نفیس چلے جاتے اور کبھی پورا مدینہ ہی ان ہستیوں کے وجود سے خالی ہو جاتا۔ آج اپنے اور جماعتی وجود کو باقی رکھتے رکھتے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر معذرت خواہانہ لہجہ اپنایا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

فتنۂ قادیانیت کی روک تھام پر آئین و قانون کا حوالہ دینا مذہبی جماعتوں کی جانب سے سیاسی جملہ بازی اور معذرت خوانہ لہجہ کی عکاسی ہے۔ اپنے سیاسی وجود کو دوام دینے اور عوام میں سیاسی مقبولیت کی غرض سے اس کا حوالہ دیا جاتا ہے، وگرنہ شرعی و واقعاتی تناظر میں دیکھا جائے تو ایسے حوالہ جات سے دورِ جدید کے مدعیانِ نبوت کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے ہمیں خود ساختہ سیاست کو چھوڑ کر مسئلہ ختم نبوت کے اصل حل کی جانب امت مسلمہ کی رہ نمائی کرنا ہوگی۔ پچھلی ایک صدی سے فتنۂ قادیانیت دلائل کی دنیا میں زیر ہو چکا، البتہ اپنے نظریاتی تسلط کے حوالے سے یہ فتنہ پچھلی دہائیوں کی نسبت کہیں زیادہ مضبوط ہو چکا ہے۔ ان کی افرادی قوت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے، ان کا موجودہ نظام میں اثر و رسوخ مضبوط تر ہے کیونکہ موجودہ جاہلی و مغربی نظام کے استحکام کے لیے یہود و نصاریٰ کا روافض کی طرح یہ ایک بہترین ٹول [ہتھیار] ہے۔

علمائے کرام کا اپنی تقاریر و تحاریر میں بار بار مرزائیوں کو کافر کہنے میں آئین و قانون کا حوالہ دینا موجودہ غالب جاہلی جمہوری نظام کو مضبوط کرنے کے مترادف ہوگا یا نہیں؟

یہ سوال انتہائی اہم ہے۔ دیکھیں یہ بات تمام مذہبی طبقات میں مسلمہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی بھی جماعت معاشرے میں دینی اقدار کو زندہ رکھنے کی غرض سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں یا غلبہ دین کے لیے جہاد و قتال کا راستہ اپنائیں، اس میں شرعاً دو باتوں یعنی "وہ کام شرعی اصول و ضوابط کے مطابق ہو اور اخلاص کے ساتھ ہو" کا خیال رکھنا لازمی ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز بھی مفقود ہوگئی تو مسلمان کی تمام محنت ضائع ہو جائے گی۔ مسلمانوں کے مغلوبیت اور محکومیت کے اس زمانہ میں ایک تیسری چیز کا خیال بھی لازمی ہے، وہ یہ کہ اپنی تحریک اور دینی محنت کے ثمرات کو پانے اور نتائج کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے کڑی نظر رکھنی ہوگی کہ کیا ہماری اس محنت وجدوجہد کا فائدہ امت مسلمہ کو ہو رہا ہے یا غالب و غاصب کفریہ طاقتوں کو؟ کیونکہ امریکہ اور اس کے حواری و سرپرست یہود نے باقاعدہ ادارے تشکیل دے رکھے ہیں، جو ہمہ وقت یہ سوچ و بچار کرتے ہیں کس طرح اسلام کی حقانیت اور افادیت کو غیر مؤثر کیا جائے اور مسلمانوں کو "امریکی اسلام" سے متعارف کروایا جائے۔

ان اداروں میں سرِ فہرست "رینڈ کارپوریشن" نامی ایک ادارہ ہے۔ اس ادارے کی طرف سے ایک رپورٹ شائع کی گئی جس کا عنوان "مسلمانوں کی گروہ بندی" تھا۔ اس رپورٹ کا مقصد ہی مسلم جماعتوں اور تحریکوں کی معاشرے میں دین کو زندہ رکھنے کی غرض سے کی جانے والی محنتوں کو بے نتیجہ کرنا اور مسلمانوں کو دین کے اُن کاموں میں الجھائے رکھنا ہے، جن سے اُن کے نظامِ حکومت کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہو۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے مقامی حکومتوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ دین کے تمام معاملات حکومت کی سرپرستی میں انجام دیے جائیں تاکہ مسلم جماعتوں کی دعوت کے نتیجہ میں جو افرادِ کار تیار ہوں، ان پر نگرانی کی جا سکے اور اُن دعوتی و عسکری ثمرات کو بے نتیجہ کیا جا سکے جو جاہلی جمہوری نظام کی بالادستی کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا سبب بن سکیں۔ لہٰذا یہ امر پیش نظر رکھنا کہ ہماری دینی محنت و جدوجہد کا فائدہ امت مسلمہ کو ہو رہا ہے یا کفریہ طاقتوں کو 'نہایت ضروری ہے! اس کی بہت سی مثالیں مسلم معاشرے میں ملتی ہیں۔

رینڈ کارپوریشن کی اسی رپورٹ میں مسلمانوں کے ایک گروہ کا تذکرہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں ان کے مذہبی پیشوا علمائے کرام اور منبر و محراب کے خطبا کا گروہ ہے جو اسلام کے "فروعی فقہی مسائل" میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ مذہبی طبقہ آپس کے اختلافی مسائل میں الجھا ہوا ہے۔ انہوں نے موجودہ غالب و غاصب جمہوری نظام کے علم برداروں کو کہا کہ انہیں مزید انہی مسائل میں الجھائے رکھیں اور اس طبقہ کو اُن لوگوں سے دور رکھیں جو دین کے اجتماعی نفاذ یا حکومتی سطح پر دین کے عملی نفاذ کے خواہاں ہیں۔

کیا واقعاتی دنیا میں ایسا نہیں ہے کہ معاشرے میں مذہبی مناظر علمائے کرام ان فقہی فروعی مسائل میں اتنا اُلجھ گئے کہ اسی کو دین کی حقیقی دعوت اور مشن بنا لیا گیا۔ نتیجتاً

جو نفرت وبغض کفار کے لیے رَوا تھا، وہ نفرتیں اور عداوتیں آپس میں جنم لینے لگیں۔ اس کا نتیجہ دینی مدارس میں بقول حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ ''جہاد کو مستحبات سے بھی نچلا درجہ دیا جاتا ہے'' کی صورت میں نکلا۔ لہٰذا اختلافی مسائل میں مدارس اور منبر و محراب کا دعوتی منصوبہ موجودہ کفر و اسلام کی کشمکش میں امتِ مسلمہ کا نقصان اور کفریہ قوتوں کو فائدہ دے گیا۔

مسلم معاشرے میں علمائے کرام کے ایک طبقہ نے اسلامی بنک کاری کا باقاعدہ آغاز کیا تاکہ دورِ جدید کے سودی نظام بنک کاری کی وجہ سے اسلام کے محکم و قطعی حرام سود کی لعنت میں سر تا پا پھنسے ہوئے مسلمانوں کو نجات دِلائی جاسکے۔ جب اسلامی بنک کاری کو عملی طور پر معاشرہ میں رائج کیا گیا تو تین سوالات پیدا ہوئے کہ اسلامی بنک کاری کا شرعی و فقہی حکم کیا ہے؟ ٹیکنیکل زاویہ سے بینکنگ کی زبان و اصطلاح میں اسلامی بنک کاری کا نظام واقعی دیگر بینکوں سے سے الگ وجدا ہے؟ اسلامی بنک کاری کے عملی وجود کے بعد اس کا فائدہ امت مسلمہ کے فائدے میں ہے یا کفار کے اقتصادی نظام کے ستون 'نظامِ بنک کاری' ہی کو اس کا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ مؤخر الذکر سوال کا مختصر ترین جواب یہی ہے کہ علمائے کرام کی یہ سوچ بہت اچھی تھی لیکن اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا اس سے دجالی بنک کاری ہی کو فائدہ پہنچا ہے۔ کیونکہ ہمارے اسلام میں تو بنک کا نظریہ سرے سے نہیں ہے۔ بنک کے وجود کا فلسفہ مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے پیسوں کو جمع کرنا، پھر اس کو محفوظ رکھنا ہے۔ حالانکہ اسلامی اقتصادی نظام کا ایسا نظریہ بالکل نہیں ہے۔ علمائے کرام نے تو اپنی جانب سے ایک اچھی سعی و کوشش کی لیکن اس سعی کا عملی فائدہ سودی بنک کاری ہی کو ہوا کہ لوگوں کے سامنے اُن کے اس نظریہ کی توثیق ہوگئی۔

پاکستان میں کچھ جہادی تنظیمات جہاد و قتال کی عبادت حکومتی اسٹیبلشمنٹ کی سرپرستی میں بھی کرتی ہیں، جہادِ کشمیر اور سابقہ جہادِ افغانستان میں کثرت سے ایسی تنظیمیں موجود رہیں۔ اگر ان جہادی جماعتوں کے داخلی معاملات کو دیکھا جائے تو شرعی اصول و ضوابط کا خیال حتی الامکان رکھا جاتا ہے، ان کے کارکنان کے اخلاص کو دیکھا جائے تو اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن حکومتی حساس اداروں کی سرپرستی کی وجہ سے یہ جماعتیں اپنے ساتھیوں کے جانب سے دی گئی قربانیوں کے ثمرات سے محروم ہو جاتی ہیں۔

اس مختصر سی تفصیل کو پیشِ نظر رکھ کر دیکھا جائے تو ''علمائے کرام کا اپنی تقاریر و تحاریر میں بار بار مرزائیت کو کفر کہنے میں آئین و قانون کا حوالہ'' دینے سے بالآخر نظامِ جمہوریت ہی کو تقویت ملتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان 'انگریزی کفریہ سلطنت کا ایک تسلسل ہونے کی وجہ سے غیر اسلامی سلطنت ہے، یہاں کے ایوانوں میں قرآن و سنت سے متصادم قوانین وضع کیے جاتے ہیں، یہاں کی عدالتوں کا نظام برطانوی عدالتوں کے کفری نظام سے ماخوذ ہے۔ اس سب کے باوجود پاکستان کو اسلامی سلطنت باور کروایا جاتا ہے۔

جب اسلامی ہونے کی دلائل اور کارنامے بتلائے جاتے ہیں تو دو باتوں پر خاص زور دیا جاتا کہ ''پاکستان کے قراردادِ مقاصد اسلامی ہیں دوسرا یہ کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے''۔ حالانکہ پاکستانی حکومت ان دو چیزوں کا لبادہ اوڑھ کر داعیانِ دین پر قیامت خیز مظالم ڈھا چکی ہے۔ انہوں نے اجتماعی فقہی احکامات کو پسِ پشت ڈال کر ارسطو کے نظریہ ریاست کو اپنا کر قطعی کفریہ افعال کا ارتکاب کیا۔ عوام الناس کی نگاہوں سے اپنے کفری افعال اور جرائم کو اوجھل رکھنے کے لیے قراردادِ مقاصد اور قادیانیوں کے حوالے سے پارلیمنٹ کے اس فیصلہ کو آڑ بنالیا جاتا ہے۔ جب بھی ہمارے مذہبی طبقات کی جانب سے بھی مرزائیت کے کفر پر آئین و قانون کا حوالہ دیا جائے تو مزید حکومت کے مظالم اور جرائم پر پردہ ڈلتا چلا جاتا ہے۔ عوام کو یقین ہونے لگتا ہے کہ حکومت اپنے مکروہ کارناموں میں سچی ہے۔ یہی وجہ ہے جب وقت کی جابر و غاصب حکومت کے افعال کو علمائے سو کے فتووں کا سہارا ملنے لگے تو حق کو سمجھنا اور اہلِ حق علمائے کرام تک رسائی' سادہ لوح عوام کے لیے مشکل ترین ہو جاتی ہے۔ پچھلی سطور میں واضح ہو چکا کہ مسئلہ ختم نبوت کو پارلیمنٹ لے جانے کی تاریخی و شرعی حیثیت کیا ہے؟ پاکستان کے آئین کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس تلخ حقیقت کو بھی سمجھنا لازمی ہے۔

چند سال پہلے کی بات ہے کہ پاکستان کے آئین پر بحثیں ہو رہی تھیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟ میڈیا کے تمام ذرائع ابلاغ اس کے اسلامی ہونے پر بھرپور زور دے رہے تھے۔ دوسری جانب مذہبی طبقات میں بھی اس کے متعلق گرم گرم بحثیں ہونے لگیں، بہت سے علمائے کرام نے بھی اس کے اسلامی ہونے پر دلائل دینا شروع کیے، سب سے بڑی دلیل یہی بتلائی گئی کہ چونکہ قراردادِ مقاصد کا دیباچہ امت کے علمائے حق نے مرتب کیا ہے، اس لیے اس کے اسلامی دستور و آئین ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ عوامی حلقوں میں یہ دلیل مضبوط مانی گئی کہ دستور میں یہ بات لکھی ہوئی کہ ''حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی''۔

یہ بحثیں چل رہی تھیں کہ اسی دوران دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے شاگردِ رشید بزرگ پاکستانی عالمِ دین کے پاس کچھ علمائے کرام ملاقات و زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس مبارک مجلس میں پاکستان کے آئین اور دستور پر گفتگو ہونا شروع ہوئی تو ایک عالمِ دین نے کہا کہ ہمارا آئین اسلامی ہے۔ قاری محمد طیب صاحبؒ کے ہونہار شاگرد فوراً متوجہ ہوئے، فرمانے لگے کہ ''آپ کو کس نے کہا کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے؟'' پھر حضرت فرمانے لگے کہ

''جس وقت حکام کی طرف سے پاکستان کے آئین کو ترتیب دے کر دستخط کے لیے علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا گیا تو اس وقت مَیں بھی موجود تھا۔ صورتِ حال یہ بن گئی کہ علمائے کرام نے اس آئین کا مطالعہ کیا تو معلوم پڑا کہ یہ تو خالصتاً کفر ہے، اگر ہم نے اس پر دستخط کر دیے تو ہمارا ایمان چلا جائے گا، ہمارے نکاح ٹوٹ جائیں گے۔ پھر علمائے کرام نے خوب غور و فکر کے بعد ایک ملغوبہ سا بنا کر حکومتِ پاکستان کو دیا، جس میں بس یہ خیال رکھا گیا کہ کسی طرح اپنے ایمان کی حفاظت کیا جائے''۔

لہٰذا پاکستانی دستور و آئین کو اسلامی سمجھنا درست نہیں ہے۔ عوامی حلقوں کی دلیل کہ دستور میں یہ بات لکھی ہوئی کہ ''حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو گی'' کا تاریخی جواب مختصر یہ ہے کہ دستور میں یہ عبارت لکھ کر پاکستان کے عوام کے ساتھ دھوکہ کیا گیا، تقسیم ہند میں ہونے والی عظیم قربانی کے ساتھ سنگین غداری کی گئی، قیامِ پاکستان کے حق میں علما کی طرف سے جاری کیے گئے فتاویٰ جات اور ان کی عملی جدوجہد پارلیمنٹ کی ردی کی ٹوکری میں ڈال دی گئی۔

شرعی جواب یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان میں ایمان کی تمام باتیں موجود ہوں، لیکن ایک فی صد بھی کفرِ قطعی ہو تو علمائے کرام کی متفقہ رائے کے مطابق وہ شخص دائرہ اسلام سے نکل دائرہ کفر میں چلا جاتا ہے۔ ایک شخص کہے کہ مَیں اسلام کی تمام باتوں پر ایمان لاتا ہوں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتا تو یقیناً یہ آدمی ختمِ نبوت کا منکر ہونے کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح پاکستان کے دستور و آئین میں یہ عبارت لکھ کر اسلام کی تمام باتوں پر اجمالی ایمان لانے کا اعتراف تو ہے مگر ایک کفرِ قطعی نہیں، بلکہ درجنوں کفریہ اقوال و افعال یعنی کفر بواح اِن سے سرزد ہونے کی بنا پر حکومت و افواج دائرہ اسلام سے نکل چکے ہیں۔ ان کے کفریات کی صرف دو مثالیں ذہن نشین رکھیں۔

اولاً: قیامِ پاکستان سے آج تک قدرت کے باوجود اس سرزمین پر شریعت کا نفاذ نہیں کیا گیا۔ یہاں تو نئے کاغذ پر جدید پُرفریب تعبیرات کے ساتھ پرانے انگریزی نظامِ حکومت کے تسلسل کو باقی رکھا گیا۔ پاکستان کے غیر اسلامی سلطنت ہونے میں کسی کو کوئی شبہ نہیں، وہ الگ بات ہے کہ حکومتی جبر کے نتیجہ میں اپنی جان اور جماعتی مفادات کے حصول کی خاطر کچھ مذہبی و غیر مذہبی لوگ پاکستان کو اسلامی ریاست باور کرواتے ہیں۔ جبر و ظلم کے شکار مجبور ایسے شخص کے موقف کو تسلیم کرنا شاید جہالت سے کم نہ ہو گا۔

ثانیاً: دنیا میں امریکہ اور اہلِ اسلام کے مابین ہونے والے کفر و اسلام کے عین معرکہ کے وقت یہ حکومت 'کفار کی صفوں کا حصہ بنی، اس حکومت نے امریکی ایما پر مجاہدین کا قتلِ عام اس نیت سے کیا کہ وہ ان کے جبری مسلط کیے ہوئے جمہوری نظام کے مدمقابل حقیقی اسلامی شرعی نظام کے خواہاں ہیں۔ علمائے کرام کی کتب کی طرف مراجعت کی جائے تو یہ اصول معلوم ہوتا ہے، اگر کوئی شخص کسی مؤمن کو مؤمن سمجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کا ایمان جاتا رہا۔

واقعاتی جواب یہ ہے کہ پاکستان کا دستور اپنی مذکورہ عبارت کی وجہ سے اسلامی ہے تو اس پر عمل درآمد کتنا ہوا؟ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک یہودی یا نصرانی کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ مسلمان ہے کیونکہ اس کے گھر میں قرآنِ پاک ہے۔ اہلِ ایمان میں سے کوئی بھی اِس شخص کے مسلمان ہونے کو تسلیم نہیں کرے گا۔ آئینِ پاکستان کے اسلامی ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ آئین و دستورِ پاکستان اسلامی ہے کیونکہ اس کی پارلیمنٹ میں ایک ایسی کتاب موجود ہے، جس میں لکھا ہے کہ حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو گی۔ یعنی کفرِ بواح کی مرتکب حکومت کے آئین کو فقط دستور میں لکھی گئی اس عبارت کی بنیاد پر اسلامی کہنا' مثال میں ذکر کیے گئے یہودی و نصرانی کو مسلمان کہنے کے مترادف ہو گا۔

☆☆☆☆☆

''وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ :ڈرو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں (سورۂ حجرات)... کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرمالیں گے؟ کیا فقط جلوس نکالنا، ٹائر اور پتلے جلانا، مغربی ممالک کے جھنڈوں کو پاؤں تلے روندنا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے کافی ہو گا؟ روزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی اور ہم انہی بے فائدہ تماشوں میں لگے رہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا عمل کچھ اور تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا من لی بھذا الخبیث کی نبوی پکار کا جواب یونہی دیا جاتا ہے؟ اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہودیہ 'گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق و غرب میں بکھری امت، مٹھی بھر گستاخوں کی گردنوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر کاٹ کر بارگاہِ نبوی سے أفلحت الوجوہ کی دعا کا مستحق بنے؟''

مولانا مثنیٰ حسان حفظہ اللہ

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی سزا

مولوی محمد مرتضیٰ صدیقی

ناموس رسالت قرآن مجید میں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ ایذا بھی اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں۔ سورۂ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ (الاحزاب:۵۳)

"اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرماتا ہے"۔

اسی طرح آگے ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا

"اور تمہیں یہ حق نہیں کہ تم رسول اللہ کو اذیت دو اور نہ تمہارے لیے ہمیشہ کے لیے یہ جائز ہے کہ ان کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد نکاح کرو، بے شک اللہ کے ہاں یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔

پہلی آیت حضرت زینبؓ کے ساتھ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اس وقت نازل ہوئی لوگ ولیمہ کھانے کے بعد دیر تک محو گفتگو رہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ بار ہو رہا تھا، تنبیہ کی گئی کہ کھانے کے بعد گپ شب کی محفلیں نہ سجائیں بلکہ منتشر ہو جائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا سبب ہے۔

دوسری آیت مبارکہ میں عام الفاظ میں ایسے ہر قول و فعل کو حرام کر دیا گیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا و تکلیف پہنچے، اس کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی وفات کے بعد کسی کا نکاح حلال نہیں، اس حکم میں جہاں اور بہت سی حکمتیں ہیں وہیں یہ بات بھی ہے کہ طبعی طور پر پر کوئی شوہر اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی دوسرے کے نکاح میں جائے مگر اس طبعی خواہش کا پورا کرنا شرعاً ضروری نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طبعی خواہش کا بھی حق تعالیٰ نے احترام فرمایا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی اعزاز ہے۔ (معارف القرآن)

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں وہ برباد ہو جائے:

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کے سلسلہ کا آغاز فرمایا تو کوہِ صفا پہ چڑھ کر اپنے قبیلہ قریش کے لوگوں کو آواز دی جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے توحید کی بات ان کے سامنے رکھی تو ابولہب نے کھڑے ہو کر کہا تباً لك أَلِهٰذا جمعتنا ہلاکت ہو تیرے لیے کیا تو نے ہمیں اس کے لیے جمع کیا تھا، اور آپ کو مارنے کے لیے ایک پتھر اٹھا لیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا غزوہ بدر کے ساتھ روز بعد اس کے طاعون کی گلٹی نکلی جس کو عرب 'عدسہ' کہتے ہیں۔ مرض دوسرے لوگوں کو لگ جانے کے خوس سے سب گھر والوں نے اس کو الگ ڈال دیا یہاں تک کہ اسی بے کسی کی حالت میں مر گیا اور تین روز تک اس کی لاش یوں پڑی رہی۔ جب سڑنے لگا تو مزدوروں سے اٹھوا کر دبو دیا۔ انہوں نے ایک گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اس کی لاش کو گڑھے میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر بھر دیے"۔

(معارف القرآن)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہی بے نام و نشان ہو گا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

"کفار مکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نرینہ اولاد نہ رہنے کی وجہ سے ابتر ہونے کے طعنے دیتے تھے یا دوسری وجوہ سے آپ کی شان میں گستاخی کرتے تھے ان کے جواب میں سورۂ کوثر نازل ہوئی۔ جس میں ان کے طعنوں کا جواب بھی ہے کہ صرف اولاد نرینہ کے نہ رہنے سے آپ کو مقطوع النسل کہنے والے حقائق سے بے خبر ہیں۔ آپ کی نسبی نسل بھی ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں تا قیامت باقی رہے گی اگرچہ دختری اولاد سے ہو اور نسل معنوی یعنی آپ پر ایمان لانے والے مسلمان جو در حقیقت نبی کی اولاد معنوی ہوتے ہیں وہ تو اس کثرت سے ہوں گے کہ پچھلے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی امتوں سے بھی بڑھ جائیں گے۔ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور مکرم و معظم ہونا بھی مذکور ہے"۔ (معارف القرآن)

قرآن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا پول کھول دیا:

ولید بن مغیرہ نامی کافر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ کہے تو قرآن کریم نے سورۃ القلم میں اس کی نو کلمات میں برائیاں بیان کیں فرمایا:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القلم:۱۰۔۱۳)

یعنی یہ بدبخت کافر نو (۹) بدصفات کا حامل ہے:

حلّاف: قسمیں کھانے کا عادی ہے، مھین: بے قدر اور ذلیل آدمی ہے۔ ھماز: طعنہ دینے کا عادی ہے، ہاتھ زبان، کسی بھی ذریعہ سے طنز و تشنیع کا خوگر ہے۔ مشاء بنمیم: چغل خور آدمی ہے۔ مناع للخیر: کنجوس اور بخیل ہے۔ معتد اثیم: اور زیادتی میں حدیں پھلانگنے والا۔ اثیم: گناہ کرنے والا۔ عتل: بد مزاج، بد خلق، فحش گو، ذلیل، کمینہ۔ زنیم: یہ حرامی آدمی ہے۔ علامہ آلوسی (رح) لکھتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو قریشی کہتا تھا حالانکہ ان میں سے نہیں تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک آدمی نے بیٹے ہونے کا زبانی دعویٰ کیا۔ (روح المعانی) آپ دیکھیں کہ گستاخ رسول کے خلاف قرآن کریم کا لب و لہجہ کتنا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ذات ہے لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ گستاخی و تکلیف گوارا نہیں!!!

دین میں طعن کرنے والے کے ساتھ قتال کا حکم:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ (توبہ: ۱۲)

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ومن ھاھنا أخذ قتل من سب الرسول صلوات اللہ علیه و سلامه او من طعن فی دین الاسلام او ذکرہ بتنقیص

"اس آیت سے شاتم رسول کے قتل کا ثبوت ہے اس طرح جو دین اسلام کی کسی بات کی تحقیر یا تنقیص کرے"۔

دردناک عذاب:

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ...... وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبۃ: ۶۱)

منافقین میں سے بعض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ وہ تو سراپا کان ہیں۔ (یعنی ہر ایک کی بات سن لیتے ہیں اور قبول کر لیتے ہیں) اس گستاخانہ بات پہ یہ اعلان ہوا کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

تکلیف دینے والوں پہ لعنت:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب: ۵۷)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت میں ملعون کر دیا اور ان کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

تفسیر عثمانی میں ہے:

"اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا سبب نہ بنیں بلکہ ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کریں۔ جس کی ایک صورت صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہے۔ اب بتلایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔ گویا دو عذابوں کا اعلان ہے (۱) دنیا و آخرت میں ملعون ہونا۔ (۲) ذلت آمیز عذاب جس کی کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے۔ (گستاخوں کا انجام دیکھ لیں تاریخ میں)"۔

آوازیں پست رکھو:

سورۃ حجرات آیت ۱ تا آیت ۵ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک مجلس ہونے والوں کو آداب بتلائے گئے ہیں:

- اللہ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر کسی معاملے میں سبقت نہ کرو۔
- اپنی آوازیں پیغمبر سے اونچی نہ کرو۔
- ان سے اس طرح بات چیت مت کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔
- جو لوگ اللہ کے رسول کے سامنے پست آواز رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا، ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔
- جو لوگ حجرے سے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں۔

ملاحظہ: غور کرنے کی بات ہے کہ آپ کے روبرو اونچی آواز میں بات چیت اور بے گفتگو کی بنا پر حبطِ اعمال (اعمال کے برباد ہونے) سے ڈرایا گیا ہے جو شخص گستاخی کا مرتکب ہو جائے اس کے بارے میں غضب الٰہی کا آپ خود ہی اندازہ لگائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم کرو:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء: ۶۵)

"پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے فیصلہ کرا دیں پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کر لیں"۔

حضرت مفتی اعظم، مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علو مرتبت کے اظہار کے ساتھ آپ کی اطاعت جو بے شمار آیات قرآنیہ سے ثابت ہے اس کی واضح تشریح بیان فرمائی۔ اس آیت میں قسم کھا کر حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک مؤمن یا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو ٹھنڈے دل سے پوری طرح تسلیم نہ کرے کہ اس کے دل میں بھی اس فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائی جائے"۔(معارف القرآن)

گستاخوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے:

وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (المجادلۃ:۸)

"جب تمہارے پاس آتے ہیں تو تمہیں اس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام نہیں کیا، ان کے لیے جہنم ہی کافی ہے، اسی کو وہ ایندھن بنیں گے، بڑا ہی برا انجام ہے ان کا"

یہودیوں کا دستور تھا کہ وہ "السلام علیکم" کے بجائے "السام علیکم" کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے، جس کے معنیٰ موت کے آتے ہیں، اس پر یہ تنبیہ نازل ہوئی کہ ایسے گستاخوں کا انجام جہنم ہی ہے اور بد انجام کے حقدار ہیں۔

یہ تو چند آیات "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ورنہ حقیقت میں غور کیا جائے تو قرآن کریم کی ہر سطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی گواہی دیتی ہے اور اس معاملہ میں قرآن کریم کا لب ولہجہ اس مسئلہ کی حساسیت اور نزاکت کو ظاہر کرتا ہے۔ ان تمام آیات کو بغور پڑھنے کے بعد ایک منصف مزاج انسان اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسالت کے مقام کے حاملین کا بہت بلند مقام ہے جو آدمی اس منصب کے حاملین میں سے کسی کی شان میں تنقیص، تحقیر، طنز و تشنیع کا کوئی جملہ کہتا ہے تو وہ حقیقت میں اس عظیم منصب کی توہین کرتا ہے جس پر غیرت الٰہی جوش مارتی ہے اور ایسے کمینے رذیل آدمی کے لیے سخت سے سخت سزا کا اعلان کرتی ہے جیسا کہ آپ نے آیات کے مفاہیم سے اندازہ لگالیا ہو گا۔

گستاخ رسول کی سزا احادیث طیبہ کی روشنی میں:

کعب بن اشرف کا قتل:

غزوۂ بدر کی فتح سے کعب بن اشرف نامی یہودی سردار کو بڑا صدمہ ہوا۔ اس نے اپنے غصہ کو نکالنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ، طنزیہ اشعار کہنا شروع کر دیے۔ پاک باز مسلمان عورتوں کے بارے میں عشقیہ اشعار کہنا شروع کر دیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی طور پر بہت تکلیف پہنچی۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کعب بن اشرف کے قتل کے لیے کون تیار ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ یہ سن کر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی اور اس کام کے لیے کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی ابونائلہ، عباد بن بشر ابوعیسیٰ بن جبیر کو شریک کیا۔ آپ نے انہیں بقیع الغرقد تک چھوڑا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ قرض لینے کے بہانے کعب بن اشرف کے پاس گئے اور اس کی خوشبو کی تعریف کی پھر سر کی خوشبو سونگھنے کے بہانے اسے مضبوطی سے پکڑا اور ساتھیوں کو مدد کے لیے پکارا۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خود اپنا چھوٹا خنجر اس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور اس کا سر کاٹ کر واپس لوٹے۔ اخیر شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہیں فوراً ارشاد فرمایا: "افلحت الوجوه" ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوگئے۔ ان لوگوں نے جواباً عرض کیا ووجهك یا رسول الله! (اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک اے اللہ کے رسول) بعد ازاں کعب بن اشرف کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم، سیرۃ المصطفیٰ تلخیص)

قاضی عیاض رحمہ اللہ الشفاء میں اس واقعہ سے متعلق لکھتے ہیں:

ووجه الیه من قتله غیلة دون دعوة بخلاف غیره من المشرکین وعلل بأذاه له فدل ان قتله ایاه لغیر الاشراك بل له لأذی (ص۱۳۷)

"آپ نے اپنی عادت شریفہ کے برعکس پیشگی دعوت و تنبیہ کے بغیر بہت ہی خفیہ اور راز داری کے طریقہ سے اس کا کام تمام کر دیا۔ جب کہ دیگر کفار و مشرکین میں سے کسی کو آپ نے اس طریقے سے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا اور اس کی قتل کی وجہ خود بیان فرمائی کہ "فانه یؤذی الله ورسوله" کہ اس نے تکلیف پہنچائی ہے تو آپ کا اس کو قتل کروانا دراصل اسی تکلیف پہنچانے کی وجہ سے تھا"۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا ادریس کاندھلوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"قتل کا سب سے قوی سبب آپ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور سب و شتم اور آپ کی ہجو میں اشعار کہنا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں اس پر مفصل کلام کیا ہے"۔(سیرۃ المصطفیٰ جلد اول)

ابو رافع یہودی کا قتل:

ابورافع بھی ایک یہودی مال دار تاجر تھا، گستاخِ رسول اور دین اسلام کا کٹر دشمن، کعب بن اشرف کو چونکہ قبیلہ اوس کے لوگوں نے ٹھکانہ لگایا تھا اس لیے قبیلہ خزرج کے لوگوں نے گستاخِ رسول کو ٹھکانہ لگانے کی سعادت میں مسابقت سے کام لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابورافع گستاخ کے قتل کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی اجازت دے دی، عبد اللہ بن عتیک کی سرکردگی میں چند انصار صحابہ کرام نے جاکر اسے قتل کر دیا۔ واپسی میں بلندی سے نیچے گر کر حضرت عبد اللہ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ٹوٹی ہوئی ہڈی پر لعاب دہن لگایا تو وہ زخم ایسا بھر گیا گویا کبھی زخم لگا ہی نہیں تھا۔

قاضی عیاض اس واقعہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وکان یؤذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ویعین علیہ (الشفاء:۲۳۱)

''عبد اللہ رافع آپ کو ایذاء دیتا تھا اور اس بارے میں لوگوں کی مدد کرتا تھا''۔

ابن خطل گستاخ کا انجام:

ابن خطل نامی گستاخ آپ کی شان میں ہجو کرتا اور اپنی دو لونڈیوں کو بھی اس جرم میں شریک کر لیا کرتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن تشریف لائے تھے تو کفار و مشرکین کو عام معافی دی اور اس کا اعلان بھی کروایا، اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے ابن خطل کو اپنے ہاتھوں انجام تک پہنچایا جب کہ اس نے خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر پناہ لی ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا گستاخ کو قتل کرنا:

ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: من یکفینی عدوی کہ میرے دشمن کو کون ٹھکانے لگائے گا؟ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ سعادت انجام دوں گا، چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔(الشفاء:۲۳۱)

بوڑھے شاعر کو قتل کرنا:

ابو عفک بوڑھے گستاخ شاعر کو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی لیا اور خواہش پہ اپنے انجام تک پہنچایا (سیرت احمد مجتبیٰ بحوالہ مجلہ المصطفیٰ)

نابینا صحابی کا گستاخ عورت کو قتل کرنا:

ایک یہودی شاعرہ عصماء نامی عورت کے گستاخانہ اشعار اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں تکلیف دہ حرکات پہ عمیر بن عدی نامی نابینا صحابی نے اسے قتل کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کی۔(سیرت احمد مجتبیٰ بحوالہ مجلہ المصطفیٰ)

نابینا صحابی کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

ایک نابینا صحابی کی باندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتی تھی، صحابی نے اسے روکا وہ باز نہ آئی، ایک رات وہ شان اقدس میں گستاخی کرنے لگی تو اس صحابی نے اسے قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (الشفاء:۲۳۱)

کوئی سزا نہیں دی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا کھونٹ کر قتل کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا کہ اس کی کوئی سزا نہیں۔(سنن ابی داود کتاب الحدود)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا گستاخ کو قتل کرنا:

قاضی عیاض الشفاء میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میرے دشمن کو ٹھکانے لگائے؟؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''میں یہ خدمت انجام دوں گا''۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو قتل کر دیا۔

گستاخوں کے علاوہ سب کو معافی دی:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن قتال کرنے سے منع فرمایا سوائے ان چھ مردوں اور چار عورتوں کے جو آپ کو ایذا پہنچاتے تھے۔ حالانکہ آپ نے جنگ میں عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا تھا۔(مدارج النبوۃ)

اجماع امت:

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''الشفاء'' میں تحریر فرماتے ہیں:

اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی الله علیه و سلم یقتل(ص:۲۱۷)

لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلما (ایضاً)

ولانعلم خلافا فی استباحة دمه بین العلماء الأمصار و سلف الأمة و قد ذکر غیرواحد الاجماع علی قتله و تکفیره (ایضاً)

ان جیسی تمام عبارتوں کا حاصل یہی ہے کہ گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے اور کافر ہو جانے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

''واما من سب الله تعالیٰ او النبی صلی الله علیه و سلم او احدا من الملائکة او الانبیاء فان کان مسلما قتل اتفاقا''

”اگر کوئی مسلمان شانِ رسالت میں گستاخی کرے تو بالاتفاق قتل کر دیا جائے گا“۔

ائمہ اربعہ کا مذہب:

علامہ ابن تیمیہ (رح) لکھتے ہیں:

ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر و یقتل وھو مذھب الائمة الاربعة (الصارم المسلول)

گستاخ اگر مسلمان ہو تو وہ کافر ہو جائے گا اور قتل کر دیا جائے گا یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔

مالکیہ، حنابلہ کا مسلک:

حضرات مالکیہ، حنابلہ کا ظاہر مذہب یہی ہے کہ گستاخِ رسول اگرچہ توبہ کرے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ البتہ جو توبہ کر لے اسے بطور حد و سزا کے قتل کیا جائے اور جو توبہ نہ کرے اسے مرتد ہونے کی بنا پر قتل کیا جائے گا۔ دنیا میں اس کی توبہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دے گی ایک قول کے مطابق حضرات حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ (وفی المجموع شرح المھذب: ص ۱ ج ۲۴)

ذھب الحنفية و المالكية و ظاھر مذھب احمد و ھوقول ابن تیمیة ان ساب الرسول یقتل تاب او لم یتب و لکنھم فرّقوا بین التائب و غیر التائب فقالوا التائب یقتل حدّاً و غیر التائب یقتل کفراً۔ فالتوبة علیٰ ھذا لاتدرأعن ساب الرسول علیه الصلوٰة والسلام الحد فی الدنیا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ، ظاہریہ اور حنفیہ کا راجح مذہب یہ ہے کہ اگر گستاخ توبہ کرے تو اس سے سزا ساقط ہو جائے گی۔

وفیه ایضاً: ذھب الیه اصحابنا الشافعیة والظاھریة و روایة عن احمد و قول للحنفیة ان حکم ساب الرسول صلی الله علیه و سلم حکم المرتد فان لم یتب و الاقتل۔ (ص ۱۷ ج ۲۴)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی جامع عبارت:

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جامع الفاظ میں شرعی سزا کی تشریح فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

والحاصل انه لاشك و لا شبھة فی کفر شاتم النبی صلی الله علیه و سلم و فی استباحة قتله وھو المنقول عن الائمة الأربعة و انما الخلاف فی قبول توبته اذا اسلم فعندنا وھو المشھور عند الشافعیة القبول و عند المالکیة و الحنابلة عدمه

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے کے کافر ہو جانے اور واجب القتل ہو جانے میں کوئی شک و شبہ نہیں، یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ اس کی (دنیا میں) توبہ قبول ہو گی یا نہیں جب کہ وہ دوبارہ مسلمان ہونا چاہے، قتل کی سزا سے بچے گا یا نہیں؟ ہمارے یعنی احناف اور شوافع کے مشہور اور راجح مذہب کے مطابق توبہ قبول ہو گی، لیکن حضرات مالکیہ اور احنابلہ کے مشہور اور راجح مذہب کے مطابق دنیا میں اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی ہر صورت میں قتل کیا جائے گا“۔

وضاحت:

احناف اور شوافع کے ہاں توبہ قبول ہونے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ توبہ کے بعد اسلامی مملکت کا حاکم اپنی صواب دید سے کوئی سزا یا تعزیر جاری نہیں کر سکتا، بلکہ تعزیر کا باب اگر اس بات کی اجازت دے اور حکمت و مصلحت کا تقاضا یہی ہو کہ اگر گستاخوں کی توبہ قبول کرنے سے گستاخوں کو چھوٹ مل رہی ہو، ان میں بے باکی اور جرأت و جسارت بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو حضرات حنفیہ کے ہاں حاکم اپنی صواب دید سے کوئی سزا بھی جاری کر سکتا ہے اگر ایسے لوگوں کو قتل کرنا ہی عین مصلحت ہو تو قتل بھی کر سکتا ہے اگرچہ وہ توبہ کر لیں۔ تاکہ گستاخی کا دروازہ بند رہے اور کوئی ایسی جرأت نہ کر سکے۔

وفی حاشیة ابن عابدین رحمة الله علیه مطلب یکون التعزیر بالقتل (کتاب الحدود)

أن له ان یعزّر بالقتل فی الجرائم التی تعظمت بالتکرار و شرع القتل فی جنسھا ولھٰذا افتی اکثرھم بقتل من اکثر من سب النبی صلی الله علیه و سلم من اھل الذمة و ان اسلم اخذہ و قالوا یقتل سیاسة

یااللہ! یارحمن یارحیم! ہمیں شانِ رسالت میں ہر قسم کی گستاخی سے محفوظ و مأمون فرما اور یا اللہ! آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ دندناتے پھر رہے ہیں انہیں اپنی پکڑ میں لے لے۔ اور ہم کمزور و ناتواں لوگوں کو یہ سعادت نصیب فرما کہ ہم ان سے عبرت ناک انتقام لے سکیں۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆☆☆

”مغربی نظام تعلیم جب کسی مسلمان سوسائٹی میں نافذ کیا جائے گا تو اس سے ابتداءً ذہنی کشمکش، پھر اعتقادی تزلزل، پھر ذہنی اور بعد میں (الاماشاءاللہ) دینی و فکری ارتداد قدرتی ہے“۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

غمِ خاتمُ النّبیین
حجاج لائے ہیں آبِ زمزم
لانا تھا آقا کے دین کا غم
جو غم صحابہ کی زندگی تھی
وہ غم سے واقف نہ ہو سکے ہم
وہ غم ندائے رسولِ اطہر
وہ غم ادائے صدیقِ اکبر
وہ غم مُصفّٰا وہ غم مُعطر
وہ غم ایماں کو کرے مُنور
وہ غم غمِ دو جہاں سے بہتر
وہ غم بقائے اولادِ آدم
وہ غم زبانِ نبی پہ جاری
وہ غم گساروں پہ فضلِ باری
وہ غم سکھائے وفاشِعاری
وہ غم شیاطیں پہ ضربِ کاری
وہ غم میں گزرے حیات ساری
وہ غم کا مرکز تھا دارِ ارقم
وہ غم دوا ہے وہ غم شِفا ہے
وہ غم تو نُسخۂ کیمیا ہے
وہ غم مثالوں سے ماورا ہے
وہ غم طلب والوں کو مِلا ہے
وہ غم صحابہ کا راستہ ہے
وہ غم شکستہ دلوں کا مرہم
وہ غم ہی تفسیرِ مُصطفٰے ہے
وہ غم ہی تصویرِ مصطفٰے ہے
وہ غم ہی تاثیرِ مصطفٰے ہے
وہ غم ہی تقریرِ مصطفٰے ہے
وہ غم ہی تکبیرِ مصطفٰے ہے
وہ غم کو مانگو خدا سے ہر دم
وہ غم نبی پہ ہوا ہے نازل
وہ غم کا غمگیں ولیِ کامل
وہ غم بھنور میں اُمیدِ ساحل
وہ غم ہو مولا ھدھد کی منزل
ھدھد الہ آبادیؔ

جمہوریت کا کارنامہ........ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جانا

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ معروف مجاہد عالمِ دین اور جماعۃ قاعدۃ الجہاد برِّ صغیر کے امیر حضرت مولانا عاصم عمر صاحب حفظہ اللہ نے جمہوریت کے موضوع پر لکھی اپنی معتدل تصنیف "ادیان کی جنگ دینِ اسلام یا دینِ جمہوریت" میں قرآن وسنت کے نصوص، قدیم ومتاخرین فقہائے کرام اور برصغیر کے ماضی قریب کے علمائے حق کی عبارات کی روشنی میں اس سوال کو حل کیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں اہلِ جہاد کی جانب سے شروع کی گئی مبارک جہادی تحریکیں اور علمائے جہاد کی تحریرات امتِ مسلمہ کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہیں کیونکہ غالب وغاصب جمہوری ظلم وجبر کے شکار ہونے کے نتیجہ میں بہت سے دینی معاملات پر دین کی حقیقی تشریحات کو بیان کرنے سے سرمو انحراف کیا گیا تو اس جبری ماحول میں انہی مجاہدین کے علمائے کرام نے اپنے سابقہ اسلاف کی اقتداء میں دین کو اپنی اصل شکل میں باقی رکھا اور اس کے لیے ہر طرح کی قربانیاں دینے میں تمام مادی منافع پر اپنی آخرت ہی کو مقدم رکھا۔ فللّٰہ الحمد! (ادارہ)

جو لوگ جمہوریت کے ذریعے اسلامی نظام لانے کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ہم نے اس نظام میں شامل ہو کر قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا ہے۔ اسی طرح ایک دن ہم اسلامی شریعت بھی نافذ کرلیں گے۔ قادیانیوں کو کافر قرار دیے جانے کو مذہبی سیاسی قوتوں کا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے اور اس کو جمہوریت کے ذریعہ اسلام لانے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیوں کے خلاف چلنے والی اس تحریک میں جن حضرات نے بھی حصہ لیا، ان کی نیت اچھی تھی اور ان کا مقصد قادیانی فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا تھا، لیکن اس نظام کو چلانے والے مکار کارندوں نے یہاں بھی علما کو دھوکہ دینے کی کوشش کی اور قادیانیوں کو بچانے کے لیے اپنے شیطانی ذہن کو کام میں لائے۔

اس سلسلے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قادیانی، اسلام کی رو سے کافر اصلی ہیں، مرتد یا پھر زندیق؟ اہلِ علم حضرات جانتے ہیں کہ اسلام میں یہ تینوں اصطلاحا الگ الگ مفہوم کے لیے استعمال کی جاتی ہیں اور ان کا حکم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

قادیانی کافر اصلی تو ہیں ہی نہیں کیونکہ وہ پہلے سے خود کو مسلمان کہتے تھے۔ مرتد اس لیے نہیں ہیں کہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کرنے کے باوجود خود کو کافر نہیں کہا تھا، بلکہ اپنے باطل نظریات کے ہوتے ہوئے خود کو مسلمان ثابت کرنے پر مُصر تھے۔ چنانچہ ان پر زندیق کی تعریف ہی صادق آتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں زندیق کا کیا حکم ہے؟ تمام اہلِ علم کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے توبہ کرلے تو توبہ قبول ہے، ورنہ گرفتاری کے بعد اس کو صرف قتل کیا جائے گا، توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

لیکن یہاں تو قادیانیوں کو کافر قرار دے کر ان کو ذمی سے مشابہ حیثیت دی گئی اور ان کی جان و مال کو ریاستی تحفظ فراہم کر دیا گیا۔ حالانکہ شرعی حکم یہ تھا کہ پہلے ان کو قادیانی عقیدے سے توبہ کا حکم دیا جاتا، توبہ کر کے صحیح مسلمان ہو جاتے تو ٹھیک تھا ورنہ ان کو قتل کیا جاتا۔ ان کو قادیانیت پر باقی رکھنا اور پھر ان کو ریاستی اور قانونی تحفظ فراہم کرنا گویا ان کے الحاد پر راضی ہونا اور بحیثیتِ جماعت ان کی حفاظت پر ریاست کو مامور کرنا ہے۔ حالانکہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ واجب القتل ہے۔ اگر اس کو کوئی اسلامی ریاست کی اجازت کے بغیر بھی قتل کر دے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

اب آپ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ جس طبقے کا شریعت میں یہ حکم تھا کہ اس کی جان و مال مسلمانوں کے لیے مباح ہے اور کوئی بھی مسلمان ان کو بغیر ریاست کی اجازت کے قتل کر دیتا یا ان کا مال لوٹ لیتا تو شرعاً اس پر کوئی جرم نہیں تھا، اب اس طبقے کی جان ومال کو محترم قرار دے کر ان کی حفاظت کو ریاست کے لیے فرض قرار دے دیا گیا، حالانکہ قادیانی ابھی تک اسی زندیقیت والحاد پر قائم ہیں جس پر وہ اس سے پہلے قائم تھے۔ ان کے عبادت خانے پہلے سے زیادہ ہو چکے ہیں، ان کی تبلیغ پہلے کھل کر ہو رہی ہے۔ تو سوچئے کہ قادیانیوں کے ساتھ برا ہوا یا اچھا ہوا؟ یہ تو آپ نے ایک ایسی جماعت کو ریاست کا تحفظ فراہم کر دیا جس کو کسی بھی حال میں ملک میں رہنے کی اجازت ہی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو کافر اصلی سے بھی بدتر ہیں کیونکہ کافر اصلی پھر بھی ذمی بن کر کسی مسلم ملک میں رہ سکتا ہے، لیکن زندیق اور مرتد نہیں رہ سکتے۔ اس کے باوجود یہ یہاں ریاست کے امور میں اسی طرح دخیل ہیں جس طرح اور سب۔ اگر یہ کہا جائے کہ پہلے قادیانی مرتد تھے اور ان کی اولادیں کافر اصلی کے حکم میں ہیں، تو یہ خیال بالکل غلط ہے۔ قادیانی نہ پہلے مرتد تھے اور نہ اب کافرِ اصلی ہیں۔ شریعت کی نظر میں وہ کل بھی زندیق تھے اور آج بھی زندیق ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار مجاہدین نے لاہور میں قادیانیوں کے مرکز پر حملہ کیا تو بعض لوگوں نے یہ کہہ کر اس حملے کی مذمت کی کہ چونکہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جا چکا ہے لہٰذا اب وہ ذمی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض علم کا بوجھ لادنے والوں نے یہاں تک کہا کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قادیانیوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے (العیاذ باللہ۔ نقلِ کفر کفر نہ باشد)۔ حالانکہ تمام اہلِ علم کو معلوم ہے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق ذمی نہیں بن سکتا۔ لہٰذا جس کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا بڑا بہتان باندھا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس ملعون طبقے کے ساتھ کھڑے ہوں گے جس نے ختمِ نبوت کے عقیدے کو لہولہو کرنے کی کوشش کی ہے، اور جو فرقہ براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اور دشمن ہے... سو ایسا بھاری جملہ کہنے والوں کو توبہ کرنی چاہیے ورنہ اندیشہ ہے کہ قادیانیوں کی محبت کے جرم میں ان کو قادیانیوں ہی کے ساتھ اٹھایا جائے!

☆☆☆☆☆

تحفظِ ناموسِ رسالت........وقت کی پکار

چودھری فیضان

وبہ نستعین، الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی النبی الأمین محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی توحید کو پھیلانے اور شرک و اہلِ شرک سے برأت کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ اسی مقصد کی خاطر خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا جن پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا ایمان کا تقاضا اور عین توحید ہے۔ اسی طرح امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کے پیروکاروں کے لیے بھی توحیدِ خالص کو لوگوں پر واضح کرنا اور شرک کے اندھیروں سے توحید کی روشنی کی جانب گامزن کرنا واجب ہے۔

آج اہلِ کفر اور مسلمان خطوں پر حاکم طاغوتی حکمرانوں کی جانب سے اس مبنی بر حق دعوت کی بنیاد پر ضربیں لگانے کی منظم کوششیں کی جا رہی ہیں۔ امتِ مسلمہ کو غفلت کی نیند میں سوتے دیکھ کر ان اسلام دشمنوں نے اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف اپنے ترکش کے آخری زہریلے تیروں کو استعمال کرنے کی کوششیں شروع کیں اور ہمارے لیے نہایت ہی محبوب اور عظیم تر ہستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بغیر ہم اپنے آپ کو نامکمل سمجھتے ہیں، اور جن کی عزت و احترام ہم اپنی جانوں سے اور گھر بار سے زیادہ کرتے ہیں، کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اپنی پاک کتاب میں یہ واضح فرمایا ہے کہ یہ کفار ہر ممکن طریقے سے تمہیں یعنی مسلمانوں کو ایذا پہنچانے سے گریز نہیں کرتے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاء وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ (الممتحنۃ:۲)

اور اسی مقصد کے لیے ان کفار کی اور ان کے ایجنٹوں کی مسلم امت کے خلاف جنگ کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمیں ہمارے ایمان سے برگشتہ کر دیں اور ہمیں اسلام سے دور کر دیں، یہ بات قرآنی نص سے ثابت ہے:

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا (البقرۃ:۲۱۷)

توحید کے اہم کڑے کلمۂ شہادت جس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی گواہی دیئے بغیر کوئی ذی روح دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا آج اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے نت نئے طریقۂ کار میڈیا کے ذریعے سے ریاستی سرپرستی میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ سے مروی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

لا یؤمن أحدکم حتیٰ أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کے میں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں“۔

پس کون ایسا بدبخت ہو گا جو آج توہین رسالت کے مرتکب خبثاء اور ان کی تائید کرنے والے نام نہاد دینی سکالروں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی رکھے اور کون ہو گا جو توہین رسالت کے مرتکب افراد کو موت کے گھاٹ لگتے دیکھ کر افسوس کرے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے امت سے محبت:

وہ ہستی جن کی اپنی امت کے بارے میں تڑپ قران ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

”بلاشبہ تمہارے پاس رسول آیا ہے، جو تم میں سے ہے۔ تمہیں جو تکلیف پہنچے وہ اس کے لیے نہایت گراں ہے وہ تمہارے نفع کے لیے حریص ہے، مؤمنین کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کرنے والا ہے“۔

اور حدیث نبوی کے مطابق ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے ساتھ ایسا محبت بھرا دردمندانہ تعلق تھا جو ان الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بیان فرماتے ہیں:

مثلی کمثل رجل استوقد نارا، فلما أضاءت ما حولها جعل الفراش وهذه الدواب التی یقعن فی النار،یقعن فیها،وجعل یحجزهن ویغلبنه،فیتقحمن فیها، فذلك مثلی ومثلكم،أنا آخذ بحجزكم عن النار،هلم عن النار، هلم عن النار، فتغلبونی،تقحمون فیها (متفق علیہ)

مفہوم: میری مثال اس شخص کی ہے جو آگ کا ایک الاؤ جلائے جب آگ اچھی طرح پھیل جائے تو اس کے ارد گرد پروانے اڑنے لگے اور زور کے ساتھ اس آگ کے الاؤ میں گرنے کی کوشش کریں، یہ میری اور تمہاری

مثال ہے، وہ شخص ان پروانوں کو آگ میں کودنے سے روکتا رہا اور میں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آگ سے تمہیں یعنی (امت) کو بچانے کی خاطر تمہاری کمروں کو تھامتا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنے کی خاطر چھینا جھپٹی کررہے ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاؤ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ ومطہرہ کے ساتھ محبت اور لگاؤ اور ان کی تعظیم وتکریم اسی قدر تھی کہ وہ ایسے کسی بھی شخص کو جوناموس رسالت کی اس سرخ لکیر کو پار کرنے کی کوشش کرتا اسے اس کے انجام تک ضرور پہنچاتے خواہ وہ کعب بن اشرف ہو یا فتح مکہ کے دن مسلمانوں کی ہجو بیان کرنے والی خواتین۔ آپ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی غیرت وحمیت اس امر کو قطعاً برداشت نہیں کرتی تھی کہ کوئی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اور انہیں اذیت پہنچائے اور ایسے ہر گستاخ شخص کے ساتھ رویہ شدت اور غضب ہی کا تھا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور اکرام کا جو منظر حضرت عروہ بن مسعودؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کا احوال وہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

> ”اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تھوکتے تو اسے کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھوں میں لے لیتا اور اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان صحابہ کو کسی کام کو حکم دیتے تو سب اسے پورا کرنے کے لیے لپکتے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو لینے کے لیے صحابہ ٹوٹ پڑتے اور لڑنے کے قریب ہوجاتے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آواز پست کرلیتے اور صحابہ کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی عزت وعظمت تھی کہ وہ آپ کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتے تھے، اور میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے درباری اتنی کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں“۔

اسی لیے یہ امر مسلمانوں کے لیے تاقیامت محفوظ کیا جاچکا ہے کہ جو ہماری نہایت محترم اور محبوب ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے، اپنے قول یا فعل سے یا عمل سے، انہیں گالی دے، ان کی ہجو کرے یا ان کی بے توقیری کرے تو ایسے شخص کا علاج صرف اور صرف قتل ہے۔ تاکہ آئندہ کے لیے ہر اس شخص کو عبرت کا نمونہ بنادیا جائے جو مسلمانوں اور دین اسلام کی اس سرخ لکیر کو پار کرنے کی کوشش کرے۔

گستاخِ رسول کے لیے شریعت کا طے کردہ ابدی طریقہ کار:

قران کریم ایسے گستاخوں کے بارے میں ہماری رہنمائی فرماتا ہے:

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِؤُونَ (التوبۃ:٦٥)

> ”اور جب ان سے پوچھا جائے (کہ وہ کیا کررہے تھے) تو وہ کہیں گے ہم تو کھیل تماشا کررہے تھے، کہ دو کیا تم اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر نازل کردہ آیات کے ساتھ دل لگی کرتے ہو، معذرتیں مت کرو، تم اسلام لانے کے بعد کفر کرچکے ہو“۔

تو یہ سلمان تاثیر اور مشال خان اور ان کی قبیل کے دیگر افراد کے کفر اور ارتداد کی واضح دلیل ہے جو کوئی بھی اللہ اور اس کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا اس کی لائی ہوئی شریعت کی شان میں گستاخی کرے، یہ کفر ہے اور اس میں کوئی عذر قبول نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی مجلس میں ایک شخص نے یہ بات کی کہ: کعب بن اشرف کو دھوکے سے قتل کیا گیا اس بات کے سنتے ہی حضرت علیؓ نے اس شخص کے قتل کا حکم دے دیا، اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ کی مجلس میں ایک شخص نے اسی قسم کی بات کی تو حضرت محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ: اے معاویہؓ! کیا آپ کی مجلس میں یہ بات کی جارہی ہے اور آپ خاموش ہیں، اللہ کی قسم میں اس چھت کے نیچے نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ مجھے موقع ملے اور میں اس شخص کو قتل نہ کردوں۔

مبسوط میں عثمان بن کنانہؒ سے روایت ہے: جس نے مسلمانوں میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

علمائے سلف وخلف کا اس امر پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے یا ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کی مدد کرے یا شعائر اسلام کے ساتھ استہزا کرے اس کی جزا قتل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم فرمایا ہے کہ وہ اس کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی ذاتِ گرامی کے ساتھ محبت رکھیں، ان کی توقیر کریں اور ان کے دیے گئے اوامر کو بجالائیں اور ان کی ہر صورت نصرت کریں۔ جب کہ اس نے

اپنے بندوں پر حرام ٹھہرایا ہے کہ اس کے بندے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کریں، انہیں اذیت دیں یا ان کی عزت و اکرام میں کمی لائیں اور ان کی بے توقیری کرنے والے کو اس کے برے انجام تک پہنچائیں۔ اور اس کا سب سے بڑا سبب اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم قدر و منزلت ہے جس کا انبیاء علیہم السلام بھی احترام فرماتے ہیں۔

ایک مکتبہ فکر کا قضیہ؟:

جو شخص بھی ممتاز قادریؒ کے مسئلے کو صرف ایک خاص مکتبہ فکر کا مسئلہ سمجھتا ہے اسے جان لینا چاہیے کہ یہ کسی ایک خاص مکتبہ فکر کا قضیہ نہیں۔ کیا ہم اس اہم اور حساس مسئلہ کی خاطر بھی حنفی، سلفی، بریلوی، دیوبندی اور پنج پیری وغیرہ میں تقسیم رہیں گے؟ ان تمام مکاتب فکر کا مرکزِ ثقل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ جب اسی ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنانِ اسلام اور ہمارے اپنے گھروں کے چند سفہاء اور بے عقل افراد اپنا ہدف بنالیں تو ایسے موقع پر کیا کسی سچے مسلمان کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ان مسالک اور فرقوں کی تقسیم کو اپنا اصل ہم و غم بنا کر مسلمانانِ امت کو ان کے اصل ہدف یعنی دفاع ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دے۔ اس اہم مقصد پر تمام مکاتبِ فکر اور اہل سنت والجماعت کے عقائد پر مجتمع گروہوں کا اکٹھا ہونا اور ناموس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اکٹھا کر کے اس نظام سے ٹکرا جانا ہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یاد رکھیے ممتاز قادریؒ کو پھانسی دینے والے سب ایک صفحے پر تھے، یہ جرم ان حکمرانوں اور جرنیلوں کے باہمی اشتراک سے ممکن ہو پایا ہے جب کہ کتنے افسوس کا امر ہے کہ جن اہل دین کو باہم مشترکہ طور پر ناموسِ رسالت کی خاطر اِس نظام سے ٹکرانا تھا وہ حنفی، بریلوی، دیوبندی، سلفی کی بحث میں الجھ کر اس اہم دینی و ملی فریضہ کو بھلا رہے ہیں۔ یہ اس امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کا مسئلہ ہے! یہ ہر مومن کا، ہر صاحبِ ایمان کا، ہر غیرت و حمیت رکھنے والے شخص کا، کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے والے تمام فرزندانِ توحید کا مسئلہ ہے! جن کے سامنے ان کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب ترین ہستی کی شان میں گستاخی ریاستی سرپرستی میں کی جائے مگر وہ خاموش نہ بیٹھیں اور ہر ممکن ذرائع کے ذریعے سے شاتمین کی زبانوں کو لگام دیں۔ خواہ وہ ملک کا مقتدر طبقہ ہو، یا جرنیل، خواہ وہ سول سوسائٹی کی گستاخ زبانیں ہوں یا سوشل میڈیا کے پردے میں چھپے وہ خبیث مریض اذہان جو کبھی "بھینسا" اور کبھی کسی دوسرے نام سے کبھی ہالینڈ تو کبھی جرمنی اور کبھی پاکستان میں اپنی شناخت کو چھپا کر اسلام اور اہل اسلام اور ان کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ پس جان لینا چاہیے کہ تحفظ ناموس رسالت عین توحید ہے اور اس پر ایمان ویقین کے ساتھ عمل درآمد کے بغیر ہمارا عقیدۂ توحید نامکمل رہتا ہے۔

دشمنان اسلام کی گستاخ ملعون زبانوں کا انجام:

اس نازک موقع پر یہ بھی اہم معاملہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ تمام گستاخیاں اور جسارتیں یکایک نہیں شروع ہوئیں۔ ڈنمارک کے کارٹونسٹ نے جب خاکے بنائے تو اس وقت مغرب اس زعم میں تھا کہ اب مسلم امہ کا دفاع کرنے والا کوئی نہیں اور ہم جو چاہے کرتے پھریں، مگر اللہ نے اپنے فضل سے غازی عامر چیمہؒ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس ملک کی ہوا میں سانس لینا جرم ہے جس کی فضا میں میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی۔ چنانچہ وہ اس اخبار کے ایڈیٹر پر چڑھ دوڑے، اور نتیجے میں سرورِ کائنات کے قدموں میں تحفظ ناموس رسالت کے صدقے جا پہنچے...اسی طرح ابو غریب مکیؒ جنہیں ڈنمارک کے سفارت خانے پر فدائی حملے کی سعادت نصیب ہوئی اور انہیں ہدف تک پہنچانے والے ہمارے محبوب بھائی ابنِ عفراء رحمہ اللہ جن کے دل حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز اور عشق مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھے۔ جنہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوئی، اللہ نے ان دونوں شیروں سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی حرمت کا انتقام لیا، ان ابطال کے ذریعے سے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی وہ مشہور بات پوری ہوئی کہ:

ولتثکلن امھاتنا ان لم ننصر رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم

اسی طرح ۲۰۱۲ء میں جب ملعون پادری ٹیری جونز کی جانب سے توہین رسالت و قران کا معاملہ سامنے آیا تب بھی افغانستان میں اللہ کے شیر طالبان عالی شان نے کیمپ بیسٹن (Camp Bastion) کے امریکی و برطانوی فوجی اڈے کو نشانہ بنا کر سیکڑوں کفار اور ان کے ایجنٹوں کو مردار کیا اور ثابت کیا کہ

؎ افغاں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ دمن سے نکال دو

اسی طرح لیبیا میں اللہ کے شیروں نے ملعون امریکی سفیر "کرسٹوفر سٹیفن" کو واصلِ جہنم کیا اور حال ہی میں کواشی برادران نے فرانس میں چارلی ایبڈو کے دفتر پر حملہ کر کے ثابت کیا یہ امت سوئی نہیں بلکہ اپنی محبوب پاکیزہ ہستیوں کی حفاظت اور ان کی عزت و حرمت کا پاس رکھنا، ان کی پشتی بانی کرنا اور ظالموں کو لگام ڈالنا جانتی ہے۔

مملکت خداداد پاکستان اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم:

آج بعینہٖ یہی معاملہ مملکت خداداد پاکستان میں بھی ہے۔ جیسے جیسے مجاہدین کو وقتی ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا ہے ویسے ویسے اس ملک میں دین، اہلِ دین اور شعائرِ اسلام کے خلاف ملعون زبانیں برساتی مینڈکوں کی مانند ابھرنا شروع ہو چکی ہیں۔ اور انہیں زبان فراہم کرنے والا یہی حکمران طبقہ اور جرنیل ہیں۔ ایمان تقویٰ جہاد فی سبیل اللہ کا نعرہ لگانے والی یہ فوج سوشل میڈیا پر جہاد اور شریعت کی درست دعوت دینے والوں کا تو کتوں کی مانند پیچھا کرتی نظر آتی ہے مگر ان ملعونین کو جو کھلے عام ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی شریعت کا مذاق اڑا رہے ہیں انہیں ریاستی تحفظ فراہم کیے ہوئے ہے۔ یاد رہے کہ جن سوشل میڈیا activists کو آئی ایس آئی نے اٹھایا تھا ان کا اصل مسئلہ توہین رسالت و توہین مذہب نہیں تھا بلکہ فوج کی عیاشیوں کے سامان ''سی پیک'' پر تنقید تھی۔ غرض جہاں سوشل میڈیا ہر کس و ناکس کو زبان فراہم کر رہا ہے کہ وہ جس مرضی موضوع پر جو کچھ مرضی چاہے بولتا رہے اور بکواس کرتا رہے اس کی زبان کو لگام ڈالنے والا کوئی نہیں وہیں پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر بھی ایسے موضوعات کو اٹھا کر لوگوں کی ذہن سازی کی جارہی ہے، کبھی ختمِ نبوت کے منکر قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے مسئلے پر سوالات اٹھا کر قوم کو ذہناً تیار کیا جارہا ہے اور کہیں بنیادی اسلامی اصول و قوانین کو یہود و ہنود کی تقلید میں ترک کر کے مکمل طور پر سیکولر اور لبرل معاشرے کی جانب بڑھنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ اللّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ(التوبۃ:۳۲)

''یہ لوگ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنا نور مکمل کر کے رہیں گے چاہے کفار کو جس قدر بھی ناگوار گزرے''۔

آج کے دور میں افواھھم کیا ہیں؟۔ یقیناً یہ وہ گستاخ ابلاغ کے ذرائع ہیں جو زبان کی، دل کی، ذہن کی، خباثت کے ساتھ اس دین اور اہلِ دین و شعائرِ اسلام کی توہین میں ملوث ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مجاہدین اسلام اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب ایسے تمام افراد کو انیقہ ناز، شکیل اوج، سلمان تاثیر، مشال خان، اور بنگلہ دیش میں واشق الرحمان بابو، احمد رجب حیدر، ابھیجیت رائے، شفیع الاسلام کی مانند واصل جہنم نہ کر دیں اور غازی ممتاز قادری و غازی علم دین شہید رحمھما اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نبی مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور ان کے لائے ہوئے دین اسلام کی اور اس کے شعائر کی گستاخی کا بدلہ نہ لے لیں۔ یہ مجاہدین اسلام کا وعدہ ہے جو اپنی محبوب ہستی کی حرمت کی خاطر کٹ مریں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ فتربصوا انا معکم متربصون۔ ان شاءاللہ

ایک گذارش (کسی سے مشورے کی ضرورت نہیں):

یہاں ایک گذارش قارئین سے یہ بھی ہوگی کہ ہر اس شخص کو جو نبیؐ کی ذاتِ اقدس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں کیوں نہ ہو اس تک پہنچنے کی کوشش کی جائے یا مجاہدین کو اس کی معلومات پہنچائی جائیں، تاکہ دفاعِ نبیؐ کا فریضہ ادا کرنے کے لیے ایک کاروائی، پھر دوسری کاروائی اور پھر کاروائیوں کا ایک تسلسل شروع ہو سکے تاکہ آئندہ یہ صلیب کے پجاری اور ان کے عملاء جو پاکستان سے نکل نکل کر ہالینڈ یا جرمنی جا کر چھپ رہے ہیں انہیں سمجھ آ جائے کہ اسلام اور اہلِ اسلام کی ان سرخ لکیروں کو پار کرنے کی ہمت جو بھی کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور اسے اس دنیا میں کوئی ہوٹل، کوئی ریاستی پناہ، کوئی فوج اور کوئی حکومت پناہ نہ دے سکے گی۔ پس ایسوں کے دلوں میں رعب ڈالنا لازمی ہے تاکہ آئندہ ایسے حساس موضوعات پر زبان کھولنے والوں کی زبان واپس منہ میں نہ جاسکے اور انہیں دیکھ کر دیگر لبرل سیکولر عبرت پکڑیں۔ یاد رہے کہ جس طرح شیخ اسامہؒ کا وہ مشہور امر ''لا تشاوروا احداً فی قتل الامریکان'' مجاہدین اور غیور امتِ مسلمہ کے اذہان سے محو نہیں ہوا ویسے ہی یہ بھی اس امت مسلمہ اور اس کے دفاع میں مشغول مجاہدین کا شعار ہونا چاہیے کہ ''لا تشاوروا احداً فی قتل من سخر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم''۔ اور جو شخص اس سے عاجز ہو کہ اس ملک میں ناموس رسالت پر چلنے والی زبانیں پر ہاتھ نہ ڈال سکے اسے یہ بات سمجھنی چاہیے کہ وہ اس بات سے تو عاجز نہیں کہ گستاخان رسول کو ٹھکانے لگانے والے مجاہدین کے حق میں دعائیں کرے کہ اللہ انہیں قوت نصیب فرمائیں اور ہمت نصیب فرمائیں کہ وہ اس زمین سے پاک پیغمبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا صفایا کر سکیں۔

اے اللہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اور اے اللہ! آپ کا کلام حق ہے کہ (من عادلی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب)۔ تو اے میرے پیارے اللہ آج اسلام کے نام پر قائم اس ملک میں آپ جل جلالہ کی محبوب ترین ہستی اور آپ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ آپ ان سے نمٹنے پر قادر ہیں۔ ان سے نہایت سخت انتقام لیجیے اور مجاہدین کو توفیق نصیب فرمایئے کہ وہ ان گستاخان کو تاریخ کا قصہ بنا دیں۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆

گستاخ رسول، مسلمان ہو کر بھی کافر!

مولانا یوسف عثمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَ بِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (التوبة: ۶۵،۶۶)

"اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر"۔

تفسیر در منثور اور الصارم علی المسلول میں ہے کہ یہ آیت مبارکہ اُس وقت نازل ہوئی جب غزوہ تبوک کے موقع پر بعض منافقین نے ایسی باتیں کیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت کا باعث بنی۔ تب یہ آیات اس کی مذمت میں نازل ہوئیں تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کفر ہے۔

گستاخِ رسول احادیث کے آئینے میں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

"فتح مکہ کے سال جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر انور پر "خود" (آہنی ٹوپی) پہن رکھی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اُتارا تو ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل (گستاخِ رسول) کعبۃ اللہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اُسے قتل کردو"(مسلم شریف)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف (یہودی) کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت (تکلیف) دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور کہا کہ اس نے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اوامر نواہی کا مکلف بنادیا ہے اور ہم سے صدقات طلب کرتے ہیں محمد بن مسلمہ نے کہا کہ کعب بن اشرف نے کہا بخدا تم اس کے بعد اس سے بھی زیادہ تنگ پڑ جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے اس کی اتباع کی ہے اور اس کا فراق پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے وہ بہت دیر تک اس کے ساتھ محو گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہو گئے اور اس کو قتل کردیا۔ (بخاری شریف جلد دوم، کتاب الجہاد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"بنی نجار سے ایک آدمی جو سورہ بقرہ اور سورہ ال عمران کو سیکھ رہا تھا اور کاتب وحی بھی تھا (یہ منافق بارگاہ مصطفوی میں گستاخی کا مرتکب ہوا) اور بھاگ کر اہل کتاب سے جاملا۔ انہوں نے تعجب کیا ابھی ان کے پاس اُسے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ ہلاک ہو گیا لوگوں نے اس کے لیے قبر کھود کر اس میں دفن کردیا۔ صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اُسے باہر پھینک دیا ہے اُسے پھر دفن کیا اگلے دن زمین پھر اسے باہر پھینک دیا اس سے اگلے دن پھر یہی ہوا اس پر لوگوں نے اسے ایسے ہی بے گوروکفن چھوڑ دیا"۔ (مسلم شریف)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

"ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کیا کرتی اور بدگوئی کرتی تھی اُس کا آقا منع کرتا مگر باز نہ آتی ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ کرتی۔ ایک رات اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کی اور سب وشتم کرتی رہی۔ پس صحابی رضی اللہ عنہ نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباؤ ڈال کر اسے قتل کردیا۔ چنانچہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں لت پت ہو گئی۔ صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا۔ میں ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ پس نابینا صحابی کھڑے ہوئے۔ لوگوں کو پھاندتے اور لرزتے ہوئے بڑھے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا بیٹھے۔ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کا مالک تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بکواس کرتی تھی میں منع کرتا تو باز نہیں آتی تھی ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ

رکتی میرے اس سے دو بیٹے ہیں موتی جیسے اور میری غم خوار تھی۔ گذشتہ رات جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے لگی اور ہجو گوئی (گستاخی) کی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔(سنن ابو داؤد، کتاب الحدود، رقم الحدیث ۴۳۶۱ص: ۶۱۳مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودی عرب)

فائدہ: سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گستاخ کافر و مرتد ہو جاتا ہے گستاخ رسول ہر گز مسلمان نہیں رہتا۔ وہ اپنی کلمہ گوئی کی اہانت رسول کے باعث خود ہی نفی کر دیتا ہے وہ اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے خواہ دیکھنے والوں کو بظاہر حافظ و قاری و حاجی، مقرر و قاضی عالم و فاضل اور مفتی و شیخ القرآن ہی کیوں نہ نظر آئے۔ اس کے تمام اعمال برباد ہیں مرتد واجب القتل ہے حکومت ایسے گندے وجود سے زمین کو پاک کر دے جیسا کہ اس حدیث شریف میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گستاخی کرنے والی عورت کے خون کو رائیگاں قرار دیا اور اس کے قتل کا کوئی بدلہ نہیں دلوایا گیا لہٰذا ثابت ہوا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے۔

گستاخ رسول صحابہ کرام کی نظر میں:۔

توہین رسالت اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو والی یمن حضرت مہاجر بن اُمیہ کے متعلق خبر ملی کہ وہاں (یمن میں) ایک عورت تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں اشعار گاتی تھی تو حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے اور اس کے اگلے دانت نکال دیئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم نے اسے یہ سزا نہ دی ہوتی تو تمہیں حکم دیتا کہ اس عورت کو قتل کر دو۔ کیونکہ انبیاء کرام کی گستاخی کی حد دوسرے لوگوں کی (گستاخی کی) حدود کے مشابہ نہیں ہوتی۔(کتاب الشفاء: ص۲۲۲، الصارم علی المسلول: ص۱۹۴)

توہین رسالت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت مجاہد رضی اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کو گالی دے تو اسے قتل کر دو۔(جواہر البحار جلد سوم: ص۲۴۰ الصارم علی المسلول: ص۱۹۵)

توہین رسالت اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

امام عبدالرزاق ابن تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کر دیا جائے گا۔(مصنف عبدالرزاق جلد پنجم: ص۳۰۶،۳۰۷)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو (کتاب الشفاء جلد دوم: ص۱۲۲، فتاویٰ خیریہ جلد اول: ص۳)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک (عیسائی) راہب گزرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا۔(جواہر البحار جلد سوم: ص۲۴۱، تفسیر مظہری جلد چہارم: ص۱۹۱، احکام القرآن جلد سوم: ص۸۵)

ادنیٰ سے بھی ادنیٰ ہو مسلمان تو اُس سے
برداشت نہ ہو پائے گی توہین رسالت
ناموس رسالت پر نہ ہو جو مرنے کی خواہش
بیکار ہے بیکار ہے ہر ایک عبادت

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت:

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا کہ اگر تم نے دوبارہ بارگاہ رسالت میں "راعنا" کا لفظ بولا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ (صاوی جلد اول ص: ۷۴ تفسیر خازن جلد اول ص: ۷۲) کیونکہ اس لفظ میں توہین رسالت کا شبہ پایا جاتا ہے۔

آؤ کہ کریں آج سے ہم سب یہ تہیہ
گستاخ نبی کیفرِ کردار کو پہنچے
اُلجھے گا جو عشاق سے مٹ جائے گا آخر
آواز مری دشمن سرکار کو پہنچے

گستاخ رسول' علمائے اسلام کی نظر میں:

۱۔ امام مصنف سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوا۔ اگر ایسا شخص توبہ بھی کر لے تو بھی اُسے قتل کر دیا

جائے گا اور قتل کو ساقط کرنے میں اس کی توبہ قبول نہ ہو گی خواہ وہ توبہ کر کے آئے یا اس کی توبہ پر شہادت موجود ہو باقی امور میں وجہ کفر کوئی اور شے بن رہی ہو تو توبہ کا مسئلہ دیگر ہے۔ اہانت رسالت میں نہیں۔ (النہر الفائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ بیروت لبنان جلد سوم: ص ۲۵۳)

۲۔ الشیخ امام زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی بغض رکھے وہ مرتد ہو گا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ مرتد ہو گا لہٰذا ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہو گی جس کی وجہ سے قتل کو ساقط کیا جا سکے یہی اہل کوفہ (احناف) اور امام مالک کا مسلک ہے"۔ (بحر الرائق جلد پنجم: ص ۱۲۵، ۱۲۶ مطبوعہ کوئٹہ)

۳۔ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"کوئی بھی شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ میں طعن کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب یا من جملہ صفات میں سے کسی صفت میں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بھی برائی منسوب کرنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا ہے یہ برائی خواہ صراحتاً ہو کنایتاً ہو یا اشارتاً ہو، وہ کافر ہو جائے گا اگر (مسلمان نے ایسا کیا تو مرتد کہلائے گا) یہ کافر و مرتد پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

۴۔ یہی قاضی صاحب مالابد کے ص: نمبر 126 پر رقمطراز ہیں:

"جو ملعون سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ کی شان میں بکواس کرے یا اہانت کا مرتکب ہو یا دینی امور میں سے کسی امر کا یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک میں سے کسی عضو کا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں کسی وصف کا عیب نکالے ایسا کرنے والا خواہ مسلمان تھا یا ذمی کافر یا حربی اگرچہ یہ سب کچھ اس نے مذاق میں کیا وہ واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی اس پر تمام اُمت کا اتفاق ہے"۔

۵۔ علامہ امام خیر الدین رملی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازیبا کلمات کہتا ہے وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتدین کا حکم ہے (یعنی قتل کیا جانا) اس کی توبہ اصلاً قبول نہ ہو گی نیز اس پر تمام علما کا اتفاق ہے جو ایسے شخص کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"۔ (فتاویٰ خیریہ ص: ۱۰۳ مطبوعہ بیروت لبنان)

۶۔ ابنِ تیمیہ اپنی کتاب الصارم المسلول میں لکھتے ہے:

"گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر اسے قتل کیا جائے گا چاہے وہ اسلامی ملک کا رہنے والا ہو یا نہ ہو"۔

ایمان کی کسوٹی ہے محبت شہہ دین کی
رہبر ہے مسلمان کا آئین رسالت
ہر شئے سے مقدم ہمیں ناموس نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
کیسے ہو گوارا بھلا توہین رسالت

۷۔ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"قرآن و حدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا ارادہ کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرے اشارتاً یا صراحتاً اگرچہ وہ توہین معمولی سی ہی کیوں نہ ہو تو اس کو قتل کرنا واجب ہے"۔

۸۔ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جو شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی شان میں گستاخی کرے وہ مسلمان ہو یا کافر، اُسے قتل کیا جائے گا میرا خیال ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کر دیا جائے گا۔ (الصارم المسلول ص: ۲۹۶)

۹۔ امام مالک علیہ الرحمہ کا فتویٰ:

خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے۔ ہارون الرشید نے لکھا تھا کہ عراق کے علمانے شاتم رسول کو کوڑے لگانے کی سزا تجویز کی ہے آپ کا اس مسئلہ میں کیا فتویٰ ہے تو امام مالک علیہ الرحمہ نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

"وہ اُمت زندہ کیسے رہے گی جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب و شتم (توہین رسالت) پر خاموش رہے جو کسی بھی نبی کو گالی دے اُسے قتل کیا جائے گا اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں"۔ (کتاب الشفاء جلد دوئم ص: ۲۲۳)

۱۰۔ امام ابو بکر احمد بن علی الرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"لیث نے ایسے مسلمان کے بارے میں فرمایا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے بیشک اس (نام ونہاد مسلمان) سے نہ مناظرہ یا جائے نہ اسے مہلت دی جائے اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور اسے اسی مقام پر ہی قتل کیا جائے (یعنی فوراً قتل کر دیا جائے) اور یہی حکم توہین رسالت کرنے والے یہودی و نصرانی کا ہے"۔

۱۱۔علامہ امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"محیط میں ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک اگر کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر (بال) مبارک کو توہین کی نیت سے شعیر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو تب بھی قائل کافر ہو جائے گا۔ (رسائل ابن عابدین شامی ص: ۳۲۶ مطبوعہ لاہور)

۱۲۔امام قرطبی علیہ الرحمہ تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں:

"اکثر علما نے فرمایا کہ ذمی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا کسی بھی طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کم کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا"۔ (تفسیر قرطبی جلد ۸ ص: ۸۳)

۱۳۔فقیہ قاضی خان کہتے ہیں:

"کسی شے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگانے والا ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض علما نے فرمایا اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو شعر کی بجائے شعیر (بصیغہ تقصیر) کہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور ابو حفص الکبیر سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا"۔ (فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم ص: ۸۸۳)

اے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لولاک پیمبر
بیٹھی ہے دو عالم پہ تری دھاک پیمبر
ہم پایہ تری عزت و ناموس کے کب ہے
یہ عظمت دین، رفعتِ افلاک پیمبر

۱۴۔حضرت علامہ امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کے قتل کرنے پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے"۔ (شرح شفاء شریف جلد چہارم ص: ۴۸۵)

؎توہین رسالت کی سزا قتل ہے واجب
جو اس میں کرے شک وہ مسلمان نہیں ہے
جس میں نہ ہو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کا جذبہ
اس شخص کا کامل ابھی ایمان نہیں ہے

۱۵۔امام محمد ابن سخون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے پوری اُمت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے"۔ (نسیم الریاض جلد چہارم ص: ۳۳۸)

۱۶۔امام ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا بدرجہ اولی مرتد ہو گا پھر ہمارے نزدیک اسے بطور حد (سزا) قتل کیا جائے۔ (فتح القدیر جلد سوم ص: ۴۰۷)

۱۷۔عثمان بن کنانہؒ سے مبسوط مروی ہے:

مسلمانوں میں سے جو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے (نازیبا الفاظ استعمال کرے) اسے قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی پر لٹکایا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔ (کتاب الشفاء جلد دوئم ص: ۲۱۶)

۱۸۔امام ابو بکر احمد بن علی جصاص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ جس شخص نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہو، وہ مرتد ہے اور مستحق قتل ہے"۔ (احکام القرآن جلد ۳ ص: ۱۰۶)

؎اپنا تو عقیدہ ہے یہی روز ازل سے
گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مسلمان نہیں ہے
ناموس رسالت سے نہیں جس کو سروکار
بدبخت ہے وہ صاحب ایمان نہیں ہے

☆☆☆☆☆

مسلم حکمرانوں کی غیرتِ ایمانی اور شاتمینِ رسول کا قتل

مولوی حافظ حق نواز مدّ ظلہ العالی

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے اپنی شخصی و ذاتی کوتاہیوں کے باوجود کبھی بھی ایمانی غیرت کے تقاضوں کو پس پشت نہیں ڈالا اور ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر اگر کسی نے سبّ بازی کی یا اہانت واستہزا کا رویہ اختیار کیا تو اس کو ضرور قتل کیا گیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لائے ہوئے دین کی عزت وناموس کی اہمیت ہر فرد کے سامنے واضح رہے۔ حکمرانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے میں ہمیشہ حساسیت کا مظاہرہ کیا اور کسی بھی نازیبا اشارے و کنائے کو برداشت نہیں کیا اور اس کے مرتکبین کو قتل کی سزا دینے میں کسی مداہنت اور مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ حکمرانوں کے مصاحبین میں علما وفقہا موجود رہتے تھے اور وہ ان سے شریعت کے معاملات میں مسلسل رہ نمائی لیتے رہتے تھے۔ بلکہ اگر تاریخ میں مسلم حکمرانوں کے اختیار کردہ اسماء و لقابات کا جائزہ لیا جائے تو ان کے اسماء و القابات ہی ان کی دینی و ایمانی غیرت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ المتوکل علی اللہ، مستنصر باللہ، المعتصم باللہ، ناصر الدین، محی الدین، نصیر الدین وغیر ھم کے القابات اختیار کرنا ان کی دینی نسبت کا اظہار ہوتا تھا۔ ذاتی اعتبار سے ان میں چاہے فسق وفجور پایا جاتا ہو لیکن وہ دینِ اسلام اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے بارے میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں برتتے تھے۔

عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ سے گستاخ رسول کی سزا کے بارے باقاعدہ سوال کیا کہ بعض فقہا کے بارے کہا جاتا کہ وہ کہتے ہیں: شاتمِ رسول کو صرف کوڑوں کی سزا دی جائے گی... تو انہوں نے غضب ناک ہو کر فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا بَقَاءُ الْأُمَّةِ بَعْدَ شَتْمِ نَبِيِّهَا؟! مَنْ شَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ

”اے امیر المؤمنین! کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے بعد اس امت کی بقا کا کوئی امکان اور فائدہ ہے؟ جو بھی انبیاء پر شتم کرے اسے قتل کیا جائے!“ (الشفاء: ج۲، ص۴۹۲)

ذیل میں اسلامی تاریخ سے چند ایسے واقعات پیش کیے جاتے ہیں جہاں مسلم حکمرانوں کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے قانونی مواقع آئے اور انہوں عینِ ایمان کے مطابق فیصلہ کیا۔

عباسی خلیفہ ہادی اور قتلِ شاتمِ رسول:

عباسی خلیفہ ہادی، جس کا نام موسیٰ بن مہدی تھا، کے دور میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے قبیلۂ قریش پر سبّ بازی کی تھی اور ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی برا کہا تھا۔ ہادی کے دربار میں موجود علمانے فتویٰ دیا کہ اس کو قتل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ قریش کی اہانت کرنا ہی کافی تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی برا کہا لہٰذا اس کی سزا قتل کے سوا کچھ اور نہیں۔ چنانچہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ (تاریخ اسلام، شاہ معین الدین ندوی: ج۳، ص۸۶)

امیر عبد الرحمان، حاکمِ اندلس کے عہد میں قتلِ گستاخانِ رسول:

امیر عبد الرحمان کے دربار میں ایک شخص اسحاق نامی تھا جو قرطبہ کا باشندہ تھا اور عربی میں مہارت رکھتا تھا۔ نوعمری ہی میں امیر عبد الرحمان کے دربار سے منسلک ہو گیا اور کاتب کا مقام حاصل کر لیا۔ لیکن جب چوبیس برس کی عمر کو پہنچا تو رہبانیت اختیار کر لی اور ایک مسیحی خانقاہ کے لیے وقف ہو گیا۔ یہاں متعصب پادریوں کی کتب پڑھنے سے اس کے دل میں شیطانی جذبہ پیدا ہوا کہ وہ اپنی جان قربان کر کے ربانی قرب حاصل کرے۔ چنانچہ ایک دن وہ خانقاہ سے قرطبہ کے قاضی کی عدالت میں آیا اور قاضی سے کہا وہ دینِ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ جب قاضی نے اسلامی عقائد بتانا شروع کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سبّ وشتم کرنے لگا۔ قاضی نے فہمائش کی تو اور زیادہ گالیوں پر اتر آیا۔ قاضی نے اسے فوراً قید خانے میں بھیج دیا۔ امیر عبد الرحمان کو اطلاع دی گئی۔ اس نے حکم دیا کہ اس کو پھانسی دی جائے اور اس کی لاش کو کئی دن اُلٹا لٹکا رہنے دیا جائے۔ اس کے بعد جلا کر لاش کی راکھ دریا میں بہا دی جائے۔ چنانچہ اس کے فرمان کے مطابق عمل کیا گیا۔ (عریبک سپین: ص۳۲۲)

اسی عہد میں ایک پادری، جس کا نام یولوجیئس تھا، نے نصرانیوں کو توہینِ رسالت پر ابھارنے کی باقاعدہ تحریک چلائی اور انتہائی بدترین انداز میں لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ بنانے کے کام کا آغاز کیا۔ کتبِ تاریخ میں منقول ہے کہ اس کا دادا بھی اذان کے وقت اسلام دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے سبّ بازی کرتا تھا۔ امیر عبد الرحمان نے اس تحریک کو اپنے حسنِ انتظام سے کچلا اور اس کے بیٹے نے اس پادری کو آخرِ کار گرفتار کروا کے قتل کرا دیا۔ (عبرت نامہ اندلس، ترجمہ: عنایت اللہ دہلوی۔ ج۲، ص ۴۷۰)

اسی طرح امیر عبد الرحمان کی فوج میں ملازم ایک عیسائی سپاہی تھا، جس کا نام سانکو یا سانچو تھا۔ وہ پادری یولوجیئس کا پیروکار تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو اس کو بھی قتل کر دیا۔ (Concise History of Moors.402)

درج بالا شاتمینِ رسالت کے شیطانی عمل میں شریک ان کے مزید رشتہ دار اور احباء بھی قتل ہوئے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ چھ راہب، جن میں اسحاق کا چچا جرمیاس اور ایک اور راہب جان بطوس شامل تھے، قاضی کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے مذہبی بھائیوں سانکو اور اسحاق کے الفاظ کا اعادہ کرتے ہیں اور پھر انہوں نے رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کیا۔ ان چھ راہبوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔(عبرت نامہ اندلس:ج۲،ص ۲۸۲)،(تاریخ اندلس از مولانا ریاست علی ندوی۔ص ۲۷۷تا۲۸۲)

قاضی قیروان کے حکم پر شاتمِ رسول کا قتل:

افریقہ کے شہر قیروان کے قاضی عبد اللہ بن احمد بن طالب التمیمی مالکی کے پاس ایک شاعر ابراھیم الغزاری مناظرہ کے لیے آیا کرتا تھا۔ اس پر الزام لگا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتا ہے۔اس کی شکایت قاضی یحییٰ بن عمرو'جو قیروان کے ایک اور قاضی تھے'تک پہنچی تو انہوں نے اس کو طلب کیا۔ثبوتِ جرم کے بعد اس کو قتل کرنے اور مصلوب کرنے کا فیصلہ سنایا گیا۔چنانچہ پہلے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپا گیا پھر مصلوب کر دیا گیا۔بعد میں لاش اتار کر جلا دی گئی۔(الشفاء:ج۲،ص ۴۸۲)

تھیوڈومیر گستاخِ رسول کا قتل:

یہ شخص اندلس(سپین) کے شہر فرمونہ کا نوجوان راہب تھا۔اس کے بارے کتبِ تاریخ میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا۔ فرمونہ کے مسلمان حاکم کے فرمان پر اس کو قتل کر دیا گیا۔(Spanish Islam.399)

سلطان صلاح الدین ایوبی اور قتلِ شاتمِ رسول:

سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ عیسائی حاکم ریجی نالڈ کا معاہدہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے تاجروں کے قافلوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔وہ معاہدے کی مکمل پابندی نہیں کرتا تھا لیکن سلطان اسے چھوڑتا رہا لیکن جب ریجی نالڈ نے مسلمان تاجروں کے ایک قافلہ کو گرفتار کر کے استہزا کرتے ہوئے یہ کہا کہ ''تم محمد پر ایمان رکھتے ہو تو بلاؤ اپنے محمد کو کہ وہ آکر تمہیں چھڑوالے''... تو سلطان صلاح الدین نے قسم کھائی کہ وہ ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرے گا۔۱۱۸۷ء میں حطین کے فیصلہ کن معرکے میں سلطان صلاح الدین کو اللہ تعالیٰ نے فتح عظیم عطا فرمائی اور نصرانیت خاک وخون میں لت پت ہو کر ذلتِ شکست سے دوچار ہوئی۔فتح حطین کے بعد یروشلم کا حاکم، دیگر سپہ سالاران اور ریجی نالڈ جنگی قیدی بنے۔ سلطان نے ضعیفوں، کمزوروں اور ناداروں کو بغیر تاوان وفدیہ کے رہا کر دیا۔سب گرفتاروں کے ساتھ عزت وتکریم کا سلوک کیا۔اس کے بعد ریجی نالڈ کو طلب کیا۔ سلطان نے اس کو مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی اور گستاخئ رسول کے واقعات یاد دلائے اور کہا کہ اب میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نصرت سے تمہارا سر قلم کرتا ہوں۔اس کے بعد اپنے ہاتھوں سے اس کو سر قلم کر دیا۔(ناموس رسول اور قانونِ توہین رسالت: محمد اسماعیل قریشی،ص ۲۷۰)

مغل حکمران اکبر کے عہد میں قتلِ گستاخِ رسول:

شیخ عبد الغنی، قاضی القضاۃ عہدِ اکبری کے پاس مقدمہ لایا گیا کہ متھرا کے علاقے میں مسلمانوں نے ایک مسجد کی تعمیر شروع کی تھی'اسی دوران میں ایک برہمن نے سارا تعمیری سامان اٹھوا کر اسی سے مندر بنوانا شروع کر دیا۔ جب اس علاقے کے قاضی نے تادیبی کارروائی کی تو اس نے گواہوں کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا اور اہلِ اسلام سے متعلق بھی توہین آمیز کلمات کہے۔ شیخ عبد الغنی نے اس برہمن کو طلب کیا لیکن اس نے پیش ہونے سے انکار کر دیا۔اکبر بادشاہ نے بیربل اور ابو الفضل کو بھیج کر اس کو بلوالیا۔ ابو الفضل نے گواہوں کے بیانات سننے کے بعد تصدیق کر دی کہ یہ گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔کچھ درباری علمائے سونے کوشش کی کہ اس کو تعزیر اور جرمانہ کی سزا دی جائے جب کہ قاضی القضاۃ شیخ عبد الغنی نے اس کے قتل پر اصرار کیا۔اکبر نے کہا کہ یہ شرعی مسئلہ ہے سزاؤں کا تعلق تم سے ہے۔ہم سے کیوں پوچھتے ہو؟اسے قید میں ڈالا ہوا تھا۔شاہی محلات کی بیگمات بھی اس کی رہائی کی سفارشیں کر رہی تھیں۔ شیخ نے جب بادشاہ سے دوبارہ اس کے قتل کے بارے دریافت کیا تو اکبر نے کہا:ہم تم سے پہلے کہہ چکے ہیں کہ جو مناسب جانو کرو۔ چنانچہ اس برہمن گستاخِ رسول کو قتل کر دیا گیا۔(منتخب التواریخ:عبد القادر بدایونی،ص ۳۶۲)

مغل گورنر پنجاب زکریا خان کا شاتمِ رسول کو قتل کا حکم:

مغل دور حکومت میں سیالکوٹ کے ایک ہندو نوجوان طالبِ علم'جس کا نام حقیقت رائے تھا'نے اپنے سکول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے بد زبانی کی۔اس جرم کی پاداش میں اس کو گرفتار کیا گیا اور لاہور لایا گیا۔یہ ۱۷۳۴ء کا سال تھا۔اس وقت لاہور کا گورنر زکریا خان تھا۔ کئی ہندو افسران جن کی حکومتی ایوانوں میں رسائی تھی، زکریا خان کے پاس پہنچے اور حقیقت رائے کی معافی کی درخواست کی۔زکریا خان'جو کہ اس کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکا تھا'نے کوئی سفارش سننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس کو پہلے ستون کے ساتھ باندھ کر کوڑوں کی سزا دی گئی اور اس کے بعد اس کو قتل کر دیا گیا۔(ناموس رسول اور قانونِ توہین رسالت: محمد اسماعیل قریشی،ص ۲۷۵)

یہ چند واقعات ہیں کہ جو ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور حکمرانوں کے تعلق وتعامل پر مبنی ہیں۔ہم اس آیتِ کریمہ کے ساتھ مضمون کا اختتام کرتے ہیں:

مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلاً(الاحزاب:۶۱)

''ہر طرف سے ان پر پھٹکار برسے گی جہاں ملیں گے پکڑ لئے جاویں گے اور مار کر ٹکڑے کر دیے جائیں''

و آخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین

☆☆☆☆☆

سر بیچ کر متاعِ دل وجاں خریدنا

پروفیسر محمد اقبال جاوید

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے سر فروشی ایک ایسا سودا ہے جس میں خسارہ نہیں، فائدہ ہی فائدہ ہے کہ اسی سے ایمان کی تکمیل کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی سے محبت کے اعتبار اور وفا کے افتخار کا پتہ چلتا ہے کہ یہی واحد پیمانہ ہے اس عظیم وجلیل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا، جو وجہِ وجودِ کائنات ہے، جس نے اس ظلمت کدے میں ہدایت، سعادت اور رحمت کی کرنیں برسائیں۔ جس کی ذات پاک سے ہماری حیاتِ مستعار کی ہر آبرو وابستہ ہے۔ جو فی الواقع رُخ جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے...یہی وجہ ہے خالقِ حقیقی نے اپنی محبت اور اپنی اطاعت کو اُسی ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کر دیا اور یہی باعث ہے اس امر کا کہ مالک دوجہاں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہلکی سی شوخی اور ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہیں کرتا...نہ کسی ماتھے کی کوئی سلوٹ، نہ نگاہوں کا کوئی زاویہ اور نہ ہونٹوں کی کوئی حرکت...اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسی نازیبا سلوٹوں، ایسے ناپاک زاویوں اور ایسی گستاخ حرکتوں کے حامل وجود' غبارِ معصیت بن کر اُڑتے رہتے ہیں...حق یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیرت مند، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گستاخی کرنے والے کی زبان اس کی گدی سے کھینچ باہر کرتا ہے اور خود دار ورسن کو بوسہ دیتا ہے تو الوہی ہونٹوں پر تبسم سا بکھر جاتا ہے اور ساتھ ہی اس کے لیے جنت کے سبھی ایوان کھل جاتے ہیں کہ وفا کا سوز ہی انسان کو کندن بنایا کرتا ہے اور

؎ محبت جس کو خاکستر کرے گی 'کیمیا ہو گا

ہماری چودہ صدیوں کی تاریخ کے حاشیے ایسے ہی جاں نثاروں کے لہو سے گل رنگ ہیں جو اشارتاًاور کنایتاً بھی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ایک لمحے کے لیے بھی برداشت نہیں کرتے، صراحتاًتو بہت دور کی بات ہے!حق تو یہ ہے کہ وہ شخص جو شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین کا کوئی بول سن کر خاموش رہتا ہے اور محض لفظی ردعمل پر اکتفا کرتا ہے' اس کی منافقت' دنیاوی اور اُخروی تذلیل پر منتج ہوا کرتی ہے کہ وہ ایمان کی شرطِ اول سے بھی محروم ہے۔ محبوب کی ایک نگاہِ ناز کے حصول کے لیے محبت ہی چاکِ گریباں نکل سکتی ہے۔ اور محبت کے بغیر اطاعت کا ہر تصور فریبِ نفس ہے جب کہ ایمان' عمل کے بغیر ایک لفظ ہے بے معنی، ایک جسم ہے' بے روح اور ایک خاکہ ہے' بے رنگ!... محض پانی، پانی پکارنے سے پیاس نہیں بجھا کرتی اور صرف روٹی روٹی کہنے سے بھوک نہیں مٹا کرتی...جب تک پانی پیا نہ جائے اور روٹی کھائی نہ جائے...بعینہٖ خود کو مسلمان مسلمان کہنے سے انسان مسلمان نہیں بنتا...جب تک اس کا عمل اس کے ایمان کی تائید نہیں کرتا... محض لفظوں کی شطرنج بچھانے سے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے تقاضے پورے نہیں ہوا کرتے کہ محض لفظی خوش نمائی، اعمال کی سیاہی کی دلیل ہوا کرتی ہے

؎ معنی ہیں معدوم، تحریریں بہت
ہے عمل مفقود، تقریریں بہت
بغض دل میں منہ پہ تعریفیں بہت
کفر دل میں، لب پہ تکبیریں بہت
ایک اہلِ درد ہی ملتا نہیں
ورنہ دردِ دل کی تدبیریں بہت

آج خبر ونظر کے چمن ہیں نہ فکر وعمل کے سمن، ذوق کی رعنائی ہے نہ شوق کی زیبائی، سجدوں کا کیف ہے نہ آنسوؤں کی چمک...کوئی ویرانی سی ویرانی ہے! زندگی سراب بھی ہے اور خراب بھی! اور

؎ رہ رہ کے پوچھتی ہے صبا شاخ شاخ سے
سارے چمن میں درد کا مارا کوئی نہیں؟

کہنے والے کہتے ہیں کہ آج نعت کا دور ہے...وہ بھول جاتے ہیں کہ ہر دور ہی نعت کا دور رہا ہے کہ یہ صنفِ سخن' ازلِ انوار بھی ہے اور ابدِ آثار بھی...حقیقت یہ ہے کہ نعت' مخالفینِ اسلام کی لسانی گستاخیوں کے جواب میں وجود میں آئی تھی...خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک رضا اس میں شامل تھی اور اس کے خال وخط اور اسلوب واصول بھی زبانِ رسالت ہی نے متعین فرمائے تھے...لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دل آزار تحریریں بھی لکھی جاتی رہیں، وقت کے راج پال نئے نئے لبادوں میں سامنے بھی آتے رہیں اور عصرِ نور کے رُشدی' ہنود ویہود کی سرپرستی میں دندناتے بھی رہیں اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے دار محض نعت گوئی میں مصروف رہیں...ایسی نعت گوئی' قلم قلم اور حرف حرف منافقت ہے کہ اس میں محبت کا ادعا' غیرت کی چنگاری سے محروم ہے

؎ محبت خوب ہے' غیرت مگر اس سے فزوں تر ہے

توصیفِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج' گستاخان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کاٹنے اور اپنا سر کٹانے کی عملی کوشش میں پوشیدہ ہے...کیونکہ حمیت کے اس جذبے کے بغیر' ایک مسلمان کا وجود ہی بے جواز ہو کر رہ جاتا ہے کہ امت کا اجماع اسی پر ہے کہ شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کرنے والے کو اُسی لمحے قتل کر دیا جائے کہ یہی اس کی سزا ہے...اور یہ بھی یادر ہے کہ اگر وہ دریدہ دہن مسلمان ہے تو اس کی توبہ کو بھی درخورِ اعتنا نہ سمجھا جائے...وہ بہر نوع واجب القتل ہے اور اس سلسلے میں کسی نوع کا تساہل، نہ چرخِ نیلی فام کو گوارا ہے نہ گنبدِ خضر کو' کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی، جذباتی اور شعوری وابستگی ضروری ہے...یہ پاکیزہ تعلق جتنا ڈھیلا پڑتا جائے گا، ایمان بھی اسی قدر کمزور ہوتا چلا جائے گا...یہ کہنا غلط ہے کہ وابستگی' نظریات ہی سے ہونی چاہیے، شخصیات

سے نہیں... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے شخصی اور ذاتی محبت ہی ہمارے دنیاوی اور اخروی وقار کی ضامن ہے! اہلِ مغرب آزادئ اظہار کے دل فریب نعروں کی آڑ میں دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی شدید ترین محبت کو ختم کرکے اُن کی حمیت اور جمعیت کو پراگندہ کرنے کے درپے ہیں... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا فوری قتل طے شدہ بات ہے خواہ وہ خانہ کعبہ کے غلاف ہی سے کیوں نہ لپٹا ہو... اور یہ بھی لازم ہے کہ قاتل عدالت میں اپنا دفاع ہر گز نہ کرے بلکہ قتل کا برملا اعتراف کرکے اپنے لیے جنت اور دوسروں کے لیے ایمان کی منزل کا نشان چھوڑ جائے... اس ضمن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقدس دور' ایثار و وفا کی ایمان افروز مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ مگر عصرِ حاضر بھی اس نوع سے 'کلیتاً بانجھ نہیں ہے اور ہماری خاکستر میں ابھی کچھ چنگاریاں باقی ہیں

؎ سربلندی پھر وفا کی دیکھنے میں آ گئی

پھر وفا کے نام پر کچھ لوگ ہارے زندگی

اللہ تعالیٰ' ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا سامان خود فراہم کیا کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگ تحریریں لکھتے اور تقریریں کرتے رہ جاتے ہیں اور قدرت کسی سادہ دل کے جگر میں آگ لگا کر اس کے ایمان کو عمل کا خوش رنگ نقش بنا دیتی ہے کہ لالے کی حنا بندی' فطرت کا محبوب مشغلہ ہے

؎ دہد حق' عشق احمد' بندگان چیدہ خود را

بہ خاصاں می دہد شہ' بادۂ نوشیدۂ خود را

اس سلسلے میں دو واقعات محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک کے راوی پروفیسر عطاء الرحمن عتیق (سابق صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ) ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی... سیالکوٹ دارالعلوم شہابیہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین جمع تھے... پروفیسر موصوف تب وہاں ایک کم سن طالب علم تھے اور مہمانوں کی خدمت پر مامور تھے۔ محفل میں مرزا قادیانی ملعون زیر بحث تھا کہ پروفیسر صاحب نے شاہ جیؒ سے اچانک مخاطب ہو کر کہا کہ

"حضرت! جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، آپ تبھی اسے قتل کر دیتے

تو اِن تقریروں کی نوبت ہی نہ آتی"۔

یہ سن کر شاہ جیؒ زار زار رونے لگ گئے اور کافی دیر آبدیدہ اور گلوگیر رہے... تاریخ نے یہ حقیقت بھی محفوظ رکھی کہ جب علامہ اقبال رحمہ اللہ نے غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ کے شگفتہ چہرے کی آخری زیارت کی تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے تھے کہ "اسیں گلاں کردے رہے، تے ترکھاناں دامنڈا بازی لے گیا"۔

دوسرا ایمان افروز واقعہ پروفیسر میاں محمد یعقوب (شعبہ اردو نیشنل کالج گوجرانوالہ) یوں بیان کرتے ہیں:

۶۷-۱۹۶۶ء کی بات ہے میں لاہور کے سنٹرل ٹریننگ کالج میں B.Ed کا طالب علم تھا۔ وہاں ہمارے ایک بزرگ پروفیسر تھے چودھری فضل حسین' انہوں نے یہ واقعہ کلاس روم میں سنایا۔ "میں بیروت کی یونی ورسٹی میں زیر تعلیم تھا اور وہاں ہندوستان (تقسیم سے قبل) کے بہت سے طلبہ وطالبات زیر تعلیم تھے۔ اُن میں ایک لڑکی بہت شوخ وشنگ اور الٹرا ماڈرن قسم کی تھی۔ اُس کا تعلق ہندوستان کے کسی مسلمان نواب گھرانے سے تھا۔ وہ خود شاید فیشن کے طور پر کیمونزم کی پرچارک تھی۔ ایک دن ٹک شاپ پر اسلام اور کیمونزم کی بحث چل رہی تھی کہ اس نانہجار لڑکی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک آدھ نازیبا لفظ کہہ دیا۔ میں نے اُسے بے نقط سنائیں، بہت برا بھلا کہا اور ہمیشہ کے لیے قطع کلامی کر لی۔ پھر یوں ہوا کہ مجھے اور (پروفیسر فضل حسین) اور اس نابکار لڑکی کو جو اپنی امارت اور حُسن پر بہت نازاں تھی' دورانِ تعلیم ہی میں برص کا حملہ ہوا۔ اُس نے اپنے حُسن کو بچانے کے لیے اس وقت کے اعلیٰ ترین ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے رجوع کیا لیکن برص پھیلتا چلا گیا اور وہ خود بھی پھیلتی چلی گئی، یعنی بے اندازہ موٹی ہو گئی۔ ہندوستان واپسی پر اُس کا کہیں رشتہ نہ ہو سکا اور اپنی مضحک ہیئت کذائی کی وجہ سے اُس نے گھر سے نکلنا بھی چھوڑ دیا اور وہ جو کبھی جانِ محفل ہوا کرتی تھی' سوسائٹی میں نسیاً منسیاً ہو گئی۔ اُدھر واپسی کے بعد میں نے جہلم کے ایک معمولی سے ڈاکٹر سے علاج کرایا اور اللہ کے فضل سے (چہرہ پر ایک آدھ داغ کے سوا) شفا ہو گئی"۔

تقریباً ساری کلاس نے سوال کیا: "سر! اُسے تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے سبب یہ سزا ملی۔ آپ پر برص کیوں حملہ آور ہوا؟"

بوڑھے پروفیسر کے جواب نے نا صرف کلاس کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا بلکہ سب کو آنسوؤں سے رُلا دیا۔ فرمایا: "مجھے اس وجہ سے برص ہوا کہ میں نے گالیوں پر اکتفا کیوں کی اور اُسے اُسی دم قتل کیوں نہ کر دیا"۔

آخر میں احسان دانش کی ہم "پسماندگان" کے لیے ایک آرزو

؎ اللہ تم کو صاحبِ سیف وسناں کرے

جسموں میں روحِ خالدؓ و طارقؒ رواں کرے

دے کر شعورِ زیست' ارادے جوان کرے

جو جم چکا ہے خون رگوں میں دواں کرے

تم کو رہِ رسول ﷺ پہ چلنا نصیب ہو

کب سے گرے پڑے ہو' سنبھلنا نصیب ہو

☆☆☆☆☆

شمع رسالت کے پروانے

محمد سلطان عبد الکریم

باطل اپنی تمام تر قوت کے ساتھ آج آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کو مٹانے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے مقابلے میں کفری شیطانی نظام کے نفاذ کے لیے مسلم سرزمینوں پر حملہ آور ہے۔ جدید ترین سامان حرب سے لیس فوجوں کی فوجیں اور عوام الناس کو گمراہ کرتا میڈیائی جیش۔ آج اس کرۂ ارض پر کون ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے دفاع میں گھر بار، اعزہ و اقارب اور اپنی تمام تر متاع لٹانے والے ان چند سرفروشوں کے لیے کلمۂ خیر کہہ سکے۔ صلیبی درندوں کے ساتھ ساتھ ان کے مددو معاون مقامی غنڈے جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلط ہیں'اپنی ساری توانایاں، استعدادیں، صلاحیتیں اور وسائل اپنی ہی عوام کی جاسوسی اور ان پر خوفناک جنگیں مسلط کرنے پر لگائے ہوئے ہیں۔ ایسا ہی کچھ حال ملک پاکستان کا ہے۔

دین اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے اس ملک میں وردی پوش سرکاری وغیر سرکاری غنڈے ہیں کہ دندناتے پھرتے ہیں اور اللہ و اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں پر باوجود اپنی وسعت کے اس ملک کی سرحدیں سکڑتی چلی جارہی ہیں۔ وہ دین کہ جس نے مشرق میں رہنے والے ایک کلمہ گو کو مغرب میں رہنے والے کلمہ گو کا بھائی بتلایا ہے اسی دین کا نام لے کر ریاستی مشینری ابلاغ کے تمام ذرائع اہل صلیب کی کھینچی گئی سرحدی لکیروں کا تقدس اہل ایمان کے دلوں میں بٹھانے ایک سعیٔ لاحاصل کی جارہی ہے۔

وہ اللہ کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کہ قرآن قدم قدم پر جس کی اطاعت اور اپنی تمام تر قیمتی متاع حتیٰ کہ ماں باپ سے بھی زیادہ اسے عزیز رکھنے کا حکم دیتا ہے، آج اس خطۂ بدنصیب میں صلیبیوں کی خوشنودی کے لیے اسی رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی پر کچھ بدبخت زبان درازوں کی حفاظت کے لیے قانون سازی کی جارہی ہے۔

ستر سال بیت گئے اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے اس ملک پر شروع دن سے شریعت مطہرہ سے بغض اور محبین اسلام سے شدید ترین نفرت اور دشمنی رکھنے والا ایک بدبخت ٹولہ ایسا قابض ہوا کہ اب جان چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ برطانوی سامراج کا چھوڑا ہوا یہ موذی وائرس اہل اسلام اور خود اس ملک کی بنیادوں اور سرحدوں کو گھن کی طرح چاٹ رہا ہے۔ اور اس ملک کی سادہ لوح عوام کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ درندے ہی اس خطے کے اصل محافظ ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ یہی بدبخت گروہ ہی دراصل مغرب کا ایجنٹ اور صلیبی مفادات کا محافظ و ضامن ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ اسلام کے مقابلے پر یہی خبثا ہی صف اول میں نظر آئے ہیں اور جب بھی اہل ایمان پر کوئی کاری ضرب لگی ہے تو انہی بدبختوں کے کریہہ کردار کی وجہ سے ہی لگی ہے۔ کوئی بھی اہل ایمان اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ یہ نظام اور اس نظام کے محافظ سیکورٹی ادارے اسلام و اہل اسلام اور اس ملک کے خیر خواہ ہیں اور مستقبل میں عوامی فلاح اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوئی اہم کردار ادا کرنے والے ہیں۔

آیئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس ملک کے حقیقی دشمنوں کو پہچانیے اور شرق تا غرب اور شمال تا جنوب فدایان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چھڑی عالمی صلیبی جنگ میں صف اول کا کردار ادا کرنے والے سیکورٹی اداروں اور ان کو آئینی و قانونی تحفظ فراہم کرنے والے شیطانی دماغوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں اسلام کے لیے وقف کیجیے!

☆☆☆☆☆

"جو شخص بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتا ہے۔ اللہ اس شخص کی نسل ختم کرے گا اللہ نے فرمایا اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْن "ہم آپ کے لیے کافی ہیں مذاق کرنے والوں کے مقابلے میں!!!" اور فرماتا ہے "کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے"۔ اللہ ہمیں آزمانا چاہتا ہے۔ ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت ہے؟ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم مہربانی نہیں چاہتے، آنسو بہانا نہیں چاہتے۔ یہ سب کچھ ہم کر چکے ہیں، ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور سچی اتباع چاہتے ہیں اب کسی کے پاس کوئی عذر نہیں ہے' کوئی بہانہ نہیں ہے۔ اپنی تعلیم یا اسکول کالج یا امتحانات کا عذر مت پیش کریں یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا مسئلہ ہے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ہر چیز سے، ہر کام سے بڑھ کر اہم ہے۔ نوکری کا عذر مت کریں، نوکری سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع اہم ہے۔ جتنے بھی دیگر امور ہیں' چاہے کتنے ہی اہم ہوں' سب دنیاوی کام ہیں جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ان تمام کاموں سے اہم ہے کہ یہ ہمارا مستقبل ہے۔ ہماری زندگی ہے۔ ہماری آخرت ہے آج اس بات کی پہچان ہو جائے گی کہ کون (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی) محبت میں سچا ہے کون جھوٹا ہے۔ ہم دلوں کا حال نہیں جانتے مگر اللہ کو سب علم ہے۔ ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا مگر دیکھنے کی ملاقات کی بہت خواہش ہے۔ اللہ کی قسم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سب سے زیادہ پسند ہیں ہمیں ان سے بہت زیادہ محبت ہے۔ ہمیں اپنی جانوں اپنے والدین، اپنے گھر والوں اور تمام انسانوں سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبوب ہیں"۔

شیخ خالد الراشد فک اللہ اسرہ

شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

گلزار احمد

حمد وثنا ربِ ذوالجلال کے لیے جس نے مخلوق کی ہدایت کے لیے قرآنِ مجید نازل فرمایا... اور درود وسلام نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے چار دانگ عالم میں اس کو پھیلایا اور ربِ ذوالجلال کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں ان مقدس شخصیات کی قبور پر جنھوں نے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مسلمہ کے مابین وہی ربط و تعلق ہے جو جسم و جان کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت ملت اسلامیہ کا اہم ترین فریضہ رہا ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، تنقیص اور بے ادبی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں ادنیٰ سی گستاخی کا شائبہ تک بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مسلمان اپنے آقا و مولا ختم المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مر مٹنے اور اس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ اس پر تاریخ کی کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والی ایسی شہادت موجود ہے جو مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو خواہ وہ ایشیا ہو یا یورپ، افریقہ ہو یا کوئی اور خطۂ ارض' جہاں بھی اقتدار حاصل رہا، وہاں کی عدالتوں نے اسلامی قانون کی رُو سے شاتمین رسول کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ اس کے برعکس جب کبھی یا جہاں ان کے پاس حکومت نہیں رہی' وہاں جاں نثارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم حکومت کے رائج الوقت قانون کی پرواہ کیے بغیر گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیفرِ کردار تک پہنچایا اور خود ہنستے مسکراتے تختۂ دار پر چڑھ گئے۔

جنگِ یمامہ' جھوٹے مدعیانِ نبوت کے خلاف امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کا پہلا جہاد:

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد منافقین نے نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کی صورت میں سر اٹھایا۔ جاں نشینِ رسول، امیر المومنین، خلیفۂ اول وبلافصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ناموس رسالت و آبروئے ختم نبوت کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہوئے 'اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کو اس فتنے کی جڑیں کاٹنے اور ان بے ایمانوں کے سر تن سے جدا کرنے پر مامور کیا... جنگِ یمامہ کفر و اسلام کے اسی معرکہ کی تاریخ ہے' جس میں بارہ سو کے قریب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان شہدا میں سات سو ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جو قرآن کے حافظ تھے اور ان کا درجہ مسلمانوں میں بہت بلند تھا۔ جنگِ یمامہ کے جذبے اور ولولے شمعِ ختم نبوت کے پروانوں کے لیے رہتی دنیا تک لیے نمونۂ عمل رہیں گے

اے جان دینے والو! محمد ﷺ کے نام پر
ارفع بہشت سے بھی تمہارا مقام ہے

ختم نبوت کے پہلے شہید، حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ:

تاریخ اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کے لیے سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوان انصاری صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ نے پیش کیا۔ وہ مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور انہیں مسیلمہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ مسیلمہ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں مانتا ہوں! مسیلمہ نے پھر پوچھا کہ تم مجھے اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہو؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا: "میرے کان تمہاری یہ بات سننے کے لیے تیار ہیں ہیں"۔ مسیلمہ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت حبیب بن زیدؓ کو مسیلمہ کے دربار میں اس درندگی کے ساتھ شہید کیا گیا کہ پہلے ان کا ایک بازو کاٹا گیا، پھر دوسرا بازو، پھر ایک ٹانگ پھر دوسری ٹانگ... اس دوران میں مسیلمہ مسلسل سوال کرتا جاتا تھا اور اس عاشق رسول صحابی رضی اللہ عنہ کا ہر سوال پر یہی جواب تھا کہ " میرے کان جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کے لیے نبوت کا لفظ سننے کے لیے تیار نہیں"۔ حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ عقیدۂ ختم نبوت کے اسی والہانہ اظہار کے ساتھ جامِ شہادت نوش کر گئے۔

حضرت زید بن خطاب القرشی رضی اللہ عنہ:

یہ اس لشکر کے علَم بردار تھے جو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا۔ دشمن کے ایک حملہ میں ان کا لشکر متفرق ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اب مردمرد نہیں رہے، پھر بلند آواز سے کہا: "الٰہی! میں اپنے ساتھیوں کے فرار کا تیرے حضور میں عذر پیش کرتا ہوں۔ مسیلمہ کذاب اور محکم بن طفیل کی سازشوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں"۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور شدت سے حملہ کیا اور مرتدین کو قتل کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضرت زیدؓ، خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔

حضرت سالم بن معقل شہید رضی اللہ عنہ:

حضرت سالم بن معقل رضی اللہ عنہ اصلی باشندے اصطخر کے تھے۔ بعض نے ان کا وطن موضع کرمد بھی لکھا ہے۔ ثبیتہ بنت تعار انصاریہ کے غلام تھے۔ یہ خاتون ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کی زوجہ ہیں۔ انہوں نے اِن کو آزاد کر دیا اور ابوحذیفہ رضی اللہ نے ان کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ حتیٰ کہ متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا۔ جب تنسیخِ تبنیت کا حکم اُترا تو اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ کا نکاح ان سے کر دیا۔

حضرت سالم کو انصاری اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انصاریہ کے آزاد کردہ تھے اور مہاجر اس لیے شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے مکہ میں ابوحذیفہؓ کے ہاں پرورش پائی، اور مکہ سے ہجرت کر کے اس قافلہ میں مدینہ پہنچے جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

خیارالصحابہ اور کبار صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ان کو عجمی اصل وطن کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے جید قاری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معلمینِ قرآن میں ان کے نام کا تعین فرمایا تھا۔ غزوۂ بدر میں حاضر تھے، جنگ یمامہ میں حضرت سالم اور ان کے مربی حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما دونوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت سائب بن عثمان بن مظعون القرشی شہید رضی اللہ عنہ:

یہ سائب بن مظعون کے برادرزادے تھے۔ ان کے والد عثمان بن مظعون اور ان کے چچاؤں قدامہ، عبداللہ اور سائب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہجرت کی تھی۔ یہ بھی حبشہ کی ہجرت دوم میں شامل تھے اور جنگ یمامہ میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۳۰ سال سے زائد تھی۔

حضرت شجاع بن ابی وہب الاسدی شہید رضی اللہ عنہ:

ان کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ خزیمہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی حبشہ کی ہجرتِ دوم میں شامل تھے۔ اور پھر یہ سن کر کہ اہلِ مکہ مسلمان ہو گئے ہیں حبشہ سے واپس آگئے تھے۔ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، مواخات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابن خول کا بھائی بنایا تھا۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر چالیس سال سے کچھ زائد تھی۔

حضرت عبداللہ بن مخرمہ شہید رضی اللہ عنہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نسب گیارہویں پشت میں فہر سے مل جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام فہیک بنت صفوان ہیں۔ یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور ذوالہجرتین بھی ہیں۔ جنگ یمامہ میں اکتالیس سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ انہوں نے دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک میں اپنے بند بند کو تیری راہ میں زخم رسیدہ نہ دیکھ لوں۔ جنگ یمامہ میں ان کے زخموں کا یہی حال تھا کہ جملہ مفاصل (جوڑوں) پر زخموں کے نشان تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس آخری وقت پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ روزہ داروں نے روزے کھول لیے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا میرے منہ میں پانی ڈال دو۔ ابن عمرؓ حوض پر گئے اور ڈول میں پانی لے آئے۔ آکر دیکھا تو وہ سانس پورے کر چکے تھے۔

حضرت مالک بن امیہ بن عمر السلمی شہید رضی اللہ عنہ:

یہ بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں، بدر میں حاضر ہوئے۔ جنگ یمامہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ شہید رضی اللہ عنہ:

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں داخل نہ ہوئے تھے کہ یہ اسلام لا چکے تھے۔ اول ہجرت حبشہ کی، پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ ان کی اہلیہ سہلہ بنت سہیل نے ہجرت حبشہ میں ساتھ دیا تھا۔ بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ جملہ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ جنگ یمامہ میں بعمر ۵۳ سال جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول الانصاری الخزرجی شہید رضی اللہ عنہ:

یہ بنو عوف بن خزرج میں سے ہیں، ان کا قبیلہ مدینہ بھر میں مشہور تھا۔ ان کو ابن الحبلیٰ بھی کہتے ہیں۔ سلول عبداللہ منافق کی دادی کا ہے، اُبی اپنی ماں کی نسبت سے مشہور رہے۔ حضرت عبداللہؓ کے باپ عبداللہ کو اہلِ یثرب اپنا بادشاہ بنانے لگے تھے، اس کے لیے تاج تیار کرنے کی تجویزیں ہو رہی تھیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروزِ مدینہ ہو گئے۔ خزرجی مسلمان ہو گئے، ابن ابی کا اقتدار خاک میں مل گیا، رشک وحسد نے اُسے رئیس المنافقین بنا دیا۔ جب "لیخرجن الاعزمنھا الاذل" کا جملہ رئیس المنافقین کے منہ سے نکلا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہؓ جو نہایت مخلص مسلمان تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اپنے نالائق باپ کا سر کاٹ کر حاضر کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! تم اپنے باپ سے حسنِ سلوک رکھو۔ الغرض ابن ابی رئیس المنافقین کے گھر میں حضرت عبداللہؓ صدق واخلاص کا کامل نمونہ تھے۔ ایمان اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج میں ترقی یافتہ تھے، ان کا شمار خیارِ صحابہ اور فضلائے صحابہ میں ہوتا تھا۔ بدر، اُحد اور دیگر تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے اور جنگ یمامہ میں اپنی جان کا نذرانہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پیش کیا۔

حضرت سماک بن خرشتہ الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابو دجانہ ہے اور اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کا شمار چیدہ اور برگزیدہ بہادروں میں ہوتا ہے۔ تمام مغازی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ بدر میں حاضر تھے، جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرے عائض بن ماعض الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

یہ اور ان کے بھائی معاذ بن ماعض رضی اللہ عنہما غزوۂ بدر میں حاضر تھے۔ مواخات میں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سویبط بن حرملہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا تھا۔ بیر معونہ یا بقول بعض یوم یمامہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت نعمان بن اعقر بن الربیع البلوی الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

یہ انصار بنو معاویہ بن مالک کے حلیف تھے۔ بدر، اُحد، خندق اور جملہ مشاہد میں شریک ہوئے، جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت عباد بن بشر بن وقش انصاری الاشہلی شہید رضی اللہ عنہ:

حضرت عباد بن بشر بن وقش انصاری الاشہلی بن زغبہ انصاری، یہ قدیم الاسلام ہیں۔ مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ بدر، اُحد اور دیگر

جملہ مشاہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ فضلائے صحابہ میں رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اندھیری رات میں ان کا عصا روشن ہو جایا کرتا تھا۔ یہ ان چھ بزرگوں میں سے ہیں جو کعب بن اشرف یہودی کے قتل میں شامل تھے۔ جنگ یمامہ میں مردانہ وار لڑتے ہوئے' مرتدین کو مارتے ہوئے بعمر ۴۵ سال شہید ہوئے۔

حضرت معن بن عدی بن جد بن عجلان ضبیعہ البلوی الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

انصار بن عمر کے حلیف تھے۔ عاصم بن عدی کے برادرِ حقیقی تھے۔ مواخات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کا بھائی بنایا تھا۔ بدر سمیت تمام جملہ مشاہد میں حاضر باش تھے۔ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت عقبہ بن عامر الانصاری الخزرجی شہید رضی اللہ عنہ:

بیت عقبہ اولیٰ سے مشرف تھے، بدر واُحد میں حاضر تھے۔ اُحد کے دن خودِ آہنی پر سبز عمامہ سجائے رکھا تھا اور دور سے نمایاں ہوتے تھے۔ خندق اور دیگر مشاہد میں بالالتزام حاضر رہے، جنگ یمامہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ البلوی الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

یہ فرار بن بلی کی نسل اور بنو قضاعہ میں سے ہیں۔ ان کا نام عبد العزیٰ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام عبد الرحمن عدو الاوثان تجویز فرمایا۔ بدر میں حاضر تھے، جنگ یمامہ میں شہادت کے مرتبۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

حضرت ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

حضرت ثابت بن ہزال بدر اور دیگر جملہ مشاہد میں حاضر باش رہے، جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

حضرت ثابت بن خالد بن نعمان الانصاری شہید رضی اللہ عنہ:

یہ بنو مالک بن النجار میں سے ہیں۔ بدر واُحد میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حضرت ایاس بن ورقہ الانصاری الخزرجی شہید رضی اللہ عنہ:

یہ بنو سالم بن عوف بن خزرج سے ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

مندرجہ بالا شہدائے ناموس رسالت کے علاوہ مولانا ابو القاسم دلاوری نے ابن اثیر کے حوالے سے درج ذیل شہدائے ناموس رسالت 'صحابہ کے اسمائے مبارکہ لکھے ہیں:

۱) حضرت عبادہ بن حارث انصاریؓ، جو اُحد میں شریک تھے۔

۲) حضرت عمیر بن اوسؓ، شریکِ اُحد۔ ۳) حضرت عامر بن ثابت بن سلمہ انصاریؓ

۴) حضرت عمارہ ابن حزم انصاریؓ، جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

۵) حضرت علی بن عبید اللہ ابن حارثؓ

۶) حضرت فروہ بن نعمانؓ، جنگ اُحد میں شریک تھے۔

۷) حضرت قیس بن حارث بن عدی انصاری) حضرت، شریک جنگ اُحد۔

۸) حضرت سعد بن حجاز انصاریؓ، شریک غزوہ اُحد۔

۹) حضرت سلمہ ابن مسعود بن سنان انصاریؓ

۱۰) حضرت سائب بن عوامؓ جو حضرت زبیدؓ کے حقیقی بھائی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

۱۱) حضرت طفیل ابن عمر الدوسیؓ

۱۲) حضرت زراراہ ابن قیس انصاریؓ ۱۳) حضرت مالک بن امیہ سلمٰی بدریؓ

۱۴) حضرت مسعود ابن سنانؓ اسود، شریک غزوۂ اُحد ۱۵) حضرت صفوانؓ

۱۶) حضرت فرار ابن ازور اسدیؓ، جنہوں نے حضرت خالدؓ کے حکم پر مالک بن نویرہ کو قتل کیا۔

۱۷) حضرت عبد اللہ بن حارث سہمیؓ۔

۱۸) حضرت حضرت عبد اللہ بن عتیک انصاری بدریؓ، جنہوں نے گستاخ رسول یہودی ابو رافع بن ابی الحقیق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قتل کرنے کا فریضہ سرانجام دیا۔

۱۹) حضرت ہریم ابن عبد اللہ مطلبی قرشیؓ

۲۰) اور ان کے بھائی حضرت جنادہؓ

۲۱) ولیدؓ بن عبد الشمس بن مغیرہ، جو حضرت خالدؓ کے عم زاد تھے۔

۲۲) حضرت ابو حبہ ابن غزیہ انصاریؓ جو اُحد میں موجود تھے۔

۲۳) حضرت ابو قیس ابن حارث سہمیؓ جو مہاجرین حبش میں داخل اور جنگ اُحد میں شریک تھے۔

۲۴) حضرت یزید بن ثابتؓ جو حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کے بھائی تھے۔

۲۵) حضرت مالک بن عوس ابن عتیک انصاریؓ جو اُحد میں شریک تھے۔

۲۶) حضرت نعمان بن عصر بدریؓ

۲۷) حضرت حضرت ابو عقیل بلوی بدریؓ

۲۸) حضرت یزید بن اوسؓ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔

اس طرح بعض مورخین نے چند اور نام بھی بتائے ہیں۔

☆☆☆☆☆

جو ناموسِ رسالت پہ فدا تھے!

محمد طاہر رزاق

لحم خنزیر کھانے اور ام الخبائث پینے والے فرنگی، مکار ہندو بنیا اور انگریز کی ناجائز اولاد قادیانی سمجھ بیٹھے تھے کہ پیہم غلامی اور فرنگی تہذیب کے مسلسل کاری حملوں سے ہندوستان کے مسلمان پر موت کا سکوت طاری ہے... اس کی ایمانی نبضیں ڈوب چکی ہیں... اس کے قلب کی اسلامی دھڑکنیں خاموش ہو گئی ہیں... اس کے ماتھے کی حدت 'ٹھنڈک میں بدل گئی ہے... اُنہوں نے مسلمانوں کا آخری ٹیسٹ لینا چاہا تا کہ اس کے بعد اسے سپردِ خاک کر دیا جائے... انہوں نے ہندوستان میں شتمِ رسول تحریک چلا دی... مختلف شہروں سے ناموسِ رسالت پہ کتے بھونکنے لگے... غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مسلمانوں نے ایک بھرپور انگڑائی لی اور شیروں کی طرح ان کتوں پر پل پڑے اور ان کا ایسا حشر کیا کہ ہر ایک کو عبرت کی مثال بنا دیا۔

راج پال نے توہین رسالت کی 'ملتِ اسلامیہ کا شیر غازی علم الدین شہید اس پر جھپٹا اور اسے چیر پھاڑ کے رکھ دیا... رام گوپال نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی' غازی مرید حسین اس پہ لپکا اور اسے راہیٔ ملکِ نار کیا... سوامی شردھانند نے ہذیان بکا' غازی عبد الرشید نے اسے جہنم واصل کیا... نتھو رام نے دریدہ دہنی کی' غازی عبد القیوم نے اسے ابو جہل اور ابو لہب کے پاس پہنچا دیا... چنچل سنگھ نے بکواس کیا' غازی عبد اللہ نے ایک ہی وار میں اسے ہاویہ میں پٹخا دیا... کھیم چند گنبدِ خضرا کی طرف منہ کر کے بھونکا' غازی منظور حسین نے اس جہنمی کتے کو اس کے دیس میں پہنچا دیا... پالا مل نے اپنا متعفن منہ کھولا تو غازی محمد صدیق نے اسے موت کا رقص کرایا اور اسے جہنم کے لپکتے بھوکے شعلوں کی خوراک بنا دیا... ملعون بھیشو نے ہرزہ سرائی کی تو غازی عبد المنان نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا... چرن داس نے جب اپنے غلیظ منہ سے غلاظت اگلی تو غازی میاں محمد نے اس کے وجود کو ادھیڑ دیا اور اسے اللہ کے شدید انتقام کے سپرد کر دیا... جب ویدا سنگھ نے زہر میں ڈوبی ہوئی اپنی بچھو نما' زبان کھولی تو غازی احمد دین نے اسے قتل کر کے ملتِ اسلامیہ کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائی... ہر دیال سنگھ جب قصرِ نبوت کی طرف پھنکارا تو غازی معراج دین نے اس کی زبان مروڑ دی، گردن توڑ دی... جب عبد الحق قادیانی نے زہر اگلا تو حاجی محمد مانک اس پر رعد بن کے کڑکا اور اسے نارِ جہنم میں بیٹھے مرزا قادیانی کی جھولی میں پھینک دیا... جب نعمت احمر حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا تو غازی فاروق نے اسے خاک وخون میں تڑپایا اور اسے دوزخ کی اتھاہ گہرائیوں میں جھونک دیا!

ان عظیم عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قرونِ اولیٰ کے فنافی الرسول مجاہدین کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ ہم آپ سے شرمندہ نہیں! ہم نے گلے میں غلامی کا طوق، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہننے کے باوجود گستاخانِ رسول سے وہی سلوک کیا جو اپنے عہد میں آپ کیا کرتے تھے... ہم نے اس کسمپرسی کے عالم میں بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی نہیں کی!

ان شہیدوں نے ماں باپ کے بڑھاپوں کے سہاروں کی پرواہ نہ کی... بیویوں کے سہاگ اُجڑنے کو خاطر میں نہ رکھا... بچوں کی یتیمی ان کے رستے میں رکاوٹ نہ بنے... مال واسباب کی کشش ان کے پاؤں کی زنجیر نہ بن سکی... حتیٰ کہ انہوں نے اپنی متاعِ زیست بھی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر نچھاور کر دی... وہ دار پر جھولتے ہوئے اپنی خاموش زبان سے یہ اعلان کر رہے ہوتے تھے کہ "اے اہلِ دنیا! دیکھو... ہمیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین سے زیادہ پیارے ہیں... ہمیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں سے زیادہ محبوب ہیں... ہمیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی رعنائیوں اور دنیا کے مال واسباب سے زیادہ عزیز ہیں... ہمیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سے زیادہ قیمتی ہیں"...

جب ان شہیدوں کو پھانسی سے نیچے اتارا جاتا تو ان کی کھلی آنکھوں میں ایسی چمک ہوتی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں... کیونکہ وہ ان آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار کر چکے ہوتے تھے... ان کے لبوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ ہوتی کیونکہ وہ چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر چکے ہوتے تھے... ان کے چہرے پر طمانیت کا نور ہوتا کیونکہ وہ جنت میں اپنا مقامِ عالی شان دیکھ چکے ہوتے تھے...

مسلمانو! یہ مجاہدینِ ناموسِ رسالت 'ملتِ اسلامیہ کی آبرو ہیں! یہ اسلام کے چہرے کا غازہ ہیں! اسلام اپنے ان فرزندوں پر ناز کرتا ہے! انہوں نے اپنی جانیں نثار کر کے ہندوستان میں اسلام کو حیات بخشی! انہوں نے پھانسی پر جھول کے ہمیں غیرت رسول کا عملی درس دیا۔ انہوں نے موت کو گلے لگا کر ہمیں پیغام دیا کہ مسلمانو! جب تک زندہ رہو' اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی گستاخ کو زندہ نہ رہنے دینا!!!

☆☆☆☆☆

> **"قادیانیوں کو شیطان سے زیادہ لعین سمجھنا جزوِ ایمان ہے اور اس فتنہ کا استیصال جہاد بالسیف سے کسی درجہ بھی کم نہیں ہے"۔**
>
> **حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمہ اللہ**

قربان جانے والوں کے قربان جایئے!

خالد متین

حضور خاتم النبیین علیہ التحیۃ والثناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت واحترام ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔وہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت وکاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا! یہ قانون قرونِ اولیٰ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر قیامت کی آخری صبح تک اسلام قبول کرنے والے ہر شخص پر یکساں لاگو ہے۔اس سے ذرہ برابر رُوگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے حسی بھی ایک مسلمان کو احسنِ تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل سافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرادیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب کوئی بدبخت 'مسلمانوں کے مرکزِ نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت وحمیت سے سرشار ہر مسلمان کا خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ وپے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے، دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ وغضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کرلیتا۔اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ دن رات بے تاب رہتا ہے۔اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابلِ تسخیر جنوں اور کہسار صفت اخلاص ووفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔راہِ محبت کا یہ راہی اور لشکرِ عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جہد وجہد ہی حاصل زندگی ہے۔اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگزر شفاعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوش نودی کی طرف جاتا ہے۔

یہ شہیدانِ عشق ووفا اپنے ہاتھوں میں حق وصداقت کی مشعلیں اٹھائے، اپنے سینوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعیں جلائے، اپنے دماغوں میں شہادت کی آرزو سمائے اور نظروں میں تصورِ مدینہ جگائے 'موت کا انتخاب خود کرتے ہیں۔اسی لیے تو موت ان سے دہشت زدہ رہتی ہے، ان کی روحیں دارورسن کی طالب ہوتی ہیں، کسی شخص کو جتنی محبت زندگی سے ہوتی ہے 'اُس سے ہزار گنا پیارا نہیں موت سے ہوتا ہے۔بلاشبہ اسلام کی عزت وآبرو اِنہی کے دم قدم سے ہے۔

ان شہیدانِ ناموسِ رسالت نے گورے اور کالے انگریز کی عدالت کے ایوانوں میں عزیمت واستقامت کا وہ مظاہرہ کیا کہ ہر مسلمان عش عش کر اٹھا اور کفر 'انگشت بدنداں ہو کر رہ گیا۔وکلا کے دلائل اور بے شمار دباؤ کے باوجود انہوں نے عدالت میں جس شان و شوکت اور ذوق وشوق کے ساتھ اپنے "جرم" کا بار بار اعتراف کیا'عدالتی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔پھانسی کی سزا سنتے ہی اپنی مرادوں کے بر آنے پر وہ وجد میں آکر خوشی سے رقص کرتے... اپنی قسمت پر ناز کرتے، حلیف وحریف حیران رہ جاتے کہ موت کی سزا کے منتظر ان جاں نثاروں کا وزن جیل کی کال کوٹھڑیوں میں کیسے بڑھ جاتا؟

؎ ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

کوئی لہجہ، کوئی طرزِ بیان، کوئی لغت، کوئی پیرایۂ اظہار 'اتنی تاب نہیں رکھتا کہ وہ ان مجاہدین کی جرأتِ بے مثل کا قصیدہ کہہ سکے... خراج تحسین پیش کرسکے...یہی وجہ ہے کہ شہیدانِ ناموس رسالت آج بھی ہماری آنکھوں میں رہتے، دلوں میں بستے اور سانسوں میں مہکتے ہیں... یہ ہماری جمع پونجی ہیں، یہ ہمارا اثاثہ ہیں، یہ ہمارا سرمایۂ افتخار ہیں... یہ اس گم کردہ راہ قوم کے رہ نما اور برگشتہ بخت ملت کے محسن ہیں!

غیرت، حمیت اور عشق ومستی سے عاری نام نہاد مسلمان اس لذت، اس سرمستی اور اس سرشاری سے ناآشنا ہیں۔ویران کھنڈروں کی بوسیدہ چھتوں میں پناہ گزیں چمگاڈروں کو اس کا عرفان ہو سکتا ہے نہ ادراک اور نہ پہچان... خوفِ سحر سے لرزاں... تقدیر، تدبیر اور تعمیر کے لیے ترساں... منزل کی بجائے پگڈنڈیوں کے خم وپیچ میں الجھ کر رہ جانے والے ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں۔

شہیدانِ ناموسِ رسالت... آج بھی فردوس بریں سے ہر مسلمان سے شکوہ کناں ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا دعویٰ کرنے والو! دعویٰ صرف کھوکھلے الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کے کچھ عملی تقاضے بھی ہوتے ہیں... اپنے دعوائے عشق کے سچا ہونے کا کوئی جیتا جاگتا ثبوت دو اور ثابت کرو اپنی محبت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔دعوائے ثبوت کے لیے زبان نہیں، خود حرکت میں آنا چاہیے۔آزمائش اخلاص کی ہوتی ہے۔دعوے پر پورا اُترنے والے اپنی حقیقی منزل کو پالیتے ہیں لیکن حمیت سے عاری اور غیرت سے ناآشنا برائے نام مسلمان 'شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ چھپانے پر مجبور ہوتے ہیں... کم از کم مشاہدہ اور تاریخ تو یہی کہتی ہے!

شہیدانِ ناموسِ رسالت کو وارثانِ منبر ومحراب اور خداوندانِ مکتب سے بھی شکایت ہے کہ اب یہاں سے دارورسن کی کوئی بات نہیں اٹھتی محبت ومعرفت سے تہی دامن 'مسجد و مدرسہ شاہین بچوں کو خاک بازی کا سبق دے رہے ہیں، منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے لیے سنت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ننگی تلوار سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے والے نجانے کہاں چلے گئے ہیں؟! قادیانیت، یوسف کذاب اور گوہر شاہی ایسے فتنوں کا سر کیوں نہیں کچلا جاتا؟ ان اہم اور سلگتے مسائل سے بے اعتنائی برت کر فروعات کے ایسے تاجرانہ مباحث میں الجھ جانے والے حاملانِ دین وملت 'روزِ محشر کس منہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے طلب گار ہوں گے؟

(بقیہ صفحہ ۱۱۹ پر)

اگر بچنا ہے آجاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سفینے میں!

حافظ عبد القیوم شوپیانی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃحسنۃ۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لیے زندگی گزارنے کا ایک قطعی معیار مقرر کر دیا۔ آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر 'ہمارے لیے 'اسوۃ حسنۃ' ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر سمبل، نمونہ، یا آئیڈیل تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔'اسوۃ حسنۃ'... کہ کامیابی کی ضمانت فقط اگر ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں! اس سے باہر نکل کر ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں! اس میں تو کچھ شک نہیں کہ کامیابی و ناکامی کا دارومدار آخرت کے نتائج پر منحصر ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے نکل کر دنیا میں بھی صریح خسارہ ہی ہے۔

مغربی اقوام یا ہمارے ہاں موجود مغرب زدہ طبقے کو ترقی یافتہ سمجھنے والے حضرات شدید غلط فہمی کا شکار ہیں. جس تہذیب میں فیشن یا خوب صورتی کی مثال گھٹنوں سے پھٹی ہوئی مختلف رنگوں کی ایک پینٹ، یا کانوں سے ناک تک آتے آڑھے ترچھے ، نیلے پیلے اور ہرے بال ہوں' وہ تہذیب اور لوگ کس قدر ترقی یافتہ ہوں گے یا ان کی ذہنی 'اپروچ' کہاں تک ہو گی؟ اس کا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہیں۔

چلیں یہ تو خیر کہ ہر ایک کا اپنا زاویۂ نظر ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے 'اسوہ حسنۃ' سے ہٹ کر اگر کسی مذہب، نظام یا نظریے کے پاس کوئی ایک پر سکون اور کامیاب خاندانی نظام بھی موجود ہو تو بتایا جائے...کوئی ایک ایسا نظام حکومت ہی ہو، جس کے ماننے والے اسے ساری دنیا میں ایک ہی طرح سے لاگو کر پائیں یا اس کے بنیادی اصولوں ہی پر متفق ہوں۔ کیمونسٹ ہوں یا جمہوریے... آج ساری دنیا میں لاگو اپنے ہی نظاموں کو ایک طرح سے یا ایک ہی اسلوب پر چلا کر کے دکھائیں! ساری دنیا میں آج نافذ جمہوریت 'ایک ملک میں شاہی خاندان کے تحت چلتی ہے تو دوسرے میں صدارتی نظام ہے۔ اور نفسیاتی اور ذہنی غلام اقوام یا غیر ترقی یافتہ ممالک میں نافذ جمہوریت لاٹھی اور بھینس والی ہے۔ یا تو پرناب مکھرجی، ممنون حسین، رام ناتھ کووند اور عبد الحمید وغیرہ جیسے عقل کے اندھوں اور زبان سے گونگے لوگوں کو صدر کی علامتی کرسی تھما دی جاتی ہے۔ یا اشرف غنی اور عبد اللہ عبد اللہ جیسے ہی ریاست کے کرتا دھرتا قرار پاتے ہیں۔ وگرنہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم دونوں ہی مسکین بنے کسی جرائم پیشہ پارٹی قیادت کے فیصلوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ویسے یہ بھی جمہوریت ہی کا ثمر ہے کہ شاید ہی کوئی کشمیری مزدور نریندر ناتھ ووہرا نامی کسی جانور سے واقف ہو۔

جمہوریت کے نظام کو اسلام کے نظام سے برتر جاننے والے مسلمانوں کی بابت تو فیصلہ علما ہی صادر کریں۔ لیکن کافروں کے اس بودے نظام جمہوریت کو اگر ''لاجیکلی'' ہی دیکھ لیا جائے تو یہ سر تا پا ہے ہی ظلم کا نظام! اس نظام سے پوری انسانیت تو کیا ایک گھر بھی درستی سے نہیں چل سکتا۔ مطلب اگر تین بچے اکثریت بنتے ہیں اور وہ مل کر والدین جیسی اقلیت یا اپوزیشن کو گھر سے نکال دیں تو یہ جمہوریت ہے! یا ملکی نظام کی بابت اگر چند سو کے ایوان میں دو یا چار بندوں سے بھی اکثریتِ رائے ہو جائے تو لاکھوں کروڑوں انسانوں کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کیمونسٹ نظام کو دیکھ لیں تو مسکرائیے کہ اس نظام کے نئے خدا کا نام شی چنگ پنگ ہے۔ جس کے افکارات کو لاکھوں انسانوں کے قاتل ماوزے تنگ کے افکارات کے ساتھ کیمونسٹ پارٹی کے لائحہ میں شامل کیا گیا ہے۔ ویسے قاتل تو یہ بھی اپنے پیش رو ماوزے تنگ ہی کی طرح کا ہے مگر یہ فی الوقت ہمارا موضوع نہیں۔ اور کمال یہ کہ سارے نظام کا دارومدار کیمونسٹ پارٹی کے چھ سات افراد پر ہے۔ جب کہ کیمونسٹ پارٹی کے ورکروں یا اس نظام کے تحت زندگی بسر کرنے والے افراد کی حیثیت محض گدھوں کی سی رہ جاتی ہے۔ جن کے پاس گزارنے کے لیے اپنی ذاتی زندگی اور یا زندگی کی خوشیاں نامی کوئی بلا نہیں ہے۔ دلیل چاہیے ہو تو شمالی کوریا اور چین وغیرہ کی عدالتوں میں چلنے والے مقدمات ہی پر تحقیق کر لی جائے کہ کس قدر ''سنگین'' جرائم پر موت جیسی سزا ججوں کا کھیل ہے۔

جب کہ خلیج میں واقع ہونے والا شاہی خاندانی نظام تو اللہ اللہ 'مال و اقتدار کی ہوس میں ہر حد سے گزر جانے کا نام ہے۔ صرف اپنے اکنامک کوریڈور کے لیے لاکھوں یمنی بچوں کو بھوکوں بلکا کے مارنا یا اپنے ملک میں اکثریت اہل ایمان پر زبردستی لباس تک سے عاری کوئی ''پرامن مذہب'' لانے کے جتن کرنا۔ دین پسند عوام اور علمائے حق تو خیر رہے ہی ہر دور میں معتوب ہیں اب اپنے خاندان تک کے افراد کو نہ بخشنا۔

یہ فی زمانہ دنیا میں لاگو کچھ نظام ہیں جب کہ ان نظاموں نے دنیا کو بدامنی، بھوک اور افلاس کے علاوہ دیا ہی کیا ہے؟ ان سارے نظاموں نے مل کر علاقائی تعصب کو پروان تو چڑھایا۔ ایک ہی خطے، ایک ہی نسل، ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان رکھنے والوں کو ظلم کی مختلف لکیروں میں بانٹ کر ایک دوسرے کا دشمن بنایا۔ انہوں نے 'انسانیت 'کو نا صرف جہنم کا ایندھن بنایا بلکہ مادی اعتبار سے بھی تباہ و برباد کر دیا۔ آج خود ان کے اپنے گھروں، سینوں اور ملکوں تک میں لگی ہوئی آگ، بدامنی اور بے سکونی... یہ سب ان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور یہی سب کچھ ان کے کالے پیلے غلاموں اور پیروکاروں کے ساتھ بھی بیت رہا ہے۔

دوسری جانب اس جبر وفساد کی بلند وبالا سیاہ ترین لہروں والے سمندر میں' جہاں طوفان کی شدت میں اضافہ ہوتا ہی چلا جارہا ہے' ایک سفینہ موجود ہے اور فقط وہی اس جھکڑ اور طوفان میں پھنسے زندگی کے طلب گاروں کی جائے پناہ ہوسکتا ہے۔ چودہ سو سال قبل سے جوڑے گئے اس کے مضبوط تختوں پر بڑے بڑے طوفان اپنا زور آزما کر ناکامی ونامرادی سمیٹتے ہوئے واپس ہوئے ہیں۔ اِس سیاہ طوفان میں اُس پرنور سفینے تلک لے جانے والی کشتی 'لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ' ہی ہے! ہر جھوٹ اور ظلم کے خلاف بغاوت کا یہ مبارک اسوہ! صحرا نشین شتر بانوں کو قصر ابیض کے تخت پر فتح کا نقیب بنادیتا ہے! دنیا کے بڑے بڑے سائنس دان اس 'اسوۂ حسنۃ' کے متبعین کو جنگلوں کی غنیمت میں ملتے ہیں! بدامنی، خودغرضی، رشوت، دھوکہ وفراڈ سے اَٹے معاشرے کو خبر ہو کہ ہمارے پاس سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا گیا 'اسوۂ حسنۃ' وہ مبارک نظام ہے جو پیدائش کے چند سالوں بعد ہی بحمد للہ سپر پاور بن گیا۔ مگر اس نظام کے تحت بنایا جانے والا ہیڈ آف اسٹیٹ (سیدنا عمر فاروقؓ) ایک حبشی غلام (سیدنا بلال حبشیؓ) کے راستے میں پلکیں بچھانے والا اور اپنی رعایا کی خدمت کرتے کرتے تھک کر کسی درخت کی چھاؤں میں پتھر کو سرہانا بنائے سوجانے والا ہوتا ہے! ویسے ابھی سو سال بھی نہیں ہوئے اس دنیا کی موجودہ "سپر پاورز" ہمیں خراج دینا اپنی سعادت سمجھتی تھیں... پھر ہم نے دوبارہ ایک مرتبہ ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۱ء تک دوبارہ اس دنیا کو ایک مثالی محمدی ریاست کا نظارہ کروایا!

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عفو و درگزر کا نمونہ زندگی ہو یا شمس و قمر کو روشنی عطیہ کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن... سنگ دل جنگ جُو عربوں کو موم سے نرم بناتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبت بھرے بول ہوں یا انتہائی کم منافع پر بھی کامیاب ترین تجارت ... لومڑی سے زیادہ مکار یہودیوں سے معاہدات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تدبر و سیاست ہو یا گنتی کے سپاہیوں سے بڑے بڑے عسکری اتحادوں کو ہراتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ..... یا ساری دنیا سے ہر برائی کا خاتمہ کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش سے آیا دین اور پیش کیا گیا نظام حکومت و معاشرت ... یہ سب اس قدر اعلیٰ و ارفع ہیں کہ ان کا اس پوری کائنات میں کسی سے تقابل ہو ہی نہیں سکتا۔

آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کی خوب صورتی کہیں جناب بلالؓ میں ملتی ہے اور کہیں ایسی خوشبوؤں کا استعمال بھی ہوتا ہے کہ راستے گزرنے والا پہچان جائے کے یہاں سے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاں ساتھی گزرا ہے۔ ہمیں ہماری جانوں سے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم 'نوبل ورکس' اور 'چیرٹی' کا کچھ ایسا سبق پڑھا کر گئے ہیں کہ جب ہم مسجد میں ہیرے وجواہرات کے انبار بانٹ کر گھر آتے ہیں تو گھر میں اپنے کھانے کا کچھ میسر ہونا غنیمت سمجھا جاتا ہے!

لوگ کہتے ہیں دور اور زمانے بدل گئے۔ افغانستان کے دورِ شر میں ایک ایک گاؤں پر قابض وار لارڈز آج تک بیٹھے کھا رہے ہیں جب کہ معدنیات سے منہ تک بھرے اس ملک پر آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا غلام اور عاشق' عمر ثالثؒ حکمران بنتا ہے تو اسے بھی اپنے گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لیے اپنی گائے بیچنا پڑتی ہے۔ اُس وقت افغانستان کی معاشی حالت کمزور سہی لیکن نصرتِ دین اور "يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" کی جیتی جاگتی تصویر بنی امارت اسلامیہ کے تحت ازبکستان سے آنے والے مہاجرین کی ایک بہت بڑی تعداد کو افغانستان میں بسایا جارہا تھا۔ شرقی ترکستان سے آنے والے مہاجرین کی سلامتی کے لیے چین جیسی متکبر ریاست سے معاہدہ تھا۔ عسکری قوت کا یہ عالم کہ کشمیر و ہندوستان کی جنگ کی لاجسٹک سپورٹ، ٹریننگ، افراد اور اسلحہ امارت اسلامیہ افغانستان سے جاتا تھا۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی پشت پناہی سے روس کا سینہ چیر کر امارت اسلامیہ قوقاز تمکین پاچکی تھی۔ اور وہاں سے بوسنیا کے مظلوموں کی نصرت کو فوجیں رواں دواں تھی۔ اس ٦ سالہ بابرکت دور میں امن و امان اور ایمان داری کی مثالیں آج بھی زندہ و حیات مشرق و مغرب کے صحافیوں اور سیاحوں سے ملاحظہ کرلی جائیں!

ہمیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے خاندان کا ایسا نظام عطا کیا ہے جس میں نہ تو بچوں پر "بزنس انویسٹمنٹ" کرکے نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور نہ ہی والدین "اولڈ ہاؤس" یا بند کمروں کی نذر ہوتے ہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے نظام پر عمل کرنے والا ہر خاندان ہی خوش حال خاندان ہوتا ہے۔ ساس بہو کے جھگڑے ہوتے ہیں، نہ نند اور بھابی کا آپسی فساد۔ اور نہ ہی اس سب گھریلو و معاشرتی فساد کی ترغیب اور طریقوں پر چلتی اربوں کی "سٹار کارپوریشنز"!

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا گیا نظام' جمہوریت کی طرح جھوٹے مینوفیسٹو اور کھوکھلے منشور پر قائم نہیں ہے۔ جہاں بی جے پی حکومت "اچھے دن" لانے کے نام پر کماتی ہے اور کانگریس اچھے دن نہ آنے کے نام پر۔ پوری دنیا میں آج حکمرانوں تک نہ تو عوام کی رسائی ہے اور نہ ہی لٹیروں کے احتساب کا کوئی منظم طریقہ۔ جب کہ سیرت و تربیتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کھلا معجزہ ہے کہ مسجد میں خلیفۂ وقت کو نیا کُرتا پہننے پر بھی جواب دہ ہوجانا پڑتا ہے۔ ظلم کا بدلہ لینے پر کوئی رعایت نہیں کی جاتی۔ نہ ہی شریعت محمدی میں کیمونسٹ معاشرے کی طرح روٹی کے بندے 'پروڈیوس' کرتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام میں عوام اور ان کی جائیداد حکومت کی ملکیت نہیں بلکہ ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ بھی بغیر کسی حصہ داری کے اور اس ذمہ داری کو نہ نبھانے پر حکومت قابلِ مواخذہ ہوتی ہے۔ نہ ہی اسلام کا ظالم بادشاہی نظام سے دور دور تلک کچھ واسطہ ہے' جس میں ہوس اور خود کو لازم ملزوم کرلیا جائے اور اس نظام میں عوام کو تو خیر سمجھا ہی ملیچھ جاتا ہے، مگر یہاں

تو نہ مقدسات کی پرواہ اور نہ ہی عزت کی۔ اپنے اقتدار کی خاطر گھر تک سے ذلیل شخص کو سروں پر بٹھالینا اور خانۂ خدا کو تجارت وسیاست کا ذریعہ بنالینا معمول ہے!

ان سب سیاہ پردوں کو ہٹا کر وہاں سامنے دیکھیے! نور ہی نور ہے، روشنی ہے روشنی ہے آنکھیں ٹھنڈک پاجائیں گی، دماغ سکون حاصل کرے گا اور چہرے کھل اٹھیں گے! ذرا متوجہ تو ہوں! مدینہ منورہ سے اُٹھ کر جہان بھر میں پھیل جانے والی اس ٹھنڈی ہوا اور بھینی خوشبو سے جسم و روح کو نئی زندگی نہ مل جائے تو کہیے گا! یہ شریعت کا میٹھا نظام آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معجزہ ہے جسے ہم کچھ ہی محنت کے بعد اپنی آنکھوں کے سامنے برپا ہوتا دیکھ سکتے ہیں۔

مگر یہ تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ میراث بن چکی ہے جسے عاشق بھولتے جارہے ہیں۔ یہ تو بشکلِ عمامہ سروں پر رہنا چاہیے تھی۔ دماغ میں ایک اسی کی دُھن سوار رہتی۔ خیال تو یہ رہتا کہ ہائے اگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ دھرتی پر سے میرا نظام اٹھا لیا گیا تھا، تو نے کیا کیا؟ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے میٹھے نظام کا فیض صرف مسلم تو نہیں اٹھاتے، غیر مسلم بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ نہ شودر برہمن کا چکر، نہ کشمیری وپنڈت کا جھگڑا۔ نہ افغانی وہندی کی لڑائی، نہ فارسی وعربی کی چپقلش۔ انسان ہی کیا چرند وپرند کی زندگیاں اس معقول نظام سے ترتیب پاتیں۔ اسلامی نظام کی برکت سے تو جنگلوں کے درندے بھی ایک قاعدے قانون کے پابند ہوتے ہیں۔ مگر ہمیں تو اس نظام سے اس لیے انس ہے نا کہ آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے لائے ہیں۔ ہمیں تو عشق آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی ہر چیز سے ہے۔ ہم تو ان پر جان نچھاور کرتے ہیں نا! وہ ہمارے ہادی و مقتدا ہیں۔ ہمیں سیاہ اعمال ناموں نے جب دوزخ میں دھکیلنا ہے تو فقط ایک سہارا شفیق و کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہو گا! مگر دیکھیے! ہم کہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو خود پر غضب ناک نہ کر بیٹھیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تو تلوار کے ساتھ ہوئی۔ مگر میں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو غالب کرنے کی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑی گئی تلوار اٹھاؤں حتیٰ کہ زبان بھی نہ ہلاؤں۔ حد تو یہ کہ آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بالکل اُنہی کے طریقے سے غالب کرنے کی جُہد کرنے والوں پر زبان درازی بھی کروں! اور اس سب کے باوجود خود کو سچا عاشق رسول سمجھتا رہوں، اور شفاعت کا متمنی بھی رہوں... ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ تو چلیے ایک بات! مگر جب ان باطل نظاموں اور نظریوں کے پجاری، فتح یاب ہوتے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کاز کو دیکھ کر اور مدنی سفینے کے سامنے اپنی ان کاغذ کی کشتیوں کو ڈوبتا دیکھ کر سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کر دیں، گستاخِ رسول کے مرتکب ہو جائیں... میرا ایمان تب بھی جوش نہ مارے، میرا خون تب بھی نہ کھولے، تب بھی میرا سینہ پھٹنے کو نہ آئے۔ میری آنکھوں سے آنسو نہ جاری ہوں، میں سجدے میں گر کر اپنے رب سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر قربانی کی توفیق نہ طلب کروں۔ میرے ہاتھ گھر میں موجود کسی بھی قسم کا اسلحہ حتیٰ کہ چھری، خنجر یا چاقو اٹھا کر اس ملعون کی گردنی زدنی کے لیے آگے نہ بڑھیں۔ تو

خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ازل سے اسلام کی دشمن بھارتی فوج کا ملازم اور ہزاروں بے گناہ اہلیانِ مدارس کو بے جا اغوا کرنے والی را کا افسر آر ایس این سنگھ نیشنل ٹی وی پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے زبان درازی کرے، اور میرے لیے یہ معمول کی بات ہو۔ کملیش تیواری فلم تک بنانے کا اعلان کر دے اور میں اپنی روز کی زندگی میں مگن رہوں۔ اللہ کی قسم! یہ تو نہ وفاداری ہے، نہ عشق ہے، نہ محبت ہے اور واللہ نہ ہی یہ ایمان ہے۔ اگر میں کروں بھی مظاہروں اور جلسوں پر اکتفا! فیس بک، واٹس ایپ، ٹوئیٹر یا ٹیلی گرام پر دو لفظوں کی تحریر! کیا آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے بعد بھی کسی فتوے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ اپنے مخالف مسلک یا جماعت کی ہر برائی کو ٹٹول ٹٹول کر بر سرِ عام کروں، ان کی دشمنی پر ہر حد پر پورا اتروں... مگر جب شان خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمت و ناموس کا موقع آئے تو مجھے اس موقعے پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عفو درگزر کی احادیث یاد آنے لگ جائیں... میں گستاخ کے لیے ہر ممکن طریقے رعایت ڈھونڈوں کہ کسی طرح اس کے قتل کا مسئلہ سر نہ اٹھائے۔ حالانکہ گستاخان کی بابت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سچے واقعات بھی مجھے ازبر ہوں۔ میں گستاخ کی شرعی سزا کا فتویٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی احکام سے جانتا بھی ہوں.... پھر بھی یہ خاموشی! میں اپنی ماں یا جماعت کی بدنامی پر ہر حد سے پرے جا کر بدلہ لینے پر قوت مجتمع کروں مگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کے دعووں کے باوجود آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت یہ رویہ! اور پھر شفاعت کی تمنا بھی ہو اور حوضِ کوثر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے جام لینے کی بھی! جنت میں اکٹھے ہونے کی بھی! اللہ تعالیٰ اس سب کے لیے عمل کی توفیق دیں، آمین۔

آج بالعموم ہر جانب اسلام کی بابت معذرت خواہانہ لہجہ نظر ہی آتا ہے۔ کمزور دل علما ٹی وی ٹاک شوز میں اسلام کا دفاع کرتے کرتے اسلام کی بنیادی اصطلاحات تک کے معنی کو حذف یا گول مول کر جاتے ہیں۔ ناموس رسالت کی حفاظت کا مسئلہ آج بالعموم ایسے ہی منظر سے ہٹا دیا گیا ہے۔ ہر جانب سے ناموس رسالت کا دفاع کرنے والوں کو شدت پسند ہی کہا جاتا ہے۔ جیسا کچھ عرصہ قبل مغربی بنگال میں ہوا، وہاں بھی قصوروار مسلمان ہی ٹھہرے حالانکہ دنگے ہندوؤں نے گستاخ رسول کے حمایت میں شروع کیے۔ حقیقتاً یہ اسلام پر اعتماد کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفینے کو چھوڑ کر کبھی سیکولرازم، کبھی ڈیموکریسی اور کہیں ہندو مسلم بھائی چارہ جیسی کھوکھلی کاغذی کشتیوں پر سوار ہونا ہی ہے!

ہم کیوں بھول گئے کہ ہم یہاں حکمران رہے ہیں اور وہ حکمرانی، وہ شان اور وہ سطوت بدر و اُحد، حنین و تبوک، خندق و موتہ کے راستوں سے ہوتی ہوئی ہم تک پہنچی۔ مشرقی ترکستان (موجودہ سنکیانگ) کے اس نو مسلم سپہ سالار کی تاریخ یاد کیجیے جو ہندو بادشاہوں کو شکست دیتا ہوا کشمیر کے قلب میں آن وارد ہوا۔ یہاں اسلام، کبھی محمد بن قاسمؒ کے ایمانی لشکر آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ خیبر والی سنت کو پورا کرتے ہوئے لائے تو کبھی حضرت علیؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے وہ لشکر جنہیں بت اور مقبرے ڈھانے کے کے لیے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا تھا۔ وہ یہاں غزنویؒ کی صورت سومنات کا مندر فتح کر کے اسلام کا پھریرا لہراتے رہے۔ یہاں ہم تک دین کانگریس کی حمایت یا سیکولرازم کے دفاع سے نہیں بلکہ 'لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ' کی اس مبارک سبیل سے پہنچا ہے۔ اگر ہمارے اسلاف بھی اس مکر و فریب پر مبنی "بھائی چارے" کو فروغ دیتے، ڈائیلاگ کے داعی رہتے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور قرآن کی تعلیمات کو چھوڑ کر لشکر کشی نہ کرتے بلکہ فریق مخالف کو انتخابات پر راضی کرتے تو یقین کیجیے ہم کبھی مسلمان نہ ہو پاتے!

آقا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر یہ پوری امت بھی کٹ مرے تو یہ سودا انتہائی سستا ہے! مگر مسلمان یہ کب جان پائیں گے ان کے گھروں کے اندر ان کی عزت و عصمت اور مال و جان کا محافظ صرف ان کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا گیا 'اسوۃ حسنۃ' ہے! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر آخرت میں تو ناکامی و نامرادی ہے ہی۔ دنیا میں چھائی ذلت کا خاتمہ بھی ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے "اسوۃ حسنۃ" ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا گیا دین مکمل ضابطہ حیات ہے تو کیوں غیروں کی چھتریوں سے چھاؤں حاصل کریں؟ جب ہم تکبیر کا نعرہ لگا کر قیصر و کسریٰ کو فتح کرنے والے ہیں تو "جے بھیم، لال سلام" سے ظلم کا مقابلہ کیوں کریں؟ قرآن کی فقط ایک آیت پر مکمل عمل ہی ہمیں ان ساری پستیوں سے نکال دینے کے لیے کافی ہے۔

آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک تذکرے پر بغیر کسی لگی لپٹی کے 'جے آر ایل سے لے کر یو جے سی سمیت ہر مسلمان لیڈر اور مکتب کو کہا جانا چاہیے۔ ان کے سامنے اس سوال کو اٹھانا چاہیے کہ آپ کیوں کہتے ہیں کہ کشمیر کی جُہد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں؟ محمد رسول اللہ کی بعثت 'اللہ نے "لیظھرہ علی الدین کلہ" کہہ کر عالمی ایجنڈے پر کر دی تو کیوں دہلی پر نظریں رکھنے والے شریعت کے سپاہی مجاہدین کے خلاف وادی میں اس قدر پروپیگنڈا ہو رہا ہے؟ کیوں کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ نفاذِ شریعت کی جنگ نہیں؟ جب کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی ہر ایک چیز کو خود پر لاگو کر لینا ہے۔ جب کہ مجاہدین آپ ہی بیٹے اور شاگرد ہیں، آپ ہی نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین تذکرے سنا کر انہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلایا ہے۔ آخر کیوں کفریہ نظامِ جمہوریت 'ہندوستان کا حرام اور پاکستان کا حلال سمجھا جاتا ہے۔ آج آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ہم سے یہ سوال کرتی ہے کہ آخر یہ دورُخی کیوں؟

کیوں نہ آج عہد ہی کر لیا جائے کہ اب عمل ہو گا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی پر ہو گا! ہم اُنہی کے نام لیوا ہیں یہاں جُہد بھی اُنہی کے نام پر ہو گی۔ راستہ بھی اُنہی کا چُنا جائے گا۔ مشن بھی انہی اپنائیں گے۔ اور ہماری منزل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی متعین کردہ ہو گی۔ گو کہ مدت مدید وطنیت اور پراکسی میں گزار دی مگر اب دیس 'اسلام اور قومیت' مصطفوی ہی ہو گی۔ اور سعی 'نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وہ بھی پورے جہان میں! اور اس کے لیے طریقہ محمدی یعنی جہاد فی سبیل اللہ ہی کو اختیار کیا جائے گا! بصورت دیگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کو چھوڑ کر دیگر راستوں کو اپنانے والی ساری دنیا کی اسلامی تحریکوں کا انجام ہمارے سامنے ہے کہیں ہم ان سے بدتر سے دوچار نہ ہوں۔ پاکستان کے جبہ و دستار والے جمہوریت پسند وہاں کتنا اسلام لا پائے؟ نظامِ پاکستان 'اسلام کے خلاف ہر سامراجی قوت کا پہلا مورچہ کیوں بنتا ہے؟ خود ہندوستان کو دیکھ لیجیے! ستر سال سے اسلام کے علاوہ سیکولرازم کی گود میں سر چھپانے والے روز مظلوم سے مظلوم تر ہوتے جا رہے ہیں؟ مصر اور الجزائر میں جمہوریت کی مدد سے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے آج کہاں ہیں؟ جواب آسان ہے! جب جب بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا پلہ چھوڑا جائے گا تو دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہی مقدر ٹھہرے گی۔ اس سارے ناکامی و نامرادی اور شکست و یاس کے منظر نامے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی طرف رجوع ہی واحد حل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ 'اس کا اٹل حتمی فیصلہ فرما چکے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"۔ کیا افغانستان میں آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح یاب ہو چکے وفادار ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں؟ انہوں نے حالات نہ کی "نزاکت" کو دیکھا۔ نہ ہی دنیا کی "سیاست" کی سمجھے۔ فقط آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے 'اسوۃ حسنۃ' کو اپنا لیا۔ اور کل تک "ملا عمر از ناٹ ایکسپٹڈ" کہنے والے آج در در جا کر "طالبان سے مذکرات کروادو" کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ آج بھی 'اسوۃ حسنۃ' کے پیروکار ساری انسانیت اور بالخصوص 'اپنوں' کو یہی پیغام دیتے ہیں۔

؎ وہ طوفاں اٹھنے والا ہے کنارے ڈوب جائیں گے
سہارے ڈھونڈنے والو! سہارے ڈوب جائیں گے
اگر بچنا ہے آجاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سفینے میں!
وگرنہ دیکھنا سارے کے سارے ڈوب جائیں گے!

☆☆☆☆☆

تحفظ ناموس رسالت پر منظوم کلام

مولانا ظفر علی خاںؒ

جن کو نہ ہو کچھ پاس پیغمبر ﷺ کے ادب کا
چن چن کے میں اس قوم کو مٹی میں ملادوں!

شورش کاشمیریؒ

شاتم سید کونین ﷺ کا خوں جائز ہے
آج تک بھی یہی جذبہ ہے مسلمانوں میں
دوستو! آؤ محمد ﷺ پہ نچھاور کر دیں
تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں

وضاحت کر نہیں سکتا مگر آواز دیتا ہوں
کہ اس کرب وبلا میں سخت جانوں کی ضرورت ہے
کہاں ہیں سید الکونین ﷺ کی امت کے دیوانے
کہ ناموس نبی ﷺ کے پاسبانوں کی ضرورت ہے

اپنے خدا سے مانگ محمد ﷺ سے انتساب
ان کے حضور عشق کے دیپک جلائے جا
آئے گی موت واقعتاً ایک دن ضرور
پھر موت کیا ہے؟ کچھ نہیں! غیرت دکھائے جا
ناموس مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا ہے ان دنوں
مہر ووفا کے نام پہ گردن لٹائے جا

کٹ مروں گا خواجہ کونین ﷺ کے ناموس پر
سر کوئی شے ہی نہیں، یہ بھی کٹایا جائے گا
صورتِ حالات کے ویرانہ آباد میں
دبدبہ فاروق اعظمؓ کا بٹھایا جائے گا

ترا آخرت میں وثیقہ یہی ہے
خدا کے لیے سر کٹائے چلا جا
خدا کے لیے سر کٹانے کا مطلب؟
نبی ﷺ کا پھریرا اُڑائے چلا جا

اس وطن میں دین کے باغی ٹھہر سکتے نہیں
ہم نے اس مقصد کو ہر مقصد پہ اولیٰ کر دیا
خواجہ کونین ﷺ کی غیرت کا پرچم گاڑ کر
دیدہ ودل کو نثارِ راہِ بطحا کر دیا

سید امین گیلانی

حرمت دین محمد ﷺ کے نگہبانو! اٹھو
شعلہ سامان دکھاؤ، شعلہ سامانو! اٹھو
فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لیے
مشعلِ نور محمد ﷺ کو بجھانے کے لیے
یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کے لیے
غیرت دینی تمہاری آزمانے کے لیے
تم ہو ناموسِ محمد ﷺ کے نگہبان یاد ہے
تم مسلماں ہو، مسلماں ہو، مسلماں یاد ہے

پر محمد ﷺ کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے
وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائیں گے
تم بھی اس جانِ دوعالم ﷺ سے وفاداری کرو
اس کے دشمن سے کھلا اظہار بے زاری کرو

اُف یوں ہو توہینِ محمد ﷺ اور پھر ملک ہمارا ہو
کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو
صبر کی حد ہوتی ہے کوئی، کب تک آخر صبر کریں
اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں

جامی علیگ

پھر کوئی بو بکر اور فاروق پیدا ہو یہاں
مرتدوں کی زد میں یارب ارضِ پاکستان ہے
جان ہو قربان ناموسِ رسالت کے لیے
دل میں جامی کے ہمیشہ سے یہی ارمان ہے

فیروز فتح آبادیؔ

نبی ﷺ کی عزت وحرمت پہ مرنا عین ایمان ہے

سر مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے
جو فتنہ ملتِ بیضا کی بنیادوں سے ٹکرائے
میرے نزدیک اس کا سر کچلنا عین ایمان ہے

حفیظ رضا پسروری

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسم سیاست کا فسوں
اک فقط نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے
ہم نے بدلا ہے زمانے میں محبت کا مزاج
ہم نے ہر دل کو نئی راہ و نوا بخشی ہے
مرحلے بند و سلاسل کے کئی طے کر کے
چہرۂ دار و رسن کو بھی ضیا بخشی ہے

اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی

میں رسن کو چوم لیتا ہوں تڑپ کر' دار پر
یا پلا دیتا ہے کوئی جامِ کوثر دار پر
یہ غلامانِ محمد ﷺ کی پرانی ریت ہے
کودتے ہیں آگ میں' چڑھتے ہیں اکثر دار پر
کس قدر ہے تیرے عاشق کو شہادت کی خوشی
کس قدر مسرور ہے' اللہ اکبر دار پر
کھینچتا ہے کیوں مجھے محبوب کی آغوش سے
اور رہنے دے مجھے جلاد' دم بھر دار پر

سید ہلال

دہلیزِ تیقن سے محروم جبین ہے
ناموسِ رسالت کا جسے پاس نہیں ہے
دنیا میں جو ناموسِ نبوت کا امیں ہے
گہوارۂ رحمت میں ہے وہ' خواہ کہیں ہے
تکریم محمد ﷺ کا جسے دل سے یقیں ہے
وہ صاحبِ ایماں ہے، وہی صاحبِ دیں ہے
جو شخص نہیں جانتا تعظیم محمد ﷺ
پھر اس کا دو عالم میں ٹھکانہ بھی نہیں ہے
وہ جا کہ جہاں دفن ہیں عشاقِ رسالت
جنت کا وہ اک ٹکڑا ہے جو زیرِ زمیں ہے
شمشیر بکف ہیں جو ہلالؔ ان کی رضا میں
مرنا بھی حسیں اُن ہے، جینا بھی حسیں ہے

فیض الرسول

ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پہ دل و جان وار دو
گستاخ کو جو دیکھو، بلا خوف مار دو
شان و شکوہِ خواجۂ گیہاں پہ مر مٹو
حسن و جمال ملت بیضا نکھار دو
ہر شاتم و لعین کا گھر بار پھونک دو
اس پاک سرزمین کا نقشہ سنوار دو
دل سے کبھی تو فرضِ عقیدت ادا کرو
سر سے کبھی تو قرضِ محبت اتار دو
عشق رسول ﷺ مخزنِ کیف و نشاط ہے
دشتِ دل و نظر کو پیامِ بہار دو
سرکار ﷺ کے وقار پہ آئے نہ کوئی حرف
عمرِ عزیز بس اسی دھن میں گزار دو

حزیں کاشمیری

پستی پہ کھلے آپ ﷺ کی رفعت کیونکر
محدو میں آ رہے یہ وسعت کیونکر
فکر و فہم و خرد سے جو عاری ہوں
ان پر ہوں عیاں نبی ﷺ کی عظمت کیونکر

محمد اکرم رضا

نہیں ملحوظ جس کو عظمت و شانِ شہِ بطحا ﷺ
وہ ہے بدبخت و بدقسمت وہی محرومِ رحمت ہے
خدا کے قہر سے وہ شخص بچ سکتا نہیں ہرگز
وہ جو گستاخِ دربار گہربار نبوت ہے
نبی ﷺ کے نام پر مٹنا سند ہے خلد پانے کی
فدا ہو نا شہ کونین ﷺ پر پیغامِ جنت ہے
تحفظ ہو سکے ہم سے نہ گر ناموسِ احمد ﷺ کا
تو پھر یہ زندگی اپنی سراسر ایک تہمت ہے

☆☆☆☆☆

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!
صلی اللہ علیہ وسلم

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

سیاہیاں مجھ میں داغ مجھ میں

جلیں اُسی کے چراغ مجھ میں

اثاثہ قلب و جاں وہی ہے

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

مرے گناہوں پہ اُس کا پردہ

وہ میرا اِمروز میرا فردا

ضمیر پر حاشیے اُسی کے

شعور بھی اُس کا وضع کردہ

وہ میرا ایماں، میرا تیقن

وہ میرا پیمانہ تمدن

وہ میرا معیارِ زندگی ہے

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

وہ میری منزل بھی ہم سفر بھی

وہ سامنے بھی پسِ نظر بھی

وہی مجھے دُور سے پکارے

اُسی کی پرچھائی روح پر بھی

وہ رنگ میرا، وہ میری خوشبو

میں اُس کی مُٹھی کا ایک جگنو

وہ میرے اندر کی روشنی ہے

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

اُسی کے قدموں میں راہ میری

اُسی کی پیاسی ہے چاہ میری

اُسی کی مجرم میری خطائیں

اُسی کی رحمت گواہ میری

اُسی کا غم مجھ کو ساتھ رکھے

وہی میرے دل پہ ہاتھ رکھے

وہ درد بھی ہے، سکُون بھی ہے

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

ازل کے چہرے پہ نور اُس کا

ظہورِ عالم ظہور اُس کا

خود اُس کی آواز گفتہِ حق

خود اُس کی تنہائی طُور اُس کا

بہت سے عالی مقام آئے

خدا کے بعد اُس کا نام آئے

وہ اولیں ہے وہ آخری ہے

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

نہ مجھ سے بارِ عمل اُٹھے گا

نہ عذب ہی کوئی ساتھ دے گا

اگر کہے گا تو روزِ محشر

خدا سے میرا نبی کہے گا

سیاہیاں داغ صاف کر دے

اِسے بھی مولیٰ معاف کر دے

یہ میرا عاشق ہے وارثی ہے

میرا تو سب کچھ میرا نبی ہے!

صلی اللہ علیہ وسلم

مظفر وارثیؒ

☆☆☆☆☆

عظمتِ صحابہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی زبان مبارک سے

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنتِ شاقہ کے بعد جو جماعت پھلی پھولی وہ اس قدر باکمال اور کامل تھی کہ اللہ کریم نے انہیں رضا کا پروانہ عطا کیا اور ان سب کے لیے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ کا اعلان کیا بلا تمیز کہ وہ السابقون الاولون میں سے ہے یا بعد والوں میں سے! پھر اس جماعت صحابہؓ نے وفاشعاری کی ایسی داستان رقم کی کہ تاریخ انسانیت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ وہ اس قدر عظیم کہ نبوت بدر کے میدان میں سجدہ ریز ہو کر بارگاہ ایزدی میں مناجات کرے: اللھم ان تھلك ھذہ العصابة لا تعبد فی الارض "مولا! اگر یہ ۳۱۳ جان پہ کھیل گئے تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا"۔ وہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے کہنے لگے: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ آگے، پیچھے، دائیں، بائیں لڑیں گے مگر موسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی مانند یہ نہ کہیں گے کہ موسیٰ تو اور تیرا رب لڑے، ہم آپ کو تنہا نہ کریں گے۔ پھر چشم فلک نے دیکھا اُحد میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنا کے تیر اپنے وجود پہ برداشت کرتے رہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پہ سارا مال لے آئے، وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پہ نقب لگانے والوں سے بھی لڑے، وہ دعوت و تبلیغ کے لیے وسط ایشیا، افغانستان، چین اور ہند تک پہنچے، وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوا ہر عہد نبھاتے رہے، وہ افریقہ کے جنگلوں تک گئے، وہ اس قدر مثالی تھے کہ دعوت دیتے وقت کہا کرتے کو نوا مثلنا۔ ہمارے جیسے بن جاؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔ ان کا سر تسلیم کا عادی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے اطاعت سے جھکا ہوا! اُن کے تذکروں سے اہل ایمان اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں، ان کی محبت سے دل کو فرحت ملتی ہے، ان کے تحفظ اور دفاع سے سنت اللہ اور سنت رسول اللہ کی تکمیل ہوتی ہے! مجلہ نوائے افغان جہاد کی اس خصوصی اشاعت میں اُن پاکیزہ و بابرکت ہستیوں کا تذکرہ بھی شامل کیا جا رہا ہے کہ جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مسلمہ کے درمیان پُل کا کردار ادا کیا۔

جس کثرت وشدت اور تواتر و تسلسل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب ان کے مزایا و خصوصیات اور ان کے اندرونی اوصاف و کمالات کو بیان فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ انہیں عام افراد اُمت پر قیاس کرنے کی غلطی نہ کی جائے۔ ان حضرات کا تعلق چوں کہ براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے، اس لیے ان کی محبت عین محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان سے بغض، بغض رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شعبہ ہے۔ ان کے حق میں ادنیٰ لب کشائی ناقابل معافی جرم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

الله الله فی أصحابی . الله الله فی أصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن أحبھم فبحبی أحبھم و من أبغضھم فببغضی أبغضھم و من آذاھم فقد آذانی و من آذانی فقد آذی الله و من آذی الله فیوشك أن یأخذہ (ترمذی)

"اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے معاملہ میں، مکرر کہتا ہوں، اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو، میرے صحابہؓ کے معاملہ میں، ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا۔ کیوں کہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی بنا پر، اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی بنا پر، جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے"۔

اُمت کو اس بات سے بھی آگاہ فرمایا گیا کہ تم میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کی بڑی سے بڑی نیکی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لیے ان پر زبان تشنیع دراز کرنے کا حق اُمت کے کسی فرد کو حاصل نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

لا تسبوا أصحابی ، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذھبا مابلغ مد أحدھم ولا نصیفه (بخاری و مسلم)

"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو (کیوں کہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلہ میں ایک تنکے کا ہو سکتا ہے چنانچہ) تم میں سے ایک شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو"۔

مقامِ صحابہ کی نزاکت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ امت کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون و مردود سمجھیں بلکہ برملا اس کا اظہار کریں۔

إذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا لعنة الله علی شرکم (ترمذی)

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ اور ناقدین صحابہ میں سے) جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت (ظاہر ہے کہ صحابہؓ کو برا بھلا کہنے والا ہی بدتر ہو گا)"۔

حدیث میں "سبّ" سے بازاری گالیاں دینا مراد نہیں، بلکہ ہر ایسا تنقیدی کلمہ مراد ہے جو ان حضرات کے استخفاف میں کہا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ پر تنقید اور نکتہ چینی جائز نہیں، بلکہ وہ قائل کے ملعون و مطرود ہونے کی دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو اس سے ایذا ہوتی ہے۔ (وقد صرح به بقوله فمن اذاھم فقد آذنی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو ایذا دینے میں حبط اعمال کا خطرہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ: ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون لہٰذا سبِّ صحابہؓ میں سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مدافعت کرنا اور ناقدین کو جواب دینا ملت اسلامیہ کا فرض ہے۔ (فان الامر للوجوب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ناقدین صحابہؓ کو ایک ایک بات کا تفصیلی جواب دیا جائے کیوں کہ اس سے جواب اور جواب الجواب کا ایک غیر مختتم سلسلہ چل نکلے گا، بلکہ یہ تلقین فرمائی کہ انہیں بس اصولی اور فیصلہ کن جواب دیا جائے اور وہ یہ ہے:

لعنة اللہ علی شرکم

"شرکم" کے لفظ میں دو احتمال ہیں، ایک یہ "شر" مصدر مضاف ہے فاعل کی طرف، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ تمہارے پھیلائے ہوئے شر پر اللہ کی لعنت! دوسرا احتمال یہ ہے کہ "شرکم" اسم تفضیل کا صیغہ ہے، جو مشاکلت کے طور پر استعمال ہوا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ

"تم میں سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو بھی بدتر ہو، اس پر اللہ کی لعنت"۔

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقدین صحابہؓ کے لیے ایسا کنایہ استعمال فرمایا ہے کہ اگر وہ اس پر غور کریں تو ہمیشہ کے لیے تنقید صحابہؓ کے روگ کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اتنی بات تو بالکل کھلی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے ہی ہوں مگر تم سے تو اچھے ہی ہوں گے۔ تم ہوا پر اُڑلو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کر جی لو۔ مگر تم سے صحابی تو نہیں بنا جاسکے تھا، آخر تم وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمالِ جہاں آرائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار کیا؟ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلماتِ نبوت سے مشرف ہوئے؟ ہاں! تم وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاسِ مسیحائی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے زندہ ہوئے؟ وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوارِ قدس سے منور ہوئے؟ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہوئے اور ساری عمر اُن کی بوئے عنبریں نہیں گئی؟ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں آبلہ پا ہوئے؟ تم وہ زمان کہاں سے لاؤ گے جب آسمان زمین پر اُتر آیا تھا؟ تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں کونین کی سیادت جلوہ آرا تھی؟ تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادتِ دارین کی شرابِ طہور کے جام بھر بھر کے دیئے جاتے اور تشنہ کامان محبت "ھل من مزید" کا نعرہ مستانہ لگارہے تھے؟ تم وہ منظر کہاں سے لاؤ گے، جو کانی اری اللہ عیاناً کا کیف پیدا کرتا تھا؟ تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جہاں کانما علی رؤسنا الطیر کا سماں بندھ جاتا تھا؟ تم وہ صدر نشینِ تختِ رسالت کہاں سے لاؤ گے، جس کی طرف ھذا الابیض المتکی سے اشارے کیے جاتے تھے؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم وہ شمیمِ عنبر کہاں سے لاؤ گے جس کے ایک جھونکے سے مدینہ کے گلی کوچے معطر ہو جاتے تھے؟ تم وہ محبت کہاں سے لاؤ گے جو دیدارِ محبوب میں خوابِ نیم شبی کو حرام کر دیتی تھی؟ تم وہ ایمان کہاں سے لاؤ گے جو ساری دنیا کو تج کر حاصل کیا جاتا تھا؟ تم وہ اعمال کہاں سے لاؤ گے جو پیمانۂ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناپ ناپ کر ادا کیے جاتے تھے؟ تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤ گے جو آئینۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے؟ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو "صبغۃ اللہ" کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں؟ تم وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟ تم قدوسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میرے صحابہ کو لاکھ برا کہو، مگر اپنے ضمیر کا دامن جھنجھوڑ کر بتاؤ! اگر ان تمام سعادتوں کے بعد بھی (نعوذ باللہ) میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) برے ہیں تو کیا تم ان سے بدتر نہیں ہو؟ اگر وہ تنقید و ملامت کے مستحق ہیں تو کیا تم لعنت و غضب کے مستحق نہیں ہو؟ اگر تم میں انصاف و حیا کی کوئی رمق باقی ہے تو اپنے گریبان میں جھانکو اور میرے صحابہ کے بارے میں زبان بند کرو۔ علامہ طیبیؒ نے اسی حدیث کی شرح میں حضرت حسانؓ کا ایک عجیب شعر نقل کیا ہے

اتھجوہ ولست لہ بکفوئ فشر کما لخیر کما فداء

کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا ہے جب کہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کا نہیں ہے؟ پس تم دونوں میں کا بدتر تمہارے بہتر پر قربان۔

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنقیدِ صحابہؓ کا منشا ناقد کا نفسیاتی شر اور خبث و تکبر ہے۔ آپ جب کسی شخص کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی صفت میں وہ آپ کے نزدیک خود آپ کی اپنی ذات سے فروتر اور گھٹیا ہے۔ اب جب کوئی شخص کسی صحابیؓ کے بارے میں مثلاً یہ کہے گا کہ اس نے عدل وانصاف کے تقاضوں کو کما حقہ ادا نہیں کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اگر اس صحابیؓ کی جگہ یہ صاحب ہوتے تو عدل و انصاف کے تقاضوں کو زیادہ بہتر ادا کرتے، گویا ان میں صحابیؓ سے بڑھ کر صفتِ عدل موجود ہے۔ یہ ہے تکبر کا وہ "شر" اور نفس کا وہ "خبث" جو تنقیدِ صحابہؓ پر اُبھارتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی "شر" کی اصلاح اس حدیث میں فرمانا چاہتے ہیں۔

حدیث میں بحث و مجادلہ کا ادب بھی بتایا گیا ہے۔ یعنی 'خصم' کو براہِ راست خطاب کرتے ہوئے یہ نہ کہا جائے کہ تم پر لعنت! بلکہ یوں کہا جائے کہ تم دونوں میں جو برا ہو اس پر لعنت! ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی منصفانہ بات ہے جس پر سب کو متفق ہونا چاہیے۔ اس میں کسی کے برہم ہونے کی گنجائش نہیں۔ اب رہا یہ قصہ کہ "تم دونوں میں برا" کا مصداق کون ہے؟ خود ناقد؟۔ یا جس پر وہ تنقید کرتا ہے؟ اس کا فیصلہ کوئی مشکل نہیں۔ دونوں کے مجموعی حالات کو سامنے رکھ کر ہر معمولی عقل کا آدمی یہ نتیجہ آسانی سے اخذ کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابیؓ برا ہو سکتا ہے یا اس کا خوش فہم ناقد؟ حدیث میں فقولوا کا خطاب امت سے ہے، گویا ناقدین صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت نہیں سمجھتے بلکہ انہیں اُمت کے مقابل فریق کی حیثیت سے کھڑا کرتے ہیں۔ اور یہ ناقدین کے لیے شدید وعید ہے جیسا کہ بعض دوسرے معاصی پر "فلیس منا" کی وعید سنائی گئی ہے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح ناموس شریعت کا اہتمام تھا، اسی طرح ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کی حفاظت کا بھی اہتمام تھا۔ کیوں کہ ان ہی پر سارے دین کا مدار ہے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناقدین صحابہؓ کی جماعت بھی ان "مارقین" سے ہے جن سے جہاد باللسان کا حکم اُمت کو دیا گیا ہے۔ یہ مضمون کئی احادیث میں صراحتاً بھی آیا ہے۔

☆☆☆☆☆

عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

مفتی ابو رفیدہ عارف محمود مدظلہ العالی

امام الانبیا، خاتم النبیین، جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تا قیامت انسانیت کی رُشد وہدایت کے لیے آخری نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کو دنیا وآخرت کی کامیابیاں دلانے کے لیے اپنا کامل ومکمل دین عنایت فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کا حکم دیا کہ جو کچھ ہم نے آپ کو دین کی صورت میں عطا کیا ہے آپ اس کی تبلیغ کیجیے۔

خوش نصیب افراد:

دوسری طرف خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پاکیزہ زندگی کو اہلِ ایمان کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا، حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مقدس جماعت ہے، جنہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین پر نہ صرف ایمان لایا، بلکہ قرآن کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا عملی طور سے مشاہدہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو سیکھا اور وہ اس کے اول پھیلانے والے خوش نصیب افراد ہیں۔

مقدس جماعت:

یہی وہ مبارک اور پاک باز جماعت ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور مصاحبت کے لیے چنا اور منتخب فرمایا، چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنھم دین کی بنیاد اور معیارِ ایمان ہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پاکیزہ زندگی کو سمجھنے، پہچاننے اور اس پر عمل کرنے کے لیے اگر کسی کی زندگی معیار ہو سکتی اور یقیناً ہے بھی تو وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک و مقدس جماعت ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جس نے براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے استفادہ کیا، چناں چہ جو فیض انہوں نے پایا اور ایمان کی جو کیفیت وحلاوت ان کو حاصل ہوئی، وہ بعد والوں کے لیے میسر آنا ممکن نہیں، اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں اگر کسی نبی کے ساتھیوں کی من حیثُ الجماعت سب کے سب کی تعریف وتقدیس بیان کی ہے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کرام کی جماعت ہے، اس طور پر کہ اللہ رب العزت نے صحابہؓ کرام کی پوری کی پوری جماعت کو راضی ومرضی اور راشد ومرشد فرمایا ہے۔

عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

قرنِ اوّل سے لے کر آج تک استمرار ودوام کے ساتھ امّتِ مسلمہ اہلِ سنّت والجماعت کا یہ اتفاقی واجماعی عقیدہ رہا ہے کہ حضرات صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ومتقن ہیں، اگر وہ کسی بات پر متفق ہو جاتے ہیں تو ان کا یہ اجماع واجتماع امتِ مسلمہ کے لیے حجّت شرعیہ بن جاتا ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ اور مبارک جماعت عاداتِ کریمہ، خصائلِ حمیدہ شمائلِ فاضلہ، اخلاق عظیمہ اور شریعت کے تمام مسائل ودلائل، حقائق وآداب کے بارے میں علماً اور عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات نبوت کی آئینہ دار اور مظہر اتم ہے، انہی پاک باز نفوس کی اتباع امتِ مسلمہ کو ضلالت وگمراہی سے بچا سکتی ہے۔

حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی صاحب ؒ کا قول:

مفکر اسلام حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی صاحب حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ”یہ ان مردان خدا کی تاریخ ہے کہ جب ان کے پاس اسلام کی دعوت پہنچی تو انہوں نے اس کو دل وجان سے قبول کیا اور اس کے تقاضوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا:
>
> رَّبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِياً يُنَادِيْ لِلإِيْمَانِ أَنْ آمِنُواْ بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا(آل عمران:۱۹۳)
>
> اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا، چناں چہ ان کے لیے اللہ کے راستے کی مشقتیں معمولی اور جان ومال کی قربانی آسان ہو گئی، حتی کہ اس پر ان کا یقین محکم اور پختہ ہو گیا اور بالآخر دل ودماغ پر چھا گیا، غیب پر ایمان، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اہل ایمان پر شفقت، کفار پر شدت، نیز آخرت کو دنیا پر، ادھار کو نقد پر، غیب کو شہود پر اور ہدایت کو جہالت پر ترجیح اور ہدایت عامہ کے بے پناہ شوق کے عجیب وغریب واقعات رونما ہونے لگے۔
>
> اللہ کے بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں لانے، مذاہب کے ظلم وجور سے اسلام کی عدل گستری میں پہنچانے، دنیا کی تنگیوں سے آخرت کی وسعتوں میں لے جانے اور دنیوی مال ومتاع اور زیب وزینت سے بے پرواہو جانے، اللہ سے ملنے اور جنت میں داخل ہونے کے شوق کے محیر العقول واقعات سامنے آنے لگے، انہوں نے اسلام کی نعمت کو ٹھکانے لگانے، اس کی برکتوں کو اقصائے عالم میں عام کرنے اور چپے چپے کی خاک چھاننے کے بے پایاں جذبات میں بلند ہمتی ودقیقہ رسی کے باعث، اپنے گھر بار کو چھوڑا، راحت وآرام کو خیر باد کہا اور اپنی جان ومال کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا، حتیٰ کہ دین کی بنیادیں قائم ہو گئیں، دل اللہ کی طرف

مائل ہو گئے اور ایمان کے ایسے مبارک، جاں فزا اور طاقت ور جھونکے چلے، جس سے توحید و ایمان اور عبادات و تقویٰ کی سلطنت قائم ہو گئی، جنت کا بازار گرم ہو گیا، دنیا میں ہدایت عام ہو گئی اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے"۔

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم اور قرآن:

حضرت ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہ کسی مبالغہ، یا محض عقیدت کا نتیجہ نہیں، اس پر نہ صرف خدا کا کلام، قرآن مجید شاہد ہے، بلکہ تاریخ انسانی، جو ایک حقیقت ارضی ہے، وہ بھی گواہ ہے، یوں تو پورا قرآن کریم جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقدیس و تعریف سے بھرا ہوا ہے، قرآن پاک کے تیسوں پارے ان کی عظمت و بزرگی کا واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہے ہیں، یہاں بطور نمونے کے چند آیات اور ان کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں، تاکہ ایک عام مسلمان قاری اس کا اندازہ لگا سکے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیا فضل و کمال حاصل تھا:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَرِضْوَاناً سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيْماً (الفتح، آیت:۲۹)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، اُن کی علامتیں سجدے کے اثر سے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں، یہ ہیں اُن کے وہ اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں اور انجیل میں اُن کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو، جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کاشت کار اس سے خوش ہوتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ان (کی ترقی) سے کافروں کے دل جلائے، یہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست ثواب کا وعدہ کیا ہے"۔

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ آوَواْ وَّنَصَرُواْ أُوْلَـئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (الانفال:۷۲)

"جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے ہجرت کی ہے اور اپنے مالوں او رجانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے، وہ اور جنہوں نے ان کو (مدینہ میں) آباد کیا اور ان کی مدد کی، یہ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ولی وارث ہیں"۔

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيْعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً وَكُنتُمْ عَلَىَ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (آل عمران:۱۰۳)

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ نے جو تم پر انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، اللہ نے تمہیں اس سے نجات عطا فرمائی، اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی نشانیاں کھول کھول کر واضح کرتا ہے، تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ"۔

هُوَ الَّذِيَ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيْعاً مَّا أَلَّفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَـكِنَّ اللّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (الانفال:۶۳)

"وہی تو ہے جس نے اپنی مدد کے ذریعے اور مؤمنوں کے ذریعے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی، اگر تم زمین بھر کی ساری دولت بھی خرچ کر لیتے تو ان کے دلوں میں یہ الفت پیدا نہ کر سکتے، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا، وہ یقیناً اقتدار کا مالک ہے، حکمت کا بھی مالک"۔

مذکورہ بالا آیات کا خلاصہ:

قرآن کریم میں اس مضمون کی اور بھی بہت ساری آیات موجود ہیں، لیکن جو آیات ہم نے ذکر کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل ایمان میں اخوت و برادری کا تعلق ہوتا ہے، ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی رسی مضبوطی سے تھامے رکھنی چاہیے، کیوں کہ اللہ نے ہی دیرینہ دشمنیوں کو محبت و الفت میں بدل دیا اور اب ایمان والوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا، یہی وہ ایمان والے ہیں جن کے ذریعے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید اور مدد و نصرت فرمائی، ان کے دلوں میں الفت و شفقت ڈال دی، پھر بتلایا کہ اہل ایمان کی وہ اولین جماعت، جو مہاجرین اور انصار ہیں، مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں، مہاجرین کو ٹھکانہ فراہم کرنے والے اور ان کی نصرت و امداد

کرنے والے ہیں، ایک دوسرے کے دوست اور امین، معاون و مددگار ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے والے مقدس اور پاک باز لوگوں کی جماعت ہے، کفار کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان، نرم دل اور شیر وشکر ہیں۔

عبادت خداوندی میں مصروف رہتے ہیں اپنے رب کی رضا کو چاہنے والے ہیں، ان کی بزرگی اور نیکی کے آثار وانوار ان کے مبارک چہروں سے ظاہر و تاباں ہیں، صحابہ کرام کی یہ صفات صرف قرآن کریم ہی میں نہیں، بلکہ اس سے پہلے کی کتابوں، تورات، انجیل میں بھی مذکور چلی آرہی ہیں۔

صحابہ کرام کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے تدریجاً ارتقاعطا فرمایا، اسی طرح تدریجاً دین اسلام اور اہل ایمان کا غلبہ اور ارتقا ہوگا، ان کی ترقی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے باعث خوشی ہے اور ان کے دشمنوں و کفار کے لیے باعث عداوت ہے، اللہ نے ان صحابہ سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ رب العزت نے یہ بھی بتلایا کہ صحابہ کی جماعت کو معتدل جماعت بنایا ہے، یہ لوگوں پر گواہ ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر گواہ ہوں گے، یہ صحابہ وہ لوگ ہیں جو اس نبی کی اتباع و پیروی کرتے ہیں جس کی صفات تورات وانجیل میں مذکور ہوئی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، آپ کی رفاقت اختیار کی، مدد ونصرت کی اور آپ پر اترے ہوئے قرآن کریم کی اتباع کی، وہی لوگ (صحابہ کرام) اپنی مراد کو پہنچنے والے اور فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے ساتھی مہاجرین وانصار پر، جو ان کے ساتھ مشکل وقت میں ساتھ رہے، وہ ایمان والے جنہوں نے درخت کے نیچے اللہ کے نبی کے ہاتھ پر بیعت کی، اللہ ان سے راضی ہوا، ان پر سکینہ نازل فرمایا اور صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے، ان کی مدد کرنے والے انصار، ان کے پیروکار، ان سب سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے اور یہی صحابہ کامیابی کو پانے والے ہیں۔

اللہ نے قرآن پاک کو نازل فرمایا، اس سے خوف خدا رکھنے والے صحابہ کرام کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی کھال اور دل اللہ کے ذکر سے نرم ہو جاتے ہیں، اللہ کی آیات پر ایمان لانے والے صحابہ جب ان آیات کو سنتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اس پاک ذات کو یاد کرتے ہیں، ان کے پہلوں اپنی خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں، یہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور اس کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں، لہٰذا ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے جو کچھ اللہ نے چھپا رکھا ہے وہ کسی نفس کو معلوم نہیں اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والا بھی ہے۔

اور یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، بڑے گناہوں اور بے حیائی سے اجتناب کرتے ہیں، غصہ آجائے تو معاف کرتے ہیں، اپنے رب کے حکم کو انہوں نے مان لیا ہے اور نماز کو قائم کیا ہے، ان کے معاملات باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں، ان اہل ایمان صحابہ میں سے کتنے ہی وہ مرد ہیں جنھوں نے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور کتنے ہی ایسے ہیں جو انتظار میں ہیں اور ان میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں آئی، اللہ سچوں کو بدلہ دے گا اور منافقین کو چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف فرمادے، اللہ تعالیٰ بخشنے والے اور مہربان ہیں، کیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں بندگی میں لگا ہوا ہے سجدے کرتا ہے، قیام کرتا ہے، آخرت کا ڈر رکھتا ہے، اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے، تو کیا سمجھ رکھنے والے اور ناسمجھ برابر ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔

ایمان اور دیگر ایمانی صفات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تقویٰ، پرہیز گاری، انفاق فی سبیل اللہ اور اخلاص نیت وغیرہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ کاربند اور عمل پیرا رہے اور باہمی الفت و محبت، شفقت و رحمت کی صفت پر بھی ان کا عمل دائمی رہا، کیوں کہ اللہ نے ان پر پرہیز گاری کی بات کو لازم کر دیا تھا اور وہ اس کے حق دار اور اہل بھی تھے

☆☆☆☆☆

”آج مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں روحِ صدیقؓ پیدا کرو۔ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر کمینے اور ذلیل قسم کے انسان حملہ آور ہیں۔ یاد رکھو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو خدا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو قرآن ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو دین ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والی کسی تحریر کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم یقیناً ہر اس اخبار کو جلائیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے گا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دشمن، ہمارا بدترین دشمن ہے۔ میری گردن تو آج بھی تحفظ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر پھانسی لگنے کو تڑپتی ہے۔ میں تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ تم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کرو تو میں تمہارے کتے بھی پالنے کو تیار ہوں اور اگر تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی تو پھر میں تمہارا باغی ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہوں“۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی کے چند خوب صورت مناظر

مولانا واجد حسنی حسینی

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عظیم قائد تھے جنہوں نے ۲۳ برس کی مختصر مدت میں ایک ایسا عظیم انقلاب برپا کر دکھایا جس نے بکریوں کے چرواہوں کو دنیا کی بڑی بڑی قوموں کا حکمران بنا دیا۔ جس نے اخلاقی طور پر انتہائی پستی وذلت میں گری ہوئی قوم کو دنیا کی مہذب ترین اور ترقی یافتہ قوم بنا دیا۔ یہ انقلاب اتنے کم وقت میں کیسے کامیابی سے ہمکنار ہوا؟ جب ہم اس امر کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں بے شمار خوبیاں تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر ایک صحابی سے وہی کام لیا جس کے وہ اہل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر موقع پر حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب انقلاب کا بنیادی سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھیوں سے حسن سلوک تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مشورہ کرتے اور اکثر وبیشتر مشورے قبول فرمالیتے۔ کتنے ہی ایسے واقعات ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ خباب بن الارت مکہ میں لوہار کا کام کرتے تھے۔ ان کی مالکن کی طرف سے ان پر ظلم وستم کی انتہا ہوتی ہے۔ ایک دن پریشان ہو کر اللہ کے رسول سے کہہ بیٹھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کے سایہ میں چادر کو تکیہ بنائے تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر اٹھ بیٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھی کو گزشتہ امتوں کے حالات کے بارے میں بتایا کہ انہیں کس طرح راہ حق پر چلنے کی پاداش میں ستایا گیا۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسم کو نوچا گیا۔ لیکن یہ سختی بھی انہیں اسلام سے اور اللہ کی توحید سے روک نہ سکی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خبابؓ کو اور دیگر تمام صحابہ کرام کو خوش خبری دے رہے ہیں حوصلہ افزائی کر رہے ہیں:

وَاللهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

”اللہ کی قسم! یہ دین ضرور مکمل ہو کر رہے گا، غالب ہو کر رہے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ ایک سوار اپنی سواری پر صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا۔ وہاں تک جائے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو گا۔

أَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ

”ہاں بکری پر بھیڑیے کا خوف اور ڈر ہو گا کہ بھیڑیا اسے کھا نہ جائے (کیونکہ حالات جتنے بھی پرامن ہو جائیں جانوروں کی فطرت تبدیل نہیں ہوتی)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھی کو تسلی دینے کے لیے فرمایا:

وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

”لیکن تم لوگ جلدی کر رہے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں یوں فرمایا:

هُوَ الَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

”اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ کافر اس کو ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو خوش خبریاں سناتے ہیں۔ یہ صرف جنت کی خوش خبریاں نہیں تھیں بلکہ دنیاوی فتح ونصرت کے بارے میں بھی تھیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

أُرِيدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ تَدِينُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّي الْعَجَمُ إِلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ

میں انہیں صرف ایک کلمے ”لا إلہ إلا اللہ“ پر جمع کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی بدولت وہ عرب کے بادشاہ بن جائیں گے اور اسی کی وجہ سے عجم بھی انہیں جزیہ ادا کرے گا۔“ (مسند أحمد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ساتھیوں کے مشوروں کو اہمیت دی اور ان کی تعریف فرمائی۔ ایک کامیاب قائد میں یہی خوبی ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی مناسب رائے کو تسلیم کرتا ہے۔ غزوہ بدر میں سیدنا حباب بن منذر رضی اللہ نے جگہ تبدیل کرنے کا مشورہ دیا۔ وہ پوچھ رہے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جس مقام پر ہم بیٹھے ہیں' جہاں پڑاؤ ڈالا ہے' کیا اس جگہ کا انتخاب اللہ کے حکم سے کیا گیا ہے یا ہم اس جگہ سے آگے پیچھے ہو سکتے ہیں؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مقام کا انتخاب محض جنگی حکمت عملی کے طور پر ہے۔ انہوں نے عرض کی: پھر یہ جگہ لشکر کے ٹھہرنے کے لیے مناسب نہیں۔ انہوں نے اپنے دلائل دیے۔ ان کے دلائل قوی اور مضبوط تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تجویز کو قبول فرمالیا اور ان کی تعریف کی۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: لَقَدْ أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ ”تم نے عمدہ مشورہ دیا۔“

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اوس کی ایک شاخ کے سردار تھے انہوں نے مرکز قیادت کا مشورہ دیا۔ عرض کرتے ہیں: ہم کیوں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چھپر تعمیر کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف رکھیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دشمن پر غلبہ دیتا ہے تو یہ چیز ہمیں پسند ہو گی لیکن اگر نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے تو تیز رفتار سواریاں تیار رہیں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ لے جائیں گی۔ یہاں غور کیجیے کہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی کی تجویز کو نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ اس کے مشورے کی تعریف بھی فرماتے ہیں اور ان کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔
سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آیا ہے تو ان کی زندگی کا ایک اور روشن پہلو دیکھتے ہیں جو غزوہ خندق میں سامنے آتا ہے۔ اس غزوہ میں ان کے بازو پر تیر لگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاج کے لیے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگواتے ہیں تاکہ تیمار داری میں سہولت رہے۔ سعدؓ کے زخم سے خون نکل رہا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر زخم کو داغا جاتا ہے۔ زخم سے خون نکلنا بند ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے ہیں:

اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تَقَرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ

"یا اللہ! جب تک بنو قریظہ کا انجام دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں تب تک مجھے موت نہ دینا۔" (مناقب الصحابۃ لابن حبان)

جب بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا گیا تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان کے معاملے کا فیصلہ سعد بن معاذ کے ہاتھ میں دیا جائے۔ وہ جاہلیت کے دور سے ان کے حلیف چلے آ رہے تھے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوهُ

"اپنے سردار کو سواری سے اتارنے کے لیے آگے بڑھو"۔

وہ بڑھے اور انہیں احترام کے ساتھ اتار لیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُحْكُمْ فِيهِمْ "ان کی قسمت کا فیصلہ کرو۔" سیدنا سعدؓ نے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے، اموال کو تقسیم کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو غلام ولونڈیاں بنالیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بہترین فیصلے پر اپنے ساتھی کو یوں خراج تحسین پیش کیا:

لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

"تم نے ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔" (صحیح ابن حبان)

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی۔ اُدھر بنو قریظہ کا فتنہ ختم ہوا اِدھر ان کے زخم پھر سے خون جاری ہو گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی کو گلے لگا لیتے ہیں۔ خون کا فوارہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پڑ رہا ہے۔ وَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَبْكِيَانِ وَيَسْتَرْجِعَانِ "ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رو رہے ہیں۔" وَيَسْتَرْجِعَانِ اور إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ رہے ہیں۔ سعد بن معاذ رضی اللہ وفات پا جاتے ہیں۔ رحمن کا عرش ان کی آمد کے باعث جھومنے لگتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ اعزاز بخش رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے غسل اور دفن میں شریک ہوتے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھانے والے کون ہیں؟ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی میت کے ہمراہ بقیع الغرقد کی طرف جا رہے ہیں۔ جنازہ بڑا ہلکا ہے۔ منافقین تو مواقع کی تلاش میں تھے۔ کہنے لگے: سعد کا جنازہ اس قدر ہلکا کیوں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ اسے تو فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ وَلَمَّا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ حَتّٰى ارْتَجَّ الْبَقِيعُ "جب سیدنا سعد بن معاذ کو قبر میں اتارا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا حتیٰ کہ بقیع کا قبرستان گونج اٹھا"۔
جنازے سے واپس آئے تو فرط محبت سے یہ حالت تھی کہ ذَرَفَتْ دُمُوعُهُ حَتّٰى بَلَّتْ لِحْيَتَهُ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں حتیٰ کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی"۔ وَنَدَبَتْهُ أُمُّهُ فَقَالَ: كُلُّ نَادِبَةٍ كَاذِبَةٌ إِلَّا نَادِبَةُ سَعْدٍ "جب سعد کی والدہ نے روتے ہوئے ان کی خوبیاں بیان کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد کی خوبیاں بیان کرنے والی کے سوا ہر رونے والی جھوٹی ہے"۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتیں اور اپنے ساتھی کی تشجیع ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتی ہے۔ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رومال تحفہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ رومال بہت اعلیٰ ریشمی کپڑے سے بنا ہوا خوب صورت اور نرم ہے۔ صحابہ کرام اسے بڑے تعجب سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: کیا تمہیں اس رومال کی نرمی اور ملائمت پر حیرت ہو رہی ہے؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا "جنت میں سعد کے رومال اس سے کہیں زیادہ خوبصورت اور نرم ہیں"۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو مختلف مواقع پر بسالت و جرأت اور حسن کارکردگی کے تمغے عطا فرماتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے معراج کے واقعہ کی بلا تامل تصدیق کی تو ارشاد فرمایا: أَنْتَ صِدِّيقٌ أَنْتَ صِدِّيقٌ
قائد اپنے ساتھیوں کو اس طرح حوصلہ دیتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب دیا جاتا ہے۔ غزوہ اُحد کے موقع پر قریش کی طرف سے ان کا سب سے بہادر شہسوار طلحہ بن ابی طلحہ عبدری آگے بڑھ کر اپنے اونٹ پر سوار دعوت مبارزت دے رہا ہے۔ ارے کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں آتے ہیں۔ ایک لمحہ کی مہلت دیے بغیر شیر کی طرح جست لگا کر اس کے اونٹ پر جا چڑھتے ہیں۔ طلحہ کو اپنی گرفت میں لیا اور زمین پر کود گئے۔ یہ گرفت اتنی مضبوط تھی کہ طلحہ کو ہلنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ سیدنا زبیرؓ اسے تلوار سے ذبح کر دیتے ہیں۔
صحابہ کرام اس منظر کو بڑی دلچسپی اور تعجب سے دیکھ رہے ہیں۔ اس قدر حیران کن قوت اور طاقت؟! اِدھر اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فرطِ مسرت سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبیر کی تعریف کر رہے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں:

إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ زُبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

"ہر نبی کا ایک خاص ساتھی ہوتا ہے اور میرے خاص ساتھی زبیر بن العوام ہیں"۔

اسی طرح آپ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب کو 'سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ' کا لقب عطا فرماتے ہیں۔ اپنے لاڈلے نواسوں سیدنا حسن اور حسین کو 'سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ' کا لقب دیتے ہیں۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد میں ان کی شاندار کارکردگی کی بنا پر "زندہ شہید" کا خطاب ملتا ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امت کے سب سے بڑے قاری ہونے کا لقب ملتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو امت کے سب سے بڑے قاضی کا خطاب ملتا ہے۔ غزوہ خیبر کے موقع پر انہیں یہ تمغہ عطا ہوا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "فرشتے بھی عثمان سے حیا کرتے ہیں"۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "جس گلی سے عمر گزر جائے شیطان وہ گلی ہی چھوڑ دیتا ہے"۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو "صاحب سر رسول اللہ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص راز دان کا خطاب ملتا ہے۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوتے ہیں' یہ نوجوان تھے۔ آپ ان کے غمزدہ اہل خانہ کو کس طرح تسلی دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ ان کے بچوں کو پیار کرتے اور انہیں ایک اچھے مستقبل کی نوید دیتے ہیں اور ان کو بے شمار دعائیں دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں دنیا اور آخرت میں ان کا کفیل ہوں۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ان کے جو بازو جنگ موتہ میں کٹ گئے تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے جنت میں ان کو دو پر عطا کیے ہیں جن کے ساتھ وہ اڑتے پھرتے ہیں۔ اس طرح انہیں "جعفر طیار" کا لقب عطا ہوتا ہے۔ آج جب طیار کا ذکر ہوتا ہے تو ذہنوں میں فورا سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نام آجاتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حد درجہ مردم شناس ہیں۔ غزوہ اُحد شروع ہونے سے پہلے سیدنا سعد بن عبادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑی خوب صورت اور تیز تلوار پیش کرتے ہیں۔ سیرت نگاروں کی مطابق اس کا نام "العضب" تھا۔ اللہ کے رسول اس تلوار کو لہرا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: ساتھیو! کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟ کتنے ہی صحابہ کرام کی خواہش اور تمنا ہے کہ یہ تلوار انہیں ملے اور وہ اس کا حق ادا کریں۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے ہیں' تلوار طلب کرتے ہیں۔ مگر ادھر ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی تلوار طلب کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس تلوار کو ابو دجانہؓ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ زبیرؓ کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو ابو دجانہؓ سے پہلے تلوار طلب کی تھی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد ہوں اور قریشی بھی ہوں، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے اور پہچانتے ہیں کہ کون اس تلوار کا زیادہ حق دار ہے۔ تلوار ابو دجانہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا ہوتی ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کا حق یہ ہے اس سے دشمن کے چہرے کو مارو حتی کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ ابو دجانہ اسی عزم کے ساتھ تلوار لیتے ہیں اور پھر واقعی اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ جو بھی سامنے آیا اسے قتل یا زخمی کر دیا' حتی کہ وہ قریشی عورتوں کی کمانڈر ہند بنت عتبہ تک جا پہنچے ہیں۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ عورت ہے۔ وہ لوگوں کو جوش دلا رہی تھی۔ تلوار اس کی طرف بڑھائی نشانہ لیا تو اس نے شور مچادیا۔ ابو دجانہ کو آواز سے علم ہوا کہ یہ تو عورت ہے۔ کہتے ہیں: میں نے اپنے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو روک لیا کہ میں اس سے ایک عورت کو قتل کر کے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلوار کی حق تلفی نہیں کروں گا۔

نجران سے عیسائیوں کا وفد آتا ہے۔ وفد میں چودہ افراد تھے۔ مباہلہ کی بات ہوتی ہے۔ عیسائی اس سے بھاگ جاتے ہیں اور جزیہ دینے پر صلح کرتے ہیں۔ ان کا وفد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتا ہے:

أَنْ يُرْسِلَ مَعَهُمْ رَجُلاً أَمِينًا لِيَقْبَلَ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ

"ہمارے ساتھ کوئی امانت دار شخص ارسال فرمایئے جو ہم سے جزیہ وصول کیا کرے"۔

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

لأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ

"میں تم لوگوں کے ساتھ ایک ایسا شخص روانہ کروں گا جو واقعی کما حقہ امانت دار ہے"۔

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

"ابو عبیدہ بن جراح کھڑے ہو جاؤ"۔

پھر وفد کے ارکان دیکھتے ہیں ایک قریشی ابو عبیدہ بن الجراح ان کے سامنے کھڑے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حوصلوں کو بڑھا رہے ہیں' انہیں اعزاز بخش رہے ہیں۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ'

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا وَأَمِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

"ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔"

سیدنا خالد بن ولید کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوا خَالِدًا فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ، صَبَّهُ اللهُ عَلَى الْكُفَّارِ

" خالد کو برا نہ کہو یہ تو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ نے کفار پر مسلط کیا ہے"۔

اپنے چچازاد سیدنا عبداللہ بن عباس کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللَّهُمَّ أَعْطِهِ الْحِكْمَةَ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ

"اے اللہ! اسے حکمت ودانائی عطا فرما اور تفسیر قرآن کا علم نصیب فرما۔"

اپنے چچا سیدنا عباس کی اس طرح تعریف فرمائی:

عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ

"آدمی کا چچا اس کے باپ ہی کی طرح ہوتا ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر کو ہجرت کے سفر میں غار ثور میں قیام کے دوران اس طرح تسلی دیتے ہیں:

يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا

"ابو بکر تمہارا ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا خود اللہ تعالیٰ ہو"۔

قرآن کریم نے اس بات کو یوں بیان فرمایا:

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا

"جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے: میرے ساتھی! گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

اپنے ماموں سیدنا سعد بن ابی وقاص کی حوصلہ افزائی ان الفاظ کے ساتھ فرماتے ہیں:

اِرْمِ يَا سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

"سعد! تیر چلاؤ، تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں"۔

شاعر اسلام سیدنا حسان بن ثابت کی حوصلہ افزائی اس طرح فرماتے ہیں:

أُهْجُهُمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ

"ان کفار کی مذمت کرو، جبریل بھی اس کام میں تمہارا ساتھی ہے"۔

انہیں دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا دَامَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِكَ

"اے اللہ! اس کی جبریل کے ذریعے تائید فرما، جب تک وہ تیرے رسول کا دفاع کر رہا ہے"۔

سیدنا حسان کے اشعار کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ فِيهِمْ مِنَ النَّبْلِ

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کے اشعار کفار کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ اذیت ناک ہیں"۔

نہایت خوش الحان قاری سیدنا ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جب سوز وگداز سے کتاب اللہ کی آیات کی تلاوت کی تو ان کی حوصلہ افزائی کے لیے فرمایا:

لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

"ابو موسیٰ! تمہیں تو آل داود کی خوش الحانی کا ایک حصہ عطا کر دیا گیا ہے"۔

داود علیہ السلام جب اپنی خوب صورت اور دل کش آواز میں زبور کی تلاوت کیا کرتے تو ان کے ساتھ پرندے اور حجر و شجر بھی تلاوت میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔

جب سیدنا زید بن ارقم نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بارے میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رپورٹ دی اور اللہ تعالیٰ نے زید کی صداقت اور منافق کے جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا تو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید کو ان کے گھر سے بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان کا کان پکڑ ان سے فرمایا:

لَقَدْ وَفَتْ أُذُنُكَ يَا غُلَامُ

"برخوردار! تمہارے کان نے بالکل ٹھیک سنا تھا"۔

مرثد بن ابو مرثد غنوی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ میں سے ہیں۔ یہ جاہلیت میں ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کا کام کرتے تھے۔ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حکمت اور دانش ملاحظہ فرمایئے کہ ان کے ذمہ اسلام لانے کے بعد وہی کام لگایا جس کا انہیں تجربہ تھا اور جس کام میں انہیں مہارت تھی۔ یہ طاقت ور جسم کے مالک تھے۔ نڈر اور بے خوف تھے' بڑے بڑے خطرات میں بلا تردد کود جاتے اور بڑی بڑی وزنی چیزیں اٹھا کر لے آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: مرثد! تم اسلام لانے کے بعد بھی وہی کام کرو گے جو اسلام سے پہلے کرتے تھے مگر اس کی نوعیت بدل جائے گی۔ پہلے وہ کام ظلم اور زیادتی سے عبارت تھا لیکن اب یہی کام اللہ کے دین کی نصرت اور مظلوموں سے تعاون شمار ہو گا۔ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کیا کرنا ہو گا؟ فرمایا: تم ان قیدیوں کو کفار کی قید سے اغوا کر کے نکالو گے جنہیں کفار نے ظلم وستم کے ساتھ اپنی حراست میں رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بہت سے مظلوموں کو مشرکین کے پنجے سے رہائی دلائی اور بڑے بڑے خطرناک مشن کامیابی سے مکمل کی۔

☆☆☆☆☆

خالد شیخ محمد (فک اللہ اسرہ) کا امریکی صدر اوباما کے نام خط

جنگی اخلاقیات:

جہاں تک مغربی نظام کا تعلق ہے تو وہ مکمل طور پر سرمایہ دارانہ جمہوریت کے ہاتھوں میں ایک کھلونا کی حیثیت رکھتا ہے، یہی جمہوری نظام ہے جس کے تحت عوام کو تزویراتی مفادات کا تابع رکھنے کے لیے قوانین تشکیل دیے جاتے ہیں... اگر آئین کے مطابق چلتے ہوئے ان تزویراتی مقاصد کا حصول ممکن نہ رہے تو انتظامیہ دوسرا متبادل طریقہ کار اختیار کرتی ہے اور آئین کو (توڑ مروڑ کر) پھر اس طریقہ کار کو مناسب بنانے کے لیے استعمال کرتی ہے... لیکن اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ رہے تو پھر عوام، کانگرس یا صدر کے علم میں لائے بغیر ہی خفیہ ذرائع کو اختیار کیا جاتا ہے، یہ سب وہ قومی سلامتی کے نام پر اور خفیہ ایجنسیوں کی آڑ میں کرتے ہیں... تمہیں شاید علم نہیں ہے کہ تمہاری خفیہ ایجنسی 'جرمن چانسلر کے موبائل فون کی جاسوسی اور کانگرس کے کمپیوٹرز کی نگرانی کرتی رہی... دوسری طرف ان تزویرای مقاصد کو حاصل کرنے کی خاطر آمروں کی حمایت، وسیع پیمانے پر قتل عام کرنے والوں کی مدد یا پھر جنگ بھڑکانے کے لیے مختلف گروہوں کو شہ دینا ہو تو بھی ملک کے اصل خفیہ حکمرانوں اس سے نہیں چوکتے... یہی وہ سرمایہ دار اور ساہوکار ہیں جن کی جیب میں کانگرس اور سینٹ کے اکثریتی ممبران ہمہ وقت موجود ہوتے ہیں... کئی مرتبہ وہ صدر کے خصوصی احکامات اور مختلف مراکزِ دانش (تھنک ٹینکس [رینڈ کارپوریشن وغیرہ]) کے فیصلوں پر بھی غالب آجاتے ہیں کیونکہ وہ ذرائع ابلاغ کو بڑے پیمانے پر کنٹرول کر رہے ہوتے ہیں... میڈیا میں ان کاروباری حضرات کے مفادات سے منسلک امور پر رپورٹیں بنائی جاتی ہیں تاکہ عوام کے ذہنوں کو جنگ کے لیے تیار کیا جائے یا پھر کسی آمر کو مصلح اور اس کے مخالفین کو برا ثابت کیا جاسکے... وہ ان کے جرائم پر پردہ ڈالتے ہوئے اُن جرائم کی محض زبانی مذمت ہی کو کافی سمجھتے ہیں اور پھر جلد از جلد فائل کو بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں ... ان کے مراکزِ دانش اپنے نقشوں، اعداد و شمار اور خاکہ نگاری کے ذریعے سے سیاست دانوں کو راضی رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ جنگ کو جاری رہنا چاہئے ورنہ یہ 'غائبانہ' دشمن غالب آکر ہمیں اور ہماری معیشت کو تباہ و برباد کر دے گا... حالیہ دنوں میں مصری آمر سیسی کے حامیوں نے ایک ہزار سے زائد نہتے مظاہرین کو قتل کیا تو ہم نے دیکھا کہ مغربی میڈیا نے ان پر کوئی آنسو نہ بہایا... اسی طرح جب امریکی طیارے غزہ پر بم باری کرتے ہیں اور بستیوں کی بستیاں تباہ کر کے سیکڑوں لوگوں کو ملبے تلے دفن کرتے ہیں تو بھی مغربی میڈیا یہی راپ الاپتا نظر آتا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیل ہی واحد جمہوری ریاست ہے...

مغرب کی لالچی حکومتوں کے پاس اپنے مخالف فریق کے ساتھ اخلاقی طریقے سے معاملات نپٹانے کا کوئی طریقہ نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے مفادات کی پوجا کرتے ہیں... تمام دنیا نے دیکھا کہ جب تم نے بغیر کسی عدالتی کارروائی کے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کو قتل کیا اور سب یہ تماشا دیکھتے رہے کہ ایک صدر 'جو کہ خود قانون دان بھی تھا' نے اس کے جسد خاکی کو سمندر میں پھینکنے کا فیصلہ کیا... تمام دنیا نے تمہاری اخلاقی گراوٹ کا اس وقت بھی مشاہدہ کیا جب تمہارے فوجی طالبان کی لاشوں پر پیشاب کرتے اور قرآن پاک کو جلاتے ہوئے پائے گئے... اور پھر فلوجہ میں مسجدوں کو کس طرح نذرِ آتش کیا گیا، ابو غریب جیل اور دیگر خفیہ اذیت خانوں میں تشدد کے نئے طریقے ایجاد کیے گئے جو اب تم صومالیہ، یمن اور دیگر خطوں میں بھی کر رہے ہو...

تم نے عراق کو خون میں ڈوبے ایک کینوس میں تبدیل کر دیا... کیا تمہارے پیشروؤں نے عراق میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے کسی قسم کے ہتھیار برآمد کیے؟ بالکل بھی نہیں! لیکن تمہیں دنیا میں تیل کی کمپنیوں میں کام کرنے والے ملازمین کے لیے ایک بہترین امریکی ایمبیسی تعمیر کرنے کے لیے جگہ مل گئی، وہ کمپنیاں جو عراقی عوام کے تیل کے ذخائر سے منافع کماتی ہیں جو ان لابیوں اور پریشر گروپوں کے اکاؤنٹس کا بھی رخ کرتا ہے جن کے پاس تمہارے دفتر کی چابیاں ہیں... کیا تمہارے پیش روؤں کو کوئی ایسا ثبوت ملا جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ عراقی حکومت اور القاعدۃ کے درمیان باضابطہ تعلقات تھے؟ جن کے متعلق تمہارے خفیہ ذرائع اور سٹیٹ سیکرٹری نے بارہا دعوے کیے تھے... تم اور تمہارے اتحادیوں نے عراق کو ایک ہزار ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا... پھر تم نے اپنے دور میں سوڈان کو بھی شمالی اور ناکام ریاست جنوبی سوڈان میں منقسم کر دیا... تم اور تمہارے اتحادی' اصولوں اور اخلاقیات پر مبنی جنگیں برپا کرنے کا ڈھونگ رچاتے ہو... خود سے پوچھو کہ اتنے اربوں ڈالرز خرچ کرنے کے بعد بھی کیا تم کامیابی کے ساتھ عراق و افغانستان میں جمہوریت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو؟ جس متعلق تم دن رات اپنے عوام سے میڈیا کے ذریعے سے جھوٹ بولتے ہو... یا پھر تم نے اپنی جنگوں کے نتیجے میں دنیا کے دو بد عنوان ترین نظام ہائے مملکت کو قائم کیا ہے! لوگ کیسے یقین کریں کہ تمہاری فوج' جس میں سب سے زیادہ جنسی جرائم کی شرح ہے' وہ افغانستان میں عورتوں کو ان کے حقوق دلوائے؟!

اللہ کی رحمتیں ہو شیخ اسامہ پر کہ وہ حالت جنگ و امن دونوں میں اصولوں کی پاس داری کرنے والے نظریاتی انسان تھے... وہ تمہارے معاشی مرکز نیویارک کو نشانہ بنانے میں کامیاب رہے، اور انہوں گھروں، سکولوں، ہسپتالوں، چرچ اور دیگر رہائشی علاقوں کو تباہ کیے بغیر تم پر تمہارے گھر میں ضرب لگائی... وہ بھی ایک ایسے شہر میں جہاں ۸ ملین سے زائد لوگ بستے ہیں... اب اس کا موازنہ امریکی ایئر فورس سے کرو جن کے حملوں میں سو فی صد بے گناہ لوگ ہی مرتے ہیں... مثال کے طور پر ۱۲ بچے کنڑ میں اس وقت مارے گئے جب وہ ایندھن کے لیے لکڑیاں اکٹھی کر رہے تھے، ۲۳ عورتیں اور بچے یمن میں مارے گئے اور اس کے علاوہ ننگرہار میں شادی کی تقریب میں جو مارے گئے وہ اس کے علاوہ ہیں...

اقوام متحدہ کے ادارے نے ۲۰۱۰ء کو افغانستان میں رات کے دوران امریکی چھاپوں میں مرنے والے ۸۰ بے گناہوں کی شناخت کی ہے لیکن صحیح تعداد شاید ۴۰۰ سے اوپر ہو... تمہاری حکومت ۲۰۰۹ء کے بعد سے افغانستان میں ۱۸۲۷۴ فضائی حملوں کی ذمہ دار ہے جس میں کم از کم ۱۱۶۰ حملے صرف ڈرون طیاروں کے ہیں...

شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جو کیا بیانگ دہل کیا... وہ تمہاری ٹیکنالوجی، خفیہ اداروں، ڈرونز، بے رحم بموں، جاسوسوں، جیٹ طیاروں، مراکز اور سیکڑوں سیٹلائٹس سے ہرگز مرعوب نہ ہوئے... اُنہوں نے یہ سب کچھ طویل زمینی فاصلوں کے باوجود قندھار کے پہاڑوں میں بیٹھ کر سرانجام دیا... وہ اپنے مقصد سے نہ ہٹے... اپنے آپ سے پوچھو کہ کیا شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے کسی ایک ہسپتال کو تباہ کیا؟ کسی ایک سکول، چرچ کو نشانہ بنایا؟ جیسا کہ تمہارا الزام ہے کہ شیخ اسامہ کا مقصد لوگوں کا قتل عام کرنا تھا تو اُنہوں نے کیوں نیویارک میں انڈین پوائنٹ ایٹمی پاور سٹیشن اور سپر باؤل کو نشانہ نہ بنایا؟

پھر غزہ کی حالت زار کو دیکھو اور یہی سوال خود سے دوبارہ کرو... پس یہ دنیا شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی رحم دلی اور محبت کی ایک سچی گواہ ہے... مجاہدین تمہیں چیلنج دیتے ہیں کہ صرف دس بچوں کے نام ہی عدالت مین لے آؤ جو شیخ اسامہ نے نائن الیون کے دن قتل کیے ہوں... وہ اس بات کے لیے بھی تیار ہیں کہ تمہیں ہزاروں فلسطینی بچوں کے نام دیں جو صرف ۲۰۰۹ء اور ۲۰۱۰ء کو تمہارے دور صدارت میں ہی قتل ہوئے؟ اس کے ساتھ تمہیں عراق، افغانستان و فلسطین میں قتل ہونے والے دیگر لاکھوں بچوں کے نام بھی بتادیں گے... اس کے علاوہ ۱۵ سے زائد مرتبہ تمہاری فضائیہ کے ڈرون طیاروں نے شادی کی تقاریب پر بم برسائے... ۲۰۰ مساجد جو تم نے تباہ کیں... اور پچاس ہزار سے زائد گھرانے جو تم نے خاک میں ملا دیے... پس مجاہدین تمہیں یہ بھی چیلنج دیتے ہیں کہ پانچ رہائشی گھروں کا پتہ بتاؤ جو نائن الیون کے دن تباہ ہوئے ہوں... اور ہمارے افغان، عراقی اور فلسطینی مسلمان اس بات کے لیے تیار ہیں کہ وہ تمہیں پچاس لاکھ سے زائد افراد دکھائیں جو بے گھر ہوئے، ۱۰ لاکھ سے زائد وہ جو نائن الیون سے پہلے قتل ہوئے، اور وہ ۳۰۰ بچے جو عراق میں تمہارے نیم ایٹمی یورینیم بموں کی تابکاری کی وجہ سے مردہ پیدا ہوئے...

کہاں ہے تمہارا وہ اخلاقی غصہ جو تمہارے سابق اتحادی بشارالاسد کی جانب سے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں پر بھی حرکت میں نہ آیا... کیا یہ تمہاری ہی حکومت نہیں تھی جس نے پاکستان سے پکڑے جانے والے نامی گرامی مجاہدین جیسے شیخ ابومصعب السوری، شیخ ابوخالد السوری کو اس کے حوالے کیا؟ کیا تم خبروں میں نہیں دیکھتے کہ شام میں کتنے ہی شہروں اور ان کے مکینوں کو راکھ بنادیا گیا ہے؟ جب کہ تم گولف یا باسکٹ بال کھیلنے میں مصروف رہتے ہو؟ اس سب کے بعد بھی تم اور تمہارے عوام ہم پر شہری تنصیبات اور عوام کو نقصان پہنچانے کا شرم ناک الزام بڑی ڈھٹائی سے لگاتے ہیں...

تمہیں ہر وقت اپنے مفادات کی تحفظ کی ہی پڑی ہوتی ہے چاہے ان کی حفاظت مشرق و مغرب میں ڈکٹیٹروں کے ہاتھوں ہی کیوں نہ ہوتی ہو... ۱۹۸۸ء میں جب میانمار میں ایک ڈکٹیٹر نے اپنے خلاف اٹھنے والے طالب علموں کی بغاوت میں ہزاروں لوگوں کو قتل کیا تو تم نے ان پر سخت معاشی پابندیاں لگادیں لیکن جب انہوں نے تیس ہزار مسلمانوں کے گھروندوں کو جلایا، دو لاکھ کو جلاوطن کیا تو تم اور تمہاری سابق سٹیٹ سیکریٹری اور سابق صدارتی امیدار ہیلری کلنٹن نے برمی حکومت کو کروڑوں ڈالرز کی امداد دے دی... اس کے ساتھ ہی پوری امت مسلمہ برمی مسلمانوں کو بے دردی سے قتل اور دربدر ہونے کا تماشا خاموشی سے ہی دیکھتے رہی... کیسے تم صرف ان مسلمان اقلیتوں کو بھول گئے جن کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا حالانکہ وہ کئی نسلوں سے اس ملک میں رہ رہے ہیں؟ کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے دورے کے دوران برما نے انسانی حقوق کی تنظیموں اور اداروں کے آپریشنز کو بھی معطل کر دیا جو شاید وہاں مسلمانوں کی کچھ مدد کر سکتے تھے؟ انہوں نے باہر سے آنے والے ڈاکٹروں اور دیگر امدادی جماعتوں کو بھی روک دیا... لیکن پھر بھی تمہاری حکومت نے برمی حکومت کو مزید پیسے دیے اور تمہارے تجارتی آقاؤں نے، قصر ابیض کے حقیقی مالکوں نے وہاں مزید سرمایہ لگایا...

کیا تمہیں اندازہ نہیں کہ اسرائیل ایک مضبوط معاشی ملک ہے جو فی کس آمدنی کے اعتبار سے رومانیہ، سپین، مصر، جنوبی کوریا اور سعودعرب سے بھی کہیں آگے ہے جب کہ امریکہ تیزی سے قرضوں کی دلدل میں دھنستا ہوا ملک ہے جو اپنے ہی سوشل پروگرامز (عوامی بہبود کے منصوبوں) کو صرف تمہاری گندی اور ناجائز اولاد اسرائیل کے لیے ختم کرتا جارہا ہے... مت بھولو کھصدر ہونے کے باوجود تمہاری حیثیت فارمی مرغیوں سے زیادہ نہیں اور تم محض ربڑسٹمپ صدر ہو، لہٰذا تم امریکیوں کے لیے تعلیم اور صحت کے منصوبوں سے بجٹ کاٹ کر ان کو پیسے دے رہے ہو جو قتل و غارت گری کرنے کے لیے اسرائیل کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں اور اُسے ہر طرح کے مہلک فراہم کرتے ہیں... یہی ہتھیار ہمارے فلسطینی اور لبنانی مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوں گے... اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اور تمہارے منصب پر براجمان کوئی بھی فرد حقیقی فیصلوں کا مالک نہیں ہوتا!

کیا تمہیں یاد ہے جب تم نے ۲۰۱۳ء میں کہا تھا کہ مغربی کنارے میں طالب علموں کے آزادانہ نقل و حمل کی صلاحیت کو ختم کرنے، فلسطینیوں پر ان کی زمینوں میں کاشت پر پابندی اور اُنہیں اُن کے گھروں سے نکال دینا بالکل درست عمل نہیں ہے... لیکن پھر تم نے فلسطینیوں کو قتل کرنے اور ان کے گھروں، فصلوں، مسجدوں اور املاک کی اسرائیلی ڈیفنس فورس کے ہاتھوں تباہی کے سفاکانہ عمل کا دفاع کر کے اسرائیل کی وکالت کی... پھر جب غزہ پر حملہ ہوا تو تم نے اسرائیل کو مزید ہتھیار اور رسد فراہم کی تاکہ وہ امریکہ کی جدید اور نشانوں پر ٹھیک لگنے والے بموں کو فلسطینیوں پر آزما کر ان کا قتل عام کر سکے... یہ

سب اس لیے ہوا کیونکہ امریکہ کے سب سے قریبی اتحادی اور قصاب نتین یاہو نے تمہیں بتایا تھا کہ مصر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور اردن اسرائیل کے ہاتھوں حماس کی شکست دیکھ کر خوش ہوں گے...وہی حماس جو غزہ میں تمہارے ہی گھڑے گئے جمہوری طریقہ کار یعنی ووٹوں اور انتخابی عمل کے ذریعے سے اقتدار میں آئی تھی...جب تمہارے بچے ہر طرح سے حفاظتی حصار میں قصرابیض کے صحن میں کھیل رہے تھے تو پوری دنیا نے دیکھا کہ تمہارے ہتھیاروں کے ذریعے رمضان کے مقدس مہینے میں غزہ کے ساحل پر کھیلتے ہوئے اور سکولوں میں پڑھتے ہوئے بچوں کا قتل عام کر رہے ہیں...

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَ لَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (الفاطر:۴۳)

"(انہوں نے) ملک میں غرور کرنا اور بری چال چلنا (اختیار) کیا اور بری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے"۔

مغربی ممالک کی جانب سے عام طور پر اور کافر ممالک خاص طور پر امریکہ، فرانس، برطانیہ اور روس کی جانب سے پانائی گئی یہ ظالمانہ پالیسیاں کسی بھی اخلاقی قدر، اصول اور حالت جنگ وامن کے کسی بھی قانون میں قابل قبول نہیں ہیں...

بربریت:

تم نے یکم اگست کو اغوا ہونے والے اسرائیلی فوج والی کاروائی کو بربریت قرار دیا...تمہارے مغربی معیارات کے مطابق مشین گن، ہینڈ گرنیڈز سے لیس ایک اسرائیلی فوجی کا اغوا بربریت ہے جس کی بٹالین جنگی جرائم کا ارتکاب کر رہی ہے، اور وہ عام شہریوں کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوا ہے...لیکن تمہاری سی آئی اے کی جانب سے ایک مصری مسلمان عالم کا اغوا' جب وہ اٹلی میں فجر کی نماز پڑھنے جارہا تھا، لوگوں کو اذیت دینے کے لیے خفیہ تعذیب خانے بنانا، ابو غریب جیل میں مسلمان عراقی عورتوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈالنا، ایک معذور بزرگ کو اس کی ویل چیئر پر فجر کی نماز کے لیے جاتے ہوئے امریکی ساختہ ہیل فائر میزائل سے قتل کرنا (شیخ احمد یاسین) بربریت نہیں کہلاتا! کیوں تم ان ۵۰۰ سے زائد بچوں کے بارے میں خاموش ہو جن کو اسرائیلی جیلوں میں قید کیا گیا ہے؟ کیوں تم وہاں پر بربریت کا لفظ استعمال نہیں کرتے جب ایک سولہ سالہ لڑکے ابو کیدر کو اسرائیلی غاصب رہائشیوں کی جانب سے زندہ جلا دیا گیا؟ کیا یہ بربریت نہیں ہے کہ سو سے زائد افراد کو بغیر کسی ثبوت اور جرم کے گوانتانامو میں ۱۲ سالوں سے قید رکھا گیا ہے؟ کیا اپنے کمرۂ جماعت میں بیٹھے بچوں سمیت سکولوں کو نشانہ بنانا بربریت نہیں کہلاتا؟ کیا یہ بربریت نہیں ہے کہ مجھے اور میرے بھائیوں کو تین سالوں تک غائب کر کے اندھیروں میں رکھا گیا؟ کیا تم چودہ اور پندرہ سالہ افغانی لڑکے جواد اور عمر کو بھول گئے جن کو تمہارے "عظیم" ملک کی جانب سے گوانتانامو میں قید رکھا گیا؟ کیا یہ بربریت نہیں ہے کہ غزہ میں جنگی جرائم میں ملوث اسرائیل کو اسلحہ، بموں اور قتل کرنے کے ہتھیار سپلائی کیے جارہے ہیں؟ کیا تم نے ان تصاویر کے بارے میں سوچا ہے جن کو تم عوام کے سامنے شائع کرنے سے منع کیے ہوئے ہو' جن میں تمہارے فوجیوں کو عراقی مسلمانوں کے خلاف سنگین اور بدترین جنگی جرائم کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے؟ کیا تم ان لاکھوں عام شہریوں کے بارے میں بھی سوچتے ہو جن کو سی آئی اے کی جانب سے انگولا سے نکارا گوا اور کیوبا تک سول وار میں قتل کیا گیا؟ دنیا میں ہونے والی ہر قسم کی بربریت میں تم اور تمہارا ملک ہی اصل مجرم ہے...

نیچے لگے ہوئے نقشے کو پڑھو:

سطورِ بالا میں بیان کردہ واقعات اور تصاویر کوئی انہونی یا اتفاقی عمل کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ درحقیقت یہ ایک مخصوص اور جامع منصوبے کے نتائج ہیں...جو کوئی بھی اسلامی دنیا اور مغربی دنیا کے مابین تنازعے کو سمجھتا ہے تو اس کے لیے یہ زبان سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے... میں یہاں پر تمہارے سامنے تاریخ کی کتابیں تو نہیں کھول سکتا لیکن میں مختصر الفاظ کچھ بیان کرنا چاہوں گا تاکہ جو بھی دانش مند تاریخ دان اسے پڑھے اس کو یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ تمہارے اسرائیل کے پشت پناہی کرنے کے بعد سے اب تک فلسطین میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے...(خالد شیخ محمد فک اللہ اسرہ نے یہاں فلسطینی سرزمین پر اسرائیلی مظالم اور قبضہ گیری کو بیان کرتا ایک نقشہ لف کیا)۔ بیسویں صدی کے آغاز میں بڑی عالمی طاقتیں اسلامی خلافت کو لپیٹ دینے میں کامیاب ہو ہی گئیں...وہ عرب سرزمینوں میں داخل ہوگئے اور ان کو بدنام زمانہ سائیکس پیکو معاہدے کے تحت فرانس اور برطانیہ کے درمیان چھوٹے چھوٹے ملکوں میں تقسیم کر دیا...دوسری جانب سپین، اٹلی اور فرانس شمالی افریقہ کی اسلامی سرزمینوں کی بندربانٹ میں بھی مصروف رہے...

کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ جزیرۃ العرب کو کیوں سات ملکوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟ یہ اسی لیے کہ اسلام کے دشمنوں نے وہاں "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی اپنا رکھی ہے...جو بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تمہارے جرائم اور غزہ میں اسرائیل کے موجودہ جرائم حماس کے راکٹوں، انسانی ڈھالوں کے استعمال، دہشت گردی اور سرنگوں وغیرہ کا جوابی ردعمل ہے تو وہ محض دنیا کو فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہا ہے...ساتھ میں لگے ہوئے نقشے کو غور سے دیکھو تو تم سمجھ جاؤ گے کہ تمہاری حیثیت شطرنج کے مہرے سے زیادہ نہیں ہے...

تم اپنے باپ دادا کے پرانے مقصد کی تکمیل میں لگے ہو جو سائیکس پیکو معاہدے، اعلان بالفور، کیمپ ڈیوڈ معاہدے، اوسلو معاہدے، وادی عربہ کے معاہدے، عظیم تر اسرائیل کے بنانے کے خواب، توارت میں بیان کردہ اس پیشن گوئی کو پورا کرنے کے لیے ہے:

"اس دن خدا نے ابراہیم کے ساتھ معاہدہ کیا اور کہا کہ تمہارے اولاد کو میں یہ سرزمین دیتا ہوں، مصر کے دریا سے لے کر فرات تک" (۱۵:۱۸)۔

اگر ان کا سیاسی دارالحکومت تل ابیب ہے تو تم نے اپنا سفارت خانہ یروشلم (بیت المقدس) میں کیوں بنایا ہے؟ کیا یہ اسی وجہ سے کہ تمہارا صلیبی صیہونی اور ناختم ہونے والا فری میسنری کا جذبہ تمہیں یروشلم کو عظیم اسرائیل کا دارالحکومت قرار دینے پر اکسا رہا ہے؟ تمہیں بہت اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اسرائیل کے جھنڈے پر موجود دو نیلی لکیریں اس کی ''عظیم سلطنت'' کی حدود کو ظاہر کرتی ہیں... دریائے نیل اور دریائے فرات جو تورات میں ذکر کیا گیا (۱۸:۱۵)... کیا اس سب کے پیچھے یہ مقصد کارفرما نہیں کہ مسجد اقصیٰ کو منہدم کر دیا جائے اور نیل سے فرات تک ''عظیم اسرائیل'' کا قیام عمل میں آئے اور ہیکل سلیمانی کو پھر سے کھڑا کیا جائے؟

نتیجہ: اُمت مسلمہ کا خالص دفاع

جب ہم دیکھتے ہیں کہ سابقہ سٹیٹ سیکرٹری میڈ یلین البرائٹ نے اے بی سی نیوز پر اقرار کیا کہ دس سالہ امریکی پابندیوں کے نتیجے میں قتل ہونے والے دس لاکھ عراقیوں کی قیمت زیادہ مہنگی نہیں تھی... پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دس سال کی پابندیوں کے بعد امریکی فوجیں عراق پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ملک کے انفراسٹرکچر کو تباہ کر کے خانہ جنگی، فساد، داخلی جنگ، ملک کی تقسیم اور تباہی والے یورینیم والے ہتھیاروں کے استعمال سے ہمیشہ کی معذوریاں پھیلا رہے ہیں... پھر ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ وہاں سے اس حالت میں نکلتا ہے کہ اپنے پیچھے دنیا کی سب سے بڑی ایمبیسی قائم کر لیتا ہے تاکہ اپنے مقبوضہ تیل کی حفاظت کا انتظام کر سکے...

اگر تمہاری نظر میں اسرائیل کا امریکی جہازوں، بموں اور اسلحے کے ذریعے سے حال ہی میں غزہ پر حملے کے دوران میں ۲۱۰۰ سے زائد نہتے شہریوں کو قتل کرنا، ۱۱۰۰۷ گھروں کو تباہ کرنا، ۲۴۳ عورتوں اور ۴۵۶ بچوں کو قتل کرنا، ۶۳ مساجد کو مسمار کرنا، ۱۴۱ سکولز کو ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کرنا، کئی ایک بازاروں، ہسپتالوں، شفاخانوں، کارخانوں اور غزہ کے واحد بجلی گھر کو تباہ کرنا اپنا دفاع کہلاتا ہے تو تمہارے اسی کلیے کی رُو سے امریکی آخر یہ کیوں کر تسلیم نہیں کر لیتے نائن الیون کا معرکہ بھی امت مسلمہ کا تمہارے نہ رکنے والے جرائم کے سامنے ایک دفاع کی کوشش تھی جس میں ہم نے تمہارے صرف عسکری اور معاشی اہداف کو تمہاری ہی سرزمین پر نشانہ بنایا؟!

تم اور تمہاری عوام پر تو بالکل بھی نہیں جچتا کہ تم دہشت گردی یا دہشت گردوں کے خلاف کھڑے ہونے کی بات کرو جب کہ تم نے خود دس سال تک معاشی واقتصادی پابندیاں لگا کر عراق میں پانچ لاکھ کے قریب بچوں اور عورتوں کو بغیر ایک گولی فائر کیے قتل کر ڈالا... یہ پابندیاں بھی جنگ ہی ہیں! یہ جنگ کی سب سے بدترین قسم ہیں کیونکہ یہ ایک پوری آبادی کو سزا دیتے ہیں جس میں بچے اور ان کا مستقبل بھی ہدف بن جاتا ہے... پابندیاں لگانا بھی بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے استعمال جیسا ہی جرم ہے! اب وقت آ گیا ہے کہ تمہارے سرمایہ دارانہ نظام اور جمہوریت کو تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیا جائے اور تم تسلیم کرو کہ تم قوموں کو فریب دینے اور انسانی حقوق کی سنگین پامالیاں کرنے میں ماہر ہو!

ہمیں اپنی سرزمینوں پر ہونے والی کسی بھی جارحیت کے خلاف جہاد کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے! ہم فلسطینی، عراقی، افغانی بچوں، عورتوں اور بزرگوں کے خون کا بدلہ لینے اور ان کا خون بہانے والوں کو سزا دینے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں... مغربی ظالمانہ جدید استعماریت اور جدیدیت کے خلاف اسلامی جہاد ہی سب سے بہترین علاج ہے... ہم کبھی بھی تمہاری طرف سے اسرائیل کی معاشی، عسکری اور سیاسی مدد کر کے امن کا بودا نعرہ قبول نہ کریں گے! اگر تمہاری حکومت اور عوام نائن الیون کو برداشت نہیں کر سکتی تو امت مسلمہ اپنی سرزمینوں، فلسطین، لبنان، جزیرۃ العرب وغیرہ پر تمہارے ۶۰ سال کے جرائم کیسے برداشت کر سکتی ہے؟ میں کبھی بھی تم سے یا تمہاری عدالت سے رحم کی اپیل نہیں کروں گا! تم میرے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتے ہو، کر گزرو!!! میری آزادی، میری قید اور میری موت ہر ایک طاغوت اور ظالم کے لیے ایک تکلیف دہ امر ہو گی!!!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ (التوبۃ: ۵۱، ۵۲)

''کہہ دیجیے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے کہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہو۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں اللہ ہی کا بھروسہ رکھنا چاہیے۔ کہہ دیجیے کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ (یا تو) اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے) تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں''۔

اگر تمہاری عدالت مجھے عمر قید کی سزا دیتی ہے تو مجھے اس پر خوشی ہو گی کہ میں باقی عمر اپنے قید خانے میں اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر گزاروں گا... اگر تمہاری عدالت مجھے سزائے موت دیتی ہے تو مجھے اس سے بڑھ کر خوشی اور کس بات پر ہو سکتی ہے کہ میں اپنے رب، اس کے رسولوں اور اپنے محبوب ساتھیوں سے مل سکوں جن کو تم نے دنیا بھر میں ناانصافی سے قتل کیا اور خاص کر شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ... لیکن جب صلیبی مجھے سزائے موت دیں گے تو کیا میں مر جاؤں گا؟ میں اس متعلق اپنے وکیلوں کو پہلے ہی سمجھا دیا ہے اور اس خط کی صورت میں بھی اس سوال کا جواب موجود ہے...

☆☆☆☆☆

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں، بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ جو ہمارا ربّ ہے، ہمارا ہے، ہمارا اللہ ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمیں موت دیتا ہے اور بلاشبہ اس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے؟

مع الاستاذ فاروق، استاذ احمد فاروق کے ساتھ چند ملاقاتیں، ان کی چند یادیں، ان کی قیمتی باتیں، ان کی بعض ایسی باتیں جو مجھے خاص طور پر اچھی لگیں۔ میں استاذ کا محبوب ترین ان کی حیات میں تو شاید نہ تھا لیکن اللہ سے امید ہے کہ ان کی شہادت کے بعد ان شاء اللہ ان کے محبوب ترین لوگوں میں ضرور شامل ہو گیا ہوں گا۔ ہاں ان کی حیات میں ان کے محبوب تر لوگوں میں بہر حال شامل رہا۔ استاذ کی محبت کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ ان شاء اللہ، ہمارے اللہ کے محبوب لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ میرے محبوب تھے اور میں ان کا، اور یہ محبت کی سنہری زنجیر ہے جو ہمارا اللہ کے دربار میں ذکر کا ان شاء اللہ ایک سبب ہے کہ ان شاء اللہ استاذ ہمیں بھولے نہیں ہیں۔ حضرتِ استاذ سے آج تک جتنی ملاقاتیں رہیں، سب کا احوال اور سب کی سب تو یاد نہیں، لیکن جتنی ذہن میں تازہ ہیں سب ہی لکھنے کا ارادہ ہے کہ یہ ان شاء اللہ توشۂ آخرت ہوں گی، مجھ سمیت حضرتِ استاذ کے محبّین کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات، صحیح نیت اور صحیح طریقے سے کہنے والوں میں شامل فرمالے۔

وصلی اللہ علی نبیّنا محمد و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

قاری عبدالعزیزؒ صاحب کے گھر پر:

حضرتِ استاذ رحمہ اللہ سے پہلی بار ملے، اپنے دل کو ان کے ہاتھ میں تھمائے اور ان کے دامنِ محبت کو تھامے مجھے ابھی ایک دن کا کچھ حصہ بِیتا تھا کہ مجھے مصعب بھائی رحمہ اللہ کے ساتھ قاری عبد العزیز صاحب کے گھر جانے کا کہا گیا۔ اپنا سامان اٹھایا اور مصعب بھائی کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ رات ہوتے ہی، کھانا کھانے کے بعد، قریباً ایک کلومیٹر کے لگ بھگ کا فاصلہ پیدل طے کر کے ہم قاری عبد العزیز صاحب کے گھر پہنچے۔

مصعب بھائی نے دروازہ بجایا، دروازہ کھلا، ایک چھوٹے قد کے سفید ریش بزرگ نے ہمارا استقبال کیا۔ ہمیں اپنی بیٹھک میں بٹھایا۔ ہمیں بٹھاتے ہی وہ بزرگ بیٹھک سے نکل گئے۔ کچھ دیر میں آئے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کھانا کھایا ہے؟ ہم نے اثبات میں جواب دیا۔ کہنے لگے میں نے سامنے بیت الخلاء میں پانی کا ڈرم بھر دیا ہے، ان شاء اللہ آپ کی ضروریات کے لیے کفایت کرے گا۔

مجلس استاذ فاروق علیہ الرحمۃ کی ہے سو ان کے اصحاب اور ساتھیوں کا ذکر بھی اسی مجلس کا حصہ ہے۔ مصعب بھائی کا ذکر چونکہ آگے باذن اللہ مستقل آتا رہے گا سو ابھی اس محفل میں قاری عبد العزیز صاحب کا کچھ ذکر کرنا صائب ہو گا۔

حتمی تو معلوم نہیں، لیکن قاری عبد العزیز صاحب کی عمر اس وقت پچاس سال یا اس سے کچھ زائد ہو گی۔ قاری صاحب کا اصلاً تعلق بنگلہ دیش سے تھا لیکن وہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں آ بسے تھے۔ حضرت قاری صاحب ایک عالمِ دین تھے جنہوں نے درسِ نظامی کی دستارِ فضیلت حاصل کر رکھی تھی۔ علاوہ ازیں انہوں نے جامعہ کراچی سے ماسٹرز کی ڈگریاں بھی ایک سے زائد علوم میں حاصل کر رکھی تھیں۔ اسی کے ساتھ قاری صاحب حکیم بھی تھے۔ حضرت قاری صاحب ایک فقیر منش، درویشانہ زندگی گزارنے والے آدمی تھے۔ انہوں نے شادی کافی بڑی عمر میں کی تھی، اس سے پہلے وہ ایک مدرسے میں ہی سکونت اختیار کیے ہوئے تھے۔

قاری صاحب ایک مذہبی سیاسی جماعت کے سرگرم رکن تھے جب ان کے کانوں نے حيّ علی الجہاد کی صدا سنی۔ وہ جہاد کے فرضِ عین ہونے کے حکم کو سمجھتے ہی راہِ جہاد کے راہی بن گئے۔ وہ شہید ڈاکٹر ارشد وحید رحمہ اللہ کے ساتھ یا ان کے آگے پیچھے اپنے خاندان سمیت ارضِ جہاد کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرتِ استاذ فاروق رحمہ اللہ کے مجموعہ میں قاری صاحب کی مالیات اور امانتوں کی ذمہ داری تھی۔ اسی طرح وہ اداریات یعنی مینجمنٹ کے شعبے سے بھی وابستہ رہے۔ قاری صاحب بیت المال اور دیگر امانتوں کی حفاظت اپنی جان سے بھی بڑھ کر کرتے تھے۔ قاری صاحب کی کئی تصانیف بھی چھپ چکی ہیں جن میں خصوصیت سے نظامِ تعلیم پر تحریرات اور ایک کتاب شامل ہے۔ ان کا نظامِ تعلیم کے حوالے سے ایک قسط وار مضمون مجلہ 'نوائے افغان جہاد' میں بھی چند سالوں قبل شائع ہو چکا ہے۔ قاری صاحب کو جہاد و اہلِ جہاد سے عشق تھا، ان کی کتابِ زندگی 'جہاد سی عظیم عبادت کی محبت سے شروع ہوتی اور اسی کا قصہ بیان کرتے کرتے ختم ہوتی۔ قاری صاحب کی ایک نہایت نمایاں خصوصیت مہمان نوازی، مہمانوں اور مجاہدین کی خدمت تھی۔ راقم نے خود قاری صاحب کو کئی بار اس آیتِ عظیمہ کے مصداق پایا:

أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر: ۹)

"اور اُن کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے اُن پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو"۔

حضرتِ قاری صاحب جہاد سے تقریباً ایک دہائی جڑا رہنے کے بعد سنہ ۲۰۱۵ء کے اکتوبر کے اوائل میں، حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی سرزمین قندھار میں شہادت کا جام پی کر سرخ رُو ٹھہرے۔ بقولِ آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ:

؏ جو شہادت کا جام پیتے ہیں
سچ ہے، مرتے نہیں، وہ جیتے ہیں

قاری صاحب اپنے مالک سے یوں ملے کہ ان کا لاشہ سلامت نہ تھا۔ وہ اس گرد میں لپٹے ہوئے تھے جس گرد کو پانے والے کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی، کما قال الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ سچ ہے کہ یہی دُھول مٹی، یہی کٹا پھٹا جسم اس زندگی کا اصل حاصل ہے۔ ربّاہ! ہمیں بھی یہ تمغے عطا ہو رہیں، آمین۔ بزبانِ شیخ احسن عزیز رحمہ اللہ:

؏ آپ کی رحمتوں کے تو قابل نہیں... رحمتوں ہی سے قابل بنا دیجیے
آج اپنا مُقرَّب بنا کر ہمیں... سر پہ تاجِ شہادت سجا دیجیے

فَأُوْلَـٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقاً (النساء: ٦٩)

بہر کیف، صبح نمازِ فجر قاری صاحب کی امامت میں ادا کی۔ نماز کے بعد کچھ ذکر و اذکار اور تلاوت میں مشغولیت رہی۔ ایسے میں سورج طلوع ہو گیا اور اشراق کی نفلی نماز کا وقت۔ ہم بیٹھے تھے کہ گھر کا مرکزی دروازہ بجا۔ نجانے کس نے آگے بڑھ کر کھولا، بہر حال میں نے بیٹھک کے دروازے کی طرف دیکھا تو ایک لمبے سے صاحب اس سے اندر داخل ہو رہے تھے۔ سر پر پکول ٹوپی، جو پشتون حضرات اکثر رکھتے یا اوڑھتے ہیں، کاندھے پر چادر اور کلاشن کوف۔ لمبی داڑھی اور بڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ دھیمے لہجے میں ان صاحب نے 'السلام علیکم' کہا۔ یہ سب محسوسات ایک دو سیکنڈ ہی کے تھے یا اس سے بھی کم۔ ہم ان صاحب کو جانتے تھے، یہ ہمارے صاحب تھے، حضرتِ استاذ فاروق!

وہ جوتے اتار کر چٹائی پر تشریف لائے، سینے سے لگایا، مصافحہ کیا، حال احوال دریافت کیا۔ پھر اپنی کلاشن کوف کو دیوار سے ٹِکایا۔ اپنی چادر بچھائی اور نماز پڑھنے ہی لگے تھے کہ کسی وجہ سے رک گئے۔ کمرے میں نظر اِدھر اُدھر دوڑائی، پھر ایک طرف کو رکھے سٹیل کے جگ کو اٹھایا اور جہاں چادر بچھائی تھی اس کے آگے رکھ لیا۔ پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ بلند کرنے کے بعد نماز پڑھنے لگے۔

جیسا کہ اولاً ذکر کیا کہ نفل نمازِ اشراق کا وقت ہو گیا تھا۔ غالباً استاذ بھی انہی نوافل کی نیت کیے اپنے ربّ سے محوِ ملاقات تھے۔ استاذ کی نماز میرے لیے کئی حوالے سے خصوصی توجہ کی حامل تھی۔ یوں تو استاذ نے اپنے شیخ، شیخ مصطفیٰ ابو الیزید المصری / شیخ سعید رحمہ اللہ کی سیرت پر مشتمل اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ انہوں نے شیخ سعید سے زیادہ کبھی کسی کو اتنے خشوع، اہتمام اور توجہ سے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، [ملاحظہ ہو حضرتِ استاذ کا مضمون 'جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے...!' ص ۱۱۷، مجلہ حطین، شمارہ اول ۱۴۳۸ھ]۔ یہ تو استاذ نے اپنے شیخ کا حال لکھا لیکن میں نے خود اپنے شیخ و استاذ حضرتِ استاذ فاروق رحمہ اللہ سے زیادہ نمازوں میں انہماک اور توجہ والا کم ہی کسی کو دیکھا۔

اس نماز میں استاذ کے کشادہ اور مضبوط کندھے جھکے ہوئے تھے، حضرت کا سراپا اللہ کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ یہ منظر میں ان کی پشت اور بائیں جانب سے دیکھ رہا تھا، استاذ کا چہرہ نظر نہ آ رہا تھا، لیکن آئندہ کے مہ و سال جب ان کا چہرہ دیکھنے کا موقعہ ملتا رہا تو کئی بار ان کو خشوعِ الٰہی سے روتے اور ان کی داڑھی کو تر ہوتے دیکھا۔

راقم کو استاذ کے ساتھ ایک عرصہ گزارنے کا موقعہ ملا، گو کہ استاذ کے کئی مریدین و شاگرد ایسے ہیں جن کو استاذ کے ساتھ بندے سے زیادہ طویل مصاحبت کا موقعہ ملا اور بندہ ان سب میں بہر لحاظ چھوٹا ہے۔ اس سارے عرصے میں، استاذ کو اکثر ہی نوافل کی پابندی کرنے والا پایا۔ استاذ اکثر راتیں اپنے گھر میں گزارتے تھے سو ان کے گھر کا حال تو معلوم نہیں لیکن ان کے ساتھ جو راتیں میں نے گزاریں، تو ان میں ان کو رات کے آخری پہر میں اہتمامِ تہجد کرنے والا دیکھا۔

اسی کے ساتھ حضرتِ استاذ علیہ الرحمۃ جس سنت کا اہتمام کرتے وہ سُترہ یعنی نماز پڑھتے ہوئے آگے کوئی رکاوٹ رکھنا ہے جس کے سبب سامنے سے کوئی گزرنا چاہے تو بآسانی گزر سکتا ہے۔ جیسا کہ احادیثِ شریفہ سے معلوم ہے کہ نمازی کے سامنے سے یوں گزرنا کہ آگے کوئی رکاوٹ نہ ہو تو بہت گناہ کا عمل ہے اور سترہ آگے سے گزرنے والے کو اس گناہ سے بچا لیتا ہے یوں نمازی کے لیے یہ سترہ رکھنا مزید اجر کا باعث بن جاتا ہے۔ نیز جن چیزوں کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے تو وہ ٹوٹتی بھی نہیں۔

ایک بار ایک ساتھی نے استاذ کی نماز کے بارے میں ایک واقعہ سنایا جو استاذ کی شان کے شایان نہ تھا۔ میں نے اس واقعے کا ذکر اپنے مرشد حضرتِ قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ سے کیا، تو انہوں نے بغیر کسی توقف کے اس واقعے کو رد کر دیا۔ مرشد نے فرمایا کہ میں فاروق بھائی کو اچھی طرح جانتا ہوں، یہ ممکن ہی نہیں کہ استاذ کی نماز میں کوئی ایسی خطا پائی جائے۔ مرشد نے صحیح کہا، ہم اس وقت جانتے نہیں تھے، لیکن کچھ ادراک اللہ پاک نے دیا تو سمجھ میں آئی کہ استاذ کے لیے ایسی بات کی مناسبت درست نہیں۔

استاذ نے دوگانہ ادا کیے اور اٹھ کر چادر کندھے پر رکھی، اپنی بندوق اٹھائی، سلام کیا اور باہر کو روانہ ہو گئے۔ ہم اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ اسی روز یا اگلے روز کی بات ہے کہ استاذ رحمہ اللہ پھر اسی بیٹھک میں دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ کھانے کا وقت تھا۔ استاذ آ کر بیٹھے تو کچھ ہی لمحوں بعد قاری عبد العزیز صاحب دوپہر کا کھانا لے کر آ گئے۔ کھانے میں بگھار لگی مونگ کی دال اور ابلے ہوئے چاول تھے۔ استاذ اٹھے ہاتھ دھوئے اور پھر دستر خوان پر آ بیٹھے۔ مجھے استاذ ہی کے برتن میں کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے، استاذ دال چاول مستقل تین انگلیوں سے ہی کھاتے رہے۔ حالانکہ چاول تین انگلیوں سے کھانا ایک مشکل

کام ہے اور دال چاول اور بھی زیادہ مشکل کہ چھوٹے چھوٹے نوالے بنتے ہیں اور محنت زیادہ لگتی ہے اور وقت بھی۔

میں نے استاذ کو ہر قسم کا کھانا ہمیشہ تین انگلیوں سے ہی کھاتے دیکھا، کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے استاذ کو چوتھی انگلی استعمال کرتے دیکھا ہو۔ خود حضرتِ استاذ جب اپنے شاگردوں کو صحیح مسلم شریف کی شرح پڑھا رہے تھے، جن حاضرین میں ایک راہ چلتا شاگرد راقم بھی تھا تو استاذ نے وہاں سے عبارت پڑھ کر سنائی کہ چاول وغیرہ یا زیادہ شوربے والے کھانے میں چوتھی اور ضرورت پڑنے پر پانچویں انگلی بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ لیکن استاذ کا اپنا عمل ہمیشہ قریبِ سنت اور عزیمت والا رہا، چاہے وہ کھانا ہو یا امورِ سیاست و حرب۔

استاذ داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھاتے، اور بائیں ہاتھ کو برتن سے نوالہ اٹھانے سے منہ تک لے جانے تک ساتھ رکھتے، کہ اگر کچھ ٹپکے یا گرے تو ہاتھ ہی پر گرے اور وہ اس ہاتھ سے دوبارہ اٹھا کر کھا لیتے۔ کھانے میں عمدہ حصہ دیگر ساتھیوں کے لیے چھوڑتے اور ہمیشہ اپنے ہی آگے سے کھاتے۔

ہم کو اگر اندازِ حیات میں خصوصاً جن سنتوں کا علم ہوا تو استاذ کی صحبت میں ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد استاذ نے اپنے برتن اور پھر اپنی انگلیوں کو چاٹا، کھانا کھا چکنے کے بعد کی دعا پڑھی، پھر میزبان کے لیے مسنون دعا کی 'اللھم أطعم من أطعمنی و اسق من سقانی' یعنی "اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اس کو کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اس کو پلا"، ساتھیوں کے کھانا کھا چکنے کا انتظار کیا اور پھر اُٹھے اور ہاتھ دھوئے۔

استاذ جہاں جہاں پانی میسر ہوتا تو کھانے سے قبل بھی ہاتھ دھوتے اور کھانے کے بعد بھی اس کا اہتمام کرتے۔ یہ استاذ کے ساتھ میری دوسری ملاقات تھی۔ اسی کے اختتام پر استاذ نے مجھے کہا کہ ابھی آپ ایک جگہ، تربیتی دورے کے لیے جائیں گے۔ یہ بتانے کے بعد استاذ اٹھے، رخصت ہونے کے لیے ساتھیوں سے مصافحہ و معانقہ کیا، اور روانہ ہو گئے۔

یقیناً استاذ ایک بڑے آدمی تھے اور میرا اندازِ بیان چھوٹا ہے۔ یہ مجلس بھی اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ پاک مجھے استاذ کی شاگردی میں ملنے والی راہِ عمل پر عامل فرمادیں اور نیکی کی توفیق عطا فرمائیں، اللہ پاک یہ دعا ہر خاص و عام کے لیے قبول فرمالیں۔

و آخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین و صلی اللہ علی النبی الکریم

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ: قربان جانے والوں کے قربان جایئے!

اپنے نام کے ساتھ قطب الاقطاب، امین علم لدنی، واقف رموزِ حقیقت، ماہر علوم شریعت، قطب ربانی، صوفی باصفا، عاشق غوث الوریٰ، مرشد حق، رہبر شریعت، پیر طریقت، سگ مدینہ، زبدۃ العلماء، نابغۂ عصر، حضور قبلہ، حضرت علامہ، عظیم عاشق رسول اور فخر اہل سنت ایسے ہیوی ویٹ، من گھڑت اور سرقہ شدہ القابات استعمال کرکے سادہ لوح مخلوق کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے آخر کس طرح شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے؟ غرور، گھمنڈ اور ڈھٹائی کی کوئی حد ہوتی ہے! مرنے سے پہلے اِنہیں ایک بار ضرور سوچ لینا چاہیے کہ آخر وہ کس کو دھوکہ دے رہے ہیں اور کب تک؟ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

ہمارے ہاں کسی کا بیٹا، بھائی یا قریبی عزیز فوت ہو جائے تو رسم دنیا نبھانے کے لیے لواحقین سے تعزیت کی جاتی ہے لیکن ان غازیوں اور مجاہدوں کی قید و شہادت پر لوگوں نے ان کے لواحقین کو مبارک بادیں پیش کیں اور خود شہیدوں کی عفت مآب ماؤں نے فرطِ مسرت سے مٹھائیاں تقسیم کیں۔ یہ لائقِ رشک کردار پوری ملت اسلامیہ کے لیے باعث صد فخر و ناز ہے!

اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کی خاطر ان شہیدانِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کرکے اسلام کی عظمت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اپنے مقدس لہو سے چمنِ اسلام کی آب یاری کرنے والے یہ وہ خوش قسمت ہیں جن پر روحِ فطرت ناز کرتی ہے۔ یہ روشن کردار ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ ان شہیدوں کی زندہ قبریں اہلِ عالم کے لیے آج بھی چشمۂ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے مقدر کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان کی رفعت پر پوری ملتِ اسلامیہ رشک کرتی ہے۔ فردوسِ بریں بازو پھیلائے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان محبوبوں کی منتظر ہے۔ حور و غلمان ایسے ہی قدسیوں کی راہ تکتے ہیں۔ فرشتے جبریل امینؑ کی قیادت میں اپنے ہاتھوں میں تاجِ عظمت لیے اِنہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی ہو جانے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر فدا ہو جانے والے ان خوش بختوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔

شوقِ شہادت کی یہ سبیل آج بھی جاری و ساری ہے۔ کاتبِ وقت نے ہر کوچہ و بازار کی پیشانی پر یہ تحریر رقم کر دی ہے

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆☆☆

نصرتِ دین کے امین... انصار

فیضان چودھری

ابتدائیہ: برادرم فیضان چودھری کے ایک رفیقِ جہاد کے قلم سے

الحمد للہ ربّ العالمین و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم و بعد

ایک عرصے سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی اور نفاذِ شریعتِ محمدی علی صاحبہا السلام جیسی مبارک محنت کے عمل میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند اساسی حیثیت رکھنے والے 'انصار' سے متعلق اردو زبان میں کوئی مضمون پیش کیا جائے۔ انصار اللہ اور انصار المجاہدین فی سبیل اللہ کا ایک ایسا احوال جو عصرِ حاضر کے جہاد اور شریعت کے نفاذ کی موجودہ زمانے میں جاری محنت کو اجاگر کرے۔ بالخصوص پاکستان و برِّ صغیر میں جاری جہاد کی بابت جہاں نصرتِ دین و جہاد کا بنیادی کام وزیرستان و دیگر قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد نے کیا۔

انصار کے ناموں کی فہرست جب سردارانِ انصار حضراتِ اہلِ مدینہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہو گی تو ہوتے ہوئے برِّ صغیر میں جہاد کے مجدد، قاطعِ شرکیات و بدعات، امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے انصار جن میں ارباب بہرام خان اور درویشانِ قندھار کا نام بالخصوص شامل ہے تک آئے گی۔ پھر یہی فہرست امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور امیر ملا نیک محمد وزیر اور امیر ملا بیت اللہ محسود رحمہم اللہ کے ساتھ کئی اور گمنام افغان، وزیر، محسود، داوڑ اور دیگر قبائلی انصار کے ناموں کے ساتھ آگے بڑھے گی۔ زیرِ نظر مضمون اسی گمنام فہرست میں موجود چند ناموں پر سے پردہ اٹھانے اور اہلِ ایمان کو ان کی خبر دینے کی کاوش ہے۔ یہ انصار اسی کاروانِ دعوت و عزیمت کا حصہ ہیں جو چودہ قرن سے حق کی علامت اور باطل کی ذلت و پسپائی کی مجسم تصویر ہے۔ اللہ پاک ان سب انصار پر رحم فرمائیں اور ہمیں جنت میں، ہمارے ان انصاری بھائیوں کے ساتھ مہاجرین و انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدموں میں جگہ عطا فرمائیں، آمین۔

فیضان چودھری ایک دردِ دل رکھنے والے مجاہد فی سبیل اللہ ہیں جنہیں اللہ پاک نے کئی مشائخ جہاد سے مستفیض ہونے کی سعادت بخشی۔ ہجرت و جہاد کے اس راہی نے یہ مضمون ہجرت و جہاد کی سرزمین افغانستان کے صحراؤں، پہاڑوں، دشتوں اور وادیوں میں فرعونِ عصر امریکہ کے خلاف برسرِ جہاد رہتے ہوئے لکھا ہے۔ زیرِ نظر مضمون ہر ادیب اور لکھاری کے لیے ایک مثال ہے، ہر صحافی اور قلم کار کے لیے حجت ہے کہ جو 'جہاد بالقلم' اور 'جہاد باللسان' جیسی عظیم عبادتوں کو ادا کرنے کا دعوے دار ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ محبوب بھائی 'فیضان چودھری' کے اس مضمون کا فیضان عام فرمائیں اور مضمونِ ہذا کو ان کی آخرت کا توشہ اور دنیا میں ہدایت پر ثابت قدم رہنے کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ پاک ہمارے ان محبوب بھائی کے ایمان و عزت، جان و مال اور قلب و عقل کی حفاظت فرمائیں اور انہیں راہِ حق پر استقامت عطا فرمائیں۔ اللہ پاک یہ دعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائیں۔

وصلی اللہ علی النبی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

صاحبزادہ احسان بوراخیل (اتمان زئی):

اتمان زئی وزیروں کی ذیلی شاخ بوراخیل سے تعلق رکھنے والا ہمارا محبوب اور ہر دل عزیز بھائی صاحبزادہ احسان تھا۔ جس نے اپنی پوری عمر اس دین کی نصرت اور سربلندی کی خاطر لگا ڈالی اور لمحہ بھر بھی اللہ کے دین کی نصرت اور اس کے دین کے لیے ہجرت کر کے آنے والوں کی مدد سے منہ نہ پھیرا۔ کم سنی ہی سے احسان دینی علوم اور جہاد کی محبت سے سرشار تھا۔ اپنے خاندان میں مجاہد ہونے کی وجہ سے اسے عزت ملی۔ گھر کے معاملات میں والد صاحب کی وفات کے بعد اسے سرپرست کا درجہ حاصل تھا۔ تمام چچا اور بڑے چھوٹے بھائی اپنے دنیاوی معاملات میں اس کے امر اور مشورے پر چلتے تھے۔ صرف اس لیے کہ احسان کو ان سب نے دین کی نصرت اور جہاد کے لیے فارغ کر رکھا تھا۔

حالانکہ احسان کوئی غریب گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پاکستان میں ان کے خاندان کا بہت بڑا کاروبار تھا۔ کم و بیش ۷ ٹرک ان کے اپنے گھر کے تھے جو مستقل باربرداری کے لیے پنجاب کے مختلف علاقوں میں آتے جاتے رہتے تھے۔ لیکن اس دنیاوی مال و متاع کی ریل پیل کے باوجود احسان نے اپنا دل اس دنیاوی چکاچوند میں نہیں لگایا اور مستقل نصرتِ دین و نصرت مہاجرین کی خاطر اپنی جان گھلاتا رہا۔

احسان نے نوعمری ہی میں امارتِ اسلامی کی صفوں میں شمولیت اختیار کر لی اور امارت کی صفوں میں امارتِ اسلامی کے مایہ ناز عسکری قائد ملا فضل اخوند کے ہمراہ قندوز، تخار اور شمال کے دیگر علاقوں کے جنگی محاذوں پر سرِ پیکار رہا۔ ملا فضل اخوند' احسان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور اکثر اسے جنگ میں اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ احسان افغانستان کے

چپے چپے سے واقف تھا اور اس کی بنیادی وجہ اس کا نو عمری ہی سے جہاد کے ساتھ منسلک ہو جانا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

الجهاد سياحة امتي

یقیناً احسان نے اس سیاحت کا بھرپور لطف اٹھایا بلکہ احسان کے بہت سے پسندیدہ الفاظ میں سے ایک مخصوص لفظ تھا "بلد والی"۔ وہ اکثر کہتا تھا کہ " بلد والی شہ خواند کوی "یعنی علاقوں کی معرفت اور شناخت بہت مزے دار کام ہے۔ یقیناً اس معرفت کے نتیجے میں امارت کے سقوط کے بعد احسان متعدد مرتبہ مہاجرین کی تشکیلات خود وردک، لوگر اور غزنی وزابل تک وزیرستان سے لے کر جاتا رہا۔ جس کی وجہ سے اس کا کافی اچھا تعلق بھی افغانی عسکری قائدین اور مقامی افراد سے قائم ہو گیا۔

احسان نے سقوط امارتِ اسلامی کے بعد بھی جہاد سے ناطہ نہ توڑا اور اپنے علاقے سے مجاہدین کے ہمراہ وزیرستان سے متصل علاقوں میں جنگی تشکیلات میں مشغول ہو گیا۔ ان محاذوں میں سر فہرست "سٹہ کنڈاؤ" کا محاذ ہے اور اس کے علاوہ "غلام خان"، "دیوگر" اور "برمل" کے مقامات پر دادِ شجاعت دی اور دشمن کو شدید نقصان پہنچایا۔ ۲۰۰۲ء سے لے کر ۲۰۰۴ء تک کا عرصہ کچھ گھریلو مالی مشکلات کے سبب اپنے قندوز محاذ کے ایک ساتھی "خان بادشاہ رحمہ اللہ"، جس کا تعلق وزیرستان کے ہی ایک قبیلے اسد خیل سے تھا اور جو قندوز کے محاذ پر سقوط امارت کے وقت شہید ہوا تھا، کے چھوٹے بھائی کے ہمراہ وزیرستان میں کرومائیٹ کا کاروبار شروع کیا۔

دو سال دنیاوی چکاچوند میں لگ کر بھی یہ بندۂ خدا جہاد اور اپنے اصل مقصد سے غافل نہ ہوا اور ۲۰۰۴ء میں کمانڈر الیاس کشمیری رحمہ اللہ کے ساتھ ۳۱۳ بریگیڈ میں شامل ہو گیا۔ احسان کمانڈر صاحب کے نہایت باعتماد ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا۔ جس نے بارہا مواقع پر اپنی جان خطرے میں ڈال کر کئی اہم مہمات سر انجام دیں۔ احسان کمانڈر صاحب سے حد درجہ محبت کرتا تھا اور کمانڈر صاحب بھی اسے بہت قریب رکھتے اور اس پر بہت سے مقامی قبائلی معاملات میں مشورہ بھی لیا کرتے۔

۲۰۰۶ء کے شمالی وزیرستان کے آپریشن کے دوران احسان نے کمانڈر الیاس کشمیری رحمہ اللہ کے ساتھیوں کے ہمراہ میران شاہ رزمک شاہراہ پر دسیوں کامیاب مائن کارروائیاں کیں جن کے نتیجے میں فوج کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ غرض احسان امریکی کافر فوج اور اس کی کٹھ پتلی غلام افغان فوج کے خلاف قتل قتال ہی نہیں بلکہ اپنے ملک میں امریکی ڈالروں پر پلنے والی ناپاک فوج کے لیے بھی دل میں اسی قدر نفرت پاتا تھا جس کا عملی اظہار وہ کئی مواقع پر کر بھی چکا تھا۔

احسان ایک کثیر العیال مجاہد تھا۔ کم و بیش ۹ بچوں کے ہمراہ احسان کا مستقل اپنے آپ کو جہاد کے لیے وقف کرنا کوئی آسان امر نہ تھا لیکن وہ اکثر کہتا تھا کہ میں، میرا مال اور میری اولاد اللہ ہی کے لیے ہیں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ ان کے لیے کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ میرا رب ان کے لیے اچھا فیصلہ ہی فرمائیں گے۔

مقامی مجاہدین کے ساتھ بھی احسان کا نہایت محبت اور احترام والا تعلق تھا۔ بورا خیل قوم کے تقریباً تمام ہی مجاہدین احسان سے اپنے گروپ کو مضبوط کرنے اور جہادی کاموں کے سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے مشورہ کرتے تھے۔ ان میں سب سے قابلِ ذکر "سٹہ کنڈاؤ" کے محاذ پر احسان نے اپنے علاقے کے ایک محترم کماندان مولوی صدیقی کو گروپ منظم کروا کر دیا۔ مولوی صدیقی نے احسان کو گروپ کی امارت سنبھالنے یا عسکری کمان دان کی ذمہ داری دینے کے لیے بہت زور ڈالا مگر احسان نے واضح انداز میں کہا کہ میں مہاجرین القاعدہ کے ساتھ خدمت میں مشغول ہوں اور یہ مجھے کسی بھی امارت سے زیادہ محبوب ہے۔

شمالی وزیرستان میں بعض کمان دانوں کو حبِ جاہ اور حبِ مال کے سبب پاکستانی فوج نے خرید کر اہلِ وزیرستان کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی تو احسان ان لوگوں میں سے تھا جو علی الاعلان ان سب افراد کے افعال کی مخالفت کرنے والا تھا۔ اس کی غیرت سے یہ برداشت نہ ہوتا تھا کہ اس کی سرزمین پر کفار کے ایجنٹوں کے ساتھ مل کر اس زمین کے اپنے لوگ خیانت کریں۔ اس مقصد کی خاطر اس نے مہاجر مجاہدین کو بارہا اپنے علاقے اور اس کے گردونواح میں ایسے دین فروشوں کے بارے میں خفیہ معلومات دیں جس کے نتیجے میں ایسے کئی خائنین کا مہاجرین نے صفایا کیا۔ بعض اوقات غصہ میں احسان یہ بھی کہہ دیتا تھا کہ ان خائنین کو راحت پسندی، اچھی خوراک کے چسکوں اور حبِ جاہ نے تباہ کر دیا ہے اللہ ہی ان لوگوں کو ہدایت دے۔

تنظیم القاعدہ کے مجاہدین کے ساتھ احسان کی جذباتی وابستگی بھی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی وہ جہادِ پاکستان کے مایہ ناز کمانڈر الیاس کشمیری کے ہمراہ سیکڑوں عرب و پاکستانی مجاہدین کو عسکری تربیت کروانے میں ان کا معاون رہا تھا۔ کئی ایسے دورے خاص احسان ہی کے گھر پر کروائے جاتے جن میں اسے بارہا شیخ عطیہ، شیخ ابو یحییٰ، شیخ عبد اللہ سعید، شیخ مصطفیٰ ابو الیزید اور شیخ فاتح رحمھم اللہ کے ساتھ ملاقات کا موقع ملا اور ان کی محبت اور دین پر فداکاری کا جذبہ اسے ہمیشہ متاثر کرتا۔ اس امر کا وہ کئی مرتبہ اظہار بھی کرتا رہتا تھا۔

شمالی وزیرستان میں ظالمانہ ضربِ عضب آپریشن کی ابتدا کے بعد مجاہدین کو پسپا ہو کر لواڑہ اور شوال کے علاقوں میں محصور ہونا پڑا۔ لیکن مہاجرین اور جہاد کی محبت اس بندۂ خدا کو رزمک سے پیدل دو دن کا سفر کر کے اپنے بھائیوں کے پاس آنے کے لیے کھینچ لائی۔ تمام ذمہ داران اور ساتھی اس کی اس جاں نثاری پر شدید حیران تھے کہ ایسے وقت میں جب مجاہدین تو دربدر ہیں مگر عوام کو زیادہ مشاکل ہیں، ایسے وقت میں بھی احسان اپنے گھر والوں کو اللہ کی ذات کے حوالے کر کے میدان جہاد میں نکل پڑا ہے۔

ان آخری ایام میں بھی اس نے مہاجرین کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور بارہا ساتھیوں کو افغانستان کے داخلی علاقوں 'گیان' اور 'نکہ' منتقل کرتا رہا۔ ان علاقوں میں مجاہدین کا بیش قیمت جہادی سامان اور اسلحہ بھی منتقل کرتا رہا۔ جس محنت اور جانفشانی کے ساتھ احسان نے یہ تمام کام کیے، اللہ ہی اس کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائیں۔ اس دوران اس نے کافی وقت استاد احمد فاروق، حاجی ولی اللہ اور قاری عمران رحمھم اللہ کے ہمراہ گزارا۔ القاعدہ برصغیر کی تشکیل پر احسان کی خوشی دیدنی تھی اور وہ اس اتحاد کو پاکستان کے جہاد کے لیے بہت بڑا قدم خیال کرتا تھا۔

القاعدہ برصغیر کے اعلان کے دو دن بعد ہی احسان محترم شیخ حاجی ولی اللہ رحمہ اللہ اور ۵ ساتھیوں کے ہمراہ نکہ کے لیے عازمِ سفر ہوا۔ گیان پہنچتے ہی امریکی جاسوس طیاروں نے احسان کی گاڑی کو نشانہ بنایا اور اس قدر میزائل برسائے کہ تمام کے تمام افراد اس بم باری میں شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کی شہادت اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ یوں احسان کے کم و بیش ۲۰ سالہ جہادی سفر کا اختتام یوں ہوا کہ ایک ہی گاڑی میں نصرتِ دین کی خاطر انصار و مہاجرین اپنے پاکیزہ لہو سے سرزمینِ افغان کو سیراب کر گئے۔ اللہ ان ابطالِ امت پر اپنی کروڑہا رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین

پس مبارک ہو آپ کو اے انصار... ایک بار پھر مبارک ہو! آپ کے لیے مہاجرین کے دل محبتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ آپ نے نصرت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ آپ لوگوں کو ایمان پر استقامت عطا فرمائیں اور صرف رضائے الٰہیٰ کے حصول کا طالب اور اللہ کی جنتوں کی طرف لپکنے والا بنائیں۔ یقیناً وہ دن دور نہیں جب اللہ کی جنتوں میں ہم سب ایک جان ایک جسم کی مانند محبتیں بانٹیں گے۔ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

حزب اللہ سید گئی:

قبائلی علاقہ جات کو پاکستان کا علاقۂ غیر کہا جاتا ہے، اس لیے کیونکہ ان علاقوں میں اس طریقے سے طواغیت اور ان کا نظام حاکم نہیں ہے اور ان علاقوں کے لوگ اپنی عزت و ناموس کی خاطر کسی جابر و مسلط حکمران کو تسلیم نہیں کرتے، پھر ان علاقوں میں اسلحہ کی کثرت اور عوام کا جذبۂ قتال افغانستان میں جاری جہاد کی وجہ سے بہت زیادہ ہے۔ اسی لیے آج تک ان علاقے کے لوگوں کو اگر زمینی طور پر فتح کر بھی لیا گیا ہو مگر ان لوگوں کو جسمانی طور پر فتح کرنا ناممکن امر رہا ہے۔ اللہ ان غیرت مند قبائل کی ہر شر سے حفاظت فرمائیں اور نصرتِ دین کی خاطر جو دربدریاں ان لوگوں نے کاٹی ہیں اس پر انہیں عظیم اجر عطا فرمائیں۔

انہی قبائلی علاقوں کے بھی علاقۂ غیر یعنی نہایت ہی دور دراز پہاڑی علاقے "زوئی" جو کہ افغانستان کے صوبے پکتیکا کے ضلع "برمل" کی سرحد کے ساتھ واقع ہے، کا رہنے والا مہاجرین کا ہر دل عزیز انصار "حزب اللہ سلیم"، تھا، جو کہ دنیاوی زرق برق اور چکا چوند سے کوسوں دور مگر دین اور اہلِ دین کی نصرت میں سب سے آگے تھا۔

حزب اللہ ان چند افراد میں سے تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس بیداریٔ امت کے وقت میں تنظیم القاعدہ کی نصرت کے لیے وزیرستان اور افغانستان میں چُنا اور یقیناً اس نے نصرت کا حق ادا کر دکھایا۔ کوئی ایسا لمحہ نہیں تھا جس میں حزب اللہ مہاجرین کی ضروریات کے لیے بھاگ دوڑ میں مشغول نہ ہو۔ اس کا اپنی قوم پر مشتمل ایک مناسب عسکری مجموعہ تھا جو کہ افغانستان کے صوبے برمل میں ملا سنگین زدران رحمہ اللہ کے ہمراہ امریکہ و نیٹو اور افغان ملی اردو و پاکستانی فوج کے خلاف برسرِپیکار تھا۔ وقت کی پکار اسے جہاں جہاد و قتال اور نصرت دین کے لیے بلاتی حزب اللہ سب سے پہلے اس جگہ لپکنے والا ہوتا۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ أَفْضَلُ النَّاسِ فِيهِ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ أَخَذَ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ كُلَّمَا سَمِعَ بِهَيْعَةٍ اسْتَوَى عَلَى مَتْنِهِ ثُمَّ طَلَبَ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ وَرَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِنْ هَذِهِ الشِّعَابِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَدَعُ النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں سب سے افضل شخص وہ ہو گا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کے رستے میں نکل جائے گا اور جہاں کہیں سے بھی کسی شور یا جنگ کی صدا لگے وہاں اڑتا ہوا پہنچ جائے گا اور موت کو اس کی وادیوں میں تلاش کرے گا اور دوسرا وہ شخص جو گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں نماز قائم کرتا ہو اور زکوۃ ادا کرتا ہو اور لوگوں کو خیر کی طرف بلاتا ہو"۔

یقیناً حزب اللہ اس حدیث پر اس کی دونوں صورتوں میں عامل تھا۔ ہر لمحہ اپنی گاڑی پر جنگ کی تیاری اور اس کے لیے نت نئے منصوبے بنانے میں مشغول اور اپنے اسی دور افتادہ علاقے "زوئی" میں اقامتِ صلوۃ اور لوگوں کو خیر کی جانب بلانے کا فریضہ سرانجام دیتا۔

چونکہ حزب اللہ کا علاقہ ایک دور افتادہ علاقہ تھا اس لیے یہاں بہت سے لوگ کئی غیر شرعی بدعات میں مبتلا تھے۔ جن میں سرفہرست مزاروں پر سربسجود ہونا اور کچھ زیارتوں پر اپنی حاجتوں کی خاطر لوگوں کا آنا جانا رہتا تھا۔

زوئی میں داخل ہوں تو ایک نہایت پرانا مگر بہت بڑا برگد کا درخت تھا جس کا لوگ طواف کرتے تھے۔ حزب اللہ نے اپنے علاقے میں اپنے پاکستانی، افغانی اور عرب مجاہدین کے ہمراہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیڑہ اٹھایا اور جگہ جگہ افغانی مجاہد علما کے ذریعے سے عوام کو اکٹھا کر کے خطبات دلوائے تاکہ لوگوں کو اس شرک سے

روکا جاسکا اور اس کے گناہ سے آگاہ کیا جاسکے اور مزاروں پر جانے اور منتیں مانگنے سے متعلق شرعی حدود و قیود سے مطلع کیا جاسکے۔ رفتہ رفتہ عوام میں اس خطرناک مسئلہ سے متعلق سوچ و فکر اور رائے عامہ بن گئی تو حزب اللہ کی سرپرستی میں تمام افراد نے اپنے ان غیر شرعی افعال سے توبہ کرلی۔ یہاں تک کے اس بوڑھے برگد کے درخت کو عوام خود کاٹنے کے لیے آمادہ ہوگئی مگر حزب اللہ نے خود ہی منع کردیا کہ بس عوام اس درخت کا طواف نہ کرے۔

مقامی مجاہدین ہوں یا تنظیم القاعدہ سے منسلک عرب و پاکستانی مجاہدین، سب حزب اللہ کی نصرت سے مستفید ہوئے۔ شیخ ابو یحییٰ رحمہ اللہ اکثر حزب اللہ کے پاس رکتے اور حزب اللہ بھی شیخ کی بہت قدر کرتا تھا۔ عرب مجاہدین کا کتیبہ اور پاکستانی مجاہدین کے دو مجموعات کے زوئی میں مستقل مراکز رہے جہاں سے وہ مستقل امریکی بیس" نوے اڈہ"پر عسکری کارروائیاں کرتے رہے۔

اسی طرح افغان ملی اردو کے کیمپوں پر بھی مستقل عسکری کارروائیاں ترتیب دی جاتی رہیں۔ شیخ ابو اللیث رحمہ اللہ کے ساتھ بھی حزب اللہ کا نہایت احترام و قدردانی کا تعلق تھا اور حزب اللہ نے اپنے قومی پہاڑوں کے درمیان شیخ ابو اللیث رحمہ اللہ کو مرکز بنا کر دیا۔ یہ پہاڑی علاقہ عسکری اعتبار سے نہایت موزوں جگہ پر واقع تھا اور اپنی کثافت درخت کی وجہ سے مجاہدین کے ہاں عرف عام میں "شیشان" کے نام سے معروف تھا۔ اسی علاقے سے دشمن پر ۲۰۰۵ء سے لے کر ۲۰۱۳ء تک بہت ہی کامیاب سیکڑوں حملے ہوئے جس میں دشمن کو شدید نقصانات اٹھانے پڑے، یہاں تک کہ وہ اپنے کیمپ اور پوسٹیں خالی کرتا چلا گیا۔

اسی طرح حزب اللہ کے ترتیب کردہ بڑے عسکری معرکوں میں سے ایک مرغہ کے کیمپ کا صفایا تھا۔ اپنے علاقے سے حزب اللہ نے مہاجرین کے ساتھ مل کر بڑی اینٹی ائیر کرافٹ گنوں کے ذریعے سے دشمن کی نوے اڈہ سے مرغہ کے مابین حرکت کو کم و بیش ۶ ماہ تک روکے رکھا جس کے نتیجے میں دشمن کے کمان دانوں کے حزب اللہ کو پیغامات مخابرے پر وصول ہونے شروع ہوگئے کہ خدا کے لیے ہماری رسد بند نہ کرو ہم تمہیں بدلے میں جو کہو گے دیں گے۔ یہاں تک کہ دو بڑی ڈبل سیٹر گاڑیوں اور ۲۳ ملی میٹر شلکا اینٹی ائیر کرافٹ گن دینے تک کا دعویٰ کیا۔ مگر اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کا پیکر کب جھکنے والا تھا۔ اس نے محاصرہ برقرار رکھا یہاں تک کے مرغہ کیمپ خالی ہوگیا۔

شیخ ابو زیاد عراقی رحمہ اللہ کا حزب اللہ کے ساتھ نہایت محبت بھرا تعلق تھا اور چونکہ شیخ بڑے اسلحے کے ماہر استاد تھے اس لیے حزب اللہ اکثر شیخ کو اپنے ہمراہ بڑے اسلحے کی کارروائیوں کے لیے لے کر جاتا تھا۔ "رمایہ پکتیکا" کے نام سے ادارہ السحاب کی ایک ویڈیو بھی نشر ہوئی تھی جس میں دکھائی جانے والی اکثر کارروائیوں میں مہاجرین کا رہبر اور ان کا انصار یہی حزب اللہ تھا۔ اللہ اس کے درجات بلند فرمائیں، آمین۔

حزب اللہ عملی دنیا کا باشندہ تھا اور اس کا اٹھنا بیٹھنا جینا مرنا سب کچھ جہاد و استشہاد ہی تھا۔ کوئی لمحہ ایسا نہ ہوتا جس میں حزب اللہ نصرتِ دین اور عملی کاموں کے بارے میں نہ سوچتا ہو۔ زوئی سے میران شاہ تک کا سفر بلاوجہ کبھی بھی نہ کرتا۔ صرف اس وقت میرانشاہ آتا جب کوئی اسلحہ وغیرہ خریدنا ہوتا یا مہاجرین کی کوئی ضرورت ہوتی۔ اس کے علاوہ صرف زندگی کے مزے لوٹنے اور گپ شپ کے لیے حزب اللہ کے پاس وقت نہیں تھا۔ اسی لیے شاید وزیرستان کے عسکری کمانداںوں میں سے عسکری عملیات کے اعتبار سے فعال ترین کمانداںوں میں حزب اللہ کا پہلا نمبر تھا۔ گرمی سردی بہار خزاں حزب اللہ جنگ کے لیے تیار اور متحرک رہتا۔

۲۰۱۱ء میں حزب اللہ کے علاقے میں رہائش پذیر تنظیم القاعدہ کے ساتھ منسلک چند افغانی ساتھیوں پر ایک امریکی ڈرون حملہ ہوا جس میں ان کے امیر مولوی عبد الباسط اور ان کے ۸ ساتھی جام شہادت نوش کرگئے۔ حزب اللہ اس بمباری کے بعد نہایت غصے کے عالم میں اس حملے کے لیے جاسوسی فراہم کرنے والے جاسوس کے پیچھے لگ گیا اور چونکہ قبائلی معاشرے میں ایسے ایمان فروشوں کی حرکات چھپ نہیں سکتیں اس لیے کچھ ہی عرصے میں بات کھل گئی کہ فلاں افراد اس حملے کی جاسوسی دینے میں ملوث ہیں اور ابھی میر علی میں رہتے ہیں۔ حزب اللہ نے شاید زندگی میں میر علی نہ دیکھا ہو مگر مہاجرین کے خون کا بدلہ اس کے دل و دماغ پر سوار تھا اس لیے ان دونوں دین فروشوں سے حساب لینے کی خاطر حزب اللہ میر علی گیا اور انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر ان کی مزاحمت کے باعث انہیں مار دیا گیا۔

پاکستانی فوج کے ساتھ بھی حزب اللہ کا تعلق اللہ کی خاطر دوستی و دشمنی پر مبنی تھا۔ چنانچہ پاکستانی فوج کا کیمپ ایسا غیور شخص کیسے اپنے علاقے میں برداشت کرسکتا تھا۔ ۲۰۰۹ء میں جب علاقہ محسود میں آپریشن راہ نجات کی ابتدا کے بعد شمالی وزیرستان میں پاکستانی فوج کے ساتھ حالات خراب ہوئے اور شمالی وزیرستان کے مختلف علاقوں مثلاً لواڑہ ، دوسلی اور بویا کے مقام پر فوجی قافلوں پر بڑی کمینیں لگائی گئیں، ایسے میں زوئی کا حزب اللہ اپنے علاقے میں فوج کے پیروں تلے سے زمین کھینچنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ فوجی قافلوں پر حزب اللہ نے اپنے مہمان پاکستانی مجاہدین کے ہمراہ مائن کارروائیاں ترتیب دیں جس میں سے ایک کارروائی نہایت کامیاب ثابت ہوئی اور اس میں فوج کا ایک ٹرک بشمول ۲۰ فوجیوں کے جہنم واصل ہوا۔ زوئی سے شوال آتے ہوئے اس کارروائی کی جگہ پر کم و بیش ۴ سال تک اوپر درخت کے ساتھ فوجی کپڑے اور چیتھڑے بطور نشانی لٹکتے رہے۔

۲۰۱۴ میں پوری دنیا سے شمالی وزیرستان میں اکٹھے مہاجرین کے خلاف آپریشن ضرب عضب کے بعد حزب اللہ پاکستانی فوج کے خلاف جنگ کی خاطر مزید متحرک ہو گیا۔ مہاجرین کی فیملیوں اور ان کے گھر بار کو سنبھالنے اور بحفاظت محفوظ علاقوں میں پہنچانے کی ذمہ داری حزب اللہ نے اپنے کاندھوں پر اٹھائی۔ وہ اور اس کا بھائی عابد مستقل مہاجرین کے لیے بھاگ دوڑ میں مصروف رہتے۔ اس دوران میں القاعدہ برصغیر کے شمالی وزیرستان کے مسئولِ قاری عمران رحمہ اللہ کے ہمراہ حزب اللہ نے بہت سی عسکری کارروائیوں میں بھی دادِ شجاعت دی۔ مگر ظاہر ہے دشمن کے جواسیس کے ذریعے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مہاجرین کی خدمت کرنے والا اس پٹی میں حزب اللہ ہی ہے۔ چنانچہ تمام دشمنانِ دین اللہ کے اس شیر کو مارنے کے لیے مشترکہ پلان کے ساتھ گھیر اتنگ کرنے لگے۔ پہلے مقامی خائنین کے ذریعے سے اس کی قوم پر پریشر ڈالا گیا کہ وہ حزب اللہ کو کہیں کہ وہ مہاجرین کی خدمت سے باز آجائے۔ پھر اس کے بھائی عابد کو جو کہ مہاجرین ہی کے ساتھ رہتا تھا اور مستقل خدمت میں مشغول رہتا تھا اسے نشانہ بنا کر شہید کیا، پھر اس کے علاقے کے عام لوگوں کو جیٹ طیاروں سے نشانہ بنا کر دبانے کی کوشش کی گئی مگر اللہ کا یہ شیر کسی صورت ان عبادِ درہم و دینار کے سامنے جھکنے پر راضی نہ ہوا۔

یہاں تک کے اس دوران حزب اللہ افغانی فوج و پاکستانی فوج کے خلاف بھی کارروائیوں میں مشغول رہا۔ چنانچہ ایک دن افغانستان سے ایک کارروائی سے واپسی پر اس کی گاڑی کو امریکی ڈرون طیاروں نے نشانہ بنایا جس میں حزب اللہ اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ خالق حقیقی کے پاس بطور شہید سرخرو ہو گیا۔ ان شا اللہ۔ نحسبہ کذالك واللہ حسیبہ ولا نزکی علی اللہ احدا۔

اس کی شہادت کے بعد محترم قاری عمران رحمہ اللہ نے مجھے ایک خواب سنایا۔ واضح رہے کہ قاری صاحب کو اس وقت تک حزب اللہ کی شہادت کا علم نہیں تھا۔ خواب کچھ یوں تھا کہ: حزب اللہ روز محشر میں مہاجرین کے ایک بہت بڑے مجمع سے عربی زبان میں خطاب کر رہا ہے اور بہت جوشیلے انداز میں بیان کر رہا ہے۔ قاری صاحب نے اس خواب کی یہی تعبیر نکالی کہ اللہ نے حزب اللہ سے بڑا کام لینا ہے۔ مگر جب انہیں حزب اللہ کی شہادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے بتایا کہ مجھ سے تعبیر میں غلطی ہوئی ہے کوئی غیر عرب اگر اس طرح خطاب کرے تو یہ اس کی شہادت کی علامت ہوتی ہے۔ اور یہ سن کر آپ بہت افسردہ ہو گئے۔ لیکن قاری عمران رحمہ اللہ بھی حزب اللہ کی شہادت کے چند ہی دنوں میں امریکی ڈرون حملے میں شہید ہو گئے۔ اللہ آپ دونوں کی شہادتوں کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

ان شااللہ آئندہ مجلسوں میں دیگر ساحاتِ جہاد سے بھی بعض اہم انصار کی سیرتوں سے اپنی یادیں معطر کریں گے۔

عصائب نزاع من الأرض کلھا

یوحدھم دینٌ ویجمعھم فکرٌ

ایک دینی تنازعے کی خاطر پوری دنیا سے گروہ در گروہ لوگ اکٹھے ہوئے جنہیں دین نے متحد کیا اور ان کے افکار مجتمع ہوئے۔

توحدھم فی اللہ أقوی عقیدۃ

ولا نسبٌ غیر العقیدۃ أو صھرُ

اللہ کے لیے متحد ہوئے جو کہ سب سے طاقتور عقیدہ ہے اور اس اکٹھے ہونے میں کوئی نسب یا رشتہ داری نہیں اور نہ یہ کسی غیر عقیدہ پر قائم ہوا۔

فما جمعتھم فی الأصول قبیلۃٌ

ولا ضمنھم حیٌ ولم یحوھم قطرُ

اور یہ لوگ قبائلی پر متحد ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ ان کی زندگیوں پر کسی کا کوئی اختیار نہیں۔

دعتھم ثغور العز من کل موطنٍ

فطاروا سراعًا مالھم دونھا صبرُ

انہیں عزت کے محاذوں نے پوری دنیا سے دعوت دی تو یہ بے صبرے ہو کر سرعت کے ساتھ اُڑتے ہوئے اس جانب لپکے۔

ثباتٌ ووحدانٌ من الأرض کلھا

یوحدھم ھمٌ وأوطانھم کثرٌ

ساری دنیا میں ان کا اتحاد اور ان کا ثبات انہیں متحد کرتا ہے اگرچہ ان کے وطن مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔

☆☆☆☆☆

"پس امت کے ادبا و مصنفین، شعرا و مقررین، خطبا اور داعیانِ دین پر لازم ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے زبان و قلم سے حرمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا حق ادا کریں، اہلِ ایمان کے دلوں میں موجزن حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دلنشیں پیرایوں میں اظہار کریں، سینوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ بھڑکائیں، امت کے غافلین کو جھنجھوڑ کر اتباعِ سنت کی راہ پہ لائیں، کفارِ عصر حاضر کا مکروہ چہرہ پورے عالم کے سامنے بے نقاب کریں، کفر و اہلِ کفر سے منسوب ہر شے کی نفرت و عداوت دلوں میں بٹھائیں، اپنے دین و ایمان پر فخر کرنے اور کفار کی ہر ادا کو حقیر جاننے کا درس دیں، جہاد فی سبیل اللہ پر ابھاریں، گستاخوں کے سر کاٹنے کی ترغیب دیں... الغرض ایک ایسی ایمانی آگ لگا دیں جو کفار کے چہار سو پھیلائے ہوئے فتنوں کو بھسم کر ڈالے، اور کوئی حجر و شجر بھی ان ناہنجاروں کو پناہ دینے پر تیار نہ ہو!"

مولانا مثنیٰ حسان حفظہ اللہ

خیالات کا ماہنامچہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات: نومبر ۲۰۱۷ء

معین الدین شامی

اللہ تبارک و تعالیٰ کا نہایت فضل و احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا۔ اللہ پاک ہمیں امورہائے دنیا میں وہ ترقی دیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دی، وہ فہم عطا فرمائیں جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عطا ہوا۔ اللہ پاک ہمیں اپنے دنیوی امور مثلِ صحابہ بہترین انداز میں کرنے والا بنائیں، عصرِ حاضر کے قیصر و کسریٰ کو ہمارے ہاتھوں تاراج فرمائیں۔ اللہ پاک اس فہم و سمجھ اور ترقی کے ساتھ اپنا سننے اور ماننے والا بنالیں۔ اللہ پاک ہمیں تاجِ شہادت سے محروم نہ فرمائیں۔ یا اللہ ہماری دعائیں رد نہ فرمائیے بلکہ قبول فرمالیجیے، آمین یاربّ العالمین۔

ناموسِ رسالت مارچ و دھرنا (صلی اللہ علیہ وسلم):

موضوع نہایت حساس ہے۔ اسلام آباد میں بیٹھے افراد نے آخری بار صرف ایک مطالبہ رکھا ہے اور وہ یہ کہ وزیرِ قانون زاہد حامد کو ہٹایا جائے یا وہ مستعفی ہو جائے۔ ان کا زاہد حامد سے یہ مطالبہ کیوں ہے؟ بقول ان کے اس لیے ہے کہ کچھ ہی عرصہ قبل صدارتی حلف نامے میں ختمِ نبوت کی شق کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ عجیب معاملہ ہے کہ وہ اس ساری کارروائی کو صرف زاہد حامد کی کارستانی قرار دے رہے ہیں۔ اس سب معاملے پر تبصرہ تو کچھ نہیں بس چند سوالات ہیں:

- کیا اس ترمیم میں صرف زاہد حامد ہی ملوث تھا یا اس کے ساتھ تمام حکومتی مشینری، حکومتی اتحادی (جن میں سیاسی مذہبی جماعتیں بھی ہیں)، بیورو کریسی بھی شامل ہیں؟
- کیا اس قسم کے دھرنے اور مارچوں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ناموس کی حفاظت ممکن ہے؟ جب کہ اسٹیبلشمنٹ کو اسی طرح کا ایک پریشر گروپ' اسلام آباد میں اپنے مخالف نواز شریف اور اس کے اتحادیوں کے لیے درکار ہے۔
- مارچ اور دھرنے کے ایسے شرکا و قائدین جن کی زبانیں سوائے عریانی و مغلظات کے کچھ اور برآمد نہیں کر سکتیں۔ کیا ایسے افراد ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اٹھ کر اس کاز (cause) کو ہی نقصان پہنچانے کے ذمہ دار نہیں؟
- اہلِ مارچ و دھرنا آخر کیوں صرف سِولین حکومت کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں؟ حالانکہ فوج اور عدلیہ بھی اس سارے مذموم مقصد میں برابر بلکہ زیادہ ہی شریک ہے۔ مثال ہے ممتاز قادری شہید رحمہ اللہ کی پھانسی کی۔
- اہلِ دین نہایت بردبار اور حکیم ہوتے ہیں وہ اپنے افعال کو دشمنانِ دین کے ہاتھوں میں کھلونا نہیں بننے دیتے۔ یہ کیسا اہلِ دین کا اکٹھ ہے جو دین اور ناموس دونوں ہی کے کاز کو بدنام کروا رہا ہے؟
- بالفرض زاہد حامد کو ہٹا دیا جاتا ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا دفاع ہو جائے گا؟
- کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دھجیاں اڑانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نافذ نہ کرنا بلکہ اس کی جگہ کفر کا نظام نافذ کرنا خود گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں؟ کیا اس جرم میں عدلیہ، فوج اور حکومت سب ہی برابر کے شریک نہیں؟ تو ان سب کے خلاف آخر ایسی آواز کیوں نہیں؟

ذرا سوچیے، ان دھرنوں اور مارچوں سے فائدہ کسے ہو رہا ہے اور نقصان کسے؟ اللہ پاک ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائیں، آمین۔

دنیا کے بچاؤ کا راستہ اور پنجاب بھر و سندھ کے کچھ علاقوں میں چھائی 'سموگ':

ہم خبروں میں بھی سن رہے ہیں اور سموگ سے گزر بھی رہے ہیں۔ اب تو یہ بات بتانا تقریباً بے کار ہے کہ سموگ کسے کہتے ہیں؟ بہر حال سموگ انگریزی زبان کا لفظ ہے اور دو الفاظ جمع کر کے بنایا گیا ہے۔ fog یعنی دھند اور smoke یعنی دھواں، دونوں کو جمع کیا تو بنی smog۔ سموگ بقولے شخصے 'دھند ھواں'۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا ایک بیان ہے "دنیا کے بچاؤ کا راستہ"۔ حضرتِ شیخ رحمہ اللہ کا یہ بیان دنیا میں آنے والی ماحولیاتی تبدیلیوں یا climate change سے متعلق ہے۔ پہلے ہم اسی سے اخذ کردہ نکات پیش کریں گے اور اس کے بعد سموگ پر اپنا تبصرہ۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس ماحولیاتی تبدیلی کی پہلی وجہ دلوں کی خرابی اور گناہوں کی کثرت ہے۔ ماحولیاتی خرابی جُڑی ہے دلوں اور اعمال کی خرابی سے اور ان دونوں کے درمیان بہت قریبی تعلق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ نے لوگوں کو قلب و عمل کے فساد اور اپنی نافرمانی کے باعث سونامیوں کے ذریعے عذاب دیا ہے اور ان عذاب پانے والوں میں فرعون اور اس کی قوم سرِ فہرست ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم:۴۱)

"لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو کمائی کی، اس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا۔ تاکہ انہوں نے جو کام کیے ہیں اللہ ان میں سے کچھ کا مزہ انہیں چکھائے، شاید وہ باز آجائیں"۔

پس کامیاب و کامران وہ ہے جو اللہ کے آخری پیغام کے ذریعے عبرت حاصل کرے، اللہ سے مغفرت طلب کرے اور اپنے آپ کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لیے خالص کر لے۔

2. دوسری وجہ اور اس کا حل یہ ہے کہ ہم اپنے مالی معاملات میں میانہ روی اختیار کریں اور تعیشات کو ترک کر دیں۔ نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں خصوصاً کھانے، پینے، پہننے، رہنے اور دیگر توانائیوں کے ضیاع سے بچیں۔

3. فیکٹریوں کا فُضلہ اور دھواں بند ہو گا اگر فیکٹریاں بند ہو جائیں اور فیکٹریاں بند کرنے کا طریقہ آسان ہے اور آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ امریکی معیشت کا پہیہ ایک سائیکل کے پہیے کی طرح ہے۔ اگر اس کی چین یا زنجیر کی ایک کَڑی نکل جائے تو یہ چلنا بند ہو جاتی ہے۔ امریکی معیشت کے پہیے کو چلانے والی کَڑیاں خام مواد، پیسہ اور صارفین ہیں۔ ہم ان ساری ہی کَڑیوں کو متاثر کر سکتے ہیں لیکن ان میں آخری سب سے کمزور ہے اور اس پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت ہم میں سب سے زیادہ ہے۔ سو اگر دنیا کے لوگ امریکی اشیا کو استعمال کرنا چھوڑ دیں تو 'صارفین' والی یہ آخری کَڑی اور بھی کمزور ہو جائے گی جو کم 'زہریلی گیسوں' کے اخراج کی صورت منتج ہو گی۔

4. بڑی بڑی سرمایہ دار کارپوریشنوں اور ان کی سیاسی پراکسیوں (proxies) کا احتساب اور ان کے لیے سزائیں ہونی چاہیئں تاکہ وہ انسانیت کے خلاف اپنے جرائم سے باز آجائیں۔ یہ کام امریکیوں کے لیے آسان ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو 'کترینہ' جیسے سمندری طوفانوں سے متاثر ہوئے، جن کے پاس ملازمتیں نہیں ہیں جو نتیجتاً ایک معاشی بحران کا سبب ہے۔ یہ کرنا امریکیوں کے لیے اس لیے بھی آسان ہے کہ ان جرائم کے مرتکب لوگ ان کے درمیان رہتے ہیں خصوصاً واشنگٹن، نیویارک اور ٹیکساس میں۔ ڈنمارک میں منعقدہ کانفرنس میں ان کا مؤقف بالکل واضح نظر آیا جہاں انہوں نے ان ماحولیاتی تبدیلیوں کے لیے کوئی بھی سنجیدگی نہ دکھائی اور متاثرین کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ دولت کے حصول کی خاطر ماحول کے ساتھ مستقل چھیڑ خانی کر رہے ہیں چاہے اس کی قیمت ہمارے بچوں کی موت ہی کیوں نہ ہو۔

5. شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جس قدر ممکن ہو ہمیں ڈالر کے ذریعے کاروبار سے انکار کر دینا چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے نتائج بہت سنگین ہو سکتے ہیں جو بھگتنے پڑیں گے لیکن یہ ایک اہم راستہ ہے جس کے ذریعے ہم انسانیت کو امریکہ اور امریکی کارپوریشنوں کی غلامی سے آزادی دلا سکتے ہیں۔ ان نتائج کے بارے میں جو مرضی کہا جائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس غلامی میں رہنا ان نتائج سے کہیں زیادہ بڑے اور سنگین نتائج کی جانب لے جا سکتا ہے۔ اولاً انفرادی سطح پر یہ موقعہ دینا چاہیے کہ افراد ڈالر اور اس سے متعلقہ کرنسیوں سے چھٹکارا حاصل کریں جہاں تک کہ ایسی ریاستیں خصوصاً مشرقی ایشیائی ریاستیں جہاں ڈالر کے بڑے بڑے ذخائر ہیں ان نتائج کو برداشت کر سکتی ہیں۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں رہی کہ ڈالر نے یورو کے مقابلے میں اپنی ۸۰ فیصد حیثیت کھو دی ہے۔ یہ معاملہ ڈالر سے وابستہ کرنسیوں کا ہے۔ مزید یہ کہ نو گیارہ کے بعد سونے کی قیمت ڈالر کے مقابلے میں ۴۰۰ فیصد سے زیادہ بڑھی ہے اور ڈالر کی قیمت بفضل اللہ مستقبل گرتی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈالر کی قیمت یورو کے مقابلے میں سو فیصد گر جائے گی۔ یہ بات ان افراد کے لیے بالکل بھی راز کی نہیں جو عسکری، سیاسی، معاشی یا عمرانی علوم / سوشل سائنسز سے واقف ہیں کہ امریکی چاند مستقل ڈھلتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی معیشت سوکھتی جا رہی ہے اور ڈالر کا جہاز ڈوبتا جا رہا ہے۔ پس کامیاب ہے وہ جو لوگوں کی غلطیوں سے سبق حاصل کرے۔

ان پانچ نکات کے بعد شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی اصلاح کا بوجھ صرف مجاہدین پر ڈالنا نہ تو انصاف ہو گا، نہ عقل مندی اور نہ ذہانت۔ یہ دنیا کے تمام باسیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس بوجھ کو اٹھائیں۔ امریکہ کا بہر لحاظ بائیکاٹ کریں تاکہ اپنے آپ کو، اپنی دولت کو اور اپنے بچوں کو امریکی غلامی سے بچا سکیں جس کا نتیجہ ماحولیاتی تبدیلی ہے اور امریکی بائیکاٹ کا نتیجہ آزادی اور عزت کی زندگی ہے۔

حضرتِ شیخ رحمہ اللہ کے بیان میں اور بھی بہت سی حکمت و دانائی سے بھرپور باتیں ہیں لیکن ان کو بیان کرنا مزید وقت اور جگہ کا متقاضی ہے۔ ہم اپنے اصل موضوع یعنی سموگ کی طرف لوٹتے ہیں۔

چند روز قبل بی بی سی پر سنا کہ پنجاب و سندھ میں چھائی سموگ کی وجہ ہندوستانی پنجاب میں دھان کی فصل کی باقیات کو جلانا ہے۔ اس میں ایک تو پاکستانی حکومت و فوج کا پراپیگنڈہ بھی شامل ہے کہ وہ ہر چیز کو ہی "انڈین ایجنٹ" قرار دے دیتے ہیں لیکن یہاں یہ بات واقعی حقیقت ہے لیکن بہر حال یہ انڈیا کی پاکستان کے خلاف سازش نہیں کیونکہ ہندوستانی علاقوں میں رہنے والے لوگ بھی اس سے اتنے ہی متاثر ہو رہے ہیں جتنے کہ پاکستانی اور اس کی ایک واضح مثال دِلّی میں سموگ کا چھانا ہے۔ جب ماہرین سے دریافت کیا گیا کہ کاشت کار تو صدیوں سے دھان کی فصل کی باقیات کو جلا کر ہی تلف کر رہے ہیں تو اب ایسا کیا ہو گیا ہے کہ چند سالوں سے یہ سموگ بننا شروع ہو گئی ہے؟

تو اس کا جواب تھا' جو راقم کی بات کے اضافے کے ساتھ ہے کہ چند سالوں سے دھان کی کاشت کے لیے جو بیج استعمال ہوتا ہے وہ جنیاتی طور پر تبدیل شدہ یا Genetically modified ہے۔ اس بیج سے اگنے والے پودے کا تنا یا stem اصل دھان کے پودے کے تنے سے موٹا ہوتا ہے۔ نیز اس تنے کے اجزا ایسے ہیں جو جلتے بھی دیر سے ہیں اور جلنے سے خاص قسم کا گندہ دھواں بھی پیدا کرتے ہیں۔

اب دیکھیے! زیادہ دھان کی فصل، زیادہ بکری، زیادہ دولت کے نشے میں عالمی بدمعاش امریکہ سے لے کر دولت ہی کو اوڑھنا بچھونا بنانے کی تحریک سے متاثر ایک عام کاشت کار تک صرف دولت کو مطمحِ نظر بنا کر، بس جو پیسہ دے تو وہ کاشت کیے جارہا ہے... کسی کو اپنے اس عارضی گھر 'دنیا' نامی سیارے اور اس پر بسنے والے انسانوں کی کوئی فکر نہیں۔ بلاشبہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی نصیحتوں میں ہمارے لیے لائحۂ فکر و عمل ہے۔

ایم کیو ایم پی ایس پی اتحاد اور چین:

اس ڈرامے میں جو کچھ ہوا تو وہ دنیا کے سامنے ہے۔ البتہ شنید ہے کہ اس اتحاد کا حکم حکومت و اسٹیبلشمنٹ کو نئے خدا، مثلِ ایسٹ انڈیا کمپنی 'چین' نے دیا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ کراچی شہر کی تقریباً ساری ہی اور ہر ہی قسم کی انڈسٹری چین کے حوالے کر دی گئی ہے جن میں کراچی کی بندر گاہیں، مواصلات، کے الیکٹرک (k-electric) جو عنقریب شنگھائی الیکٹرک ہو جائے گا وغیرہ... سو چینی حکام کے حکم پر کہ چونکہ ہم نے آئندہ یہاں حکومت کرنی ہے تو یہاں امن و امان کو لازمی بنایا جائے اور امن کے لیے ضروری ہے کہ کراچی شہر کے اصل stake holders مل بیٹھ جائیں سو اسٹیبلشمنٹ سپانسرڈ پی ایس پی[1] اور ایم کیو ایم کا اتحاد کروانے کی بھونڈی کوشش کی گئی۔

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے ایسٹ انڈیا کمپنی دھوکہ بازی سے برِّ صغیر میں داخل ہوئی اور ہمارے حکمران غفلت اور حماقت میں اس کی چال بازیاں نہ سمجھ سکے... باقی کام بے ضمیر دین و ملت و وطن فروشوں نے کیا، لیکن آج نہ تو چین نے دھوکہ دیا ہے اور نہ حکمران غافل و احمق ہیں۔ بلکہ چین نے بھی کھل کر مانگا ہے اور ہمارے حکمرانوں نے بھی کھل کر سب کچھ دے دینے کی ضمیر فروشی کی ہے۔

''انسانی ہمدردی'' کی بنیاد پر کلبھوشن کی اہلِ خانہ سے ملاقات:

پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی یہ فطرت ثانیہ ہے کہ بیرونی آقاؤں کے مقابل ہمیشہ کاغذی شیر ہوتے ہیں جب کہ اندرونِ ملک اپنے سامنے نظریں اٹھانے والوں کی آنکھیں نکال دینے میں ذرا تردد نہیں کرتے۔ کلبھوشن سنگھ یادیو کی شکل میں ایک بھارتی جاسوس اِن کے ہاتھ آگیا جسے مختلف طریقوں سے ''برتا'' جارہا ہے۔ اس کا سہارا لے کر اپنے مخالف سیاست دانوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کی جاتی رہی ہے۔ بھارت جب اپنے جاسوس کے لیے عالمی فورمز پر گیا تو وہاں پاکستانی اسٹیبلشمنٹ سفارتی جنگ میں مات ہی کھاتی رہی۔ اب بڑے بڑے دعوے کرنے والے 'عالمی فورمز اور بھارتی حکومت کے دباؤ پر ایک بار پھر بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں اور بھارتی جاسوس کو ''انسانی ہمدردی کے پیکج'' سے نواز کر رعایتیں دینے کی تیاریاں ہیں۔

یہ تو ایک کھلے دشمن کے ساتھ اِن کا معاملہ ہے جب کہ اپنے ملک میں شریعت کے لاکھوں نام لیواؤں کو 'لاپتہ' کر کے نا صرف اُن کے جسموں کو ادھیڑا جاتا ہے بلکہ قلب و روح پر بھی گہرے گھاؤ لگائے جاتے ہیں۔ ایسے میں اِن ستم رسیدوں کے لیے نا کوئی ''انسانی ہمدردی'' کی جذبہ روا رکھا جاتا ہے نا ہی اِنہیں انسانوں کی 'کیٹیگری' میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کے عزیز رشتے دار، بوڑھے ضعیف والدین، معصوم بچے اور اہلِ خانہ در در کے دھکے کھاتے، سڑکوں پر رُلتے اور خوار ہوتے پھرتے ہیں لیکن اُن کے پیاروں کی کوئی خبر اور اُن تک رسائی کی کوئی سبیل کسی جانب سے پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ یہ ہے اس فوجی مافیا کا اصل اور بھیانک چہرہ اور یہ ہے ان کا انسانیت سوز کردار!

سعودی عرب سے:

محمد بن علمان[2] نے کتنے ہی شہزادوں، وزیروں اور دولت مندوں کو پابندِ سلاسل کر دیا۔ وجہ؟ اقتدار کی ہَوَس! خبروں میں ہے کہ شاید ماہِ نومبر کے دوران ہی میں شاہ سلمان بن عبد العزیز (بقولِ ڈکٹور طارق عبد الحلیم 'علمان بن عبد الاِنجلیز[3]) ثوبِ شاہی اتار کر اپنے 'فرزندِ ارجمند' کے حوالے کر دیں گے۔

ہم صرف محمد بن علمان کے وژن ۲۰۳۰ء' جس پر ایک دو ماہ پہلے بھی بات کر چکے ہیں' کے ایک نئے منصوبے پر تبصرہ کریں گے۔ اس وژن کے تحت سعودی عرب، اردن اور مصر کے سنگم پر سمندر میں ایک نئے شہر کو آباد کیا جائے گا، مقصد ہو گا سیاحت۔ ہم چند ماہ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ محمد بن علمان نے سعودی ساحلوں پر bikini پہننے کی اجازت دی ہے۔ اسی قسم کی 'سیاحت' یا 'سیاہت' کے فروغ کے لیے یہ نیا شہر بسایا جارہا ہے۔ محمد بن علمان کیونکہ ایک 'خالص' اعتقادی ملک اور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان کے '(بے) ایمان' نے بالکل بھی اس شہر میں شراب پینے کی اجازت نہیں دی، فرمایا: جس کو شراب پینی ہو گی وہ اردن یا مصر جا کر پی لے۔ اور مصر و اردن کا فاصلہ صرف پانچ منٹ کی 'ڈرائیو' ہے۔

اس شہر کا نام ہو گا: نیوم۔ اس کی وجۂ تسمیہ ہے یونانی لفظ 'neo' جس کا مطلب ہے نیا یا جدید اور عربی حروفِ تہجی میں حرفِ 'م' اور م سے مستقبل۔ دونوں کو ملایا تو بنا 'Neom' یا 'نیوم'۔

یہ ہے محمد بن علمان کا وژن، اس کی بصیرت۔ ایک بصیرت حضرتِ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی ہے جو ہم نے اوپر سموگ کے عنوان کے تحت بیان کی۔ یہ مثال ہے ایک اندھے اور ایک دیکھنے والے کی۔ اور امتحان ہمارا ہے کہ ہم کس کی بات مانتے ہیں؟

اللہ پاک صحیح فہم و عقل عطا فرمائیں، آمین۔

---

[1] ویسے پی ایس پی / PSP، پاک سر زمین پارٹی کو بھی کہتے ہیں اور پلے سٹیشن پورٹیبل / Play Station Portable کو بھی۔

[2] ایک بار پھر واضح کر دیں کہ علمانیت: سیکولرازم کو کہتے ہیں اور علمان سیکولر کو۔

[3] اِنجلیز عربی میں انگریز کو کہتے ہیں، عبد الاِنجلیز یعنی انگریز کا بندہ / غلام۔

ایک ضروری وضاحت اور معافی:

احقر' اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہے کہ، اگست ۲۰۱۷ء کے شمارۂ مجلہ 'نوائے افغان جہاد' میں، 'خیالات کا ماہنامچہ' میں محسنِ امت حضرتِ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے بندہ ایک بات منسوب کر بیٹھا جس کا شیخ رحمہ اللہ سے تعلق نہ تھا۔ بندے نے آلِ سعود سے متعلقہ عنوان کے تحت آلِ سعود کو آلِ سلول لکھا اور اس کو شیخ اسامہ رحمہ اللہ سے منسوب کر دیا۔ ایک محترم بھائی سے یہ بات سنی تھی کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ 'آلِ سعود کو آلِ سلول کہتے تھے اور بندے سے خطا ہوئی کہ عالمی تحریکِ جہاد کے شیخ و قائد حضرتِ اسامہ بن لادن سے منسوب یہ بات بلا تحقیق آگے کر دی۔ اللہ پاک اپنے اس بندے کو معاف فرمائیں۔ ابھی چند لمحے قبل اپنے ایک شفیق مربّی و استاد کا پیغام ملا جس میں انہوں نے اس بابت توجہ دلائی تھی، سو بتوفیق اللہ' بندے کو فوراً وضاحت اور اللہ اور اس کے بندوں کے حضور معافی کا خیال آیا۔ یہ خطاب شیخ رحمہ اللہ نے کبھی آلِ سعود سے متعلق استعمال نہیں فرمایا، ہم بھی ان شاء اللہ، شیخ رحمہ اللہ کے عالی اخلاق کی اتباع کرتے ہوئے اس خطاب سے رجوع کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمارے اعمال کو ریا سے پاک فرما دیں اور اپنی لغزشوں سے فوراً رجوع کرنے والا بنا دیں، آمین۔

ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

آمین یا ربّ العالمین۔

تمنا: بموقعۂ ہفتۂ مدحِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین:

چند ہفتوں قبل ہفتۂ مدحِ صحابہ سوشل میڈیا پر منایا گیا۔ اللہ پاک کی توفیق سے۔ اس سے متعلق راقم کی ایک تقریباً دو سال پرانی تحریر ہے[4]۔ وہی دوبارہ پیش ہے۔

سوشل میڈیا پر بالخصوص اور روایتی دعوتی حلقوں میں بالعموم احبابِ کرام ہفتۂ مدحِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین منا رہے ہیں۔ ایسے میں بندۂ فقیر کو مناسب معلوم نہ ہوا کہ وہ بولے بغیر رہے، اسی واسطے اپنے ذہن میں آنے والے خیالات کو سپردِ قرطاس کرنے کا سوچا۔

صحابہ کون ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور ہم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی غلام ہیں اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے بھی غلام۔ صحابہ ہمارے دین کی اساس ہیں، دینی فکر کی بنیاد ہیں، صحابہ کی اتباع اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے اور صحابہ پر اعتراض، نبی جی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض!

حضرت امام احمد ابنِ حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب تم کسی شخص کو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ برے انداز میں کرتے دیکھو تو اس کے مسلمان ہونے پر شک کرو!"۔ (البدایۃ والنہایۃ)

[4] سنہ ۲۰۱۶ء کے اوائل میں لکھی گئی تھی۔

ڈاکٹر شکیل اوج، احمد رجیب حیدر، عامر لیاقت، زیدزمان حامد، جاوید غامدی، حنیف ڈار (ڈارون) اور طفیل ہاشمی[5] ایسے گستاخوں کے مقابل، صحابہ کی مدحت یقیناً لائقِ حوصلہ افزائی ہے۔ لیکن یہ کُل نہیں، کُل کا ایک جزو ہے۔ سوچتا ہوں کہ صرف زبانی مدحت سے کیا ہو گا۔ روزِ محشر ابو بکر و عمر، عثمان و علی، محمد بن مَسلمہ، نابینا صحابیٔ رسول عمیر ابن عدی رضی اللہ عنہم اور پھر خود حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے پیش ہوں گا؟ کیسے کہوں گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گستاخ زبانیں حرکت کرتی رہیں اور میں دعوۂ ایمانی کرتا رہا؟

سوچتا ہوں کہ مثلِ ممتاز قادری، عامر چیمہ، کواشی برادران اور علم دین کے، کوئی چاقو، کوئی خنجر، کوئی تلوار، کوئی کلاشن کوف تھام لوں۔ ان غازیوں نے گستاخانِ رسالت کو جہنم واصل کیا، میں انصارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا صفایا کر دوں۔ روزِ محشر صدّیق و فاروق، غنی و حیدر کے قدموں سے اٹھایا جاؤں، رضی اللہ عنہم۔ ابو بکر و عمر، عثمان و علی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے سینے سے لگا لیں اور کہیں کہ تُو نے ہماری اور ہمارے صحابہ کی مدحت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ میری جانب دیکھ کر مسکرائیں... سبحان اللہ! میں جنت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جانثارانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ پاؤں۔

کاش میں ایسی مدحت کر سکوں... اے کاش...!

وما توفیقی إلّا باللہ

و آخر دعوانا أن الحمدللہ ربّ العالمین و صلی اللہ علی النبی

☆☆☆☆☆

[5] طفیل ہاشمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ایک پروفیسر ہے۔ دو سال قبل اس شخص نے محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کرنے والے نابینا صحابیٔ رسول حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفہوم ہے کہ 'یہ تو دیکھنے والے ہیں (یعنی ناموسِ رسالت کی حفاظت ہی اصل بینائی ہے)' کے بارے میں نازیبا اندازِ تخاطب اور گھٹیا الفاظ کا استعمال کیا تھا۔ بعد میں طفیل ہاشمی بہت سی وضاحتیں پیش کرتا رہا کہ میری بات کا یہ مطلب تھا اور وہ مطلب تھا۔ یہاں اس کا نام درج کرنا اس کی گستاخی کا ذکر کرنے کے لیے ہے۔ اس شخص کے ایمان کے مسئلہ پر بحث مقصود نہیں، اس کے لیے اہلِ حق علماء کی طرف رجوع کیا جائے۔

لہو ہمارا بھلانہ دینا!

شہید ابو دجانہ بلتستانیؒ...نوجوانانِ امت کے لیے دعوت عمل

سعد الہندی

خائن پاکستانی نظام کے شیطانی چکر اور اس کے احمق و بے وقوف حمایتوں کے ظلم کا شکار ہونے والے ہزاروں نوجوانوں میں سرفہرست ایک نام مہاجر و مجاہد،اسلام اور مسلمانوں سے مخلص بھائی ابو دجانہ رحمہ اللہ کا ہے... آپ کی بابت آئی ایس آئی کے دُم چھلہ قائدین ناصرف سنگ دل ہو گئے بلکہ آپ پر بر سر میدان جو جو ظلم ڈھائے گئے' وہ سن کر ہی جبہ و دستار میں چھُپے اِن دھوکہ باز مکاروں کا اصلی چہرہ واضح ہو کر ہمارے سامنے آ جاتا ہے... حال ہی میں کمانڈر ابو دجانہ رحمہ اللہ کی 'شریعت یا شہادت' کے علم بردار اور اپنے عزیز ترین دوست سے ایک صوتی مکالمے کا پہلا حصہ منظر عام پر آیا ہے... جس نے جہاد کشمیر اور تحریک ِشریعت کے تمام دشمنوں کو پہچاننا' مسلمانانِ کشمیر کے ہر خیر خواہ کے انتہائی آسان کر دیا ہے... اس صوتی گفتگو میں شہید ابو دجانہ گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

> ''میں پار والوں (پاکستان میں بیٹھی قیادت) کو کبھی اپنا پن پوائنٹ (مقامِ سکونت) نہیں بتاوں گا... آخر چھ سات سال کشمیر میں رہ کر میں یہ جان جو چکا ہوں کہ کشمیر میں کیا کچھ کیا جا رہا ہے... ''جو بھی انہیں (پار والوں کو) اپنی لوکیشن بتاتا ہے وہ اللہ کو پیارا ہو تا ہے''...
>
> ''مجھے کہا جا رہا ہے کہ میں آپ کے خلاف بیان جاری کروں کہ آپ فتنہ پھیلا رہے ہیں''...

جہاد کشمیر پر نظر رکھنے والا ہر شخص آوانتی پورہ میں اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہونے والے بھائی ماجد میر (آپ کا کوڈ نام عباس تھا) سے تو واقف ہی ہو گا... انہوں نے اسی مجاہد کمان دان سے (جو بھائی ابو دجانہ کے مخاطب ہیں)' دورانِ معرکہ گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا...

> ''مجھ پر شہادت کے بعد توحید کا پرچم ڈالا جائے نا کہ پاکستان کا پرچم''

اور سبحان اللہ' اس مجاہد عباس کو اس جمہوری غلاظت میں لتھڑی قیادت نے بعد از شہادت بھی معاف نہ کیا... شہید ابو دجانہ اسی واقعے کی بابت بات کرتے ہوئے کہتے ہیں... کہ

> ''بھائی جان! جو بات میں کہنے جا رہا ہوں دل تھام کر سنیے گا... مجھے کہتے ہیں عباس نے وہ (توحید کے پرچم میں لپیٹنے کی بات والی) آڈیو کیوں جاری کی... اور کہتے ہیں کہ ان کو آپ نے شہید کروایا... جب کہ بیت اللہ (پاکستانی قیادت کا با اعتماد ایک مقامی مجاہد جو خود بعد میں شہید ہو گیا) وہاں موجود تھا جو وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا''...

یہ مفاد پرست جتھے فقط طاغوت کے تحت ''اپنے کام سے کام رکھیں'' تو بھی ایک بات ہو مگر یہاں تو باقاعدہ مجاہدین کو شہید اور گرفتار کروا کر جہاد کشمیر کا سرے سے گلا گھونٹنا مقصود ہے تا کہ ''امن عمل'' پروان چڑھانے کی پاکستانی اور بھارتی پالیسی پر عمل ہو سکے... شہید ابو دجانہ اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''میں نے انہیں (پار والوں کو) کہا کہ میں نہ شریعت کے علم بردار بھائیوں کو غلط کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی میں کسی بھی (پراکسی) تنظیم کے ساتھ ہوں۔ تم لوگوں نے لڑکوں (مقامی کشمیری مجاہدین) سے گن پوچ چھین لیے اور وہ چلے گئے''...

اس جملے کے بعد وہ بکاؤ قیادت کی جانب سے ملنے والی گالیوں اور دھمکیوں کا تذکرہ تو اس ڈیجیٹل رابطے پر کر ہی نہ سکے... مگر ان سے متعلق مجاہدین اس سارے معاملے کو بخوبی جانتے ہیں... یہاں کوئی انصاف پسند شخص ہی تبصرہ کر دے کہ عین میدانِ جنگ میں دشمن کو مطلوب مجاہدین سے اسلحہ چھین کر انہیں نہتا کر دیا جائے... اور خود کو جہاد کشمیر کا سرخیل اور ہیرو منوایا جائے... مہاجر و مقامی بھائی جو تمہیں پاکستانی اور مسلمان اور جہادی قائد سمجھ کر تم پر بھروسہ کرتے تھے، ان سے ان کی حتمی لوکیشن طلب کر کے بھارتی فوج کو دینا اور پھر انہیں شہید کروایا گیا...

احباب گرامی! یہ باتیں شریعت کے لیے سربکف مجاہدین ان تنظیموں اور ان کے آقا و مولیٰ پاکستانی نظام کے متعلق تو پہلے ہی جانتے تھے... مگر شہید ابو دجانہ رحمہ اللہ تو خود انہیں میں سے ایک اعلیٰ کمانڈر تھے... جو صرف اللہ کی دین کی سربلندی اور مظلوم مسلمان وادی کی نصرت کا جذبہ لیے فقط ۱۶/۱۷ سال کی عمر میں وادی میں آئے تھے... آپ کے سامنے عظیم گوریلا اور مہاجر قائد شہید ابو القاسم کی شہادت بھی تھی اور خلافت کے سپاہی برہان وانی کی شہادت کا واقعہ بھی آپ کے سامنے تھا...

خدا کی شان دیکھیے! کہ جن مظلوم کشمیریوں کی مدد کے لیے پاکستان میں بیٹھے غدار دعوے دار ہیں' انہی کے قائد برہان وانیؒ انہی کے کشمیر میں بھیجے گئے بھائیوں کی غربت کا قصہ خود انہی سامنے رکھتے ہیں... وقت پر سپلائی کی منت و سماجت یا یوں کہہ لیجیے سفارش کرتے ہیں... اور جواب فقط بے رخی ہی کی صورت وصول کرتے ہیں... اور خود مظلوم و کمزور ہونے

باوجود اپنے بھائیوں مدد کو ہی آئے... پھر بھی یہاں کی نام نہاد قیادت بے سر و سامان چھوڑ دیے گئے مہاجرین کی مدد کا بیڑہ اٹھانے کی بات کرتی ہے...

یہاں رقم کی جانے والی ایک ایک سطر کا ثبوت ہر شخص کی رسائی میں ہے...بس سننے کے لیے کان اور دیکھنے والی آنکھ ہی درکار ہے...جب کہ توفیق و ہدایت تو اللہ ہی ہاتھ میں ہے...دوبارہ بھائی ابو دجانہؒ کے گفتگو پر پلٹتے ہیں...کلمہ توحید کے علم بردار شہید' جہادی قائد کو دورانِ گفتگو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ:

"بہر حال آپ ٹھیک رہو... ٹینشن مت لو... میں آپ کے ساتھ ہوں ... اللہ آپ کے ساتھ ہے... سب جانتے ہیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے...غلط کون ہے اور صحیح کون ہے"...

اس کے بعد بھائی ابو دجانہ اپنے مخاطب بھائی کو کہتے ہیں:

"بہر حال بھائی! اپنا خیال رکھنا...اللہ کے لیے اپنے آپ کو سیف (محفوظ) کرنا جتنا ہو سکے ٹھیک ہے بھائی جان... کیونکہ یہ ساری ذمہ داری اب آپ کے اوپر ہے...اس لیے میں کہتا ہوں اپنے آپ کو سیف رکھنا"...

یہ پیغام اس مجاہد کمان دان کو تو ہے ہی مگر آج شہید ابو دجانہؒ سے واقف ہو چکے ہر مسلمان نوجوان کو بھی ہے کہ اب یہ ساری ذمہ داری آپ کے اوپر ہے... کشمیر کے ہزاروں انصار اور مہاجر مجاہدین نے فقط اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے... ان کے مشن کی تکمیل' ان کے بعد اس امت کے نوجوانوں ہی کو تو کرنا ہے!

ہم عہد اپنا نبھا چلے ہیں
تم فرض اپنا بھلا نہ دینا
شہید تم سے یہ کہہ رہے ہیں
لہو ہمارا بھلا نہ دینا

شہید اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں "میں نے ان کو (پار والوں کو) کہا کہ اللہ کے لیے مجھے چھوڑ دو... میری جان چھوڑ دو"... مخاطب مجاہد کو کہتے ہیں:

"سچ بات ہے... میں آپ کو یہ کہوں گا کہ آپ جو کہہ رہے ہیں وہ بالکل ۱۰۰ فی صد درست بات ہے...اس میں کوئی شک نہیں ہے...لوگ پتھر بھی اس پیڑ کو مارتے ہیں جس پر پھل ہوتا ہے...اس لیے بھائی پریشان نہیں ہونا! نہ میں ان پار والوں سے رابطہ رکھتا ہوں نہ رکھوں گا...لیکن یاد رکھیے! (پاکستان کی جانب سے وادی میں مجاہدین کی مخبریوں کا) فتنہ بہت بڑا کھڑا ہو چکا ہے... آپ اپنے آپ کو محفوظ رکھیے گا... کسی پر بھروسہ مت کیجیے گا... اللہ کے لیے"...

اور سبحان اللہ ابو دجانہ کے مخاطب بھی انہیں کیا ایمان افروز جواب دیتے ہیں:

"دجانہ بھائی! یہ جو پاکستان میں جماعتیں ہیں ہم نے ان کے ساتھ نہیں رہنا...اگر آپ حق پر ہیں اور اکیلے ہیں تو آپ خود میں ایک جماعت ہیں... حق پر رہنا ہے... آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں...اور جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم (شریعت کے علم بردار مجاہدین) فتنہ کھڑا کر رہے ہیں تو یہ وقت ہی بتائے گا کہ کون فتنہ کھڑا کر رہا ہے"...

احباب! شہید ابو دجانہ' گلگت بلتستان سے مقبوضہ وادی میں جہاد کو آئے...اگر پاکستان کے کفریہ نظام اور اس کے خائن حمایتیوں کے ساتھ ہی منسلک رہتے...تو شہادت پھر بھی مقدر ہی تھی کیونکہ اس خبیث ٹولے نے اسلام کے ہر نام لیوا کو ختم کرنا خود پر واجب کر رکھا ہے چاہے وہ ان کا کس قدر محب و وفادار کیوں نہ ہو...اسلام کا نام اس کے مجرم ہونے اور سزا پانے کے لیے بہت ہے... مگر ایک کڑوا گھونٹ بھرنا اور پھر خود کو مکمل اللہ اور اس کے دین پر نچھاور کر دینا، اس راستے میں اگر کچھ مشکلات آئیں تو انہیں مسکرا کر سہہ جانا دنیا میں مقصد اور مشن کی تکمیل اور آخرت میں نجات کا سبب بنتا ہے...

مگر راہِ خدا سے غداری کرنے والے بھلا دیے جاتے ہیں یا تا قیامت لعنتوں کے حق دار ٹھہرتے ہیں...اور آخرت میں مسلمان، پھر مجاہد کا قتل بئس المصیر میں خالدا فیھا کی وعید لے کر آتا ہے...

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (البقرۃ:۹۳)

شہید ابو دجانہ جو ایک مضبوط جہادی مجموعے کے قائد تھے...مگر شریعت کی محبت نے ہر چیز ترک کروادی...پرانے تعلق سے فقط ایک مقامی ساتھی بچ گیا...اور وہ بھی نہتا جس سے ظالم وطن پرست ہتھیار وغیرہ چھین چکے تھے...اسی کمر توڑ دینے والے غم کو شہید ابو دجانہؒ کمال کی ہنسی کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: "بھائی جان! میں کن لڑکوں کو، کن بھائیوں کو کہوں گا ہم دو ہی ہیں تو ہم آپس میں ایک دوسرے کو کہتے رہتے ہیں کہ ہم دو ہی ہیں بس!"

جواب دینے والے بھائی بھی اس مہاجر و بے سر و سامان مجاہد کی غربت اور اس پر ڈھائے گئے مظالم سے چونکہ واقف تھے تو کہنے لگے:

"ان شا اللہ! اللہ تعالیٰ خیر کریں گے، رابطہ تو رہے گا ہی ان شا اللہ...باقی آپ کو کبھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا، ملاقات بھی کرنی ہو...میں نے بھائیوں

سے سنا آپ کے بارے میں کہ آپ کے ساتھ کیا کیا ہوا... واللہ! اسی لیے میں آپ کو کہہ رہا ہوں بس اپنا خیال رکھنا آپ... کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرنا... اللہ تعالیٰ خیر کرے گا... اللہ تعالی آپ کو سلامت رکھے"...

پھر ابو دجانہ بھائی ہنستے ہوئے کہتے ہیں:

"آپ سنتے جایئے ان بھائیوں سے داستان میری... میری داستان اُن داستانوں میں لکھی جائے گی... میں نے جو کیا اللہ کے لیے کیا... اللہ تعالیٰ نے جتنا میرے سے کام لیا اللہ تعالیٰ قبول کرے اور اللہ آئندہ بھی دین کا کام لے اور قبول کرے... آمین"

گفتگو کے نشر شدہ اس حصے کا اختتام اس اجنبی اور تنہا مسافر کی غربت واجنبیت کا واضح عکاس ہے...

گرامی قدر احباب! نہ صرف بر سر میدان ہمارے اس بھائی اور بطلِ شریعت پر ظلم ڈھائے گئے، اسے نہتا چھوڑا گیا، اس کے خلاف انتہائی گھٹیا ترین پروپیگنڈے کیے گئے، شریعت کے دستوں میں اس کی شمولیت پر العیاذ باللہ 'لڑکی کا چکر' کے بہتان باندھے گئے... بلکہ گلگت میں اس مجاہد کے گھر جا کر پاکستان کے کٹھ پتلی غنڈوں نے اس کے والدین تک کو ڈرایا دھمکایا کہ وہی اسے شریعت کی صفوں سے دور رکھ سکیں... اور یہ وہ بات ہے جس کے راوی بذات خود شہید ابو دجانہؒ ہیں...

ہمارے اس محبوب بھائی کا اصل نام کیا تھا؟ وادی میں کوئی شخص نہیں جانتا ہو گا... ایسی گم نامی! اور پھر شریعت کے لیے ایسی ہی قربانی! سبحان اللہ... یہ تو اللہ ہی کا چناؤ ہے... آپ کا محض شریعت کے متوالے مجاہدین سے تعلق کوئی اب کا نہیں بلکہ اس وقت سے تھا جب آپ ۲۰۱۳ء میں "شریعت یا شہادت" کے علم برداروں کے ترال میں موجود ایک معسکر میں تشریف لائے تھے... آپ ابھی کشمیر کے مظلوموں سے ہوتے دھوکے کو سمجھے ہی نہ تھے کہ پاکستانی ایمان فروشوں نے آپ سے "جان چھڑوانے" کا فیصلہ کر لیا... آپ کو کسی مقام سے سپلائی وصول کرنے کا کہا جاتا... تو اس مقام پر یا تو دشمن پہلے ہی علاقے کو گھیر کر بیٹھا ہوتا یا آپ پہنچنے پر وہاں چھاپہ پڑتا...

شہادت سے پہلے آپ کی وجوہات شہرت میں سے ایک دشمن کے محاصرے توڑنا تھا... آپ نے 'مسلمانوں کی بابت بد گمانی سے بچنے کے لیے تحقیق کا فیصلہ کیا... تو یوں ہوا کہ ایک مرتبہ آپ سے پن پوائنٹ مقام طلب کیا گیا... آپ نے غلط مقام کا بتایا تو سبحان اللہ! بھارتی فوج نے اس غلط مقام پر ہی چھاپہ مارا... پھر مزید کچھ اسی نوعیت کے واقعات رونما ہوئے...

پس آپ اس تمام کھیل کو سمجھ گئے... اور ۲۰۱۷ء کے آغاز ہی میں اس 'نظام' سے مکمل علیحدگی اختیار کر لی... اپنے لیے حصولِ اسباب کے لیے آپ نے دیگر مہاجر و انصار مجاہدین کے ہمراہ ہندوستانی مالیاتی اداروں کو نشانہ بنایا... اس پر بھی آپ کی مذمت کی گئی... آپ کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے کیے گئے... اور فیلڈ آپ کے لیے تنگ کر دی گئی... مگر آپ ثابت قدم رہے، شریعت سے محبت کو ایک پل کے لیے بھی نہ چھوڑا... آپ انجان ترجمانوں اور فربہ قائدین کی طرح گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے غازی تھے...

آپ نے کمان دان ابو القاسم کی شہادت کے بعد فیلڈ میں مجاہدین کی جو ذمہ داری سنبھالی' اس کا حق بھی ادا کیا... نیشنل ہائی وے سے گزرنے والے ہندوستانی فوج کے قافلوں پر ہونے والے فدائین کے حملے اور گھات لگا کر کیے گئے حملے جو ہندوستانی فوج کے لیے پریشان کن تھے' سب آپ ہی کے ہاتھوں مرتب ہوئے... کون پامپور میں سی آر پی ایف کے کانوائے پر ہوئے اس تیز ترین حملے کو بھلا پایا ہے، یا جے کے ای ڈی آئی میں اللہ کے دشمنوں پر کاری ضرب... یہی وجہ تھی کے آپ بیک وقت دو ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کو مطلوب ہو چکے تھے...

کشمیر میں اپنا "امیج" خراب ہونے سے بچانے کے لیے پاکستانی خفیہ ایجنسی آپ کو شہید کروانا چاہتی تھی تو دوسری جانب ہندوستان آپ کی ترتیب دی کی عسکری کارروائیوں کے نتیجے میں اپنے مردار ہونے والے فوجیوں کی لاشیں وصول کرتا تنگ آ چکا تھا... اور پھر ہوا بھی وہی کہ اللہ کے دشمنوں نے شہید ابو دجانہ کی ایگزکٹ لوکیشن کا گھیراؤ کیا... اور محاصرے کا آغاز کسی خام اطلاع پر نہیں بلکہ حتمی خبر پر اور میڈیا پر ابو دجانہ کے محاصرے میں آنے کی خبر چلا کر کیا... بھارتی فوجی افسر، جو شہید ابو دجانہ کو ہتھیار پھینکنے کا کہہ رہا تھا... اس کے یہ الفاظ کشمیری مجاہدین اور شریعت پسند عوام کے دلوں پر رقم ہو چکے ہیں... وہ ملعون' شہید کو کہتا ہے..." دیکھ یہ لوگ (مجاہدین) بھی مارے جائیں گے... ان کو پار سے (پاکستانی فوج) بھی چھوڑیں گے نہیں اسی چیز (جہاد) میں ہی... ایسا کچھ نہیں ہے" اس گفتگو وہ بار بار یہ بات دہراتا ہے کہ ' یہ سب گیم ہے'...

بالآخر اللہ کا یہ شیر مسکراتے ہوئے اپنا محبوب ترین جام نوش کر گیا... دشمن کے سامنے سینہ سپر پہاڑ کی مانند ڈٹ کر کھڑا رہا... نہ ہونے کہ برابر وسائل بھی دشمن کے سامنے نہ جھکا، محاصرے توڑنے کے حوالے سے مشہور ان دو بھائیوں کے پاس آج صرف ایک ہی کلاشن کوف تھی اور مقابل کئی ہزار کی تعداد میں مشرک فوجی... مگر اللہ کے شیر نہ تو جھکے اور نہ جھکائے جا سکے... اور عین شہادت سے قبل محسنِ امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے قائم کردہ نظم سے چار مرتبہ پھر منسلک ہونے کا اعلان کیا... عامۃ المسلمین کی جانوں اور اموال

کے تحفظ کا پیغام دیتے ہوئے سبز جنتی پرندوں کے قالب میں رہائش اختیار کر گئے... اور بزبانِ عمل یہی بات کرتے پائے گئے...

صدا ہماری ہے ہر زباں پر نشاں ہمارے ہیں ہر روش پر
وطن کی مٹی گواہ ہے ہم پر ہمیشہ حق کی صدا رہے ہیں
نہ ہو گا جس پر خزاں کا قبضہ ہم ایسا گلشن بنا رہے ہیں
جو دشمنان بہار دیں ہیں ہم ہی سے اب خوف کھا رہے ہیں
اللہ اکبر رسول رہبر یہی ہے اپنا دستور اول

مگر ان کے وارث و محب جاں باز کب ان کے راستے کو اپنائیں گے... کب خفیہ پالیسیوں کو تج کر، پس پشت ڈال کر، ان گھٹیا پالیسیوں سے بغاوت کر کے وادی میں صدائیں دیتے چناروں کی نصرت کو آئیں گے... کہاں گئے وہ وعدے جو معسکر عمر بن خطاب ون میں شہید اجمل قصاب کے ساتھ باندھے گئے تھے... کہاں گئی وہ ہچکیاں جو سرد راتوں کی تنہائی میں بیت المجاہدین اور معسکر اقصیٰ میں مظلوم کشمیریوں کی خاطر لی گئی تھیں... اے اللہ کے شیرو! اجتمعوا کی صدائیں تو آج واقعی کشمیر سے شہید ابو دجانہ کا خون لگا رہا ہے... ظالم ایجنسیاں استاد ابو صخر و ابو مرصد شہید کے خون کا سودا کر چکیں... واللہ! کشمیر میں بہنے والا پاکیزہ خون ضائع کرنے کے جشن عروج پر ہیں... ایک جانب لال قلعہ و تاج ہوٹل کے معرکوں کی تاریخ رکھتے تم سے شیر ہیں تو دوسری جانب کفر کے سامنے بچھی جاتی یہ بزدل اور ناکام فوج اور اس کے غلام دھوکہ باز قائدین... جو کہ نہتے مظلوموں پر ظلم کو فتح سمجھتے ہیں اور جنگوں میں سے فرار ہو جاتے ہیں یا ہتھیار پھینک دیتے ہیں...

کشمیر صرف اسلام ہی کا قلعہ ہے... نہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور نہ ہی ہندوستان کا اٹوٹ انگ... شہید ابو دجانہ رحمہ اللہ اکثر کہا کرتے تھے کہ جو کہتا ہے 'کشمیر بنے گا پاکستان' اسے پاکستانی فوج میں جا کر بھرتی ہو جانا چاہیے... اس فوج کی ڈھاکہ و کارگل کی تاریخ بھی مجاہدین کے سامنے ہے اور ہندوستانی فوج کو کی گئیں مجاہدین کی مخبریاں بھی... دوسری جانب اے مجاہدو! تم ہو!... تمھیں اپنی ایمان افروز داستان شجاعت بھی یاد ہے... کبھی تم نریمان ہاؤس اور اوبرائے ہوٹل میں اللہ کے دشمنوں کو سبق سکھاتے ہو اور کبھی سرینگر ائیر پورٹ اور کفریہ بھارتی پارلیمنٹ تک تمہارے قدموں تلے روندی گئی...

تم شہید بابری مسجد استاد حذیفہ کے شاگرد ہو! تمھیں پالما شہیدؒ پکارتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھنا ہمارے خون سے دھوکہ نہ ہو جائے! واللہ تم ہی امارت اسلامیہ کے سپاہی غازی باباؒ کے ساتھی ہو! تم نے ہی شہید ابو طلحہ اور کمانڈر عبد اللہ یونی رحمہما اللہ کی بندوق کو اٹھانا ہے! اے ہند سے آزادی کے متوالو! کیا تم کمانڈر شمس الحق، عبد اللہ بانگرو اور شہید افضل گورو کی مقدس قربانیوں کو وطنیت یا دغا باز ایجنسیوں کی نذر کر دو گے یا شہید ابو دجانہ اور غازی بابا کی طرح شریعت یا شہادت کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہوئے ایودھیا کی بابری مسجد کو دوبارہ تعمیر کر کے دم لو گے... کیا تم صحابہ والی آزادی پانا چاہتے ہو یا گاندھی اور جناح والی... کیا مہاجرین کا خون رائیگاں جانے دو گے یا آسیہ و نیلوفر سمیت اس پاک باز روزہ دار ہندوستانی بہن کی عزت و ناموس کا بھی سودا کر لو گے؟ اللہ کی قسم! اگر کشمیریوں نے ذرا برابر بھی مداہنت دکھائی تو کل قیامت کے شہید ابو دجانہ اور شہید برہان وانی کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا پڑے گا... آج کشمیر کے مسلمان ہندوستانی مسلمانوں کے لیے بھی مشعل راہ ہیں... یہ مشعل جلتی رہنی چاہیے... حتی لاتکون فتنۃ... یہاں تک کہ ہند سے کفر و شرک کا فتنہ ختم ہو جائے... ویکون الدین کلہ للہ... اور دین سارے کا سارا اللہ ہی کے لیے ہو جائے... گریز سے لے کر کنہیا کماری تک کلمے والا مبارک پھریرا لہرانے لگ جائے اور بدبودار جمہوریت کی جگہ شریعت کا خوشبودار نظام آ جائے... یہ ہو گی آزادی اور یہ ہو گی شہدا کے خون سے وفاداری و محبت! اور یہی دنیا میں عزت و تمکن اور آخرت میں نجات کا راستہ ہے!!!

امیر جماعت القاعدہ برصغیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ کا قرآن اہل کشمیر کو جہاد پر بلا رہا ہے... کشمیر کے مسلمانوں کو شہیدوں کا خون غیرت دلا رہا ہے... اس جہاد کو از سر نو کھڑا کرنے کے لیے... آزاد قبائل کی سرزمین سے کشمیر کی آزادی کے لیے... سرینگر کے لال چوک پر اسلام کا پرچم لہرانے کے لیے... آزاد افغانوں کی دھرتی سے مقبوضہ ہندوستان کی آزادی کے لیے... تاریخ خود کو دہرانے والی ہے... سرزمینِ افغان سے ہندستان کی طرف قافلے رواں دواں ہیں... کسی خفیہ اشارے پر نہیں... کسی حکومتی پالیسی کی بنیاد پر نہیں... صرف اللہ کا حکم مانتے ہوئے... صرف اسی کے بھروسے پر... غزنوی و غوری کی یاد تازہ کرنے کے لیے... اورنگ زیب و ابدالی کے روندے ہوئے راستوں کو پھر سے روندنے کے لیے... دہلی میں کھڑے قطب مینار کی عظمت مسلمانوں کو واپس دلانے کے لیے... دہلی کے لال قلعہ پر اسلام کا جھنڈا پھر سے لہرانے کے لیے... اور دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر امیر المومنین کا خطبہ پھر سے گونجنے کے لیے... نہیں، نہیں... یہ کسی شاعر کا خواب نہیں... یہ ان اللہ والوں کا خواب ہے جنہوں نے اپنے رب کی مدد سے اس سے پہلے خوابوں کو بھی سچی تعبیر دی ہے... افغان سرزمین پر روس جیسی سپر پاور کو ذلت کی شکست کا خواب... اس

کے بعد اللہ کی سرزمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کا خواب...عالمِ اسلام کے بچے بچے کی زبان پر امیر المؤمنین کا لفظ عام کرنے کا خواب...اور اسکے بعد فرعونِ وقت امریکہ کی طاقت کا گھمنڈ اسی سرزمین پر چکنا چور کر دینے کا خواب!!!

اے کشمیر کے غیور مسلمانو!اے نوّے ہزار شہیدوں کے وارثو!اے ہندوستان میں بسنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو!یہ دور سچے خوابوں کا دور ہے...ان خوابوں کی سچی تعبیر کا دور ہے...یہ اسلام کی سربلندی اور کفر کے ٹوٹ کر بکھر جانے کا دور ہے...سو یقین جانیے...ہم اور ہمارے ساتھی کشمیر و دہلی پر اسلام کا پرچم لہرانے کے خواب دیکھ رہے ہیں...ہندو حکمرانوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لاتا ہوا دیکھ رہے ہیں... آیئے آپ بھی ان قافلوں کے راہی بن جایئے...سرزمینِ خراسان میں ہی اپنا مسکن بنا لیجیے...کشمیر کی آزادی اور بھارت کی بربادی کا خواب... آزاد سرزمین پر رہ کر ہی سچا ہو سکتا ہے ... آزاد جہاد کے لیے آزاد سرزمین ... آیئے اس قافلے میں شامل ہو جایئے"...

اور باذن اللہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا لشکر ابھی افغانستان میں امریکہ کو شکست دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ پیر پنجال کی چوٹیوں پر شہید ابو دجانہ اور شہید عارف للہاری رحمہااللہ کی صدائیں گونجنے لگیں اور ہندوستان کے مشرکین اور پاکستان کے خائنین کے آرام کدوں میں زلزلہ برپا کر گئیں..."عس چھ القاعدہ ستھ وابستہ" کی یہ صدائیں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے اس مشن ہی کا تسلسل تھیں جس کا ااظہار شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطاب میں کچھ یوں کیا تھا...

"آج ہم اللہ کے فضل سے عالمِ اسلام کا نقشہ پھر سے زندہ کرنے چلے ہیں... یہاں تک کہ عالم اسلام اللہ تعالی کے حکم سے خلافت کے جھنڈے تلے ایک ملک بن جائے...اور آج ہم اللہ کے فضل سے اہل ایمان کی تاریخ کا ایک پاکیزہ و روشن باب رقم کر رہے ہیں...ایک ایسے دور میں جب ظلم و جور اور کفر و فساد شرق و غرب میں ہر سو پھیل گیا...بس سعادت مند ہے وہ شخص جسے اللہ تعالی پرچم توحید تلے ثابت قدمی عطا فرمائیں"...

آیئے!کشمیر میں شریعت یا شہادت کے علم بردار اس سربکف لشکر حصہ بن جایئے جس میں بحمد للہ مہاجرین و انصار کی متعدد بہ تعداد جوق در جوق شامل ہوتی جا رہی ہے...

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

اللہ تعالی ہمیں حق سچ سمجھنے اور اس پر عمل کرتے ہوئے خوارج و مرجئہ کے شر سے بچتے ہوئے عین علی منہاج نبوۃ اپنے دین کو غالب کرنے کی توفیق عطا فرمائیں... ہمارے ہاتھوں اپنے دین کو غالب کر دیں اور ہمیں مقبول شہادت کی نعمت سے نوازیں...آمین

☆☆☆☆☆

"کسی بھی بے عمل سے بے عمل مسلمان کے لیے کیا اب بھی زندگی کا بوجھ کندھوں پر اٹھائے پھرتے رہنے کا کوئی جواز باقی ہے۔ مسلمانو!تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، جن کے متعلق اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ عرش کے قریب فرشتے اور خود اللہ تبارک و تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں، کائنات کی اُسی پاکیزہ ترین ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاکے بنائے جا رہے ہیں، اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حرمت کی پامالی اور تمسخر و گستاخیوں کی اجتماعی محافل برپا ہو رہی ہیں، پورے پورے دن، اللہ کے غضب کو بھڑکانے والے اس ذلیل ترین فعل کو سر انجام دینے کے لیے وقف ہو رہے ہیں...اور مسلمانو!تمہارا سوادِ اعظم میٹھی اور پر سکون نیند سے بے دار ہونے ہی کو تیار نہیں...انسانیت کے نام پر کلنک قرار پانے والے کفار کے اس گروہ کے بارے میں تو قرآن کا فیصلہ ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً (الاحزاب:۵۷)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

لیکن مسئلہ تو تمہارا ہے...میزان قائم ہو جانے والے دن جب تم میں سے ہر ایک کو فرداً فرداً کھڑا کیا جائے گا!اگر اُس دن ساقیٔ کوثر (صلی اللہ علیہ وسلم)، جام کوثر آگے بڑھاتے بڑھاتے رُک گئے اور اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے تمہاری سہل پسندیوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا دفاع نہ کرنے جیسے جرائم کی فہرست لا رکھی گئی تو سوچو کہ کس انجام سے دوچار ہو گے ؟؟؟ کیا اُس وقت تم اپنے ان مظاہروں، احتجاجوں اور ہڑتالوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کی جرأت کر سکو گے ؟؟ وہاں سے دھتکارے جانے کے بعد کیا کوئی جائے پناہ میسر ہو گی ؟؟؟

شیخ خالد الراشد فک اللہ اسرہ،

سابق امام مسجد نبوی علی صاحبہا السلام

اسے کیا لکھئے؟

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

سعودی عرب میں شاہ سلمان نے خشک سالی کی بنا پر نماز استسقاء کے لیے کہا تھا (حالیہ سیاسی جھاڑو پھیرنے سے پہلے)۔ اگرچہ ہمیں تو فکر تھی کہ مسلم ممالک کی سربراہی کانفرنس کی امامت تو ٹرمپ نے کروائی تھی اب خدا خیر کرے! لیکن ماڈریٹ ولی عہد شہزادے محمد بن سلمان نے اس سے پہلے ہی دھواں دھار طوفانی حکم ناموں کی بوچھاڑ کر دی۔ ۱۱ سعودی شہزادے، ۳۸ وزراء اور دیگر بے شمار اچانک دھر لیے گئے۔ ایک شہزادے کا ہیلی کاپٹر گر گیا اور وہ جاں بحق ہو گئے۔ ۲۰۸ اہم شخصیات زیر تفتیش ہیں۔ ۱۷۰۰ بینک اکاؤنٹ منجمد کر دیے۔ سفری پابندیاں عائد کر دی گئیں ان سب پر۔ وجہ بظاہر (پاکستان کی طرح) کرپشن، مالی بد عنوانی ہے۔

سعودی عرب کے حوالے سے سال بھر میں بے شمار خبریں ہوش ربا تھیں۔ مال و دولت کے بہتے دریاؤں کے ساتھ پوری دنیا نے حیران ہو ہو کر شاہ سلمان کے غیر ملکی دوروں کی خبریں پڑھیں۔ مارچ میں انڈونیشیا کا دورہ ۱۵۰۰ افراد کے ہمراہ کیا۔ اس میں ۲۵ شہزادے اور ۱۰ وزراء شامل تھے۔ ۴۶۰ ٹن سامان جس میں سونے کا پانی چڑھی برقی سیڑھی، ۲۱ مرسیڈیز سیلون گاڑیاں اور ۲ عدد برقی لفٹ مزید تھے! یہ شہزادے کون سے تھے؟ بدعنوان یا بے عنوان؟ پتہ نہیں چل سکا۔ رائٹر کی رپورٹ کے مطابق نو مسافر جیٹ طیارے درکار ہوئے تھے۔ جکارتہ پہنچانے کے لیے ۲۷ فلائٹیں اور بالی جزیرے کی تفریحات کے لیے مزید ۱۰ فلائٹیں استعمال ہوئیں۔ اس دورے میں انڈونیشیا اور سعودی عرب کے مابین دہشت گردی کے خلاف جنگ کا معاہدہ طے پایا! اگرچہ دورے کی مالی ہیبت ہی کمزور دلوں کو دہلانے کے لیے کافی تھی! پھر اکتوبر میں ایسا ہی دورہ ۱۵۰۰ افراد کے ہمراہ روس کا بھی ہوا۔ تاہم یہاں جہاز سے اترتے ہوئے سونا پھری برقی سیڑھی جواب دے گئی۔ اس مرتبہ اپنے قالین اور فرنیچر بھی ہمراہ لے گئے تھے۔ روزانہ ۱۷۶۴ پاؤنڈ خوراک ایک سعودی جہاز ریاض سے ماسکو ڈھوتا رہا۔ شاہ کی کافی بنانے والا کارندہ خصوصی بھی ہمراہ تھا۔ ۳ ملین ڈالر کا تو صرف ۲ لگژری ہوٹلوں کی مکمل بکنگ کا بل تھا۔ مراکش میں شاہ کا خرچ ۱۰۰ ملین ڈالر کا آیا تھا۔ ولی عہد شہزادے نے حال ہی میں ۵۸۰ ملین ڈالر کی لگژری کشتی (Yatch) خریدی ہے۔

یہ سب اس وقت ہو رہا ہے جب سعودی عرب میں تیل کی کمی کی وجہ سے سادگی مہم چل رہی ہے۔ غیر ملکی مسلمان معاشی بحران (یمن جنگ اور تیل) کی بنا پر دھڑا دھڑ نکالے جا رہے ہیں۔ نجانے یہ کرپٹ عیاش نکالے جانے والے شہزادے کس معیار پر فائز ہوں گے۔ ہم ٹٹ پونجیے کیا جانیں! اگرچہ کرپشن کی صفائی کے حوالے سے 'گارڈین' نے اپنے اداریے (۷ نومبر) میں جو اصطلاح استعمال کی ہے وہ دلچسپ ہے۔ وہ پاکستان کے ۷۰ سالوں اور اقتدار کے تمام دائروں پر بھی محیط ہے۔ یعنی "اوگین (Augean) اصطبل" کی صفائی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ (یونانی دیومالائی) شاہ آگیاس نے ہرکولیس (یونانی رستم) کو اوگین اصطبل کی صفائی کا حکم دیا جس میں مویشیوں کے ریوڑ سالہا سال سے بلا صفائی پل رہے تھے۔ ہرکولیس نے اس کی صفائی کے لیے دو دریاؤں کا رخ ادھر موڑ دیا! سو یہاں بھی دریا درکار ہیں جو نہ سعودی عرب میں موجود ہیں فراواں۔ اور ہم تو اپنے دریا ہندوستان کو بطور نذرانہ پیش کر چکے۔ لہسن پیاز اگانے تک کو پانی میسر نہیں اصطبل کیونکر دھلیں گے! یوں بھی آج دنیائے سیاست کے گرم حمام میں سے جب کسی کو نکال باہر کرنا ہوتا ہے تو 'کرپشن' ہی مناسب جانی جاتی ہے۔ 'پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو' والا محاورہ گھس گیا ہے۔ زرداری اور بلاول کی شباہت وہاں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

اس سارے انقلاب عظیم کے پس منظر میں ٹرمپ نے بے محابا خوشی کا اظہار کر کے بھانڈا پھوڑ دیا۔ ٹویٹ کر کے ٹرمپ نے سعودی شاہ اور ولی عہد پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کر دیا جس سے بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ ٹرمپ نے یہ بھی کہا: 'جن سے سختی سے نمٹا گیا ہے ان میں سے بعض اپنے ملک کو کئی سالوں سے 'دوہ' رہے تھے!' تو کیا اب تم دوہنا چاہتے ہو ہمارے مسلم وسائل کی گائے کو؟ ٹرمپ کی نگاہیں آرامکو پر گڑی ہیں جو محمد بن سلمان نیویارک سٹاک ایکس چینج کے ذریعے فروخت کرنے پر رضامند ہیں۔

مارچ ۲۰۱۷ء میں ٹرمپ سے ولی عہد کی وائٹ ہاؤس میں ملاقات ان تمام حالات کا ابتدائیہ تھا۔ مئی میں ریاض میں ۵۵ مسلمان ممالک کی سربراہی کانفرنس میں سربراہی اور کلیدی خطاب (امامت) کا اعزاز ٹرمپ کو بخشا گیا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ 'امریکی اسلامک ملٹری اتحاد' کہلایا۔ سانپ اور نیولے، بلی اور چوہے کا اتحاد ٹام جیری کارٹونوں پر پلے مسلمانوں کے ہاں ہی ممکن ہے۔ خواہ ان کے ممالک ۵۵ کی تعداد میں ہوں۔ سمندر کی جھاگ کی طرح بے وقعت، وہن زدہ، دنیا کے کیڑے، حب الدنیا اور کراہیۃ الموت (ابو داؤد) کے مارے۔ 'انصاف' کی فراہمی کے لیے بادشاہ نے (بنگلہ دیش، مصر ماڈل) نئے ۳۰ جج تعینات اور ۲۶ پرانے ججوں کو ترقی دی ہے۔ نیب کا تجربہ ہم بھی انہیں سمجھا سکتے ہیں۔

ٹرمپ مذکورہ کانفرنس میں خوشی سے دیوانہ ہو کر چیخ اٹھا تھا۔ امریکہ کے لیے نوکریاں ہی نوکریاں ڈالر ہی ڈالر۔ ڈوبتی امریکی معیشت کو سعودیہ سے منسلک کر کے 'دوہنے' کے معاہدے اپنی جگہ۔ مسلمانوں کے دین و ایمان اور عقیدے کے مضبوط مرکز مسلم دنیا کی شہ رگ پر 'ماڈریٹ اسلام' کا (مشرفی) کامیاب بھرپور وار اس پر مزید۔ مغرب اس غیر معمولی کامیابی پر شاداں و فرحاں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۳۹ پر)

عالمی تحریکِ جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

صومالیہ

یکم ستمبر: شمال مشرقی صومالیہ کے شہر بوصاصو میں جھڑپ کے دوران پنٹ لینڈ کے 35 سپاہی ہلاک ہوئے اور پچاس سے زیادہ اہل کار زخمی بھی ہوئے۔

6 ستمبر: جنوبی صومالیہ کی ولایت شبیلی السفلی کے شہر قریولی کے علاقے بولو شیخ میں غاصب ملک یوگنڈا کے فوجی بیس پر حملہ کر کے دسیوں اہل کار ہلاک کیے گئے۔

8 ستمبر: ولایہ شبیلی الوسطی کے شہر مہدای میں برونائی کی فوج پر لگائی گئی ایک کمین میں کم از کم 11 فوجی ہلاک ہوئے۔

9 ستمبر: شہر مہدای بورنی نامی علاقے میں برونائی کے فوجی بیس پر بھی حملہ کیا گیا۔ جس میں دشمن کو شدید نقصانات پہنچا۔

ولایہ ھیران وسط میں جبوتی کے فوجی کیمپ پر بھی شدید نوعیت کا حملہ کیا گیا ہے۔

ولایہ جوبا الاسلامیہ میں کفر کی آلہ کار 'بولو جدید' نامی مقامی "امن کمیٹی" کے مراکز پر بھی حملہ کیا گیا جہاں سے ڈھیروں غنائم حاصل ہوئے۔

10 ستمبر: صومالیہ اور کینیا کی خود ساختہ سرحد پر واقع بلدحاو نامی شہر پر مجاہدین نے مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ مجاہدین نے کارروائی کا آغاز استشہادی حملے سے کیا اور انغماسی دستے شہر میں دشمن مختلف مورچوں اور مراکز پر حملہ آور ہوئے۔ جس کے نتیجے میں 30 فوجی ہلاک ہوئے۔ دیگر دشمن دستے شہر سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اور مجاہدین نے شہر کے تمام فوجی بیس اور سرکاری عمارتوں کا کنٹرول سنبھال لیا۔ جس کے نتیجے میں بے شمار غنائم بھی ہاتھ آئے۔ جس میں دسیوں عام و بکتر بند گاڑیاں اور ہلکے و بھاری اسلحے کے ذخائر بھی شامل ہیں۔ اس کارروائی کے دوران شہر کی مرکزی جیل توڑ کر کئی قیدی بھی چھڑوا لیے گئے!

13 ستمبر: ولایہ ھیران وسط کے شہر جللقسي میں جبوتی کی افواج کے بیس اور چوکیوں پر طوفانی حملہ کیا گیا جس میں دشمن کو سخت جانی و مالی نقصان کا سامنا ہوا۔

ولایہ شبیلی الوسطی کے شہر مہدای میں برونائی کے فوجی اڈے پر حملہ کیا گیا جس میں درجنوں سپاہی ہلاک ہوئے۔

16 ستمبر: صومالیہ اور کینیا کی خود ساختہ سرحد پر قائم تزویراتی (اسٹریٹجک) اہمیت کے حامل شہر عیلواق پر قابض سرکاری افواج سے جنگ کے بعد مجاہدین نے شہر پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا اور فوجیں شہر سے فرار ہوگئیں۔ مجاہدین نے شہر کی سرکاری عمارات اور فوجی تنصیبات پر مکمل تمکن حاصل کر لیا ہے اور غاصب فوج کی جانب کھڑے کیے گئے عامۃ المسلمین کے غذائی اجناس سے متعلق مسائل کو بھی حل کیا گیا۔ شہر سے حاصل ہونے والے غنائم میں کئی بکتر بند اور سادہ گاڑیاں، اسلحے اور خوراک کے ذخائر شامل تھے۔

اس سے قبل قریبی شہر بلدحاو بھی فتح کیا گیا جہاں جھڑپ کے دوران 40 فوجی بھی ہلاک ہوئے۔

20 ستمبر: ولایہ شبیلی الوسطی کے شہر مہدای میں برونائی کے فوجی بیس پر حملے میں درجنوں ہلاک و زخمی ہوئے۔

دوسری جانب کینیا اور صومالیہ کی خود ساختہ سرحد پر قائم شہر بلدحاو کے قریب مجاہدین کی کمین میں کینیا کے چار فوجی ہلاک ہوئے۔

24 ستمبر: ساحلی شہر کسمایو کے قریبی قصبے میں بارودی سرنگ سے امریکی فوج کی بکتر بند گاڑی تباہ کر دی گئی گاڑی میں موجود تمام صلیبی ہلاک ہوئے۔

25 ستمبر: ولایہ جیذو جنوبی کے شہر باردیري کے قریب اسٹریٹجک (تزویراتی) اہمیت کے حامل ایک اہم قصبے تراکو پر کینیا کی افواج کے فرار کے بعد مکمل قبضہ کر لیا گیا۔

26 ستمبر: ولایہ شبیلی السفلی جنوبی کے شہر بولو مریر میں یوگنڈا کی افواج کی ایک بکتر بند دوران گشت بارودی سرنگ دھماکے سے مکمل تباہ کر دی گئی۔ جس سے گاڑی میں موجود تمام افراد ہلاک ہوئے۔

28 ستمبر: مقدیشو سے 60 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع قصبہ بریری میں سرکاری افواج کے اڈوں پر دو استشہادی حملوں کے بعد عمومی کارروائی کی گئی۔

بریری شہر پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا گیا دسیوں مرتدین ہلاک ہوئے۔ 7 بکتر بند گاڑیوں سمیت اسلحے کے بڑے ذخائر غنیمت کر لیے گئے۔

یکم اکتوبر: جنوب مغربی صومالیہ کی اسلامی ولایت باي وبکول کے شہر حدر کے قریبی علاقے تید پر مرتدین سے سخت جنگ کے بعد مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ کئی فوجی ہلاک، جب کہ اسلحے کا بڑا ذخیرہ مجاہدین کو بطور غنیمت میسر آیا۔

بیدوا شہر کے ائیر پورٹ پر موجود ایتھوپیا کے فوجی دستوں کو بھی ہاون (مارٹر) کے گولوں سے نشانہ بنایا گیا جس سے دشمن کو شدید مالی و جانی نقصان پہنچا۔

2 اکتوبر: مقدیشو کے قریبی ھرواکے علاقے میں بارودی سرنگ کے حملے میں یوگنڈا کے فوجی قافلے کی بکتر بند فوجی گاڑی تباہ ہوئی اور کئی فوجی ہلاک ہوئے۔

مجاہدین نے بولو مریر جلوبین قصبے کے درمیان گشت کرنے والے یوگنڈا کے فوجیوں پر بارودی سرنگ سے دھماکہ کیا گیا جس کے نتیجے میں یوگنڈا کے تین سپاہی ہلاک ہوئے۔

ولایہ باي وبکول کے شہر دینسور میں ایتھوپیا کے فوجی اڈے پر ہاون کے گولوں سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں دشمن کو شدید مالی و جانی نقصان کا سامنا ہوا۔

مقدیشو کے علاقے یاقشید میں سرکاری ملیشیا کے اجتماع پر دو گرنیڈ حملے ہوئے۔

اس سے قبل فتح کیے گئے قصبے تید کے قریب فوج کے 5 اہل کار ہلاک کر دیے گئے اور انکا اسلحہ غنیمت بنا۔

3اکتوبر: دارالحکومت مقدیشو کے علاقے ودجر میں ایک سرکاری افسر ہلاک کر دیا گیا۔

اسی طرح 30 کلو میٹر دور شہر افجوی میں بھی ایک کاروائی کے نتیجے میں کم از کم دو سرکاری افسران ہلاک ہوئے۔

4اکتوبر: مقدیشو سے 50 کلو میٹر جنوب مغرب میں آل یاسر نامی علاقے میں بارودی سرنگ کے حملے میں 9 فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔ ولایہ شبیلي الوسطی کے شہر مهداي کے قریب بارودی سرنگ کے حملے میں برونائی کے فوجیوں کی بکتر بند گاڑی تباہ اور گاڑی میں موجود تمام سپاہی ہلاک ہوئے۔

6اکتوبر: مقدیشو کے علاقے ودجر میں مجاہدین کے گرنیڈ حملے میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔

7اکتوبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر قریولی میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں یوگنڈا کی فوجی بکتر بند گاڑی تباہ اور سوار ہلاک ہوئے۔

کلم 60 میں یوگنڈا کے فوجی بیس پر حملے میں دسیوں ہلاک اور زخمی ہوئے۔

اسلامی ولایت جوبا کے شہر جلب میں 4 فوجیوں نے خود کو مجاہدین کے حوالے کیا۔

اسلامی ولایت باي وبکول کے جنوب مغربی قصبے بوردحلي میں ایتھوپیا کے فوجی قافلے پر کمین (گھات) لگائی گئی۔ جس کے نتیجے میں قافلے میں موجود گاڑیاں تباہ اور فوجی ہلاک ہوئے۔

8اکتوبر: مقدیشو کے علاقے علیشا میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں یوگنڈا کی بکتر بند گاڑی تباہ اور فوجی ہلاک ہوئے۔

مقدیشو سے 30 کلو میٹر دور افجوی شہر کے علاقے عدودبلي میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں فوج کے دسیوں اہل کار ہلاک ہوئے۔

9اکتوبر: شہر بوصاصو میں پنٹ لینڈ کے 7 سپاہی ہلاک اور گیارہ زخمی کر دیے گئے

نقل وحمل کی وزارت کا ذمہ دار عبداللہ اسرائیل، مقدیشو کے علاقے در کینلي میں مجاہدین کے گوریلا حملے میں ہلاک ہوا۔

ولایہ شبیلي السفلی کے شہر قریولي میں مجاہدین اور افریقی یونین کی فوجوں میں سخت جنگ ہوئی جس میں دشمن کو شدید مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

بریري قصبے کے فوجی بیس میں صومالی آرمی چیف کی آمد کے موقعے پر ہاون کے گولوں سے حملہ کیا گیا جس میں دشمن کے کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

10اکتوبر: جنوب مغربی صومالیہ کی اسلامی ولایت باي وبکول کے شہر واجد میں ایتھوپیا کی فوجی بکتر بند بارودی سرنگ کے دھماکے میں تباہ اور سوار ہلاک ہوئے۔

ساحلی شہر کسمایو میں بھی ایک اہل کار ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔

12اکتوبر: مقدیشو کے قریب بصرة نامی قصبے میں صومالی فوج کے ایک مرکز پر حملے میں 6 سرکاری اہل کار ہلاک اور مرکز میں موجود اسلحہ غنیمت بنالیا گیا۔

شہر کسمایو میں سرکاری افواج کو کمک پہنچانے والی گاڑی کو بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ کر دیا گیا جس سے تمام سوار ہلاک ہوئے۔

مقدیشو سے 60 کلو میٹر جنوب مغرب کے قصبے بریري میں فوجی بکتر بند بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ اور تمام سوار ہلاک ہوئے۔

مقدیشو ہدن نامی علاقے میں بھی فوجیوں پر گرنیڈ سے حملہ کیا گیا۔

15اکتوبر: ولایہ شبیلي الوسطی کے شہر مهداي میں برونائی کے فوجی قافلے پر ہونے والے بارودی سرنگ کے دھماکے میں دو فوجی ہلاک اور دیگر زخمی ہو گئے۔

کسمایو میں بھی مجاہدین کے حملے میں 6 فوجی ہلاک ہو گئے۔

16اکتوبر: مقدیشو سے 30 کلو میٹر شمال مشرق میں شہر بلعد میں سرکاری افواج کے اڈوں پر طوفانی حملہ کیا گیا اور مقدیشو سے 30 کلو میٹر جنوب مغرب میں افجوی شہر کے فوجی اڈوں پر حملے کیے گئے جن میں کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

18اکتوبر: ولایت شبیلي السفلی کے علاقے کلی آفماد میں یوگنڈا کی ایک بکتر بند گاڑی کو بارودی سرنگ کے دھماکہ سے تباہ کیا گیا، جس میں سوار تمام اہل کار ہلاک ہوئے۔ جائے وقوعہ پر آنے والے دیگر یوگنڈین دستوں کو ایک اور بارودی سرنگ کے دھماکے سے نشانہ بنایا گیا۔ جس سے دسیوں موقع پر ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

21اکتوبر: ولایہ شبیلي السفلی کے شہر قریولي کے علاقوں دنو اور مشلاي میں مختلف حملوں میں یوگنڈا کے کئی فوجی ہلاک ہوئے۔

22اکتوبر: جنوبی صومالیہ کی اسلامی ولایت شبیلي الوسطی کے شہر مهداي کے علاقے علي فولدیري میں برونائی کے فوجی اڈے پر شدید حملہ کیا گیا جس میں کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

24اکتوبر: مقدیشو سے 30 کلو میٹر جنوب مغرب میں واقع افجوی شہر میں فوجوں کے مراکز پر حملے میں دسیوں ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

25اکتوبر: ساحلی شہر کسمایو میں چار فوجی ہلاک اور اسلحہ غنیمت ہوا۔

27اکتوبر: کسمایو میں سرکاری افواج کے مراکز پر ہاون کے گولوں سے حملے میں دشمن شدید نقصان سے دوچار ہوا۔

ولایہ شبیلي الوسطی کے شہر بلعد بارودی سرنگ کے دھماکے میں دشمن کی گاڑی تباہ اور سوار تین اہل کار ہلاک ہوئے۔

29اکتوبر: مقدیشو میں صدارتی محل سے چند میٹر کے فاصلے پر NASA ہوٹل پر دو فدائی مجاہدین اور بقیہ انغماسیوں سے شدید حملہ کیا گیا جس میں کئی انٹیلی جنس افسران اور ارکان پارلیمنٹ سمیت 70 اعلیٰ عہدیدار ہلاک اور بیسیوں زخمی ہوئے۔ مجاہدین کے مطابق حملے کا

آغاز ہوٹل کے داخلے پر بارود بھری گاڑی کے ذریعے استشہادی حملے سے ہوا۔ اور اس کے نتیجے میں ہوٹل کی 3 منزلیں منہدم ہو گئیں، اس کے بعد ہوٹل میں بچے کھچے افراد کا صفایا کرنے کے لیے دو انغماسی بھائی ہوٹل میں داخل ہو گئے اس کا مکمل کنٹرول سنبھال لیا۔ دوسرا استشہادی حملہ ہوٹل کی جانب بڑھتے سرکاری اہل کاروں کے قافلے پر ہوا جو ہوٹل میں پھنسے اپنے ساتھیوں کی کمک کو جارہے تھے۔ انغماسی بھائیوں اور سرکاری افواج کے مابین جنگ مسلسل 13 گھنٹے تک بلا وقفہ جاری رہی۔ مقتولین میں ایتھوپیا کے شرارت خانے کا کونسل جنرل، جنوب مغربی صومالیہ کا وزیر داخلہ، صومالی اسمبلی کا سابق نائب اسپیکر عبدالناصر جارانی، وزارت داخلہ کا مشیر زکریا گپ، چیف اف جنرل سٹاف کا مشیر جنرل عبدالرحمان خالف، مقدیشو کے مشرقی حصے کے لیے آپریشنز اور استخبارات کا انچارج موسیٰ محمد، مرکزی ڈائریکٹوریٹ سے یوسف وینہ سمیت درجنوں فوجی اور سپیشل کمانڈوز شامل تھے۔ اس حملے میں مقتولین کے علاوہ افسران وسپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد زخمی ہو کر ہمیشہ کے لیے نشان عبرت بھی بنی۔ زخمیوں میں امریکی تربیت یافتہ ایلفا گروپ کا آپریشنل چیف شریف عبد العلی اور عمر عبداللہ شامل ہیں، اس کے علاوہ وارن نامی سپیشل سکیورٹی گروپ کا کمانڈر محمد حسن بھی دیگر درجنوں افسران سمیت زخمی ہوا ہے۔

مقدیشو کے علاقے یاقشید میں بھی سرکاری بحریہ کا ایک اہل کار ہلاک کر دیا گیا اور اسلحہ غنیمت ہوا۔

30 اکتوبر: یوگنڈا کی فوجوں کے فرار کے بعد مجاہدین نے ساحلی شہر براوی کے قریب رسدائی نامی قصبہ پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔

31 اکتوبر: مقدیشو کے علاقے تریدشي میں فوج کا کارندہ ہلاک کر دیا گیا۔

ولایہ ھیران وسط کے شہر بقاقبلي میں مسلمانوں کے خلاف جبوتی کی افواج کے لیے جاسوسی کرنے شخص علی احمد عدو پر شرعی عدالت کا فیصلہ لاگو کر دیا گیا۔

ولایہ شبیلي السفلی کے شہر قریولي میں یوگنڈا کے فوجی مراکز پر تعارض کے نتیجے میں 8 فوجی اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

یکم نومبر: جنوب مغربی صومالیہ کے شہروں بیدوا اور بورھکبا کے درمیانی روڈ پر کمین (گھات) کے نتیجے میں فوجوں کی دو گاڑیاں تباہ ہو گئیں، متعدد اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

3 نومبر: مقدیشو کے علاقے ھروا میں فوج کا ایک اہل کار ہلاک کر کے اسکا اسلحہ غنیمت کر لیا گیا۔

اسلامی ولایت شبیلي السفلی میں شرعی عدالت نے ایک زانیہ پر حد نافذ کر دی۔

افجوی شہر میں فوجوں پر مجاہدین نے دو گرنیڈ حملے کیے۔ کئی اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے ہدن میں ایک سرکاری انٹیلی جنس افسر کو ہلاک کر دیا گیا۔

ولایہ بای وبکول میں کے شہروں حدر اور علیبردي کے درمیان لگائی گئی ایک کمین میں فوج کی ایک فوجی گاڑی تباہ اور چار اہل کار ہلاک ہو گئے۔

5 نومبر: پنٹ لینڈ کی انتظامیہ کے تحت جالکعیو شہر کا ڈپٹی میئر اسوقت شدید زخمی ہو گیا جب مجاہدین نے اس کی گاڑی کو مقناطیسی بم کے دھماکے سے تباہ کر دیا۔

مقدیشو کے علاقے ھذن میں کمانڈوز نے فوج کا ایک ملازم ہلاک کر دیا۔

ولایہ شبیلي الوسطی کے شہر مہداي میں مجاہدین کی کمین میں آکر دو فوج ہلاک، اسلحہ غنیمت۔

6 نومبر: افجوی شہر اور بصرۃ قصبے کے درمیان مجاہدین کے ہاتھوں ایک فوج ہلاک اسلحہ غنیمت ہوا۔

7 نومبر: اسلامی ولایت جوبا کے شہر بؤالی میں شرعی عدالت نے ایتھوپیا اور صومالیہ کی انٹیلی جنس کے لیے کام کرنے 4 جاسوسوں پر اللہ کا حکم نافذ کر دیا۔

مقدیشو کے علاقے یاقشید میں مجاہدین کے ہاتھوں فوج کا ایک سپاہی ہلاک ہو گیا

9 نومبر: ہدن میں فوج کا اہل کار مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

ہدن ہی میں اعلیٰ حکومتی عہدے دار کی گاڑی کو مقناطیسی بم سے تباہ کرنے ذمہ داری حرکۃ الشباب المجاہدین نے قبول کر لی۔

متصلہ علاقے بصرۃ میں مجاہدین فوجی ہجوم پر حملہ کرتے ہوئے تین اہل کار ہلاک کر دیے۔

مقدیشو کے علاقے ھروا میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے 3 انٹیلی جنس افسران ہلاک ہوئے۔

10 نومبر: چار دن کی مسلسل جنگ کے بعد مقدیشو سے 40 کلومیٹر شمال میں تزویراتی اہمیت کے حامل علاقے البصرۃ پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا گیا۔ امریکی سپیشل فورسز اور مقامی مرتدین علاقے سے فرار دشمن کو شدید جانی ومالی نقصان پہنچا۔

صومالیہ کے شہر جالکعیو میں مجاہدین نے پنٹ لینڈ کی انٹیلی جنس کا اہل کار مار گرایا۔

جنوب مغربی صومالیہ کے شہر بیدوا میں سرکاری افواج کے ایک بڑے قافلے کو کمین میں جکڑ لیا۔

12 نومبر: جنوب مغربی صومالیہ کے شہر بیدوا کے قریب مجاہدین نے فوجوں کے قافلے کو کمین میں جکڑ کر 8 فوجی ہلاک اور 9 زخمی کر دیے۔

ولایہ جیذو کے قصبے بوسار میں کینیا کے فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔

14 نومبر: مقدیشو کے علاقے ھروا میں دشمن کے اکٹھ پر دستی بم پھینکا جس سے دشمن کو جانی ومالی نقصان کا سامنا ہوا۔

ساحلی شہر مرکا کے علاقے کلم 60 میں افریقی یونین کی فوج کے ایک قافلے کو کمین میں جکڑ لیا۔ کئی بکتر بند گاڑیاں تباہ ہوئیں اور دسیوں سپاہی ہلاک ہوئے۔

مقدیشو کے علاقے تریدشي میں امریکی فوج کے ایک قافلے پر استشھادی حملے میں 5 امریکی فوجی ہلاک اور بکتر بند گاڑی تباہ ہوگئی۔

یمن:

27 ستمبر: ولایہ بیضا کے علاقے طیاب کے مرکز میں انصار الشریعہ کے مجاہدین نے کمین میں حوثی کفار کا مکمل مجموعہ ہلاک کر دیا۔

29 ستمبر: الصافیہ روڈ پر موجود مرکز الثقافۃ والاعلام میں ڈیرہ جمائے حوثیوں پر ہاون کے گولے برسائے جس میں دشمن کو سخت ہزیمت کا سامنا ہوا۔

2 اکتوبر: ولایہ ابین شہر مودیۃ میں سرکاری ریپڈ رسپانس فورس کے ایک قافلے پر کمین کے دوران ایک بکتر بند گاڑی تباہ، اور دسیوں اہل کاروں ہلاک ہوئے۔

3 اکتوبر: ساحلی شہر مکلاء کے علاقے ادیس میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں دو سرکاری کمانڈر ہلاک ہوئے اور گاڑی تباہ ہوئی۔

4 اکتوبر: یمن ولایہ حضر موت کے شہر سیئون میں سرکاری کمانڈوز کے بیس کے عین باہر مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ کا دھماکہ، دشمن کی صف اول کے کئی اہم کمانڈوز مردار ہوئے۔

6 اکتوبر: ولایہ ابین کے مودیۃ میں سرکاری حفاظتی دفاع کے کمانڈوز کی دو گاڑیوں کو بارودی سرنگ کے دھماکوں میں تباہ کیا گیا، جس سے تمام سوار ہلاک ہوئے۔

7 اکتوبر: ولایہ ابین کے شہروں شقرۃ اور زنجبار کے درمیانی کے علاقے میں فوج کے سریع الحرکت دستے کو کار بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ جس میں کمانڈر 'الشنینی' سمیت دسیوں اہل کار ہلاک ہوگئے۔

8 اکتوبر: ولایہ ابین کے علاقے مودیۃ میں فوج کی گاڑی کو بارودی سرنگ کے دھماکے میں تباہ کر دیا گیا جس سے تمام سوار ہلاک ہوئے۔

13 اکتوبر: ولایہ رداع کے علاقے القریشیہ میں ایک حوثی سنائپر کا نشانہ بن کر ہلاک ہوا۔

14 اکتوبر: ولایہ البیضا کے شہر طیاب میں مجاہدین نے سنائپر سے ایک حوثی جنگجو ہلاک کر دیا۔

15 اکتوبر: ولایہ ابین کے علاقے الوضیع میں سرکاری کمانڈوز پر بارودی سرنگ سے دھماکہ کیا گیا جس میں کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

18 اکتوبر: ولایہ ابین کے علاقے مودیۃ میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے دسیوں سیکورٹی وانٹیلی جنس اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

21 اکتوبر: ولایہ رداع کے علاقے الکعب میں سرکاری اہل کاروں کے ایک مجمع پر دو بموں سے حملہ کیا گیا جس میں کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

22 اکتوبر: ابین میں مودیۃ شہر کے مشرق میں موجود فوج کے ٹریننگ سنٹر پر ہونے والے حملے میں پچاس سے زیادہ اہل کار وافسران ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ دسیوں سادہ و بکتر بند گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔ انصار الشریعہ کے عسکری مصدر کے مطابق حملے کا آغاز خفیہ طریقے سے ٹریننگ سنٹر کے اندر پہنچائی گئی بارود بھری گاڑی کے دھماکے سے ہوا۔ جس کے سبب کئی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اسکے بعد چار انغماسی بھائی عمارت میں داخل ہوگئے اور اس کا کنٹرول سنبھال لیا۔ انغماسی مجاہد بھائیوں نے دشمن کی کمک کو آنے والے دستے سے شدید جنگ کی یہاں تک دشمن کی کمک کو اضافی فوجی دستے پہنچے۔ ان جھڑپوں میں بھی دشمن کی ایک متعدد بہ تعداد ہلاک ہوئی۔ اور چاروں انغماسی بھی شہید ہوئے۔ (نحسبہم کذالک واللہ حسیبہم)۔ یہ حملہ الحزام الامنی کی فوجوں کی جانب سے جنگی اخلاقیات کی پامالی، اور بے رحمی سے عامۃ المسلمین کے ہلاک اور گھروں کی تباہی پر بدلے کی ابتدائی کڑی تھا۔

30 اکتوبر: ولایہ ابین کے علاقے المحفد میں الحزام الامنی کے فوجیوں کو بارود بھری گاڑی سے نشانہ بنایا گیا۔ دسیوں ہلاک، کئی زخمی ہوئے۔

31 اکتوبر: ولایہ اِب کے علاقے مریس کے محاذ پر مجاہدین نے بارودی سرنگ کے دھماکے اور بھاری ہتھیاروں کی فائرنگ سے 9 حوثی جنگجو ہلاک کر دیے۔

ولایہ ابین کے علاقے عقد میں بارودی سرنگ کے دھماکے سے الحزام الامنی کے سپاہیوں کی گاڑی سواروں سمیت تباہ ہوگئی۔

ولایہ ابین ہی کے علاقے مودیۃ میں لحمر جانے والے راستے پر بارودی سرنگ کے دھماکے میں الحزام الامنی کی گاڑی مکمل تباہ، کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

3 نومبر: ولایہ حضر موت کے علاقے شبام میں سیئون ائیر بیس کا ملازم اور نیشنل سیکورٹی سروسز کارکن ایک خفیہ حملے میں ہلاک کر دیا۔

4 نومبر: ولایہ شبوۃ کے علاقے المصینعۃ کے قریب بارودی سرنگ کے دھماکے میں قوات النخبۃالشبوانیۃ کے تابع کئی فوجی ہلاک ہوئے۔

ولایہ حضر موت کے شہر مکلا کے مغرب میں گراڈ میزائل سے غاصب مرتدین کے مرکز بم باری کی۔ شدید مالی وجانی نقصانات

13 نومبر: ولایہ البیضاء میں الجماجم، الحجج اور الجردی کے محاذوں پر مجاہدین نے اہلسنت کے قاتل حوثی کفار پر یکلخت حملے میں 23 جنگجو ہلاک اور 2 گرفتار کر لیے۔ مجاہدین نے غنائم میں 12 کلاشنکوف 2 پیکا مشین گنیں 2 آر پی جی راکٹ کے گولے حاصل کیے۔ مقتولین میں کتائب الحرس الجمہوری کا ایک قائد جبر علی عبد اللہ السعیدی بھی شامل تھا۔

مالی:

15 اکتوبر: مالی افواج کے ایک اڈے کو مارٹر کے گولوں سے نشانہ بنایا گیا جس میں چار فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔

18 اکتوبر: جماعت نصرۃ الاسلام والمسلمین کے مجاہدین میں سے ایک دستے نے اللہ کی مدد سے مالی فوج کے کمانڈوز سے شدید جھڑپوں کے بعد ولایت کولیکورو کے قصبے مورجۃ پر قبضہ کر لیا۔ علاقے کے فوجی مرکز پر حملے کے دوران مرکز، اور تین فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں، غنائم میں ایک فوجی گاڑی کے علاوہ کثیر مقدار میں اسلحہ بھی شامل ہے۔

20 اکتوبر: بزنکا نامی قصبے میں کمین لگا کر کئی فوجی ہلاک کر دیے گئے، فوجی گاڑی سمیت اسلحہ غنیمت ہوا۔

23 اکتوبر: ولایہ سیقو کے علاقے جوري اور وان میں مالی کی سرکاری افواج کے دو مراکز پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا گیا۔ دشمن کے مراکز سے مجاہدین کو کثیر غنائم بھی ملے۔

24 اکتوبر: ولایہ موبتي میں تینڪنکو اور جاکی کے درمیان روڈ پر بارودی سرنگ کے دھماکے میں سرکاری افواج کی ایک گاڑی تباہ اور سوار ہلاک ہو گئے۔

25 اکتوبر: مجاہدین نے سنبي کے ایک فوجی اڈے پر حملہ کیا، جہاں مسلمانوں کے وسائل لوٹنے پر مامور فرانسیسی کمپنی 'ساتوم' نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ جھڑپوں کے نتیجے میں دو فوجی ہلاک کئی زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے فوجی مرکز پر قبضہ کرنے کے بعد مختلف اقسام کا، کثیر تعداد میں اسلحہ، گاڑی اور دیگر عسکری سامان کا ذخیرہ بھی غنیمت کر لیا۔ غاصب کفار کی کمپنی سے متعلق درجنوں گاڑیاں نظر آتش کر دی گئیں۔ اور بحمد للہ تمام مجاہدین محفوظ اپنے مراکز میں لوٹ آئے۔ کیدال میں بھی مجاہدین نے درانداز فوجی اتحاد کی ایک گاڑی کو بارودی سرنگ کے دھماکے سے تباہ کر دیا۔

یکم نومبر: ولایہ موبتي میں تینڪنکو شہر کے علاقوں جافرابي اور دیاکے درمیانی راستے پر اعلیٰ حکومتی عہدیدار اور اسکے ساتھ سفر کرنے والے ایک فوجی قافلے کو بارودی سرنگ کے دھماکے اور کمین سے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں سرکاری اطلاعات کے مطابق پانچ اہل کار ہلاک اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہوئی

5 نومبر: ولایہ سیقو کے شہر بلا میں سرکاری افواج' مجاہدین سے سخت جنگ کے بعد فرار ہو گئی۔ مجاہدین نے فوجی مرکز پر قبضہ کرتے ہوئے ہلکے اور بھاری اسلحے کے ذخیرے پر قبضہ کر لیا۔

6 نومبر: ولایہ موبتي کے شہر کونا میں مجاہدین نے سرکاری افواج اور درانداز فوجی اتحاد کے ایک قافلے کو محکم ترین کمین میں جکڑ لیا جس کے نتیجے میں 3 فوجی گاڑی تباہ اور کئی اہل کار دسیوں زخمی ہو گئے۔

ولایہ ٹمبکٹو کے شہر انیافونکی کے علاقے سونبی میں سرکاری وزیر کے قافلے بارودی سرنگ کے دھماکے میں دسیوں فوجی اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے۔

7 نومبر: ولایہ موبتي کے شہر تینڪنکو کے علاقے جاک میں بارود سرنگ کے دھماکے سے فوج کی ایک فوجی گاڑی تباہ۔ کئی سوار ہلاک ہوئے۔

الجیریا:

کتیبۃ الفتح کے شہسوار بن عیسٰی بوسۃ ابو جہاد نے تیارت شہر میں عید کے روز استشہادی حملہ سر انجام دیا جس کے نتیجے میں بیش تر سپاہی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

مصر:

یکم اکتوبر: حرکتہ سواعد مصر نے قاہرہ میں برما کے سفارت خانے پر بم حملہ کیا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسے کیا لکھئے؟

اکنامسٹ کے مطابق 'سیکولر عرب مطلق العنان آمروں کی نئی کھیپ عرب دنیا میں جگہ لینے کو ہے جو بہت جلد اپنے مضبوط سیکولر (بنانے کے) ایجنڈے کے ساتھ اسلامیوں کی مخالفت کو پیچھے چھوڑ جائے گی۔ متوسط طبقے کے حلقوں کو راضی کر لے گی۔ ظلم و جبر کے آہنی ہاتھ کے ساتھ یہ یوں آگے چلے گی کہ جہاں عورتیں بلا نقاب سب کے بیچ بیٹھ کر شیشہ پی سکیں گی اور اسی طرح کی دیگر سہولیات کے مزے لوٹ سکیں گی'۔ (الجزیرۃ، حامد دباشی بحوالہ اکنامسٹ، ۵ نومبر)

محمد بن سلمان کی وژن ۲۰۳۰ء پالیسی ہو یا ۲۱ مئی کو تبوک میں ہونے والا میوزیکل کنسرٹ، سعودی اور امریکی ناچنے گانے والے، ٹرمپ کے دورے کے دوران، سٹیج پر گاتے بجاتے، اسی کا آغاز ہیں۔ تاہم کم عمر، ناتجربہ کار شہزادے کے اتنی تیز رفتاری کے ساتھ جنگجویانہ، جارحانہ بے دھڑک اقدامات علاقائی اور سعودی استحکام اور سالمیت کے لیے خطرہ، مسلم دنیا سانس روکے دیکھ رہی ہے۔ امریکہ کا طریق واردات یہی ہے کہ وہ مسلم دنیا کو آپس میں الجھا دے۔ وہ معاشروں میں سیاسی، سماجی، گروہی، معاشی انتشار برپا کرتا ہے۔ عراق کو کویت پر چڑھا کر جنگ خلیج کی آڑ میں پورے خطے پر اپنی فوجیں لا مسلط کیں۔ سعودی عرب کو یمن میں الجھا دیا۔ کردوں کو اٹھا کھڑا کیا۔ شام میں جارحیت کے سارے دروازے کھول دیے۔

سعودی ولی عہد کو قطر کے خلاف کھڑا کر کے شدید بحران پیدا کیا۔ اب شہزادے میاں ایران کو بھی دھمکانے چلے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں ایک گریٹ گیم چل رہی ہے۔ ایران ہر جاسینگ پھنسائے بیٹھا ہے۔ اسرائیل کی جنگی تیاریاں عروج پر ہیں۔ یاد رہے کہ ٹرمپ ریاض میں اپنی کامیابی کے بعد اسرائیل اور پھر ویٹی کن گیا۔ اس کے یہودی داماد کی سعودی عرب آمد و رفت اور درپردہ اسرائیل سے تعلق کی کہانیاں، حریری کا استعفیٰ۔ مسلمانوں کے قلب میں خنجر گھونپنے کے آثار ہیں۔ خاکم بدہن! تاہم جبر کی کند چھری سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو ذبح کرنے والے یہ نہ بھولیں:

؎ مسلسل جبر سہنے سے دلوں میں ڈر نہیں رہتے!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

کینیا، ابھی تو یہ آغاز ہے پیارے!

۱۶/اکتوبر ۲۰۱۱ کو کینیا کی فوجیں جدید سرحدوں کو روندتی ہوئیں جنوبی صومالیہ میں داخل ہوئیں۔ یہ کینیا سے باہر کینیا کی پہلی بڑی فوجی مہم تھی۔ اس دراندازی کے ۶ سال بعد گرتی پڑتی معیشت اور روندے جاچکے دفاع کے باعث کینیا کو "ملک بچاو اور سنوارو" نامی تحریک سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ صومالیہ میں دراندازی کا بہانہ دو اندلسی خواتین کے اغوا کو بنایا گیا اور اس کا جھوٹا الزام حرکۃ الشباب المجاہدین پر عائد کیا گیا۔ یہ اس وقت کیا گیا جب کینیا کی حکومت اپنے ملک میں انتہائی طاقت کے حامل جرائم پیشہ گروہوں کو جانتی تھی جو کہ ملکی دفاع کے لیے حقیقی خطرہ تھے۔ مگر کینیا کی حکومت نے مجاہدین ہی کے خلاف جنگ کو جاری رکھا اور حرکۃ شباب المجاہدین وشکست دینے کے لیے صومالیہ میں دراندازی کی۔ اور اس کے لیے اپنی تمام افواج اور وسائل تک کھپا دیے۔ دراندازی کے لیے کینیا کی حکومت نے "ملک کے دفاع" یا بصورت دیگر "سب سے پہلے کینیا" کا نعرہ لگایا، مگر نتائج نے ثابت کیا کہ یہ عمل اس کو اپنے پہلے دفاع تک سے بہت دور لے گیا۔

پروپیگنڈا کو حق نے برباد کر دیا: دراندازی کے ساتھ ہی میڈیا کی ایک عظیم الشان مہم چلائی گئی۔ تاکہ کینیا کی عوام کا اعتماد بحال رکھا جاسکے اور سیاسی فوائد حاصل کیے جائیں، ہمسایہ ملک پر دراندازی نت نئی بودی تاویلیں گھڑی گئیں۔ مگر کینیا کی عوام نے تب تمام منظر اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیے جب حرکۃ الشباب المجاہدین نے بذات خود کینیا کے اندر کئی محاذ کھول لیے۔ پے درپے فوجی کیمپوں کی تباہی اور مجاہدین کی کینیا کے وسط تک پیشقدمی نے سب پر واضح کر دیا کہ ہمسایہ ممالک میں بے جا دراندازی فقط تباہی اور بربادی خود میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس دراندازی سے قبل بھی خود ارکان اسمبلی کی زبانی امن و امان کی صورتحال بدترین تھی۔ صومالیہ میں دراندازی کے لیے حکومت نے امن و امان واپس لانے کا بھی ایک نعرہ بلند کیا، مگر مجاہدین کے خلاف جنگ کے آغاز نے خود کینیا کے اندر جنگ کا دروازہ کھول دیا اور جنگ کی حدت کو آج پہلے سے ہی بدامنی کا شکار کینیا کے ہر گھر میں محسوس کیا جارہا ہے۔ اب حرکۃ شباب المجاہدین ے تمام حملوں کا بیشتر نشانہ کینیا کے سرکاری ادارے و افواج ہوتے ہیں۔ اور کینیا میں کیے جانے والے حملوں اور ہلاکتوں میں اضافہ "کئی ہزار گنا" کہا جاسکتا ہے۔ اس پر کینیا کی اسمبلی کا سابقہ رکن فرح مالم کہتا ہے:

> "میں کچھ چیزیں درست بتانا چاہتا ہوں، اول: یہ جھوٹ ہے کہ دراندازی کے بعد دہشتگرد حملے ختم ہوگئے ہیں، جب سے ہماری فوجیں وہاں گئیں ہیں ہمیں ویسٹ گیٹ جیسے سانحے دیکھنے کو ملے، جب سے ہماری فوجیں وہاں گئیں ہیں ہمیں گریسہ کے قتل عام دیکھنے کو ملے، جب سے ہماری فوجیں وہاں گئیں ہیں ہمیں منڈیرا کی بسوں والے حادثے سہنا پڑے، جب سے ہماری فوجیں وہاں گئیں ہیں ہمارے یہاں دھماکے شروع ہوگئے۔ اور یہ سب تب ہوا جب ہماری فوجیں وہاں گئیں"۔

تمام رپورٹس، تجزیے اور حساب اس بات پر شاہد ہیں اس دراندازی اور جنگ کا اثر براہ راست کینیا کی معیشت پر پڑا ہے۔ صومالیہ کی معدنیات چرانے کے خواہش مندوں کو خود اپنے ملک کی معیشت تک کے لالے پڑ چکے ہیں۔

مجاہدین کے خلاف جنگ نے معیشت تباہ کر دی ہے: ہیومن رائٹس واچ کا ایک سابقہ عہدیدار کہتا ہے:

> "ہم سب اپنے سر کھجاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کینیا کی افواج نے یہ دراندازی کیوں کی، کچھ اغوا کی وجہ سے، مناسب! کیا وہ جانتے نہ تھے کہ وہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ مارنے جارہے ہیں جسکا ردعمل شدید ترین ہوگا، تو اب آپ دیکھ لیجیے، کینیا اب صومالیہ میں کیا کر رہا ہے؟ کیا وہ دراندازی الشباب کے لیے تھی پیسے کے لیے؟، اور وہ دراندازی پیسے کے لیے تھی"۔

صومالیہ کی جنگ کے باعث جس طرح کینیا کی معیشت گری ہے وہ ایک بے نظیر مرحلہ تھا، مجاہدین کے حملوں کے خوف سے سیاحت کا شعبہ نڈھال ہو کر رہ گیا، سیاحت کے شعبے سے ۲۰۱۱ء میں ۹۸ بلین کنین کا خسارہ اٹھانا پڑا اور ۲۰۱۵ء میں ۸۴ بلین کا، سیاحوں کی تعداد کم ہو کر فقط ۱۳ اعشاریہ ۶ فی صد رہ گئی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار ہی کے مطابق دراندازی کے چھ سالوں میں دفاعی بجٹ میں اضافہ ہوئے ہی چلا جارہا ہے۔ جسکا براہ راست اثر دیگر شعبوں پر بھی پڑ رہا ہے، صحت کے شعبے پر ۱۸۔۲۰۱۷ء کے بجٹ میں محض ۶۰ بلین کینین شلنگ جوڑے گئے ہیں۔ جب کہ دراندازی کے بعد سے اب دفاعی بجٹ میں ۱۱۸ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ یہی وجہ ہی تو تھی کہ ہزاروں ڈاکٹر بھوکوں مرنے لگے اور احتجاج اور ہڑتالیں کرتے رہے جب کہ دوسری جانب لاکھوں کی تعداد میں مریض ملک میں بنیادی طبی سہولیات تک سے محروم ہوگئے۔

کینیا کی فوج نے مزید بدعنوانیوں کی خاطر دراندازی کی: ٹرانسپیریسی انٹرنیشنل کے مطابق کینیا دنیا کے بدعنوان ترین ممالک میں سرفہرست ہے۔ کرپشن ہر شعبے کا جزو لازم ہے اور فوج ان تمام شعبوں میں "فرنٹ لائنز" کی حیثیت رکھتی ہے۔ مجاہدین سے جنگ کے نام پر اقوام متحدہ، یورپی یونین اور اسی طرح امریکہ سے کروڑوں ڈالر کمائے جاتے ہیں، اور انہی کے کہنے پر صومالیہ میں دراندازی کی گئی تھی۔ یہ سب رقم براہ راست کینین فوج کے افسروں کو براہ راست ملتی ہے اور ان کے بینک اکاونٹس میں جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ملکی بجٹ سے

وزارت دفاع جو خرد برد کرتی ہے اس کا حساب علیحدہ ہے۔ آج کینیا کی اکثر عوام وہاں جنرلوں کو صومالیہ میں گھس بیٹھ پر کوستی نظر آتی ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ کینیا فوج سمگلنگ کے بھی تمام کاروبار میں بہت بڑی شراکت دار ہے۔ جب کہ صومالیہ میں دراندازی نہ تو دفاع مضبوط کرپائی، نہ معیشت میں بہتری کا وعدہ وفا ہوا، اور نہ ہی صومالیہ سے ''دہشت گردی'' کا خاتمہ۔ کینیا کی اندرونی بغاوتیں پہلے ہی فوجی اڈوں اور عوام کو نشانہ بناتی آئی ہیں۔

الشباب کی جانب سے کینیا کی حکومت کو تنبیہات! اس بات کا تذکرہ انتہائی ضروری ہے کہ کینیا کی حکومت انتہائی ناگفتہ باصورتحال میں ہے۔ اور مسلسل جھوٹ اور مکروفریب کا سہارا لے رہی ہے۔ جب کہ حرکتہ شباب المجاہدین نے میڈیا سورس اس قسم کی مختلف ویڈیوز جاری کرتے آئیں، ان ویڈیوز میں کینیا کے اندر اور باہر مجاہدین کے ہاتھوں فوج کی شکست ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح حیرت انگیز طور پر کینیا کی فوج تک نے ایک ایسی فوٹیج کی خود تصدیق کی جس میں کار بم دھماکے اور سپاہیوں کے ٹکڑے ہوا میں اڑنے کے مناظر تھے۔ مجاہدین روکتے ہیں، منع کرتے ہیں بصورت دیگر قتل کرتے ہیں اور اس کی ترغیب بھی دیتے ہیں، ان ویڈیوز میں کینیا کی فوج کے قیدی، اور حاصل ہونے والے غنائم اور مقتول فوجیوں کی لاشیں بھی بآسانی دیکھی جا سکتی ہیں۔ اور یہ مناظر صرف صومالیہ کی سرزمین ہی سے نہیں بلکہ خود کینیا سرزمین پر ریکارڈ کیے جاتے ہیں۔ سب کینیا فوج کی مجاہدین کے خلاف ناکامی کو جانتے ہیں، مجاہدین اکثر ایسی ویڈیوز کینیا کی سرزمین سے نشر کرتے ہیں جن میں ان کے فوجی اڈوں پر حملے، ان عسکریت پسندوں کی رہائش گاہیں اور معبد تک تباہ کرنے کے مناظر شامل ہوتے ہیں۔ سپاہی قتل ہوتے ہیں، قیدی بنائے جاتے ہیں یا موت کے خوف سے فرار ہوجاتے ہیں۔ اور کینیا فوج اور حکومت اب اس تمام جھوٹ کے بارے پریشان ہے جس کو عوام تسلیم ہی نہیں کررہے۔

ویسٹ گیٹ حملے نے کینیا کی کمزوری کو دنیا پر واضح کردیا: صومالیہ میں دراندازی کے بعد کینیا میں ہونے والا اہم ترین معاملہ ۲۰۱۳ء میں ملک کے مشہور تجارتی مرکز ویسٹ گیٹ پر مجاہدین کے حملے کا ہے۔ سارے فوجی و حکومتی دعووں کی قلعی تو تب ہی کھل گئی جب حرکتہ شباب المجاہدین ے فقط چار شیروں نے اس مرکز پر حملہ کیا اور آٹھ دن تک اس قبضہ جمائے رکھا، اور اس معرکے کا اختتام اس تمام مرکز کی تباہی پر ہوا۔ یہود کی سرکردگی میں مختلف ملکوں کی تربیت یافتہ کینین سپیشل فورس اور کمانڈوز نہ تو وہاں آپریشن کامیاب کرسکے اور نہ ہی مجرم غاصبوں کے خاندانوں کا تحفظ کرسکے۔ ساری دنیا کا میڈیا اس واقعے پر حرکتہ الشباب المجاہدین ہی کے میڈیا سے منسلک رہا، اور مجاہدین نے اس تمام تر واقعے کی تیز ترین کوریج کی اور اسے انٹرنیٹ پر جاری کیا۔ کینیا اپنے ملک کے اندر گریسا اور مانڈیرا کے عظیم حملوں کا نشانہ بن چکا ہے اور عین اسی وقت مجاہدین صومالیہ کے علاقوں ادے اور کولیبسؤ میں ان کے اڈوں پر آگ برسا رہے تھے۔ حتی کے کینیا کی حکومت سے شہریوں کا اعتماد اس قدر اٹھ گیا ہے کہ اب کینیا کے خاندان اپنے بچوں کے بارے میں حقیقی معلومات سے آگاہ ہونے کے لیے بھی الشباب ہی کی میڈیا کا استعمال کرتے ہیں۔ ادے اور کولیبسؤ کے حملے پوری تاریخ میں جانی نقصان کے حوالے سے کینین فوج کے لیے سب سے بھیانک رہے۔ جب کہ مردار فوجیوں کہ المخانہ ابھی تک اپنے بچوں کی ''قربانیوں'' پر امدادی رقوم تک وصول نہیں کرپائے

ناکامیوں کو چھپانے کے لیے ظلم وستم کا سہارا! صحافتی اور انسانی حقوق کی تنظیمیں اس بات پر شور مچارہی ہیں کہ ایک تو کینیا کے لوگوں پر سیاسی شعور اور اس ناکام ترین فوجی مہم پر آواز اٹھانے کے بابت ظلم وستم کیا جارہا ہے دوسرا صحافیوں اور ملکی نشریاتی اداروں پر بھی دباو، پابندیاں اور سختیاں عائد کی جارہی ہیں کہ حکومتی مظالم، سرکاری بدعنوانیوں اور صومالیہ ہونے والے جانی نقصان کو منظر عام پر آنے سے روکا جاسکے، کینیا آج فقط ایک پولیس سٹیٹ بن کر رہ گیا ہے۔ تمام سختیاں اور مجرمانہ قوانین بذات خود کینیا کی عوام پر لاگو کیے جاچکے ہیں۔ وہ عوام جو بے رحمی سے پیٹے جاتے ہیں حتی کہ بنیادی حقوق تک کی مانگ پر جیلوں میں ڈال دیے جاتے ہیں۔ کینیا کی حکومت نے حالیہ انتخابات کا نتائج اپنے حق میں جاری کروائے تو پہلے ہی سے ظلم میں پس چکی حزب اختلاف لاکھوں کی تعداد لیے سڑکوں پر آگئی اور تاہنوز وہ حکومت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کررہے ہیں جب کہ حکومت ابھی تک اپنے مفادات کے لیے شہریوں کا قتل عام کررہی ہے۔

مغرب کی بے فائدہ غلامی: جب کہ آج صومالیہ میں دراندازی کی تمام تر ناکامیاں اور نقصانات روز روشن کی طرح عیاں ہوچکے ہیں تو کینیا کے لوگوں نے صومالیہ کی اس خونریز جنگ سے کیا سبق اخذ کیا، اس عالمی کمیونٹی اور امریکہ ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اپنے ہزاروں نوجوان مرواکر کیا فائدہ حاصل ہوپایا، کیا امریکہ نے آج تک اپنے وعدے وفا کیے؟ یا وہ کینیا میں اس قدر ہونے والی جانی یا مالی نقصان کا ازالہ کرسکے گا۔ تاریخ اپنے اسباق دہرا رہی ہے لیکن کینیا اس سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا۔ جب کہ دوسری جانب حرکتہ شباب المجاہدین کے لیے اس قدر دلیل ہی کافی ہے کہ کینیا کی فوجوں نے ایک اسلامی ملک پر دراندازی اور حملہ کیا ہے، اور یہ کہ کینیا نوآبادیاتی نظام جز ہے اور کئی مسلم علاقوں پر قابض ہے۔ تو پس مجاہدین کی بندوقیں تب تک کینیا کے عیسائیوں کو قتل کرنے سے نہیں رکیں گی جب تک مسلم خطوں کو چھڑا نہ لیا جائے اور ایتھوپیا تک کو صومالیہ سے پچھاڑ نہ دیا جائے، کون نہیں جانتا کہ کفار اور ان کے آلہ کاروں کی صومالیہ میں دراندازی نے فقط حرکتہ شباب المجاہدین ی سختی، مہارت، طاقت، استعداد اور تجربے میں بے بہا اضافہ کیا ہے۔ بلاآخر کب اس جدید معاشرے میں رہنے والے کنیائی شہری جنگوں سے سبق حاصل کریں گے یا یہ بیداری نیروبی اور ممباسا میں حرکتہ شباب المجاہدین کے داخلے پر ہی منتج ہوگی؟

☆☆☆☆☆

امریکہ کی ہر چال ہی اُلٹی پڑ رہی ہے!

اسامہ سعید

ہانپتی کانپتی قابض افواج اور ان کے ماتحت چلنے والی کرائے کی فوجوں کے لیے افغان جنگ کا یہ نیا دور ہے کہ وہ اس جنگ سے باعزت واپسی کا راستہ پانے سے ہی قاصر ہیں۔ امریکی افواج میں خودکشی اور ذہنی امراض میں مبتلا فوجیوں کی شرح بلند ترین سطح پر ہے۔ نتیجتاً جنونی ٹرمپ انتظامیہ کے پاس اور کوئی چارہ ہی نہیں کہ اپنی وحشت و سربریت کی آخری حدوں کو بھی پار کرڈالے اور اپنے غلاموں کی رسی مزید کس دے۔ اطلاعات یہ ہیں کہ تازہ منصوبوں کے تحت ۱۵ نیٹو ممالک کے تعاون سے افغانستان میں امریکی فوج کی تعداد ۱۱ ہزار سے بڑھا کر ۲۰ ہزار کی جائے گی۔ اس منصوبے پر ایک کھرب ڈالر خرچ ہوں گے۔ افغانستان میں امریکی فضائیہ کے حملوں میں تیزی لانے کے لیے بھی ۱۵۹/ امریکی بلیک ہاک جنگی ہیلی کاپٹروں کی کھیپ بھی افغان فوج کے حوالے کی گئی ہے اور پہلے سے موجود افغان فوج کے زیر استعمال ۴۰ سے زائد روسی ساختہ ہیلی کاپٹروں کا استعمال ترک کیا جائے گا۔ بگرام ایئر بیس پر ۶ نئے ایف سولہ طیارے بھی پہنچائے گئے ہیں۔

صرف ستمبر کے مہینے میں امریکی جہازوں نے افغانستان کے مختلف علاقوں میں ۷۵۱ حملے کیے۔ ان حملوں کے متعلق امریکی فضائیہ کی سینٹرل کمانڈ کا کہنا ہے کہ یہ حملے افغان فوج کو مدد فراہم کرنے کی غرض سے کیے گئے اور حملوں کا نشانہ داعش اور طالبان کے ٹھکانے ہیں جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ۱۳/ اکتوبر کنڑ میں باراتی ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جارہے تھے اور شادی کی خوشی میں ہوائی فائرنگ ہورہی تھی ...افغانستان کی روایات کے مطابق معمول کا حصہ ہے کہ شادی میں ہوائی فائرنگ کی جاتی ہے۔ مقامی افغان فوج نے بلا تحقیق امریکی فوج کو اطلاع کردی۔ باراتی جب ایک گاؤں میں آرام کے غرض سے رکے تو ان مکانوں پر بمباری کردی گئی جس سے یہ مکان مکمل طور پر ملیامیٹ ہوگئے۔ اس سانحے میں ۲۰/ افراد شہید ہوئے۔ میڈیا پر کنڑ کے گورنر کے ترجمان نے بتایا کہ مرنے والوں کا تعلق داعش سے تھا اور وہ اپنے ٹھکانے تبدیل کررہے تھے۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ داعش کے نام پر عام آبادی اور شہریوں کو نشانہ بنایا گیا ہو۔ اس سے قبل لوگر، قندوز، فاریاب، قندھار، ہلمند، پکتیا، ننگرہار اور دیگر صوبوں میں بھی عام شہریوں کو نشانہ بنایا جاچکا ہے۔ خود اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ امریکی فضائی حملوں میں عام شہریوں کی ہلاکتوں میں ۵۰ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق اس سال ستمبر کے آخر تک کم از کم ۲۰۵ افغان شہری ہلاک اور ۲۶۱ زخمی ہوئے ہیں یہ تو اقوام متحدہ کے اعداد و شمار ہیں جب کہ اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

امریکی وزیر خارجہ کی افغانستان آمد پر ہلمند کے ضلع گرمیسر کے تختہ پل نامی علاقے میں امریکی طیاروں نے بمباری کی جس سے ایک شہری شہید اور تین خواتین تین بچوں سمیت سات افراد زخمی ہوئے۔ صوبہ فاریاب کے علاقے ضلع پشتونکوٹ میں بھی امریکی طیاروں نے عام شہری آبادی پر بمباری کی جس سے ۳ شہری شہید اور ۵ زخمی ہوئے۔ صوبہ زابل کے ضلع نوبہار کے بٹ خیل گاؤں میں مسجد پر بمباری کی گئی جس سے مسجد شہید ہوئی اور تین رہائشی طلبہ شہید ہوئے۔ صوبہ لوگر میں بھی بمباری کی گئی جس سے مرکزی جامع مسجد شہید ہوئی۔

آیئے اب دیکھتے ہیں امریکیوں ہی وحشت و سربریت کے مقابلے میں طالبان کا ردعمل کیا ہے۔ ٹرمپ کی حالیہ پالیسی کے متعلق اکثر تجزیہ نگاروں کی رائے یہی تھی کہ ٹرمپ کے اس جنون کا مقصد طالبان کو مذاکرات کی میز پر لا کر جنگ کو منطقی انجام تک پہنچانا ہے۔ ان تجزیہ نگاروں کے لیے یہ ہضم کرنا مشکل ہے کہ طالبان نے ٹرمپ انتظامیہ کی عسکری حکمت عملی کا جواب مذاکرات کو ٹھوکر مارتے ہوئے حملوں میں مزید تیزی لا کر دیا ہے۔

چند بڑی کاروائیوں کی تفصیل ملاحظہ کیجیے:

۷/ اکتوبر کو مقامی وقت کے مطابق صبح ساڑھے آٹھ بجے مجاہدین نے پروان ضلعی مرکز کے قریب قلعہ خیل کے مقام امریکی ٹرانسپورٹ طیارے کو طیارہ شکن توپوں سے نشانہ بنایا، جو تورہ سوکہ نامی علاقے میں گر کر تباہ ہوا اور اس میں سوار درجنوں صلیبی امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق اس امریکی طیارے میں امریکہ سے آنے والے تازہ دم غاصب فوجی سوار تھیں۔

۱۶/ اکتوبر کو پیر اور منگل کی درمیانی شب مقامی وقت کے مطابق رات دو بجے کے لگ بھگ امارت اسلامیہ کے استشہادی اور انغماسی مجاہدین نے صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں ضلعی مرکز کو نشانہ بنایا۔ پہلے فدائی مجاہد نے بارود بھرے ٹرک کو شلگر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے ٹکرادیا اور بعد میں مسلح مجاہدین نے ۶ چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز منہدم ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات ۳۱ پولیس، انٹیلی جنس سروس اہل کار، مقامی جنگ جو اور فوجی ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر نذیر غورزگ سمیت ۱۲ اہلکار زخمی ہوئے اور کافی مقدار میں مختلف النوع اسلحہ و فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا گیا۔

۱۷/ اکتوبر ہی کو پکتیا پولیس ہیڈ کوارٹر اور ٹریننگ سینٹر پر ہونے والے استشہادی حملے میں پولیس چیف سمیت ۲۷۷ افغان سیکورٹی افسران اور جوان مارے گئے جب کہ ۱۵۵ زخمی ہوئے اس حملے میں دو فدائی اور چھ انغماسی مجاہد اپنی منزل مراد پاگئے۔

قندھار کے ضلع میوند میں ملی اردو کے زرغون بٹالین پر استشہادی اور انغماسی حملے میں ۶۰ سیکورٹی اہل کار قتل ہوئے۔ مجاہدین نے مرکز فتح کرکے بھاری مقدار میں غنائم بھی حاصل کیے۔

۲۱ اکتوبر کو کابل کی مارشل فہیم ملٹری اکیڈمی پر استشہادی حملہ میں ۱۵ افسران سمیت کئی اہل کار ہلاک ہوئے۔

۲۲ اکتوبر کو صوبہ لغمان کے ایک فوجی اڈے پر امارت اسلامیہ کے رابط اہل کار نے فائرنگ کرکے افسروں سمیت ۱۳ امریکی فوجی ہلاک اور دو زخمی کردیے۔ جوابی کارروائی میں مجاہد شہید ہوا۔ ارزگان چہار چینو پولیس ہیڈکوارٹر پر حملے میں ۲۲ اہلکار قتل ہوئے۔

۷ نومبر میدان وردک ضلع سید آباد دشت ٹوپ کے علاقے میں واقع پولیس اکیڈمی پر پہلے ایک فدائی مجاہد نے بارود بھرا مزدا ٹرک مرکزی گیٹ سے ٹکرا کر تمام رکاوٹوں کو عبور کیا اور بعد میں دیگر ۸ فدائی سرفروشوں نے مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور یہ سلسلہ دو گھنٹے تک جاری رہا۔ موثر بم فدائی حملے سے اکیڈمی مکمل طور پر منہدم ہوئی اور وہاں تعینات سیکڑوں اہل کار اور ٹرینٹر ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ۸ فدائین اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بل بوتے پر کامل اطمینان سے آپریشن کرنے کے بعد دوبارہ اپنے مراکز تک بحفاظت پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ اکیڈمی میں ۲۵۰ ٹرینٹر اور ۲۰۰۰ پولیس اہل کار موجود تھے۔

ہلمند کے دارالحکومت لشکر گاہ میں چار سو فوجیوں پر مشتمل فوجی مرکز پر بارود بھرے ٹرک سے اتشہادی حملہ کیا گیا جس سے مرکز مکمل طور پر منہدم ہوا اور ایک بھی سپاہی زندہ نہ بچ پایا۔

لوگر میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کے لیے آنے والے چنیوک ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے مار گرایا، جس کے نتیجے میں ۴۳ امریکی فوجی جہنم واصل ہوئے۔

جہاں امارت اسلامیہ کے مجاہدین صلیبیوں پر تابڑ توڑ حملے کرتے ہوئے انہیں ناکوں چنے چبوا رہے ہیں وہیں یہ شیر صفت جوان عامتہ المسلمین کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر بھی کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان اقدامات سے جہاں مجاہدین اور عوام کے درمیان تعلق مضبوط ہو رہا ہے وہاں اقوام عالم کو بھی یہ واضح پیغام پہنچ رہا ہے کہ امارت اسلامی افغانستان ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ کنڑ میں امارت اسلامیہ نے اپنے ترقیاتی فنڈ سے عامۃ المسلمین کے لیے دس کلومیٹر طویل سڑک اور پل کی تعمیر کی۔ اس کے علاوہ تعلیمی کمیشن نے بھی افغانستان میں تعلیم کے فروغ کے حوالے سے سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔

عوام تک انصاف کی بآسانی رسائی کے لیے ملک بھر میں شرعی عدالتوں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ عوام بڑی تعداد میں ان عدالتوں سے رجوع کر رہے ہیں۔ مختلف صوبوں میں دو درجن سے زائد عدالتوں نے دو ماہ میں ۱۵۰۰ مقدمات کے فیصلے کیے ہیں۔ ان مقدمات کی تفتیش کے لیے انٹیلی جنس کمیٹیاں بھی قائم کی گئی ہیں جو باریک بینی سے تمام حقائق اور ثبوتوں کی چھان بین کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ جید علمائے کرام اور قاضیوں کو تعینات کیا گیا ہے جو شرعی احکامات کے تحت فیصلے کرتے ہیں۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں اغوا کیے گئے ۳ سالہ بچہ کو بھی بازیاب کرایا۔ اغواکاروں نے صوبہ قندہار کے صدر مقام قندہار شہر سے بچہ اغوا کیا تھا، جو مجاہدین کی مسلسل انٹیلی جنس کاوشوں کے نتیجے میں اللہ کے فضل سے بازیاب اور اغواکاروں کے قبضے سے ازاد کراکے ان کے والدین کے حوالے کر دیا گیا۔ صوبہ نیمروز ضلع دلارام میں معروف اغواکار ملا کبیر ولد ولی محمد باشندہ صوبہ فراہ پر مجمع عام میں شرعی عدالت کا فیصلہ نافذ کیا گیا۔ ملا کبیر نے ایک مہینہ پہلے محمد صادق نامی شخص کو اغوا کیا تھا، جو فراہ و نیمروز صوبوں کے مجاہدین کی فتوحات کے نتیجے میں بازیاب کروایا گیا تھا۔ صوبہ فراہ ضلع بکوا میں بھی اغواکار پر شرعی حکم نافذ کیا گیا۔ عبدالقدیر نامی اغواکار نے ایک مہینہ پہلے سالگ زوں کے علاقے سے ایک شخص کو اغوا کیا تھا، اور یہ مجاہدین کی کاروائی کے نتیجے میں گرفتار ہوا، مجاہدین نے مغوی بازیاب کروا کر مجرم کو شرعی عدالت کے حوالے کر دیا تھا۔ ہرات چاگردن کے علاقے میں مجاہدین کے کوئیک ریسپانس دستے نے خفیہ معلومات کی بنا پر کارروائی کرکے پانچ اغواکاروں کو ہلاک اور ان کے چنگل سے ۲ خواتین کو بازیاب کرایا۔ مجاہدین نے اغواکاروں کی 2 کاریں اور اسلحہ بھی قبضے میں لے لیا۔ صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے 2 اغواکاروں پر برسر عام شرعی حکم نافذ کر دیا۔

یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ان سزاؤں پر عملدرآمد کے بعد اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں نوے فی صد کمی آئی ہے۔ اغوا برائے تاون کے مقدمات کے علاوہ قتل کے مقدمات کا بھی فیصلہ کیا گیا۔

۵ نومبر صوبہ دائی کنڈی ضلع گیزاب میں امارت اسلامیہ کی شرعی عدالت نے قاتل عزیز اللہ پر قصاص کا حکم نافذ کر دیا۔ عزیز اللہ نے صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ کے رہائشی عزت ولد آغا جان کو قتل کیا تھا۔ صوبہ بادغیس ضلع جوند لالہ بائی کے علاقے میں قاتل (سید محمد) پر شرعی عدالت کا حکم نافذ کیا گیا۔ سید محمد نے عبد اللہ نامی شخص کو ناحق قتل کیا تھا۔ ان مقدمات کے علاوہ طالبان نے زمینوں کے ناجائز قبضے کے معاملات کو بھی احسن طریقے سے نمٹایا۔ شمالی اتحاد کے جنگجوؤں کی جانب سے قبضہ کی گئی زمینیں بھی مالکان کو واپس دلوائی گئی ہیں۔

امارت اسلامیہ کی جنگی حکمت عملی کتنی کامیاب رہی ہے، اس کا اندازہ نا صرف خود امریکی انتظامیہ کے اقدامات سے لگایا جا سکتا ہے بلکہ سرحد کے دونوں اطراف امریکیوں کے سہولت کاروں کی حالت زار سے عیاں ہے۔ افغانستان میں تو اکثر صوبوں کے گورنروں کی جانب سے طالبان کے مزید حملوں کے خدشے کے پیش نظر مذاکرات پر زور دینے کی بات کی جا رہی ہے۔ غزنی کے سرکاری گورنر عبد الکریم نے حکام کو مطلع کیا ہے کہ وہ طالبان

کے زیر کنٹرول محصور علاقوں سے افغان فوجیوں کو نکال نہیں پارہا۔ سابق افغان صدر حامد کرزئی تو اب کھل کر نئی امریکی پالیسی کے خلاف سامنے آیا ہے اور سخت نالاں ہے۔

رہی بات سرحد کے اس طرف تو یہاں بھی معاملہ جدا نہیں۔ امریکی انتظامیہ کی ڈانٹ ڈپٹ بھگتنے کے بعد کبھی معذرت خواہانہ انداز میں اپنی قربانیوں کا رونا رویا جاتا ہے کہ ان کا مناسب صلہ نہیں دیا گیا تو کبھی افغان پولیس اور فوج کی پاکستان میں تربیت کی آفر دے کر امریکیوں کی مدد کے لیے اپنے خلوص اور عزم کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ پاکستانی آرمی چیف کے دورہ افغانستان میں اس بات کا بھی رونا رویا گیا کہ چین کے بعد معدنیات کے ٹھیکوں میں اب بھارت کو بھی حصہ دیا جارہا ہے جو پاکستان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ نے پکتیکا، ہلمند، بدخشاں اور دیگر افغان علاقوں سے نکالی جانے والی معدنیات کی کانوں پر بتدریج قبضہ شروع کر دیا ہے۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ طالبان ان معدنیات سے ملنے والے محصول کے ذریعے جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس دعوی میں سچائی کتنی ہے اس کا اندازہ تو ٹرمپ کے کچھ عرصہ قبل کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے جس میں اس نے اعلان کیا تھا کہ افغانستان کی جنگ پر خرچ ہونے والے اخراجات افغان حکومت معدنیات کی شکل میں واپس کرے گی۔ اسی منصوبے کے تحت مشرقی افغانستان کے صوبہ ننگرہار کے پاکستانی سرحد سے متصل علاقے مہمند درہ میں امریکیوں نے لیتھیم و دیگر معدنی ذخائر نکالنے کے لیے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ مہمند درہ کان کی طرف جانے والی سڑک ناکے لگا کر بند کر دی گئی ہے۔ ۲۰۱۶ء میں اقوام متحدہ ہی کی رپورٹ کے مطابق افغان وزیر معدنیات داؤد شاہ صبائی سمنگان، بدخشاں، ہرات اور دیگر علاقوں کی کانوں سے ہونے والی لوٹ مار میں براہ راست ملوث رہے ہیں۔

افغان فوج کی تربیت کا معاملہ بھی یوں بے نقاب ہوا ہے کہ یہ فوجی خود امریکیوں کے لیے شرمندگی کا باعث بن رہے ہیں۔ عاشورہ کے روز افغانستان کے جنوب مشرقی صوبہ ہلمند میں طالبان کی جانب سے ضلع گریشک کی ناکہ بندی کیے جانے پر افغان فوج کے مقامی کمانڈر کی جانب سے افغان فضائیہ سے مدد طلب کی گئی تاہم حال ہی میں امریکہ کی جانب سے دیئے گئے بلیک ہاک ہیلی کاپٹروں UH60 کے امریکی تربیت یافتہ اناڑی افغان پائلٹوں نے طالبان کی بجائے افغان چیک پوسٹوں کو ہی نشانہ بناڈالا۔ جس کے نتیجے میں طالبان کے خلاف نبرد آزما افغان فوج کے کمانڈر تور جان سمیت ۲۰ افغان فوجی ہلاک ہوئے اور ۲۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ یہ خبریں بھی گردش کرتی رہیں کہ بم باری افغان پائلٹوں نے نہیں بلکہ امریکی فضائیہ نے کی چونکہ افغان فوجیوں کی ہلاکتیں ہوئیں اس لیے مجبوراً رد عمل کے ڈر سے غلاموں کو الزام اپنے ہی سر لینا پڑا۔ افغان فوج کے میوند کور کے ترجمان جنرل عبدالقدیر کے مطابق یہ کاروائی این ڈی ایس کی اطلاع پر کی گئی اس لیے اس کی ذمہ داری ان ہی پر عائد ہوتی ہے۔

افغانستان کے دورے کے دوران خوف زدہ امریکی وزیر خارجہ ریکس ٹلرسن کی افغان صدر سے بنکر میں ملاقات کا معاملہ بھی اخبارات میں خوب اچھالا گیا۔ بڑے بڑے دعوے کرنے اور افغانستان میں امارت اسلامیہ کو شکست دینے کا "عزم مصمم" ظاہر کرنے والی امریکی ٹرمپ انتظامیہ وزیر خارجہ بگرام ائیر بیس سے باہر نکلنے کی جرأت ہی نہ کر سکا۔ راکٹ حملوں کے خطرے کے پیش نظر کٹھ پتلی افغان صدر کو ملاقات کے لیے بگرام ائیر بیس بلایا گیا۔ لیکن افغان حکومت نے اس شرمندگی کو چھپانے کے لیے ملاقات کی تصویر ایڈٹنگ کر کے جاری کی اور بتایا گیا کہ امریکی وزیر خارجہ ان سے ملنے کابل آئے۔ بعد میں امریکی وزارت خارجہ کی جانب سے جاری کی جانے والی مختلف تصویر نے افغان حکومت کے جھوٹ کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ کابل سرکار کے لیے یہ یقیناً ڈوب مرنے کا مقام تھا کہ بگرام سے صدارتی محل تک کی ساٹھ کلومیٹر سڑک بھی امارت اسلامیہ کے حملوں سے محفوظ نہیں رکھی جا سکتی۔

واپس پاکستان کی طرف آتے ہیں۔ یہاں بھی امریکی الزامات کے جواب میں سیاست دان اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ ملبہ ایک دوسرے پر ڈالتے نظر آتے ہیں۔ وزیر خارجہ خواجہ آصف کہتا ہے کہ "نائن الیون کے بعد بندے بیچنے کے بدلے ذاتی فوائد حاصل کیے گئے اور پرویز مشرف کے سمجھوتے کا نتیجہ ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ وہ (امریکی) فہرست پکڑاتے رہے اور ہم بندے پکڑ کر دیتے رہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ ہم مدد کریں اور ہم مدد کریں گے! لیکن پراکسی نہیں بنیں گے"۔ یہ نقطہ قابل غور ہے کہ ایک ہی وقت اور ایک معاملے میں بیانات دیتے وقت ملٹری سٹیبلشمنٹ اور سیاست دانوں کا طریقہ کار پاکستانی میڈیا میں عوام کے سامنے بھڑکیں مارنے کے لیے جدا ہوتا ہے اور جب باضابطہ ہم منصبوں کے ساتھ بات چیت ہو تو معاملہ یکسر اُلٹ ہوتا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کی اس تیزی کے دور میں جب بیانات کے ترجمے سیکنڈز کا کام ہیں یہ کس منافقت اور ڈھٹائی سے عوام کو بے وقوف بناتے ہیں۔ ایک طرف نوید سنائی جاتی ہے کہ پاکستان اب نہیں جھکے گا اور پہلے والا معاملہ نہیں رہا ہمیں امریکی امداد کی ضرورت نہیں لیکن دوسری طرف پہلے سے زیادہ جھکتے ہوئے تعاون کا یقین دلایا جاتا ہے۔ پاکستان کی جانب سے اس تعاون کی یقین دہانی کے بعد امریکی کانگریس نے کولیشن سپورٹ فنڈ کی مد میں سات سو ملین ڈالر امداد کا بل پاس کیا گیا ہے۔ ان سات سو ملین ڈالر میں سے نصف حصہ یعنی ساڑھے تین سو ملین ڈالر کی ادائیگی مشروط کی گئی ہے کہ پاکستانی حکومت پاکستان میں حقانی نیٹ ورک کے خلاف موثر کارروائی کرے گی اور اس بابت سیکریٹری ڈیفنس کی تصدیق کے بعد ہی یہ فنڈ جاری ہو سکیں گے۔

☆☆☆☆☆

ابو عندلیب

پھر یوں ہی دو ماہ گزر گئے...اسی دوران اسلام آباد میں جامعہ حفصہ اور لال مسجد کی انتظامیہ کا حکومت سے تنازع شدت اختیار کر گیا...لال مسجد والوں کے طرز عمل نے تمام دینی حلقوں کو شدید الجھن میں ڈال دیا تھا، نہ وہ غازی برادران کے موقف کی مخالفت کر سکتے تھے نہ ان کے طریق کار کی حمایت...رفتہ رفتہ لال مسجد والے تنہا ہو گئے اور حکومت نے شاید اسی کا فائدہ اٹھا کر آپریشن شروع کر دیا...

آپریشن شروع ہونے کے چھٹے ساتویں روز زبیر اچانک آدھی رات کو پھر آ گیا...اس دفعہ اس کا حلیہ پہلے سے بھی دگر گوں تھا...اس کی لال سرخ آنکھوں سے لگ رہا تھا کہ کئی راتوں سے سویا نہیں یا پھر کئی گھنٹے مسلسل روتا رہا ہے...

''معاذ بھائی! اس ظلم کو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا، میری بات یاد رکھیں آپ کی قوم اس گناہِ عظیم کی سزا کا مزا عنقریب چکھے گی، پھر ان کو پتا چلے گا کہ اللہ کی پکڑ کیسی ہوتی ہے''...کمرے میں آ بیٹھتے ہی وہ بلک پڑا تھا...

میرے پاس اسے کہنے کو کچھ نہیں تھا، سچی بات تو یہ تھی کہ اس معاملے نے خود مجھے عجیب مخمصے میں مبتلا کر دیا تھا...ایک طرف فراعین وقت کی سفّاکیت دیکھ کر دل میں غم و غصے کے طوفان اٹھتے تھے تو دوسری طرف علمائے لال مسجد کا طریق کار پر تحفظات تھے۔

زبیر تو نماز پڑھ کر سو گیا، میں ٹی وی پر 'آپریشن سائلنس' اور لال مسجد سے متعلق خبریں، تجزیے اور تبصرے دیکھ دیکھ کر جلتا کڑھتا رہا...علی الصبح حافظ عمران اور ایوب بھی آن پہنچے...وہ دونوں بھی انتہائی مضطرب تھے...

زبیر فجر کے بعد حسب معمول غائب تھا، واپس آیا تو وہ دونوں بے تابی سے اس کی طرف لپکے...''کچھ پتا چلا؟'' حافظ عمران نے اس سے سوال کیا اور زبیر نے نفی میں سر ہلا دیا...

''کیا مسئلہ ہے؟'' تینوں کو شدید فکر مندی کے عالم میں بیٹھا دیکھ کر میں پوچھے بغیر رہ نہیں سکا...

میرے سوال پر حافظ عمران نے سوالیہ نظروں سے زبیر کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ پا کر مجھے بتانے لگا کہ زبیر اور عثمان نے آپریشن کے آغاز کے بعد لال مسجد جانے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکے...اس کے بعد عثمان نے کسی دوسری ترتیب کے جہادی دوستوں کے ساتھ مل کر لال مسجد کے گرد سیکورٹی فورسز کے سب سے بیرونی حصار پر حملے کا منصوبہ بنایا تھا جس کے لیے وہ دو دن پہلے نکلے تھے لیکن ابھی تک ان سب کا کچھ پتا نہیں...کل رات کو ایک حملے کی اطلاعات تو ملی ہیں لیکن تفصیلات نہیں پتا چلیں...

''میرے خدایا!!!''...ساری تفصیل سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے...

''حافظ صاحب میرا تو خیال تھا آپ لوگ افغانستان میں جہاد کرنے جاتے ہیں، لیکن میں حیران ہوں کہ آپ کا جہاد تو یہاں سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچا ہوا ہے...یہ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا بھی جہاد ہے؟'' میں نے اپنے غصے کے زہر میں ڈوبا طنز کا تیر حافظ عمران پر داغا، لیکن بھرپور جواب ایوب کی طرف سے آیا...

''آپ ان مرتدین کو مسلمان سمجھتا اے؟ اللہ کی شریعت کا منکر، مسلمان کا قاتل، حافظ قرآن بچیوں پر مسجد میں گولیاں اور بم برسانے والا یہ بے غیرت مسلمان اے؟ کچھ خدا کا خوف کرو معاذ بھائی........امارا دل پہلے ہی بہت غم ناک ہے، امارے زخموں پر نمک نہ چھڑکو''...وہ اپنی ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں اور چہرہ مسلنے لگا، شاید آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا...

''ایوب صحیح کہہ رہا ہے بھائی! آپ کے ملک کی فوج اور حکومت شریعت کے انکار اور کفریہ قوانین پر اصرار، کفار کی خوشی اور ان کی دوستی کے لیے مسلمانوں سے دشمنی اور ان کے قتل جیسے کئی ایسے اعمال کی مرتکب ہو چکی ہیں جو دین سے خارج کر دینے والے یعنی ''نواقض اسلام'' ہیں...اور پھر افغانستان میں امریکیوں کے اتحادی افغان فوجیوں سے لڑنا جہاد ہے تو پاکستان میں اسی امریکہ کے اتحادی فوجیوں سے لڑنے کے بارے میں آپ کو کیوں شک ہے؟''...حافظ عمران نے ہمیشہ کی طرح تحمل اور ٹھہراؤ کے ساتھ میری تنقید کا جواب دیا...

''ہاں اسلام کی یہی خدمت رہ گئی ہے کہ مسلمانوں کو کافر بنانا شروع کر دو''...

''مسلمان کو کافر بنانے سے اللہ محفوظ فرمائے کہ جس کو اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ کافر کو کافر بتایا نہ جائے، اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے''...

''یار مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی تم لوگوں کی، اللہ ہدایت دے تمہیں بھی اور مجھے بھی...آمین''

میں اپنے آفس چلا گیا، شام کو واپس آیا تو عثمان بھی موجود تھا' اس حال میں کہ اس کے بازو پر کندھے تک پٹی بندھی ہوئی تھی...اس نے بتایا کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنے منصوبے کے مطابق گزشتہ رات حملہ کیا تھا جس میں فوج اور رینجر کے کئی اہل کار مارے گئے تھے جب کہ یہ لوگ بحفاظت وہاں سے نکلنے میں بھی کامیاب ہو گئے، البتہ فوج کی

جوابی فائرنگ سے ایک گولی عثمان کے بازو کو چیرتی ہوئی نکل گئی تھی جس سے اس کی ہڈی فریکچر ہو گئی تھی...

میرے لیے یہ سب کچھ ناقابل یقین تھا، میڈیا میں اس پوری کارروائی کی بھنک تک نہیں تھی لیکن افسانوی سے اس واقعے کا ایک زندہ کردار میرے سامنے موجود تھا...

شروع دن سے مجھے اصل میں یہی خدشہ رہا تھا کہ یہ جذباتی نوجوان کسی کے ہاتھوں اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف استعمال نہ ہو جائیں...اور موجودہ صورت حال میرے خدشوں کی تصدیق کر رہی تھی... لیکن جو چیز مجھے تسلی دے رہی تھی وہ ان چاروں کا اخلاص تھا، زبیر کے علاوہ اس کے ان ساتھیوں کو بھی میں اچھی طرح جانتا تھا...میں ان کے تقویٰ اور فہم دین سے بھی بخوبی واقف تھا اور مجھے ان کی بصیرت اور فراست پر بھی کوئی شک نہیں تھا لیکن نجانے کیوں جو باتیں اور کام وہ لوگ کر رہے تھے، اس پر میرا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا...

عثمان کو زخمی دیکھ کر میں نے مزید کسی بحث سے اجتناب کیا، ویسے بھی لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے بارے میں جو اطلاعات آرہی تھیں اس نے ہر دردمند دل کو زخمی کر دیا تھا... ہر ایک گم صم، دعاؤں میں مصروف تھا...

دو دن بعد 'آپریشن سائلنس' ختم ہو گیا، کربلا کی تاریخ اسلام آباد میں دہرائی گئی، اہل پاکستان اور ان کی ساری مذہبی وسیاسی قیادت دَم سادھے دیکھتی رہی... کچھ زخمی دل تھے جو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہے اور اس قوم کے گناہوں پر رب ذوالجلال کے حضور گڑگڑاتے رہے، ایسے ہی چار مضطرب نفوس کی تڑپ کا میں نے بھی مشاہدہ کیا... اگلے دن وہ چاروں پھر نامعلوم منزلوں کی جانب روانہ ہو گئے...

چند ہفتوں بعد کمپنی کے ایک پراجیکٹ پر کام کے لیے مجھے سعودی عرب جانے موقع ملا... کام کے اختتام پر عمرہ کی سعادت کے لیے حرمین شریفین کا رخ کیا... مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور روضہ اقدس کی حاضری کا لمحہ اور پھر اس کے بعد زیارت کے دوران جب میدان اُحد میں پہنچا تو بے اختیار زبیر اور اس کے ساتھی یاد آگئے... مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصتی کے بعد بیت اللہ کی حاضری اور عمرہ کی ادائیگی کا شرف حاصل ہوا... اسی رات وہ لمحہ بھی نصیب ہوا جس کی تمنا ہر حاجی کرتا ہے، نصف شب کے قریب ملتزم پر رش کافی کم ہو گیا تو میں نے موقع غنیمت جانا اور اپنی ساری التجائیں بارگاہ ایزدی میں پیش کرنے کے لیے حاضر ہو گیا...

یہی موقع تھا جب اپنے اور اپنے پیاروں کے لیے ایک سے ایک قیمتی انعام کا حصول متوقع تھا، سو میں نے اپنے رب سے ہدایت مانگ لی... اپنے لیے بھی، اپنے پیاروں کے لیے بھی بالخصوص زبیر کے لیے... میں نے بارگاہ ذوالجلال میں عرض کیا کہ اے رب کریم! اگر میرا یہ پیارا بھائی راہ ہدایت پر ہے تو پھر اس کی سعی کو قبول فرما اور مجھے بھی اس کا ہم سفر اور انصار بنا اور اگر وہ بھٹکے ہوؤں کا ساتھی ہے تو اس کو ہر قسم کے شر سے بچ کر پلٹ آنے اور سچی توبہ کے بعد صراط مستقیم کا مسافر بنا...

اس دعا کے فوری بعد دل میں اتنے والی طمانیت نے احساس دلایا کہ یہ جگہ حقیقتاً مقام قبولیت ہے... تین دن بعد میری واپسی تھی، ایئرپورٹ روانگی سے کچھ دیر قبل میرے موبائل پر لاہور کے کسی نمبر سے فون آیا... میں نے فون اٹھایا تو "السلام علیکم" کی جانی پہچانی سی آواز آئی، میں ذرا ذہن پر زور دیا تو یاد آیا کہ یہ تو حافظ عمران کی آواز ہے...

"مبارک ہو! آپ کا بھائی زبیر کامیاب ہو گیا"... خیریت پوچھنے بتانے کے بعد اس نے کہا تو چند ثانیے تک میں گویا سن ہو گیا...

"الحمدللہ!"... اوسان بحال ہونے پر میں فقط یہ کہہ پایا...

گناہگار بندے کی التجا، اللہ مجیب الدعوات کے حضور قبول ہو گئی تھی... لاہور پہنچنے پر پتہ چلا کہ دو روز قبل فجر سے کچھ دیر بعد مجاہدین کے مرکز پر ہونے والی بم باری میں زبیر اور پانچ دیگر مجاہدین شہید ہو گئے تھے... عثمان بھی اسی بم باری میں ایک مرتبہ پھر زخمی ہوا تھا...

زبیر کی شہادت کو آج کئی سال گزر بیت چکے ہیں... اس وقت رات کے دو بجنے والے ہیں اور ابھی کچھ دیر پہلے بھی میرے دروازے پر دستک ہوئی تھی... آج بھی دروازہ کھلنے پر میلے کپڑوں والے کچھ تر و تازہ چہرے میرے مہمان تھے... گلاب ایسے یہ شگفتہ چہرے ابھی کچھ دن میرے پاس رہیں گے... الیکٹرونکس کے کچھ سرکٹ وغیرہ بنانا سیکھیں گے... اور پھر کسی روز اسی طرح بوقتِ نیم شب رخصت ہو جائیں گے... جی تو چاہتا ہے کہ ان کے پاؤں دھو کر پیوں کہ یہ نوجوان ایک ایسے وقت میں اپنے لہو کے چراغ جلانے اٹھے ہیں جب پوری امت مسلمہ پر وہن کی تاریک رات کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں لیکن یہ بندگان خدا مست 'دنیا اور اس کی رنگینیوں کو خیر باد کہہ کر سعادت وشہادت کی سربلند منزلوں کو پانے کی جستجو میں نکل پڑے ہیں اور غفلت کی نیند سوئے مجھ جیسوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں

میں ظلمت شب میں لے کر نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو

شر رفشاں ہو گی آہ میری، نفس میرا شعلہ بار ہو گا

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ ستمبر میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم ستمبر:

☆صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج شہر میں مجاہدین نے 2 انٹیلی جنس اہل کاروں کو نشانہ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

2 ستمبر:

☆صوبہ پکتیکا میں عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے خصوصی فرمان کی رو سے عید کی مناسبت سے گرفتار ہونے والے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے 12 فوجیوں کو اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنیاد پر رہا کر دیا گیا۔

4 ستمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں کیچو کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 6 ہلاک، 2 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع سید خیل میں سپیشل فورس اہل کاروں نے اور کٹھ پتلی مذکورہ ضلع کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لی۔

5 ستمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع جوند میں ضلعی مرکز کے قریب ہونے والے بم دھماکہ سے پولیس چیف (عبد القدوس) محافظ سمیت زخمی، جب کہ یونٹ کمانڈر 3 اہل کاروں سمیت ہلاک ہوا۔

6 ستمبر:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں سپینہ خاورہ اور لنڈئی کوسہ کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے پانچ ٹینک تباہ اور 14 اہل کار ہلاک و زخمی، جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ نیمروز ضلع خاشرود میں ہونے والے بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار کمانڈر (احمد ضیاء علیزاد) ہلاک، جب کہ کمانڈر (ذبیح) سمیت 2 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی ضلع اجرستان میں ضلعی مرکز مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں عملہ سمیت متعدد فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ملکی سطح پر جارح امریکی فوجوں کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئربیس کے گیٹ نمبر 3 کے سامنے جارح فوجوں کا مجمع اکٹھا تھا، کہ اس دوران امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید محمد ادریس تقبلہ اللہ نے بارود بھرے موٹر سائیکل سے شہیدی حملہ انجام دیا۔ اس مبارک فدائی حملے کے نتیجے میں 20 جارح امریکی ہلاک و زخمی ہوئے۔

7 ستمبر:

☆صوبہ دائی کنڈی ضلع اجرستان میں ضلعی مرکز کے قریب تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر کی ملبہ کو جمع کرنے کے لیے 3 ہیلی کاپٹر علاقے میں مصروف العمل تھے، جن میں سے ایک ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے نشانہ بنا کر مار گرایا۔

8 ستمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں گل چین کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور اس میں تعینات 6 اہل کار ہلاک، جب کہ 2 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، پانچ کلاشنکوف، ایک بم آفگن اور 2 موٹر سائکلوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں سرفلیک کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے ایک گرفتار جب کہ دیگر نے نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں کنسک کے علاقے میں فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 4 ٹینک تباہ اور 2 اہل کار ہلاک، جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

9 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں مجاہدین نے 2 فوجیوں کو لیزر گن سے نشانہ بنا کر مار ڈالے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں ناوہ کے علاقے میں واقع 6 فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اعلیٰ افسر سمیت 3 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب بیس اکمالاتی کے علاقے میں پولیس کمانڈر کی گاڑی میں مجاہدین کی نصب کردہ مقناطیسی بم سے دھماکہ ہوا، جس سے کمانڈر انور سمیت 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے پولیس کارروان اور چوکی پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 پولیس اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔
☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں مقام کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے سور تنگی کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

10 ستمبر:

☆صوبہ فراہ ضلع پشترود میں فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے۔
☆صوبہ اورزگان کے ضلع خاص روزگان میں 2 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3 پولیس ہلاک، جب کہ کمانڈر (حمید اللہ) سمیت 2 اہل کار زخمی ہوئے۔
☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں شفاخاک کے علاقے میں فوجیوں سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

11 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں امریکی فوجی سیغان کے علاقے میں ٹینکوں کے آس پاس سڑک کے کنارے کھڑے تھے، اس دوران امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد طالب علم شہید احمد تقبلہ اللہ نے بارودی بھری گاڑی سے شہیدی حملہ انجام دیا۔ اس مبارک شہیدی حملے کے دوران 13 وحشی موقع پر واصل جہنم جب کہ 11 زخمی ہونے کے علاوہ 3 بکتر بند ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے۔

12 ستمبر:

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں وندنامی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 3 ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد میں یوسف خیل، پتنگ، سلطان خیل، اوتڑیو اور لوہڑہ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور 6 آئل بھرے ٹینکر جل کر خاکستر ہوئے اور ساتھ ہی دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔
☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے علی خان قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان اور بیات کے علاقے میں گاڑی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 6 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں سپید سنگ کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کی گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں کارروان پر ہونے والے حملے میں ایک ٹینک تباہ اور 2 فوجی زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بہسود میں سراچہ پل کے علاقے میں بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں مجاہدین کے حملے میں حصارک ڈسٹرکٹ چیف عبد الخالق 2 محافظوں سمیت زخمی اور ان کی گاڑی تباہ ہوئی۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سید کرم دھماکوں سے ایک فوجی ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ معروف جنگجو کمانڈر ظہور الدین سمیت پانچ اہل کار ہلاک متعدد زخمی ہوئے۔

13 ستمبر:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں ہستوگنہ کے علاقے میں پولیس کارروان پر ہونے والے حملے میں ایک اہل کار ہلاک جب کہ دوسرا زخمی اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔
☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے بازار میں لرگی اڈہ کے مقام پر پولیس گاڑی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں گاڑی تباہ اور 2 اہل کار قتل جب کہ تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لی۔
☆صوبہ پکتیکا کے ضلع جانی خیل میں مجاہدین نے سابق پولیس چیف کمانڈر محمد حسین کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا اور ان کے اسلحہ کو غنیمت کر لیا۔

14 ستمبر:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے آقمست، چکنہِ بالائی بام، جودانہ اور قرائی کے علاقوں میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے اب تک پانچ وسیع علاقے اور 2 اہم چوکیاں فتح، ایک اہل کار ہلاک، 3 زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے ایک کلاشنکوف سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ فاریاب کے ضلع خیبر میں بورغن بالا اور بورغن پایں کے علاقوں میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے دو وسیع علاقے اور ایک چوکی فتح، 2 اہل کار زخمی، جب کہ دیگر نے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے قریب کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے یکے بعد دیگرے دھماکوں سے 2 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں کٹھ پتلی فوجوں کو مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

15 ستمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع دامان میں قندہار ایئربیس کے قریب ترنک پل کے علاقے میں قابض فوجیوں کے کانوائے پر فدائی مجاہد **محمود قندہاری تقبلہ اللہ** نے بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دیا۔ غاصبین کا ایک ٹینک تباہ اور 7 قابض فوجی موقع پر ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ کے جار شہید اور ضلع خانقاہ کے قلیچ آباد کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس میں اب تک 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے ہیں۔

16 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے مربوطہ سرکار کے علاقے میں واقع چوکی میں رابط مجاہد نے وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس سے 2 جنگجو ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہد ایک کار مولی اور ایک کلاشنکوف سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے الکوزوں شاخ کے مقام پر گشتی پارٹی پر بم دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں کندلان کے علاقے میں واقع دفاعی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر (عبدالمنان) سمیت 5 اہل کار موقع پر قتل ہلاک، جب کہ 5 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، 10 کلاشنکوف اور 3 موٹر سائیکلوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔
☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 4 چوکیاں اور وسیع علاقے فتح ہوئے۔

17 ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع شوراب میں ایئر بیس پر 7 میزائل داغے، جو امریکی افواج کی رہائش گاہ پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔
☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں سرکار کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس پر لیزر گن حملہ کیا، جس سے 3 اہل کار ہلاک، جب کہ ایک زخمی ہوا۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس سے 3 اہل کار مزید ہلاک، اور 2 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال میں مجاہدین نے رابط اہل کار کے تعاون سے افغان مزار نامی جنگجوؤں کی چوکی پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 8 جنگجو قتل ہونے کے علاوہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔
☆صوبہ جوزجان کے ضلع خانقاہ میں بیش کپہ اور ضلع آقچہ کے جبار شہید کے علاقوں میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔
☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں رباط کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعنیات جنگجوؤں میں سے 10 ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے ایک گاڑی، ایک مارٹر توپ، 10 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

18 ستمبر:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں ژڑئی غونڈ کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 9 جنگجوؤں نے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔ سرنڈر ہونے والوں نے ایک ہیوی مشن گن اور 8 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیا۔
☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتونکوٹ میں 7 جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔ سرنڈر ہونے والوں نے ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیا۔
☆صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ میں جبار شہید کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ متعدد زخمی ہوئے، مجاہدین نے ایک راکٹ، ایک امریکی ایم 16 گن اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔
☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد سپلائی کانوائے پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 سپلائی گاڑیاں تباہ اور 3 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز میں زیمن کے علاقے سٹہ سنگ نامی چوکی پر سیکورٹی اہل کاروں کو مجاہدین نے سنائپر گن کا نشانہ بنایا، جس میں ایک پولیس اہل کار مارا گیا۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں امریکی طیاروں کی مدد سے کٹھ پتلی افواج نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 4 ٹینک تباہ اور 6 اہل کار ہلاک، 8 زخمی ہوئے۔ جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں کوچیان کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک کارمولی بندوق، ایک ہیوی مشن گن اور ایک کلاشنکوف سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک سے میں نہر سراج کے علاقے کے یخچال کے مقام پر سنگور جنگجوؤں پر بم دھماکہ ہوا، جس سے 2 اہل کار قتل ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک سے میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار لیزر گن سے نشانہ بنا کر قتل کر دیے گئے اور 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امان اللہ کاریز کے علاقے میں مجاہدین نے لیزر گن سے 2 اہل کاروں کو نشانہ بنا کر مار ڈالے۔

19 ستمبر:

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں قلعہ نہری کلان کے علاقے میں مجاہدین نے بگرام جیل کے انٹیلی جنس سروس افسر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ بہاؤالدین میں قریہ جنگہ کے علاقے میں چوکی پر ہونے والے حملے میں 2 جنگجو قتل اور 2 کلاشنکوفیں مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے جنگل باغ کے علاقے میں فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور اس میں تعینات 5 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے 2 کلاشنکوفوں اور ایک بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں منڈیلک کے علاقے میں ہونے والے یکے بعد دیگرے بم دھماکوں سے کاماز گاڑی اور ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

20 ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں صاحب خان کے علاقے میں واقع پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان میں صدر مقام مہترلام شہر میں پنچ پائی کے علاقے میں جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 4 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے مہترلام شہر کے لوئے خوڑ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں یکہ خان کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے مذکورہ علاقہ اور 3 چوکیاں فتح، 3 اہل کار ہلاک، کمانڈر سمیت 2 زخمی، جب کہ پانچ گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر ایک ہیوی مشن گن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں چھاونی کے علاقے میں مجاہدین نے رنگ نامی فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا اور ساتھ ہی دشمن پر دھماکے بھی ہوئے، جس کے نتیجے میں 5 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

21 ستمبر:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ننگرہار ایئرپورٹ کے گیٹ نمبر 1 میں جارح امریکی فوجوں کی گاڑی پر حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی اور اس میں سوار 3 امریکی فوجی موقع پر واصل جہنم جب کہ 2 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار عطاء الدین کو مسلحانہ کارروائی کے دوران قتل کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع جغتو میں مہمند کوتل کے علاقے میں ڈسٹرکٹ پولیس چیف کی گاڑی مجاہدین کی نصب کردہ بم سے تباہ ہوئی اور اس میں سوار پولیس ضلعی سربراہ کمانڈر میراجان جعفری 4 محافظوں سمیت موقع پر ہلاک ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں صاحبزادہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک اہم یونٹ، 19 چوکیاں اور مذکورہ علاقے سارے فتح، 3 اہل کار ہلاک، کمانڈر سمیت 2 اہل کار زخمی، جب کہ 8 گرفتار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، 2 امریکن بندوق، ایک موٹر سائیکل، ایک مارٹر توپ، ایک رائفل گن، 2 ہیوی مشن گن، ایک مسلسل، ایک راکٹ لانچر اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

22 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں دہ قاضی کے علاقے میں امریکی بکتربند ٹینک مجاہدین کی نصب کردہ بم بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 وحشی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں شفاخاک کے علاقے میں فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار ہلاک، جب کہ 8 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں طورخم، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کے کارروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند ضلع ناوہ میں ائیر بیس کے قریب ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار امریکی ہلاک ہوئے۔

23 ستمبر:

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں کابل، قندہار قومی شاہراہ پر واقع تین پولیس چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، اللہ تعالی کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ایک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، 3 کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں مجاہدین نے پولیس کارروان اور چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع اورگون میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جو اللہ تعالی کی نصرت سے فتح اور وہاں تعینات 4 جنگجو ہلاک جب کہ 5 زخمی ہونے کے علاوہ 2 ہیوی مشین گنیں، 6 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کرلی۔

☆صوبہ پنجشیر کے ضلع پریان کے آریب کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس چیف اور تازہ دم اہل کاروں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع اورگون میں چوکیوں پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور مجاہدین نے 2 ہیوی مشین گنیں، 6 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

24 ستمبر:

☆صوبہ کابل میں کابل شہر کے حلقہ نمبر 5 کے مربوطہ افشار کے علاقے میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید طٰہٰ تقبلہ اللہ نے بارود بھری گاڑی کو امریکی فوجوں کے کارروان سے ٹکرادیا، جس کے نتیجے میں 3 صلیبی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 16 امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے جمعہ بازار میں آپریشن کرنے والے فوجی قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 23 ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئی۔ جھڑپوں میں متعدد کمانڈوز بھی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ٹینکوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں شفا خاک کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک، جب کہ 6 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قاری چوکی کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، ضلعی پولیس چیف (جنرل عمرخان) سمیت 5 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

25 ستمبر:

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین کے حملے میں 2 جنگجو ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو بھی نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 فوجی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں کٹھ پتلی فوجوں سے شدید جھڑپیں ہوئیں، جن کے نتیجے میں 5 ٹینک، ایک کاماز گاڑی تباہ، 27 فوجی وپولیس اہل کار ہلاک، جب کہ 35 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع بندر میں مجاہدین نے ضلعی مرکز اور آس پاس چوکیوں پر حملہ کیا، جس سے ضلعی مرکز، 2 یونٹ، 10 چوکیاں اور میرائی پوشتہ، میرائی پایسور، سردئی، اکبرمک اور شادوست کے وسیع علاقے فتح ہونے کے علاوہ 2 اہلکار ہلاک، 13 زخمی جب کہ 15 گرفتار ہوئے۔

26 ستمبر:

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں دشمن کے دفاعی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، پانچ ٹینک تباہ، اور 24 اہل کار ہلاک، جن کی لاشیں تاحال وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن، پانچ کلاشنکوف اور 2 بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں زقوم چاراہی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے لیزرگن حملہ کیا، جس سے 6 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع نوبہار میں بابوگاؤں کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش میں فوجی قافلے پر یکے بعد دیگرے متعدد بم دھماکے ہوئے، جس سے 8 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

27 ستمبر:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں ائیر بیس پر مجاہدین نے صوبائی ائیر بیس پر میزائل داغے، جو اہداف پر گرے۔ اس مبارک حملے سے 3 امریکی ہلاک، جب کہ 2 مزید زخمی ہوئے ہے۔ اس حملے کے بعد بزدل امریکی صوبہ فراہ سے فرار ہوئے۔

☆امریکی وزیر دفاع کی کابل آمد کے موقع پر مجاہدین نے کابل ائیرپورٹ پر درجنوں میزائل داغے، جو ہوائی اڈے کے اندر گریں اور عینی شاہدین کے مطابق ائیرپورٹ میں ہر طرف خوف وہراس پھیل گیاہے۔ واضح رہے کہ میزائل حملے کا ہدف امریکی وزیر دفاع اور نیٹو جنرل سیکریٹری کا طیارہ تھا۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے امریکی ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا، ٹینک میں سوار امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشتکوہ میں ضلعی مرکز کے قریب واقع پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، 4 کلاشنکوف اور ایک بم آفگن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں فوجیوں اور چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ٹینک تباہ، ضلعی پولیس چیف کمانڈر (صادق صدیقی) سمیت 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں کڑپی کے علاقے میں واقع چوکی اور سپیشل فورس اہل کاروں پر حملہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح وہاں تعینات 4 اہل کار ہلاک، 3 زخمی اور مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان اور اسلحہ غنیمت کر لیا۔

28 ستمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف میں فدائی مجاہد **حضرت علی قندہاری** تقبلہ اللہ نے بارود بھرے ٹینک کو معروف ڈسٹرکٹ پولیس ہیڈ کوارٹر سے ٹکرا دیا، جس پولیس ہیڈ کوارٹر تباہ اور اس میں تعینات پولیس چیف (نادر خان) سمیت 30 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ساتھ ہی مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے ضلعی مرکز اور آس پاس دفاعی چوکیوں پر حملہ کیا، جو رات دس بجے تک جاری رہا، جس سے ضلعی مرکز، انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر، نادر خان ہاؤس کا دفاعی مرکز اور درجنوں چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4 ٹینک، 4 رینجر گاڑیاں، ایک ٹریکٹر ایک فور بائی فور گاڑی تباہ اور 16 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک انٹیلی ایئر گرافٹ گن، ایک کلاشنکوف، 4 ہیوی مشن گنوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے سوزل کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 2 رینجر گاڑیاں تباہ اور 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل میں مندی کے علاقے میں مجاہدین نے ضلعی مرکز جانے والے فوجی کارروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 10 اہل کار ہلاک جب کہ 17 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں واقع فوجی مراکز پر حملہ ہوا، جس سے ایک دفاعی چوکی اور پولیس اسٹیشن فتح، 17 اہل کار ہلاک، جب کہ 5 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں مجاہدین نے اعلیٰ پولیس افسر حمید ودان کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

29 ستمبر:

☆صوبہ بامیان کے ضلع غندک میں مجاہدین نے پولیس مرکز اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں فتح ایک محاصرہ ہونے کے علاوہ متعدد اہل کار ہلاک وزخمی اور 2 گرفتار ہوئے ہیں اور ساتھ ہی مجاہدین نے کافی مقدار میں ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں کوٹہ سنگی کے علاقے میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں پانچ اہل کار ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی چاردیوال سے آنے والے تازہ دم اہل کاروں پر کوخانے قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف کے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ضلعی مرکز سمیت سارے فوجی تاسیسات فتح ہونے کے علاوہ درجنوں اہل کار ہلاک اور متعدد فوجی ٹینک و گاڑیاں تباہ ہوئے۔

30 ستمبر:

☆صوبہ قندھار کے ضلع پشتونکوٹ میں پوگان کے علاقے میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے مذکورہ علاقہ اور 8 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر (فتاح) محافظ سمیت زخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح اور 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر، ایک رائفل گن، ایک بم آفگن اور 6 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بامیان کے ضلع غندک میں واقع پولیس مرکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو چوکیاں مکمل طور پر فتح ہوئیں اور 9 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور 2 گرفتار ہونے کے علاوہ ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، دو کلاشنکوفیں اور مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کر لی۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں قلعہ نصرو کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار امریکی صلیبی فوجی بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

وسیم حجازیؔ

ایک نہیں، ہوں لاکھوں جانیں اپنے نبیؐ پر واروں گا
رب سے میرا وعدہ ہے گستاخِ نبیؐ کو ماروں گا

اعلان جنگ ہے میری طرف سے آقاؐ کے گستاخوں کو
غرض نہیں ہے اِس سے مجھ کو جیتوں گا یا ہاروں گا

ہرزہ سَرا جو جیسے ہو ناموس رسول اکرمؐ پر
بن کے عذابِ خدا اُس کو میں تنہا ہی للکاروں گا

پاک نبیؐ پر جس ناپاک نے گندی بولی بولی تو
کاٹ کے اُس کی زباں پہلے پھر گردن کو بھی اتاروں گا

جو خون کرے ملعونوں کا وہ غازی عَلَم دِیں بنتا ہے
اِس کارِ خیر سے میں بھی تو اپنی تقدیر سنواروں گا

توہینِ نبیؐ پر جو چپ ہو قانون میں اُس کا باغی ہوں
یہ جذبۂ غیرت ہر مومِن کے دل میں خوب ابھاروں گا

قرآن و حدیث، اِجماعِ صحابہؓ اور قیاس سے ثابت ہے
گستاخِ نبیؐ کی، موت سزا! کہتے دن رات گزاروں گا

ہم کتنے متفکر ہیں ناموسِ رسالت کی حفاظت اور گستاخانِ رسول کو انجامِ بد تک پہنچانے کے لیے؟

”کعب بن اشرف ایک یہودی لیڈر اور بہت ہی فصیح شاعر تھا۔ جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خبر مدینہ پہنچائی گئی اور یہ خبر کعب بن اشرف کے کانوں تک پہنچی تو وہ بے اختیار بول پڑا: ”اگر یہ خبر سچی ہے تو ہمارے لیے زمین کے اوپر والے حصے میں ہونے کی بجائے نیچے والے حصے میں ہونا بہتر ہے (یعنی ہمارے لیے مرنا بہتر ہے)۔ قریش کی شکست کے بعد زندہ رہنے میں کیا خیر باقی ہے!“

پھر اس نے شعر کہنے شروع کیے جس میں وہ مشرکین کے نقصان پہ مرثیے کہتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس نے تو مسلمان خواتین کو بھی نہ چھوڑا اور ان کے خلاف بھی شعر کہنے لگا اور اپنی ان حرکتوں پہ داد وصول کرنے اور مشرکین مکہ کو اپنی مدد اور تعاون کا یقین دلانے کی خاطر وہ گاہے بگاہے مکہ بھی جاتا۔ جب اس کی یہ حرکتیں حد سے بڑھنے لگیں تو نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کون ہے جو کعب بن اشرف سے نمٹے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی ہے“۔

قبیلہ اوس سے تعلق رکھنے والے ایک انصاری صحابی محمد بن مسلمہؓ نے جواب دیا: ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خدمت سرانجام دوں گا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“۔ پس محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ کرلیا کہ وہ گستاخِ رسول کعب بن اشرف کو قتل کرکے رہیں گے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے واپس گھر لوٹے اور اس معاملے پہ غور و خوض شروع کیا تو انھیں احساس ہوا کہ یہ کام آسان نہیں کیونکہ کعب بن اشرف ایک قلعے کے اندر یہودی بستی میں رہ رہا تھا۔ ان حالات میں اس کو قتل کرنا یقیناً ایک مشکل کام تھا۔ جاں نثار رسول محمد بن مسلمہؓ سخت متفکر ہوگئے۔ اس لیے نہیں کہ اس کام میں ان کی جان جانے کا شدید خطرہ تھا کیونکہ وہ تو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے نچھاور کرنے کا عزم کر رہا تھا۔ انھیں اپنی جان کی تو کچھ فکر نہ تھی بلکہ فکر تھی تو اس بات کی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا نہ کرسکیں۔ وعدہ پورا کیے بغیر مرنا بھی ان کو گوارا نہ تھا۔ ان کی اس فکر نے ان کو کھانے پینے سے بھی روک دیا۔ تین دن تک لگاتار صبح و شام آپ اپنے وعدے کی تکمیل کے بارے میں سوچتے رہے۔ جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لیے آپ بمشکل تھوڑا بہت کھانا کھاتے اور ہر وقت اس فکر میں رہتے کہ کس طرح گستاخ رسول کو ٹھکانے لگاے اجائے۔

اس بات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور فرمایا: ”اے محمد بن مسلمہ! تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے کہ تم نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے؟“ محمد بن مسلمہؓ نے جواب دیا: ”ہاں یا رسول اللہ“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو جواب دیا: ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے ساتھ ایک وعدہ کیا ہے اور سوچتا ہوں کہ کیا میں کامیابی کے ساتھ اس کو پورا کرسکوں گا؟“ اس پر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”تم پر اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق بھرپور کوشش کرنا لازم ہے اور اس کوشش کا نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ تم اللہ پر چھوڑ دو“۔

ذرا لمحہ بھر کو یہاں توقف کریں اور غور کریں کہ کیسا جاں نثارانہ جوش اور جذبہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس...! کیسی شدید محبت تھی ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ فکر تھی تو اپنی جان کی نہیں بلکہ اس بات کی کہ وعدہ کیسے پورا کیا جائے...! اور وہ (محمد بن مسلمہؓ) اس بات پر اتنے متفکر تھے کہ کھانا پینا چھوٹ گیا اور وہ اس قابل نہ رہے کہ معمولاتِ زندگی کو معمول کے مطابق چلا پائیں کیونکہ ان کے لیے توہینِ رسالت بہت سنجیدہ معاملہ تھا... وہ تو ان لوگوں میں سے تھے جو یہ بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھے اور وہ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہیں اور آج... نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو کس طرح یکے بعد دیگرے نشانہ بنایا جارہا ہے... توہینِ رسالت کا وہ کون سا طریقہ ہے جو ملعون کفار نے چھوڑا ہے؟؟ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کے بتائیں کہ کیا آپ کا دل تڑپ رہا ہے؟ ذرا بتائیں آپ کتنے متفکر ہیں؟ ہم کتنے متفکر ہیں ناموسِ رسالت کی حفاظت اور گستاخانِ رسول کو انجامِ بد تک پہنچانے کے لیے؟ ذرا موازنہ تو کریں اپنی فکر اور تڑپ کا صحابہ کرامؓ اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی اس معاملے میں فکر اور تڑپ سے تو حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند بانگ دعووں کی قلعی کھل جاتی ہے!! اگر کوئی گستاخانِ رسول کو انجامِ بد تک پہنچانے میں سنجیدہ ہے تو اسے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار اپنانا پڑے گا۔ اُن جیسا جذبہ اور تڑپ پیدا کرنے کی ضرورت ہے“۔

شیخ انور العولقی رحمۃ اللہ علیہ